

تفہیم الاحادیث

جلد ۱

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

ادارہ معارف اسلامی
منصوبہ
لاہور

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس
پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا أَلْمَأَزَمُوا رَسُولًا فَشَأْنُهُ

وَمَا يُلْمَأَزَمُونَ عَنْهَا فَأَنْتَ حَمِيمٌ

(الحشر آیت ۷)

”جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ۔“

تفہیم القرآن الاحادیث

تفہیم القرآن اور مولانا مودودیؒ کی دوسری تحریروں میں مذکور
احادیث اور فقہی احکام و مسائل کی ترتیب و تخریج

جلد دوم

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ترتیب و تخریج

مولانا عبدالوکیل علوی

ادارہ معارف اسلامیہ
منصوبہ
لاہور

(جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں)

تفہیم الاحادیث جلد دوم (رسالت - آخرت)	نام کتاب
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	افادات
مولانا عبدالوکیل علوی	ترتیب و تخریج
ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور	بہ اہتمام
۳۵۰ روپے	قیمت
ستمبر ۱۹۹۴ (۱۰۰۰)	اشاعت اول
جنوری ۱۹۹۷ (۱۰۰۰)	اشاعت دوم
اپریل ۲۰۰۰ (۵۰۰)	اشاعت سوم
اپریل ۲۰۰۳ (۱۱۰۰)	اشاعت چہارم

تقسیم کنندہ:

مکتبہ معارف اسلامی

منصورہ، ملتان روڈ لاہور پوسٹ کوڈ-54570

فون: ۵۴۳۴۴۱۹-۵۴۳۲۲۷۶-۵۴۱۹۵۲۰

قومی پریس لاہور

:

طابع

فہرست عثمان وین

چوہدری محمد اسلم سلیمی

پیش لفظ

کتاب الرسالة

فصل اول:

وحی

۲۰	انبیاء کے لیے مخصوص وحی	۱۳	وحی کا آغاز کس طرح ہوا؟
۲۰	کیا غیر نبی پر اس وحی کا نزول ہو سکتا ہے؟	۱۴	خواب کے متعلق اسلامی نقطہ نظر
۲۱	نزول وحی کی کیفیت	۱۵	روایات صادقہ
۲۳	جبرئیل کے ساتھ ساتھ وحی کے الفاظ دہرانے کی ممانعت	۱۵	اضغاث احلام
۲۵	آپؐ کے الفاظ وحی دہرانے کی ضرورت کیوں محسوس کرتے تھے؟	۱۶	آغاز وحی
۲۵	فترۃ الوحی کا دور اور آپؐ کا اضطراب	۱۸	کیا نزول وحی سے قبل آپؐ اس کے منتظر تھے؟
۲۸	دور فترۃ الوحی کا اختتام	۲۰	وحی کی اقسام اور الہام:
۳۲	اہل مکہ کی بدگمانی کہ آپؐ کو چند مخصوص آدمی تعلیم دیتے ہیں	۲۰	جلی یا طبعی وحی
		۲۰	جزئی وحی

فصل دوم:

تکمیل ایمان کے لیے نبی کے ساتھ محبت کا معیار

۴۶	آپؐ کی رسالت عالم گیر اور ہمہ گیر ہے	۳۸	ایمان کامل کے لیے فیصلہ کن سند
۵۰	جن وانس دونوں کے نبی	۳۹	لذت ایمان اور اس کی چاشنی کے نصیب ہوتی ہے؟
۵۲	جن وانس دونوں کو خطاب	۳۹	رسولؐ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے
۵۳	جنوں کو دعوت توحید	۴۰	ایک مثال سے رسالت محمدیؐ کی وضاحت
۵۶	پیغمبر کا کون سا ظن واجب الاتباع ہے؟	۴۱	نبوت محمدیؐ پر ایمان نہ لانے والے دوزخی ہیں
۵۷	رسول خدا کی بشری اور نبوی حیثیت میں فرق...	۴۲	سرچشمہ ہدایت محض قرآن مجید اور اسوہ حسنہ ہے
۵۸	جنگ بدر کے موقع پر رائے قبول فرمانا	۴۴	دوہرے اجر کے مستحق لوگ

تفسیر سیم الاہادیہ جلد دوم

۵۹	✪ بریرہ کو اس کے شوہر کے بارے میں مشورہ	۵۹	✪ اسیران بدر کے بارے میں مشورہ لینا
۶۰	✪ خواب میں زیارت نبوی اور زندگی پر اس کا اثر	۵۹	✪ غزوہ خندق کے موقع پر بنی عطفان سے صلح
۶۲	✪ کیا کسی کو ہدایت دینا نبی کے اختیار میں ہے؟	۵۹	✪ صلح حدیبیہ
۶۳	✪ کوہ صفا سے دعوت توحید	۵۹	✪ جنگ حنین میں تقسیم غنائم کے موقع پر

فصل سوم:

دور مصائب و آلام

۹۳	✪ ابو جہل کی بیہودگیاں	۷۷	✪ اہل طائف کا حضور پر ظلم عظیم
۹۶	✪ کفار مکہ کی مخالفانہ روش میں شدت	۷۷	✪ ابولہب کی اذیت رسائیاں
۹۷	✪ کفار مکہ کی طرف سے سمجھوتے کی پیشکش	۸۳	✪ شعب ابی طالب
۹۹	✪ اہل ایمان کے لیے مصائب و آلام کا دور	۸۵	✪ حضرت عمرؓ کا قبول اسلام
۱۰۱	✪ ہجرت مدینہ کے موقع پر آپ کو قتل کرنے کی خفیہ سازش	۸۷	✪ یہودیوں کی سازش
		۸۸	✪ عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش

رسالت مآب کے اخلاق و شمائل

فصل چہارم:

۱۲۱	✪ حضورؐ کا اخلاقی رعب	۱۰۷	✪ صاحب خلق عظیم
۱۲۳	✪ آپؐ پر ساحری کا الزام	۱۰۸	✪ خادموں سے حسن سلوک
۱۲۴	✪ آں حضورؐ اور شعر و شاعری	۱۱۰	✪ اپنی ذات کے لیے انتقام
۱۲۸	✪ دفاعی شاعری	۱۱۱	✪ آپؐ کا حسن انتخاب
۱۳۱	✪ سفر طائف سے واپسی پر رب کائنات کے حضور دعا	۱۱۲	✪ اختیار اہون البلیتین
۱۳۲	✪ حضورؐ کا رفع ذکر	۱۱۳	✪ ایک نابینا سے بے رخی پر عتاب الہی
۱۳۵	✪ امت کو حاصل ہونے والی فتوحات کی خوش خبری	۱۱۵	✪ آپؐ کے روبرو اعمال امت پیش کیے جانے کا مطلب
۱۳۶	✪ آپؐ کی تواضع اور انکسار	۱۱۷	✪ نبی کریم ﷺ کے چلنے کا انداز
۱۳۷	✪ تزکیہ نفس کے لیے حضورؐ کی دعا	۱۱۸	✪ آپؐ کی عائلی زندگی
۱۴۰	✪ شکر گزار بندہ	۱۱۹	✪ ازواج مطہرات کے ساتھ آپؐ کا عدل

ختم نبوت

فصل پنجم:

۱۷۲	✪ اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟	۱۳۷	✪ ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات
۱۷۳	✪ نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے	۱۵۰	✪ قصر نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں
۱۷۴	✪ ختم نبوت کے خلاف شبہات کا ابطال	۱۵۸	✪ احمد کے معنی
۱۷۵	✪ انبیاء و رسل کی تعداد	۱۶۳	✪ ختم کے لغوی معنی
۱۷۶	✪ رسول کسے کہتے ہیں؟	۱۶۴	✪ صحابہ کرام کا اجماع
۱۷۶	✪ نبی کے معنی	۱۶۵	✪ تمام علمائے امت کا اجماع
۱۷۶	✪ قرآن مجید ان الفاظ کا استعمال کن معانی میں کرتا ہے	۱۷۱	✪ کیا اللہ کو ہمارے ایمان سے کوئی دشمنی ہے؟

۱۸۱

واقعہ معراج، اس کی کیفیت اور مشاہدات

فصل ششم:

۲۰۵

ختم نبوت اور نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

فصل ہفتم:

۲۰۵

احادیث در باب نزول عیسیٰ علیہ السلام

چند توضیحات

فصل ہشتم:

- | | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۲۵۶ | ابو جہل کی بیٹی کو حضرت علیؑ کا پیغام نکاح | ۲۲۷ | کیا صحابہ کرام کی تمجید و تہلیل چھوڑ کر خلافت میں گدھے |
| ۲۶۲ | قرآن وحدیث کی رو سے اہل بیت سے کیا مراد ہے | ۲۲۸ | خلافت ابی بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ |
| ۲۶۳ | کیا ازواج اہل بیت میں شامل نہیں؟ | ۲۳۹ | حدیث انا مدینة العلم کی علمی تحقیق |
| ۲۶۴ | اہل البیت کا عربی میں صحیح استعمال | ۲۴۱ | حدیث غریب اور حدیث منکر |
| ۲۶۵ | آپ کے متعلق ایک بے اصل روایت کی حقیقت | ۲۴۱ | المستدرک کا معتبر کتب احادیث میں مقام |
| ۲۶۶ | ایسی روایت کے وضع کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی | ۲۴۲ | حدیث مذکور علماء ناقدین حدیث کی نظر میں |
| ۲۶۷ | عترت رسول ﷺ | ۲۴۲ | لائق استنباطات |
| ۲۷۱ | ایک واقعے کی اصل حقیقت | ۲۴۳ | ظاہری الفاظ سے مترشح مفہوم لینے کی قباحت |
| ۲۷۳ | روایت باعتبار سند | ۲۵۲ | واقعہ قرطاس کی تحقیق |

کتاب الآخرۃ

قیامت کی نشانیاں

فصل اول:

- | | | | |
|-----|---|-----|--------------------------------------|
| ۲۹۳ | اس روز لوگ کس حالت میں اٹھیں گے؟ | ۲۷۹ | قیامت کی آمد میں کتنی دیر ہے؟ |
| ۲۹۵ | خواہشات نفس کی پیروی اور تنگ دلی کی غلامی | ۲۷۹ | کیا حیات بعد الموت بعید از امکان ہے؟ |
| ۲۹۷ | بچھلی امتوں کی روش پر جانے کی پیشین گوئی | ۲۸۱ | دس نشانیاں |
| ۲۹۸ | قیامت کا منظر | ۲۸۴ | قیامت کیسے پیا ہوگی؟ |
| ۲۹۹ | قیامت کی آمد سے پہلے اس کے لیے تیاری کی ضرورت | ۲۸۵ | دابتہ الارض کا ظہور |
| ۳۰۰ | قیامت سے پہلے کا دور پر فتن | ۲۸۷ | نسخ صور |

سکرات الموت سے عالم برزخ تک

فصل دوم:

- | | | | |
|-----|-------------------------|-----|--|
| ۳۰۸ | موت کے بعد روح کی کیفیت | ۳۰۵ | سکرات الموت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی |
| ۳۰۸ | برزخ | ۳۰۶ | عذاب قبر کا ذکر قرآن مجید میں |
| ۳۰۸ | اصطلاحی معنی | ۳۰۶ | لفظ قبر کا عالم برزخ کے لیے مجاز استعمال |
| ۳۰۹ | برزخ کی کیفیت | | قرآن وحدیث کی روشنی میں موت اور |
| ۳۰۹ | موت اور حیات کا مفہوم | ۳۰۷ | قیامت کی درمیانی حالت کا نقشہ |

تفسیریم الاحادیث جلد دوم

- ۳۱۶ ○ چند غلط نظریات ○ ۳۱۰ ○ ہسانی موت کے بعد روحانی زندگی
- ۳۱۸ ○ حیات برزخ کا ثبوت ○ ۳۱۲ ○ عرفی موت پر زندگی کا اطلاق
- ۳۱۸ ○ عالم برزخ میں صبح و شام دوزخ و جنت پیش کی جاتی ہے ○ ۳۱۳ ○ برزخ میں روحوں کے مقامات

میدان حشر اور نوع انسانی

فصل سوم:

- ۳۳۹ ○ ساقی کوثر حوض کوثر پر ○ ۳۲۱ ○ میدان حشر اور رب کائنات
- ۳۳۳ ○ عالم آخرت میں مفلس کون ہوگا؟ ○ ۳۲۵ ○ میدان حشر کا نقشہ
- ۳۳۴ ○ مکافات عمل کا دن ○ ۳۲۶ ○ میدان حشر میں نیک لوگ کس حال میں ہوں گے؟
- ۳۳۶ ○ کیا دور جاہلیت کا نیک عمل سود مند ہوگا؟ ○ ۳۲۶ ○ میدان حشر میں صالحین امت کی پہچان
- ۳۳۶ ○ داعی ضلالت پر گناہ کا دوہرا بوجھ ○ ۳۲۹ ○ آسان حساب کا مفہوم
- ۳۳۸ ○ دور جاہلیت کے گناہوں کی معافی ○ ۳۳۰ ○ اعمال نامے اور سخت سزا فہمی
- ۳۵۰ ○ نار جہنم سے بچنے کی ترکیب ○ ۳۳۱ ○ اعضائے انسانی کی اس کے خلاف شہادت
- ۳۵۱ ○ کوئی نیک کام بے وزن اور حقیر نہیں ○ ۳۳۲ ○ سب سے پہلے سایۃ الہی میں جانے والے لوگ
- ۳۵۱ ○ خواتین کو ہدایت ○ ۳۳۳ ○ جہنم سے شفاعت کے ذریعے نجات پانے والے لوگ
- ۳۵۱ ○ صفائے اجتناب کی تلقین ○ ۳۳۵ ○ کیا خائن لوگ شفاعت نبوی کے مستحق ہوں گے؟
- ۳۵۲ ○ احتساب اخروی کی یاد دہانی ○ ۳۳۷ ○ اہل ایمان کے تین طبقات کا حساب

جنت اور اس کی کیفیات

فصل چہارم:

- ۳۷۱ ○ جنت کی حوریں ○ ۳۶۳ ○ اہل جنت کے لیے ان دیکھی نعمتیں
- ۳۷۲ ○ جنت کا شہد ○ ۳۶۳ ○ جنت کی مختلف کیفیات اور اس کی بناوٹ
- ۳۷۳ ○ مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم ○ ۳۶۵ ○ جنت کا محل وقوع
- ۳۷۴ ○ جنت میں بے داغ لوگ داخل ہوں گے ○ ۳۶۵ ○ جنت اہل جنت کے لیے ابدی مقام
- ۳۷۵ ○ کیا جنت میں داخلہ عمل کی بنیاد پر ہوگا؟ ○ ۳۶۶ ○ اہل جنت کی عمریں کیا ہوں گی؟
- ۳۷۷ ○ عالم آخرت میں توائے انسانی ○ ۳۶۹ ○ حوران جنت اور خواتین دنیا
- ۳۷۸ ○ جو بوؤ گے سو کاٹو گے! ○ ۳۷۱ ○ دنیا کی نیک خواتین کا جنت میں مقام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ طبع چہارم

تفہیم الاحادیث مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی فہم حدیث کے سلسلے میں کوئی مستقل کتاب تو نہیں، البتہ مولانا مرحوم کی تشریحات حدیث ان کے وسیع و وسیع لٹریچر میں اور خاص طور پر ان کی مشہور تفسیر تفہیم القرآن میں بکثرت ملتی ہیں۔ ان بکھرے ہوئے لعل و جواہر کو ادارے کے سینئر ریسرچ سکالر مولانا عبد الوکیل علوی صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ جمع کر کے کتابی صورت میں اچھی ترتیب کے ساتھ سجا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے اہل علم نے اسلامی نظام حیات کی تفصیلات کو سمجھنے کے لیے اس مجموعہ احادیث میں وافر مواد یکجا پایا ہے اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کتاب نے قارئین کرام سے بڑی داد و ستائش حاصل کی ہے۔

تفہیم الاحادیث کی جلد اول ۱۹۹۳ء میں معیاری کتابت اور آفسٹ پرنٹنگ کے ساتھ شائع کی گئی تھی۔ اس جلد میں مولانا مرحوم کی تحریروں پر مشتمل اڑتیس صفحات کا مقدمہ شامل تھا جس میں حدیث اور قرآن کے باہمی تعلق، منکرین حدیث کے استدلال اور اس کے ابطال، کتابت حدیث، سنت رسولؐ کے حجت ہونے کی صریح دلیل، صحابہ کرامؓ کی روایت حدیث، دوسری صدی ہجری کے جامعین حدیث، اور احادیث کے محفوظ رہنے کی اصل علت وغیرہ پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ جلد ایمانیات کے پہلے اور بنیادی حصے یعنی عقیدہ توحید، الاسماء الحسنیٰ کی تشریح، شرک اور اس کے نتائج و اثرات، قضا و قدر اور آخرت میں رویت باری تعالیٰ کی کیفیت کے سلسلے میں احادیث کی تشریح و توضیح پر مشتمل ہے۔ اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ خوب سے خوب تر بنانے کے لیے اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن کو کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ اور بہت بڑے سائز کو چھوٹا کر کے مناسب سائز ۲۰x۳۰/۸ پر شائع کیا گیا ہے جسے قارئین کرام نے بہت پسند کیا ہے۔

اس کتاب کی یہ دوسری جلد پہلی مرتبہ ستمبر ۱۹۹۴ء میں معیاری کتابت کے ساتھ آفسٹ پرنٹنگ سے شائع کی گئی تھی۔ اس کا دوسرا ایڈیشن جنوری ۱۹۹۷ء میں شائع کیا گیا اور تیسرا ایڈیشن نئے مناسب سائز ۲۰x۳۰/۸ پر اپریل ۲۰۰۰ء میں شائع کیا گیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ چوتھا ایڈیشن کمپیوٹر کمپوزنگ سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس ایڈیشن کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تخریج احادیث کے

ماخذ ہر حدیث کے نیچے دینے کے بجائے ہر باب کے آخر میں اس باب کی تمام احادیث کے ماخذ یکجا کر دیے گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں قارئین کرام کو مطالعہ کرنے میں سہولت ہوگی۔ امید ہے کہ قارئین اس اصلاح کو پسند کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب اس اہم اور مفید مجموعہ حدیث کی آٹھویں جلد کی کمپوزنگ مکمل ہو گئی ہے اور اس کی طباعت کا مرحلہ بھی شروع ہونے والا ہے۔ ادارہ اللہ تعالیٰ کی اس بے پایاں مہربانی اور خصوصی عنایت پر صمیم دل سے شکر گزار ہے کہ ذات باری تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرمودات کی وہ تشریح و تفہیم زیور طبع سے آراستہ کرنے کا شرف بخشا جو مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم مغفور نے فرمائی تھی۔

خدا کا بے حد شکر ہے کہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک سلسلے کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے امید ہے۔ کہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ اب پورے برصغیر میں علمائے کرام اور تحریک اسلامی کے وابستگان، حدیث کی اس خدمت کو نہ صرف پسند کریں گے بلکہ پیغام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عوام و خواص تک پہنچانے کے سلسلے میں مکمل تعاون بھی فرمائیں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیث کی اس تشریح و خدمت کا بہترین اجر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، اس مجموعہ کے فاضل مرتب مولانا عبدالوکیل علوی صاحب اور اس کو شائع کرنے والے ادارہ معارف اسلامی منصورہ کے تمام کارکنوں کو عطا فرمائے! آمین

اللہ تعالیٰ تفہیم الاحادیث کی آٹھوں جلدوں کو مولانا مودودیؒ کے لیے تفہیم القرآن کی طرح صدقہ

جاریہ بنائے! آمین

والسلام، خاکسار

محمد اسلم سلیمی

ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور

۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

۷ فروری ۲۰۰۳ء

کتاب الرسالة

فصل اوّل:

وحی

وحی کا آغاز کس طرح ہوا

۱۔ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ پر وحی آنے کی ابتدا ہی سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔ (بخاری و مسلم)

(۲) متعدد احادیث میں یہ ذکر بھی آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: فلاں بات میرے دل میں ڈالی گئی، یا مجھے اس امر کی اطلاع دی گئی ہے، یا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے، یا مجھے فلاں چیز سے منع کیا گیا ہے۔

معراج کے موقع پر حضورؐ کو وحی کی دوسری قسم سے مشرف فرمایا گیا۔ یہ وحی بہ صورت مکالمہ ہے۔

(۳) متعدد صحیح احادیث میں آں حضور ﷺ کو پنج وقتہ نماز کا حکم دیے جانے، اور آں حضور ﷺ کے اس پر بار بار عرض معروض کرنے کا ذکر جس طرح آیا ہے اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اللہ اور اُس کے بندے محمد ﷺ کے درمیان ویسا ہی مکالمہ ہوا تھا جیسا دامن طور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوا۔

نبی ﷺ کو وحی کے تینوں طریقوں سے ہدایات دی گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم خواب ہے۔ آپؐ پر خوابوں کا سلسلہ ابتدائے وحی سے شروع ہوا تھا اور پھر بعد میں بھی جاری رہا تھا۔ احادیث میں آپؐ کے بہت سے خوابوں کا ذکر ملتا ہے، جن میں آپؐ کو کوئی تعلیم دی گئی ہے یا کسی بات پر مطلع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی آپؐ کے ایک خواب کا صراحت کے ساتھ ذکر آیا ہے۔

(الف: ۲۷)

ایسی تمام چیزیں وحی کی پہلی قسم سے تعلق رکھتی ہیں اور احادیث قدسیہ بھی زیادہ تر اسی قبیل سے ہیں۔

رہی تیسری قسم تو اس کے متعلق قرآن خود شہادت دیتا ہے کہ اسے جبریل امین کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا گیا ہے۔

(تفسیر قرآن ج ۳، اشوری، حاشیہ: ۸۳)

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شَيْبَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرَّؤْيَا الصَّالِحَةَ فِي النَّوْمِ. فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ. (۱) (الحدیث)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپؐ جو خواب بھی دیکھتے، اس کی تعبیر روز روشن کی طرح واضح طور پر سامنے آ جاتی۔

خواب کے متعلق اسلامی نقطہ نظر

سوال: خواب کے متعلق یہ امر تحقیق طلب ہے کہ خواب کیسے بنتا ہے؟ اور اس معاملہ میں اسلامی نقطہ نظر کیا ہے۔

فرائڈ کے نزدیک لاشعور کی خواہشات، شعور میں آنا چاہتی ہیں مگر سوسائٹی کی بندشوں اور انا (Ego) کے دباؤ سے لاشعور میں دبی رہتی ہیں۔ رات کو سوتے وقت شعور سو جاتا ہے اور لاشعور چپکے سے ان خواہشات کو شعور میں لے آتا ہے۔ مگر ان خواہشوں کو لاشعور بھیس بد اوادیتا ہے۔ (فرائڈ کے نزدیک سب خواب جنسی نوعیت کے Sexual ہوتے ہیں) چنانچہ جاگنے کے بعد خواب میں جو کچھ دیکھا تھا اس کے لیے فرائیڈ Manifest Content کی حد استعمال کرتا ہے اور یہ اپنے اندر علامتیں (Symbols) رکھتا ہے جن کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ خواب کا اصل مطلب ان علامتوں کی تعبیر کر کے پتہ چلتا ہے اور اصل مطلب کیا ہے، ان علامتوں کا؟ یہ لاشعوری خواہشات میں چھپا ہوتا ہے۔ ان شعوری خواہشات کے لیے فرائیڈ Latent Content کی حد استعمال کرتا ہے۔ نفسیات کے نزدیک تعبیر خواب دراصل یہ ہے کہ: Manifest Content یعنی ظاہر خواب سے اور اس کی علامتوں سے Latent Thought معلوم کیا جائے۔ اس کے لیے نفسیات دان Free Association کی تکنیک استعمال کرتے ہیں۔ اور خواب کی علامتوں (Symbols) کو جنسی معنی پہناتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اسلام کے نزدیک:

(۱) خواب کس طرح تشکیل پاتا ہے؟

(۲) اس کی علامتوں کے معنی کیسے جانے جاتے ہیں۔ یعنی کس تکنیک سے؟ انبیاء و صحابہ کرام کس طرح علامتوں کو معنی دیتے تھے؟

(۳) کیا معیار ہے کہ جو معانی خوابوں کی علامات کو ہم نے پہنائے ہیں وہ اسلامی نظریہ خواب و تعبیر کے مطابق ہیں؟ اس سلسلے میں چند سوالات یہ ہیں:

ا۔ علامہ ابن سیرین اور صحابہ کرام کی تعبیرات خواب قرآنی نظریہ خواب کہلائیں گی یا ”مسلم مفکرین کا نظریہ خواب و تعبیر“ کے تحت ان کو لایا جائے گا؟

ب۔ کیا وقت بھی خوابوں کی سچائی کی مقدار پر اثر انداز ہوتا ہے؟ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ صبح کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے۔

ج۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ خواب نبوت کے چھالیس حصوں میں سے ایک ہے؟ (بخاری)

جواب: موجودہ زمانہ کے نفسیات دان دو امراض میں مبتلا ہیں ایک یہ کہ وہ کسی عالم بالا کے قائل نہیں ہیں جو انسان پر اور اس کے گرد و پیش کی کائنات پر اثر انداز ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ بنیادی طور پر انسان کو صرف ایک ذی شعور حیوان سمجھتے ہیں اور اس کے اندر حیاتیاتی زندگی

(Biological Life) سے بالاتر کسی رُوح اور روحانیت کے وجود کو نہیں مانتے۔ اسی لیے انہوں نے خواب کی وہ توجیہات کی ہیں جو آپ کو فرائیڈ وغیرہ کے ہاں نظر آتی ہیں۔

اسلام چونکہ عالم بالا کا بھی قائل ہے اور انسان کے اندر رُوح کے وجود کو بھی مانتا ہے اس لیے اسے خواب کی ان

توجیہات سے قطعی انکار ہے۔ وہ خواب کو دو بڑی اقسام پر تقسیم کرتا ہے ایک رؤیائے صادقہ اور دوسرے اضغاثِ احلام۔

رویائے صادقہ

رویائے صادقہ جیسا کہ خود اس کے اصطلاحی نام ہی سے ظاہر ہے، سچے خواب ہی کو کہتے ہیں۔ یعنی ایسا خواب جو شعور کی مداخلت سے آزاد ہو کر ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ انسانی رُوح کا رابطہ قائم ہو جانے کے نتیجے میں نظر آتا ہے۔ اس حالت میں بسا اوقات آدمی کسی حقیقت کو، یا کسی ہونے والے واقعہ کو بالکل اصل شکل میں دیکھتا ہے، کبھی آدمی کو کسی مسئلہ میں بالکل صریح اور صاف علم یا مشورہ دیا جاتا ہے اور وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا اس نے دن کی روشنی میں بحالت بیداری کوئی بات سنی یا کوئی چیز دیکھی ہے۔ اور کبھی آدمی کو یہ امور کسی علامتی تمثیل کی شکل (Symbolic Form) میں نظر آتے ہیں۔ جس کے معنی متعین کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ تعبیر خواب میں بصیرت رکھنے والے ان تمثیلات کے معنی بسا اوقات ٹھیک ٹھیک متعین کر لیتے ہیں اور اگر اس طرح وہ متعین نہ ہوں تو بعد میں کسی وقت جب ان کی تعبیر عملاً سامنے آجاتی ہے تب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں خواب جو ہم نے دیکھا تھا اور اس کے معنی ہم نہ سمجھ سکے تھے، اس کی صحیح تعبیر یہ تھی۔ ان تمثیلی اشکال کی تعبیر کے لیے صحیح طریقے کی طرف ہماری رہنمائی وہ دو خواب کرتے ہیں، جو حضرت یوسف علیہ السلام کو نظر آئے تھے اور ان کی تعبیر خود قرآن مجید میں بھی بتلائی گئی ہے۔ اس کے بعض اصول ان تعبیروں سے بھی معلوم ہوتے ہیں جو نبی ﷺ یا صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے بعض خوابوں کی بیان کی ہیں۔ لیکن تعبیر خواب کا بہت بڑا انحصار خداداد بصیرت پر ہے۔ اس کے کچھ لگے بندھے اصول نہیں ہیں کہ فن تعبیر کو ایک سائنس کی طرح منضبط کیا جاسکے اور ہر تمثیلی شکل یا لفظ کے لیے ایک خاص معنی کا تعین کیا جاسکے۔

اضغاثِ احلام

ربے اضغاثِ احلام، تو وہ مختلف اسباب سے مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں، مثلاً ایک قسم ان خوابوں کی ہے جن میں ایک گمراہ آدمی یا کمزور عقائد کے آدمی کو شیطان آکر کسی باطل کے حق ہونے یا کسی حق کے باطل ہونے کا یقین دلاتا ہے۔ اور اسے کچھ ایسی شکلیں دکھاتا ہے اور ایسی باتیں سناتا ہے جو اس کو گمراہ کرنے کی موجب ہوتی ہیں۔ ایک اور قسم ان خوابوں کی ہوتی ہے جو کسی بیماری کے اثر سے آدمی دیکھتا ہے۔ ان مختلف قسم کے خوابوں کو اگر جمع کیا جائے تو ان سب کی توجیہ فراڈ کے نظریات کے تحت نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ ان سے نتائج اخذ کرنے، یا ان کے معنی متعین کرنے کے لیے موجودہ نفسیات کے طریقے (Techniques) کافی ہیں۔ ان لوگوں کا عیب یہ ہے کہ پہلے ایک نظریہ قائم کر لیتے ہیں اور پھر اپنے قائم کردہ نظریے کے تحت سارے خوابوں کی ایک خاص لگی بندھی تعبیر کرتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ بہ کثرت خوابوں کو جمع کر کے، اور ان کے دیکھنے والوں کی زندگی کا اچھی طرح مطالعہ کر کے یہ رائے قائم کی جائے کہ اضغاثِ احلام کس کس قسم کے ہوتے ہیں اور مختلف حالات میں مختلف لوگوں کو وہ کن کن اسباب سے نظر آتے ہیں۔

سچے خواب کو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز قرار دینے کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی کی نوعیت لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ اضغاثِ احلام کی قسم کے نہیں ہوتے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ سچا خواب چونکہ انسانی

تفسیریم الاحادیث جلد دوم

روح اور ملاءِ اعلیٰ کے درمیان ایک ایسے رابطہ کا نتیجہ ہوتا ہے جس میں انسانی خواہش، ارادہ یا شعور حائل نہیں ہوتا، اس لیے وہ بہت خفیف سی مماثلت اس رابطہ کے ساتھ رکھتا ہے جو نہایت اعلیٰ اور مکمل صورت میں نبی کے قلب اور ملاءِ اعلیٰ کے درمیان بہ شکل وحی والہام سے قائم ہوتا ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ پنجم، عام مسائل: خواب کے متعلق ...)

آغازِ وحی

۲۔ محدثین نے آغازِ وحی کا قصہ اپنی اپنی سندوں کے ساتھ امام زہری سے اور انہوں نے حضرت عروہ بن زبیر سے اور انہوں نے اپنی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے (اور بعض روایات میں ہے اچھے) خوابوں کی شکل میں ہوئی۔ آپ جو خواب بھی دیکھتے وہ ایسا ہوتا کہ جیسے آپ دن کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں۔ پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے اور کئی کئی شب و روز غارِ حرا میں رہ کر عبادت کرنے لگے (حضرت عائشہ نے تَحْنُثُ کا لفظ استعمال کیا ہے جس کی تشریح امام زہری نے تعبُّد سے کی ہے۔ یہ کسی طرح کی عبادت تھی جو آپ کرتے تھے، کیونکہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عبادت کا طریقہ نہیں بتایا گیا تھا) آپ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جا کر وہاں چند روز گزارتے، پھر حضرت خدیجہ کے پاس واپس آتے اور وہ مزید چند روز کے لیے سامان آپ کے لیے مہیا کر دیتی تھیں۔

ایک روز جب کہ آپ غارِ حرا میں تھے، یکا یک آپ پر وحی نازل ہوئی اور فرشتے نے آکر آپ سے کہا پڑھو۔ اس کے بعد حضرت عائشہ خود رسول اللہ ﷺ کا قول نقل کرتی ہیں کہ میں نے کہا ”میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں“۔ اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر بھینچا یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا ”میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں“۔ اس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے پھر کہا ”میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں“۔ اس نے تیسری مرتبہ مجھے بھینچا یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ”پڑھو اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا“ یہاں تک کہ مَا لَمْ يَعْلَمْ ”جسے وہ نہ جانتا تھا“ تک پہنچ گیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا نپتے لرزتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور حضرت خدیجہ کے پاس پہنچ کر کہا ”مجھے اڑھاؤ مجھے اڑھاؤ“۔ چنانچہ آپ کو اڑھا دیا گیا۔ جب آپ پر سے خوف زدگی کی کیفیت دور ہو گئی تو آپ نے فرمایا۔ ”اے خدیجہ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔“ پھر سارا قصہ آپ نے ان کو سنایا اور کہا ”مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔“ انہوں نے کہا۔ ”ہرگز نہیں۔ آپ خوش ہو جائیے، خدا کی قسم! آپ کو خدا کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ امانتیں ادا کرتے ہیں۔ بے سہارا لوگوں کا بار برداشت کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں۔“

پھر وہ حضور کو ساتھ لے کر وَرَقَةَ بن نُوفَل کے پاس گئیں جو ان کے چچا زاد بھائی تھے، زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے، عربی اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہ نے ان سے کہا بھائی جان!

ذرا اپنے بھتیجے کا قصہ سنئے۔ ورقہ نے حضور سے کہا بھتیجے تم کو کیا نظر آیا؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا ”یہ وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو اللہ نے موسیٰ پر نازل کیا تھا۔ کاش میں آپ کے زمانہ نبوت میں قوی جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے۔“ ورقہ نے کہا: ”ہاں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ لائے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو۔ اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو میں آپ کی پرزور مدد کروں گا۔“ مگر زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ح وَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ مَرْوَانَ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، قَالَ أَبُو صَالِحٍ سَلْمُوِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ أَوَّلُ مَا بَدَيْتُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حَبَبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حَرَاءَ فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ وَالتَّحَنُّنُ التَّعَبُّ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ، وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حَرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: اقْرَأْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا أَنَا بِقَارِي، قَالَ: فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ! قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِي، قَالَ: فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ! قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِي فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ. فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرْجُفٌ (تَضَطْرِبٌ) بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ: زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَرَمَلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ (الْخَوْفُ) قَالَ لِخَدِيجَةَ أَيُّ خَدِيجَةَ مَا لِي خَشِيْتُ عَلَى نَفْسِي فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا أَبَشِّرُ فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا فَوَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةَ حَتَّى آتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا، وَكَانَ أَمْرًا تَنْصَرَفِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ قَالَتْ خَدِيجَةُ: يَا بَنَ عَمِّ اسْمِعْ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةَ: يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَبْرَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةَ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى

تفسیریم الاحادیث جلد دوم

مُوسَى لَيْتَنِي فِيهَا جَدْعٌ لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا وَذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ مُخْرِجِي هُمْ؟ قَالَ وَرَقَّةٌ، نَعَمْ! لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتُ بِهِ إِلَّا أُوذِيَ وَإِنْ يُدْرِكُنِي يَوْمَكَ حَيًّا أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَّةٌ أَنْ تُوفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فِتْرَةً حَتَّى حَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْخ. (۲)

بخاری نے کتاب التعمیر باب اول مابدی بہ رسول اللہ ﷺ من الوحي الرويا الصالحة کے تحت جو روایت نقل کی ہے اس کے آخر میں، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَّةٌ أَنْ تُوفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فِتْرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ ﷺ کے بعد مندرجہ ذیل اضافہ ہے:

فِيمَا بَلَّغْنَا حُزْنَا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُؤْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكَلَّمَا أَوْفَى (أَشْرَفَ) بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لَكِي يُلْقَى نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرَيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا، فَيَسْكُنُ لِذَلِكَ جَاشُهُ، وَتَقَرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فِتْرَةُ الْوَحْيِ، غَدَا الْمِثْلَ ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذُرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدَّى لَهُ جِبْرَيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ. (۳)

ترجمہ: ہمیں جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق آپ کا رنج و غم اس حد تک بڑھ گیا کہ آپ نے نئی مرتبہ پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ جاتے کہ اپنے آپ کو وہاں سے نیچے گرا کر ہلاک کر لیں، مگر عین اسی موقع پر حضرت جبرئیل تشریف لاکر آپ کو تسلی دیتے اور فرماتے: اے محمد آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو آپ کو سکون اور طمانیت قلب حاصل ہوتا اور آپ کی طبع مبارک کے بیجان میں کمی آجاتی اور آپ واپس گھر تشریف لے آتے۔ مگر جب پھر وحی کے آنے میں زیادہ مدت گزر جاتی اور پھر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنے آپ کو وہاں سے نیچے گرا کر ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتے، تو جبریل امین پھر نمودار ہو کر تسلی دیتے کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

کیا نزولِ وحی سے قبل آپ اس کے منتظر تھے؟

نزولِ وحی کی کیفیت کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے پہلے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ نبی ﷺ کو اچانک اس صورتِ حال سے سابقہ پیش آیا تھا۔ آپ کو اس سے پہلے بھی یہ گمان بھی نہ گزرا تھا کہ آپ نبی بنائے جانے والے ہیں۔ نہ اس کی کوئی خواہش آپ کے دل کے کسی گوشے میں موجود تھی۔ نہ اس کے لیے آپ پہلے سے کوئی تیاری کر رہے تھے اور نہ اس کے متوقع تھے کہ ایک فرشتہ اوپر سے پیغام لے کر آئے گا۔ آپ خلوت میں بیٹھ بیٹھ کر مراقبہ اور عبادت ضرور فرماتے تھے لیکن نبی بنائے جانے کا کوئی تصور آپ کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا۔ اس حالت میں جب یکا یک غارِ حرا کی اس تنہائی میں فرشتہ آیا تو آپ کے اوپر فطرتاً اس پہلے عظیم اور غیر معمولی تجربے سے وہی گھبراہٹ طاری ہوئی جو لامحالہ ایک بشر پر طاری ہونی ہی چاہیے، قطع نظر اس کے کہ وہ کیسا ہی عظیم الشان بشر ہو۔ یہ گھبراہٹ بسیط نہیں، بلکہ مرگب نوعیت کی تھی۔ طرح طرح کے سوالات حضور کے ذہن

میں پیدا ہو رہے تھے۔ جنہوں نے طبع مبارک کو سخت خلجان میں مبتلا کر دیا تھا۔ کیا واقعی میں نبی ہی بنایا گیا ہوں؟ کہیں مجھے سخت آزمائش میں تو نہیں ڈال دیا گیا ہے؟ یہ بارِ عظیم آخر میں کیسے اٹھاؤں گا؟ لوگوں سے کیسے کہوں کہ میں تمہاری طرف نبی مقرر ہوا ہوں؟ لوگ میری بات کیسے مان لیں؟ آج تک جس معاشرے میں عزت کے ساتھ رہا ہوں اب لوگ میرا مذاق اڑائیں گے اور مجھے دیوانہ کہیں گے۔ اس جاہلیت کے ماحول سے آخر میں کیسے لڑ سکوں گا؟ غرض اس طرح کے نہ معلوم کتنے سوالات ہوں گے جو آپ کو پریشان کر رہے ہوں گے۔ اسی وجہ سے جب آپ گھر پہنچے تو کانپ رہے تھے۔ جاتے ہی فرمایا کہ مجھے اڑھا دو، مجھے اڑھا دو۔ گھر والوں نے آپ کو اڑھا دیا۔ کچھ دیر کے بعد جب ذرا دل ٹھیرا تو خدیجہ کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا:

لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي - ”مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔“ انہوں نے آپ کو اطمینان دلایا کہ كَلَّا وَاللَّهِ مَا يَحْزَنُكَ اللَّهُ أَبَدًا. إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَ تَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ. ”ہرگز نہیں، خدا کی قسم! آپ کو اللہ کبھی رنج نہ دے گا۔ آپ تو رشتہ داروں کے کام آتے ہیں، بیگسوں کی مدد کرتے ہیں، نادار کی دست گیری کرتے ہیں، مہمان کی تواضع کرتے ہیں، اور تمام نیک کاموں میں ہاتھ بتاتے ہیں۔“ پھر وہ وَرَقَةَ بن نوفل کے پاس آپ کو لے گئیں، کیونکہ وہ اہل کتاب میں سے تھے اور انبیائے سابقین کے حالات سے باخبر تھے۔ انہوں نے حضورؐ سے کیفیت سن کر بلا تامل تصدیق کی کہ ”یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر آیا تھا۔“ اس لیے کہ وہ بچپن سے لے کر جوانی تک آپ کی انتہائی پاکیزہ سیرت سے خوب واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ یہاں پہلے سے نبوت کے دعوے کی کسی تیاری کا شائبہ تک نہیں پایا گیا ہے۔ ان دونوں باتوں کو جب انہوں نے اس واقعہ سے ملایا کہ بیکار غیب سے ایک بستی آکر ایسے شخص کو ان حالات میں وہ پیغام دیتی ہے جو عین تعلیماتِ انبیاء کے مطابق ہے تو یہ ضرور سچی نبوت ہے۔

یہ سارا قصہ ایسا فطری اور معقول ہے کہ اس صورتِ حال میں یہی کچھ ہونا چاہیے تھا۔ اس پر شکوک کا پیدا ہونا تو درکنار، میرے نزدیک تو یہ رسول اللہ ﷺ کے نعتی صادق ہونے کے اہم ترین دلائل میں سے ایک ہے۔ اگر یہ معاملہ اس طرح پیش نہ آتا اور آپ بیکار سے آتے ہی بڑے اطمینان کے ساتھ فرشتے کی آمد کا واقعہ مجمع عام میں سنا کر اپنی نبوت کا دعویٰ پیش فرماتے تو ایک آدمی یہ شک کر سکتا تھا کہ حضرت پہلے سے اپنے آپ کو نبوت کا اہل سمجھے بیٹھے تھے اور ذرا ایک غار میں بیٹھ بیٹھ کر اس کا انتظار کر رہے تھے کہ کب کوئی کشف والہام ہوتا ہے۔ آخر شدتِ مراقبہ نے ذہن کے سامنے ایک فرشتے کا نقشہ پیش کر ہی دیا اور کانوں میں آوازیں بھی آنے لگیں۔ معاذ اللہ! لیکن خدا کے فضل سے وہاں نبوت کا ارادہ اور اس کی خواہش اور کوشش تو درکنار، جب بالفعل وہ مل گئی تب بھی چند ساعتوں تک عالم حیرت ہی طاری رہا۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیے کہ بے نظیر شخصیت کے مالک ہونے پر بھی وہ ذاتِ عجب و خود پسندی سے اس درجہ خالی تھی کہ جب نبوت کے منصبِ عظیم پر بیکار مامور کر دیے گئے اس وقت بھی کافی دیر تک یہ اطمینان نہ ہوتا تھا کہ دنیا کے کروڑوں انسانوں میں سے تنہا ایک میں ہی اس قابل ہوں کہ اس منصب کے لیے رپے کائنات کی نگاہ انتخاب میرے اوپر پڑے۔

(رسائل و مسائل، سوم، چند مزید اعتراضات: ابتدائے...)

وحی کی اقسام اور الہام:

جبلی یا طبعی وحی

وحی کی ایک قسم وہ ہے جسے وحی جبلی یا طبعی کہا جاسکتا ہے جس کے ذریعے سے اللہ ہر مخلوق کو اس کے کرنے کا کام سکھاتا ہے۔ یہ وحی انسانوں سے بڑھ کر جانوروں اور شاید ان سے بھی بڑھ کر نباتات و جمادات پر ہوتی ہے۔

جزئی وحی

دوسری قسم وہ ہے جسے وحی جزئی کہا جاسکتا ہے، جس کے ذریعے سے کسی خاص موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو امور زندگی میں سے کسی امر کے متعلق کوئی علم یا کوئی ہدایت یا کوئی تدبیر بجا دیتا ہے۔ یہ وحی آئے دن عام انسانوں پر ہوتی رہتی ہے۔ دنیا میں بڑی بڑی ایجادیں اس وحی کی بدولت ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے اہم علمی انکشافات اسی وحی کے ذریعے سے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے اہم تاریخی واقعات میں اسی وحی کی کارفرمائی نظر آتی ہے، جب کہ کسی شخص کو کسی اہم موقع پر کوئی خاص تدبیر بلا غور و فکر اچانک سوجھ گئی اور اس نے تاریخ کی رفتار پر ایک فیصلہ کن اثر ڈال دیا۔ ایسی ہی وحی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر بھی ہوئی تھی۔

انبیاء کے لیے مخصوص وحی

ان دونوں قسم کی وحیوں سے بالکل مختلف نوعیت کی وحی وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو حقائق غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے اور اسے نظام زندگی کے متعلق ہدایات بخشتا ہے۔ تاکہ وہ اس علم اور اس ہدایت کو عام لوگوں تک پہنچائے اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ یہ وحی انبیاء کے لیے خاص ہے۔ قرآن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نوعیت کا علم، خواہ اس کا نام اِلْقَاءِ رکھیے، کشف رکھیے، الہام رکھیے یا اصطلاحاً اسے وحی سے تعبیر کیجیے، انبیاء و رسل کے سوا کسی کو نہیں دیا جاتا۔ اور یہ علم صرف انبیاء ہی کو اس طور پر دیا جاتا ہے کہ انہیں اس کے من جانب اللہ ہونے، اور شیطان کی دراندازی سے بالکل محفوظ ہونے اور خود اپنے ذاتی خیالات، تصورات اور خواہشات کی آلائشوں سے بھی پاک ہونے کا پورا یقین ہوتا ہے نیز یہی علم حجت شرعی ہے۔ اس کی پابندی ہر انسان پر فرض ہے اور اس کو دوسرے انسانوں تک پہنچانے اور اس پر ایمان کی دعوت سب بندگانِ خدا کو دینے پر انبیاء علیہم السلام مامور ہوتے رہے ہیں۔

کیا غیر نبی پر اس وحی کا نزول ہو سکتا ہے

انبیاء کے سوا دوسرے انسانوں کو اگر اس تیسری قسم کے علم کا کوئی جزو نصیب بھی ہوتا ہے، تو وہ ایسے دُھندلے اشارے کی حد تک ہوتا ہے جسے ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے وحی نبوت کی روشنی سے مدد لینا (کتاب و سنت پر پیش کر کے اس کی صحت و عدم صحت کو جانچنا اور بصورتِ صحت اس کا منشا متعین کرنا) ضروری ہے۔ اس کے بغیر جو شخص اپنے الہام کو ایک مستقل بالذات ذریعہ ہدایت سمجھے اور وحی نبوت کی کسوٹی پر اس معاملے کو پرکھے بغیر اس پر عمل کرے اور دوسروں کو اس کی پیروی کی دعوت دے، اس کی

حیثیت ایک جعلی سکہ ساز کی سی ہے، جو شاہی نکل کے مقابلہ میں اپنی نکل چلاتا ہے۔ اس کی یہ حرکت خود ہی ثابت کرتی ہے کہ فی الواقع خدا کی طرف سے اس کو الہام نہیں ہوتا۔

یہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں، قرآن میں اس کو متعدد مقامات پر صاف صاف بیان کیا گیا ہے۔ خصوصاً سورہ جن کی آخری آیات: ۲۶-۲۸ میں تو اسے بالکل ہی کھول کر فرما دیا گیا ہے:

عَالِمِ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رَسُولًا رِسَالَتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا.

آپ اگر اس بات کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ اُمت کے صالح و مصلح آدمیوں کو نبی کا سائنس کشف والہام نہ دینے اور اس سے کم تر ایک طرح کا تابعانہ کشف والہام دینے میں کیا مصلحت ہے۔ پہلی چیز عطا نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہی چیز نبی اور اُمتی کے درمیان بنائے فرق ہے، اسے دُور کیسے کیا جاسکتا ہے۔ اور دوسری چیز دینے کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ نبی کے بعد اس کے کام کو جاری رکھنے کی کوشش کریں، وہ اس بات کے محتاج ہوتے ہیں کہ دین میں اُن کو حکیمانہ بصیرت اور اقامت دین کی سعی میں ان کو صحیح رہنمائی اللہ کی طرف سے حاصل ہو۔ یہ چیز غیر شعوری طور پر تو ہر مخلص اور صحیح الفکر خادم دین کو بخشی جاتی ہے، لیکن اگر کسی کو شعوری طور پر بھی دے دی جائے تو یہ اللہ کا انعام ہے۔ (تجدید و احیائے دین: کشف والہام کی حقیقت)

نزول وحی کی کیفیت

۳۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اس حالت میں نازل ہوئی کہ آپ اپنا زانو میرے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ میرے زانو پر اس وقت ایسا بوجھ پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ٹوٹ جائے گا۔ (تفسیر القرآن، ج ۶، المزل، حاشیہ ۵)

تخریج: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدِ بْنِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ رَأَى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يَمْلُهَا عَلَى قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَوْ اسْتَطِيعَ الْجِهَادُ لَجَاهَدْتُ. وَكَانَ أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَفَخِذَهُ عَلَى فِخْدِي فَثَقُلْتُ عَلَى حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرَضَّ فِخْدِي ثُمَّ سَرَى عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ غَيْرَ أُولَى الضَّرَرِ- (۴)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ”لا یستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل اللہ“ لکھوا رہے تھے کہ اسی دوران میں ابن ام مکتوم نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھ میں جہاد پر جانے کی استطاعت ہوتی تو میں ضرور اس میں شریک ہوتا۔ کیونکہ ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ

پروجی نازل فرمائی کہ اولی الضر اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جس وقت وحی کا نزول ہو رہا تھا آپ کا زانو میرے زانو پر تھا تو میرے زانو پر اتنا بوجھ پڑا جس سے مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں اب یہ ٹوٹ نہ جائے...

۴۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے سخت سردی کے زمانے میں حضور پر وحی نازل ہوتے دیکھی ہے۔ آپ کی پیشانی سے اس وقت پسینہ نکلنے لگتا تھا۔
(تفسیر القرآن، ج ۶، المزل، حاشیہ: ۵)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ فَيُفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعْيُ مَا يَقُولُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيُفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيُفْصِدُ عَرَقًا. (۵)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ”اے رسول خدا آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟“ جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا: ”بسا اوقات تو وحی گھنٹی کی آواز کی طرح سنائی دیتی ہے۔ وحی کی یہ صورت مجھ پر بڑی گراں ہوتی ہے۔ پس جب وہ مجھ سے جدا ہوتی ہے تو میں ساری وحی کو یاد کر چکا ہوتا ہوں اور کبھی ایک فرشتہ انسانی شکل میں میرے روبرو آ کر بات کرتا ہے تو میں اس کی ساری باتیں اس کے جانے سے پہلے یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ”میں نے سخت سردی کے زمانے میں حضور پر وحی نازل ہوتے دیکھی ہے پس جب وہ آپ سے جدا ہو جاتی تو آپ کی پیشانی سے اس وقت پسینہ نکلنے لگتا تھا۔“
مسلم نے کتاب الفضائل باب طیب عرقہ ﷺ میں مندرجہ ذیل روایت بھی درج کی ہے:

(۲) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذَلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پر جب وحی نازل کی جاتی تو آپ اس کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتے اور آپ کے چہرہ مبارک پر پسینہ آ جاتا۔

(۳) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: نَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَنْ كَانَ لَيَنْزِلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ ثُمَّ تَفِيضُ جَبْهَتُهُ عَرَقًا. (۶)

۵۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ جب کبھی آپ پر اس حالت میں وحی نازل ہوتی کہ آپ اونٹنی پر بیٹھے ہوں تو اونٹنی اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیتی تھی اور اس وقت تک حرکت نہ کر سکتی تھی جب تک نزول وحی کا سلسلہ ختم نہ ہو جاتا تھا۔

(تفسیر القرآن، ج ۶، المزل، حاشیہ: ۵)

تشریح: قرآن کو بھاری کلام اس بناء پر بھی کہا گیا ہے کہ اس کے احکام پر عمل کرنا، اس کی تعلیم کا نمونہ بن کر دکھانا، اس کی نبوت کو لے کر ساری دنیا کے مقابلے میں اٹھنا، اور اس کے مطابق عقائد و افکار، اخلاق و آداب اور تہذیب و تمدن کے پورے نظام میں انقلاب برپا کر دینا ایک ایسا کام ہے جس سے بڑھ کر کسی بھاری کام کا تصور نہیں کیا جاسکتا اور اس بناء پر بھی اس کو بھاری کلام کہا گیا ہے کہ اس کے نزول کا تحمل بڑا دشوار کام تھا۔

(تفسیر القرآن، ج ۶، المزل، حاشیہ ۵)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا بَنُ ثَوْرٍ، عَنْ مُعَمَّرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُوحِيَ إِلَيْهِ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ وَضَعَتْ جِرَانَهَا فَمَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَحْرَكَ حَتَّى يَسْرَى عَنْهُ۔ (۷)

(ہذا مرسل)

ترجمہ: حضرت عروہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ پر وحی اس حالت میں نازل ہوتی کہ آپ اونٹنی پر سوار ہوتے، تو اونٹنی اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیتی تھی اور اس وقت تک حرکت نہ کر سکتی تھی جب تک نزول وحی کا سلسلہ ختم نہ ہو جاتا۔ حضرت عائشہ سے مروی روایت:

(۲) قَالَتْ إِنْ كَانَ لِيُوحَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَتَضْرِبُ بِجِرَانِهَا۔ (۸)

ترجمہ: جب آپ پر وحی ایسی حالت میں نازل ہوتی کہ آپ اپنی سواری پر ہوتے تو وہ سواری اپنا سینہ زمین پر ٹیک دیتی۔

جبریل کے ساتھ ساتھ وحی کے الفاظ دہرانے کی ممانعت

۶۔ مسند احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، طبرانی، بیہقی اور دوسرے محدثین نے متعدد سندوں سے حضرت عبداللہ بن عباس کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

”جب حضور پر قرآن نازل ہوتا تھا تو آپ اس خوف سے کہ کہیں کوئی چیز بھول نہ جائیں، جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ وحی کے الفاظ دہرانے لگتے تھے۔ اس پر فرمایا گیا کہ لا تحرك به لسانك لتعجل به۔ یہی بات شععی، ابن زید، ضحاک، حسن بصری، قتادہ، مجاہد اور دوسرے اکابر مفسرین سے منقول ہے۔

تشریح: نبوت کے ابتدائی دور میں، جب کہ حضور کو وحی اخذ کرنے کی عادت اور مشق پوری طرح نہیں ہوئی تھی۔ آپ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کو یہ اندیشہ لاحق ہو جاتا تھا کہ جبریل علیہ السلام جو کلام الہی آپ کو سنارہے ہیں وہ آپ کو ٹھیک ٹھیک یاد رہ سکے گا یا نہیں، اس لیے آپ وحی سننے کے ساتھ ساتھ اسے یاد کرنے کی کوشش کرنے لگتے تھے۔ ایسی ہی صورت اس وقت پیش آئی جب حضرت جبریل سورہ قیامہ کی یہ آیات (۱۹۶-۱۹۷) آپ کو سنارہے تھے۔ چنانچہ سلسلہ کلام توڑ کر آپ کو ہدایت فرمائی گئی کہ آپ وحی کے الفاظ یاد کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ غور سے سنتے رہیں، اسے یاد کرنا اور بعد میں ٹھیک ٹھیک آپ سے پڑھوادینا ہمارے ذمہ ہے، آپ مطمئن رہیں کہ اس کلام کا ایک لفظ بھی آپ نہ بھولیں گے نہ کبھی اسے ادا کرنے میں غلطی کر سکیں گے۔

(تفسیر القرآن، ج ۶، التیامہ، حاشیہ ۱۱)

تنخريج: (۱) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ، وَكَانَ ثِقَّةً. عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ. وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لِاتَّحَرَّكَ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ۔ (۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے سعید بن جبیر روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ اپنی زبان مبارک کو حرکت دیتے۔ سفیان نے اپنی زبان کو حرکت دے کر دکھایا کہ حضور ﷺ ایسا اس لیے کرتے کہ آپ وحی کو یاد کرنا چاہتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”تم اپنی زبان کو حرکت نہ دو تا کہ اسے جلدی سے یاد کر لو۔“ بخاری، مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی روایت:

(۲) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ لِاتَّحَرَّكَ بِهِ لِسَانَكَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ كَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفْتَيْهِ فَيَشُدُّ عَلَيْهِ فَكَانَ ذَلِكَ يُعْرِفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِاتَّحَرَّكَ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ أَخْذَهُ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ فَتَقْرَأْهُ فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ لَهُ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ فَكَانَ إِذَا آتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ۔ (۱۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی لاتتحرك به لسانك کے بارے میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جبریل امین جب وحی لے کر آپ کے پاس حاضر ہوتے تو حضور ﷺ ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے۔ یہ صورت آپ پر بہت گراں گزرتی اور اس کا اظہار آپ کے چہرے سے ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت لاتتحرك به لسانك نازل فرمائی کہ قرآن کے اخذ کرنے میں عجلت سے کام نہ لیں۔ اس کا یاد کرنا اور پڑھنا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی اسے تمہارے سینہ میں محفوظ کرنا اور اسے پڑھنا دینا ہماری ذمہ داری ہے لہذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں تو تم اس کی قرأت غور سے سنتے رہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”ہم نے اسے نازل کیا ہے اسے غور سے سنو اس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد جب جبریل وحی لے کر آتے تو آپ خاموش ہو کر بغور سنتے۔ اور جب جبریل فارغ ہو کر چلے جاتے تو وعدہ خداوندی کے مطابق آپ اسے پڑھ لیتے۔

(۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ لِاتَّحَرَّكَ بِهِ لِسَانَكَ. قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ شَفْتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفْتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لِاتَّحَرَّكَ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ: جَمَعَهُ لَكَ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَأْهُ فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ: فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ لِمَا أَنْزَلْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا آتَاهُ جِبْرِيْلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا أَقْرَأَهُ۔ (۱۱)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر نے لا تحرك به لسانك کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا قول بیان کیا ہے کہتے ہیں نبی ﷺ نزول وحی کے وقت مشقت و دقت محسوس کرتے تھے اور اپنے لبوں کو حرکت دینے لگتے تھے یعنی ساتھ ساتھ پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ (سعید کہتے ہیں ابن عباسؓ نے مجھ سے کہا کہ اپنے ہونٹ اسی طرح ہلا کر تمہیں دکھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ سعید نے کہا میں تمہیں اپنے ہونٹ اسی طرح ہلا کر دکھاتا ہوں جس طرح ابن عباس نے اپنے ہونٹ ہلائے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ہونٹ ہلا کر دکھائے) تو اللہ تعالیٰ نے آیت لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ نازل کی... ابن عباسؓ کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جبریل کی آمد پر پوری توجہ سے سنتے اور ان کے چلے جانے کے بعد اسی طرح پڑھتے جس طرح جبریل نے پڑھایا ہوتا۔

آپ الفاظِ وحی دہرانے کی ضرورت کیوں محسوس کرتے تھے؟

۷۔ حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے اور ابن مردؤیہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے الفاظ کو اس خوف سے دہراتے جاتے تھے کہ کہیں بھول نہ جائیں۔

— مجاہد اور کلبی کہتے ہیں کہ جبریل وحی سنا کر فارغ نہ ہوتے تھے کہ حضور بھول جانے کے اندیشے سے ابتدائی حصہ دہرانے لگتے تھے۔

تشریح: اسی وجہ سے قرآن کریم میں (تین جگہوں پر) نبی ﷺ کو یہ اطمینان دلایا کہ وحی کے نزول کے وقت آپ خاموشی سے سنتے رہیں، ہم آپ کو اسے پڑھوادیں گے اور وہ ہمیشہ کے لیے آپ کو یاد ہو جائے گی، اس بات کا کوئی اندیشہ آپ نہ کریں کہ اس کا کوئی لفظ بھی آپ بھول جائیں گے۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، الاعلیٰ، حاشیہ: ۷)

تخریج: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا هُشَيْمٌ أَنْبَأَ يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: كَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ إِذَا قَرَأَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ: سَنَقُرُّكَ فَلَا تَنْسَى قَالَ: يَتَذَكَّرُ الْقُرْآنَ مَخَافَةَ أَنْ يَنْسَى۔ (۱۲)

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

ترجمہ: قاسم بن ربیعہ سے منقول ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص جب سورہ سَبَّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى کی تلاوت کرتے اور اس میں سَنَقُرُّكَ فَلَا تَنْسَى پڑھتے تو فرماتے کہ نبی ﷺ قرآن کے الفاظ کو اس خوف سے دہراتے تھے کہ کہیں بھول نہ جائیں۔

فترۃ الوحی کا دور اور آپؐ کا اضطراب

۸۔ امام زہریؒ بیان کرتے ہیں: ”ایک مدت تک رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول بند رہا اور اس زمانہ میں آپؐ پر اس قدر شدید غم کی کیفیت طاری رہی کہ بعض اوقات آپؐ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو گرا دینے کے لیے آمادہ ہو جاتے

تھے۔ لیکن جب کبھی آپ کسی چوٹی کے کنارے پہنچتے تو جبریل علیہ السلام نمودار ہو کر آپ سے کہتے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ اس سے آپ کے دل کو سکون ہو جاتا تھا اور وہ اضطراب کی کیفیت دور ہو جاتی تھی۔ (تفسیر القرآن، ج ۶، المدثر زمانہ نزول)

تخریج: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: ثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: فَتَرَ الْوَحْيُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَرَةً فَخَزَنَ حَزَنًا فَجَعَلَ يَعْدُوا إِلَى شَوَاهِقِ رُؤْسِ الْجِبَالِ لِيَتَرَدَى مِنْهَا فَكَلَّمَا أَوْفَى بِذُرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدَّى لَهُ جَبْرِيْلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ إِنَّكَ نَبِيُّ اللَّهِ فَيَسْكُنُ جَاشُهُ، وَتَسْكُنُ نَفْسُهُ. فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي يَوْمًا إِذْ رَأَيْتُ الْمَلَكَ الَّذِي كَانَ يَأْتِينِي بِحِرَاءٍ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجِئْتُ مِنْهُ رُغْبًا فَرَجَعْتُ إِلَى خَدِيجَةَ فَقُلْتُ زَمَلُونِي فَرَمَلْنَاهُ أَيْ فَدَثَرْنَاهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ بِأَيُّهَا الْمُدَّثِرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ.

قال الزُّهْرِيُّ فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ أَنْزَلَ عَلَيْهِ إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ حَتَّى بَلَغَ مَالِهِ يَغْلَمُ - (۱۳)

ترجمہ: پھر خود نبی ﷺ نے یہ واقعہ سنایا کہ میں ایک روز جا رہا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا، کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس نے ساری فضائے ارض و سما کو گھیر رکھا ہے یہ کیفیت دیکھ کر میں اس سے دہشت زدہ ہو کر واپس خدیجہ کے پاس آ گیا اور اس سے کہا کہ مجھے اڑھا دو۔ تو ہم نے آپ کو کبل اوڑھا دیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر نازل فرمائی کہ اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھو اور قوم کو بیدار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔

بخاری میں جاشہ کے بعد وَتَقَرَّرَ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا الْمِثْلُ ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذُرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدَّى لَهُ جَبْرِيْلٌ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ.

۹۔ امام زہری حضرت جابر بن عبد اللہ کی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فترۃ الوحی (وحی بند رہنے کے زمانے) کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا: ایک روز میں راستے سے گزر رہا تھا۔ یکا یک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں یہ دیکھ کر سخت دہشت زدہ ہو گیا اور گھر پہنچ کر میں نے کہا مجھے اڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ۔ چنانچہ گھروالوں نے مجھ پر لحاف (یا کبل) اڑھا دیا۔ اس وقت اللہ نے وحی نازل کی بِأَيُّهَا الْمُدَّثِرُ... پھر اگلا تاریخ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔

(بخاری، مسلم، مسند احمد، ابن جریر)

تشریح: (سورۃ المدثر کی) پہلی سات آیات مکہ معظمہ کے بالکل ابتدائی دور کی نازل شدہ ہیں۔ بعض روایات جو بخاری، مسلم، ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے منقول ہیں ان میں تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ یہ قرآن مجید کی اولین آیات ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئیں۔ لیکن امت میں یہ بات قریب قریب با! اتفاق مسلم ہے کہ پہلی وحی جو حضور

۱۔ روایت کا آخری حصہ حذف ابن جریر میں ہے۔ بخاری اور مسند احمد میں نہیں۔

پر نازل ہوئی وہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سے مَا لَمْ يَعْلَمْ تَمَّک ہے۔ البتہ صحیح روایات سے جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ اس پہلی وحی کے بعد کچھ مدت تک رسول اللہ ﷺ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی، پھر اس وقفہ کے بعد جب از سر نو نزولِ وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو اس کا آغاز سورۃ مدثر کی انہیں آیات سے ہوا تھا اور ان میں پہلی مرتبہ آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ انہیں اور خلقِ خدا کو اس روش کے انجام سے ڈرائیں جس پر وہ چل رہی ہے، اور اس دنیا میں جہاں دوسروں کی بڑائی کے ذمے کج رہے ہیں، خدا کی بڑائی کا اعلان کریں۔ اس کے ساتھ آپ کو ہدایت فرمائی گئی کہ اب جو کام آپ کو کرنا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی زندگی بر لحاظ سے انتہائی پاکیزہ ہو، اور آپ تمام دنیوی فائدوں سے قطع نظر کر کے کامل اخلاص کے ساتھ خلقِ خدا کی اصلاح کا فریضہ سر انجام دیں۔ پھر آخری فقرے میں آپ کو تلقین کی گئی کہ اس فریضہ کی انجام دہی میں جو مشکلات اور مصائب بھی پیش آئیں ان پر آپ اپنے رب کی خاطر صبر کریں۔ (تفسیر القرآن، ج ۲، المدثر، موضوع اور مضمون)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ: قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصْرِي قَبْلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَ نَبِيَّ بِحَرَآءِ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجِئْتُ مِنْهُ، حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَزَمَلُوهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى بِأَيُّهَا الْمُدَّثِرُ إِلَى قَوْلِهِ فَاهْجُرْ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ . وَالرُّجُزُ فَاهْجُرْ . الْأَوْثَانُ ثُمَّ حَمِي الْوَحْيُ وَتَابَعُ - (۱۴)

(۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: بِأَيُّهَا الْمُدَّثِرُ قُلْتُ: يَقُولُونَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتُ فَقَالَ جَابِرٌ: لَا أَحَدِيكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: جَاوَرْتُ (اعْتَكَفْتُ) بِحَرَآءِ فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي (اعْتَكَفِي) هَبَطْتُ، فَنَوْدَيْتُ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمَّ أَرَشِينَا، وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمَّ أَرَشِينَا، وَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمَّ أَرَشِينَا، وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمَّ أَرَشِينَا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَاتَيْتُ حَدِيحَةَ فَقُلْتُ: دَثِرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ: فَدَثِرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَزَلْتُ بِأَيُّهَا الْمُدَّثِرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ - (۱۵)

ترجمہ: سچی کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا قرآن کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بِأَيُّهَا الْمُدَّثِرُ میں نے عرض کیا مجھے تو یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ نازل ہوا ہے۔

تفسیرم الاحادیث جلد دوم

ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا تھا کہ قرآن کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے اور میں نے بھی ان سے یہی کہا تھا جو تم نے کہا ہے تو انہوں نے کہا میں تو تجھے وہی خبر دوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”میں غارِ حرا میں تھا جب میں نے اپنا اعتکاف ختم کر لیا تو وہاں سے نیچے اتر اور ابھی وادی کے بیچ میں تھا کہ آواز سنائی دی۔ پھر میں نے اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں نظر دوڑائی تو کچھ نظر نہ آیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی۔ اس کے بعد میں نے خدیجہ کے پاس آ کر کہا کہ مجھے اڑھاؤ اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ انہوں نے مجھے اڑھا دیا اور ٹھنڈا پانی ڈالا۔ پس اس موقع پر یأیہا المڈثر قم فأنذر وربک فکبر مجھ پر نازل ہوئی۔

دورِ فترۃ وحی کا اختتام

۱۰۔ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ بڑے اضطراب انگیز حالات سے گزر رہے تھے۔ حضور کو اور آپ کے صحابیوں کو بروقت وحی کا انتظار رہتا تھا تا کہ اس سے رہنمائی بھی ملے اور تسلی بھی حاصل ہو۔ جوں جوں وحی آنے میں دیر ہو رہی تھی اضطراب بڑھتا جاتا تھا۔ اس حالت میں جبریل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لائے۔ پہلے وہ فرمان سنایا جو موقع کی ضرورت کے لحاظ سے فوراً درکار تھا۔ پھر آگے بڑھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے اشارے سے یہ چند کلمات اپنی طرف سے کہتے ہیں جن میں اتنی دیر تک اپنے حاضر نہ ہونے کی معذرت بھی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرفِ تسلی بھی، اور ساتھ ساتھ صبر و ضبط کی تلقین بھی۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَجِبْرِيلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا؟ فَزَلْتُ وَمَا نَنْزَلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا۔ (۱۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے پوچھا کہ بہ کثرت تمہاری ہم سے ملاقات ہوتی تھی۔ اب اس میں کون سی چیز مانع ہوئی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ہم امرِ ربانی کے بغیر نہیں اتر کرتے۔ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے جو کچھ ہے اسی کا ہے۔

(۲) عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ : لَبَّثَ جِبْرِيلُ عَنْ مُحَمَّدٍ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَيَقُولُونَ قَلْبِي فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ: أَيُّ جِبْرِيلُ لَقَدْ رَثْتُ عَلَى حَتَّى ظَنُّ الْمَشْرِكَوْنِ كُلِّ ظَنْ، فَزَلْتُ وَمَا نَنْزَلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ (۱۷)

ترجمہ: حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ بارہ روز جبریل علیہ السلام محمد ﷺ کے پاس نہ آئے تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ وہ ناراض ہو گیا ہے۔ پھر جب جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا، ”آپ نے میرے پاس آنے میں کافی تاخیر کر دی جس کے نتیجے میں مشرکین طرح طرح کی بدگمانیاں پھیلاتے رہے۔“ اس موقع پر یہ آیت

نازل ہوئی کہ ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نہیں اتر سکتے۔ ہمارے آگے پیچھے جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے اس کا بھی وہی مالک ہے اور آپ کا رب بھولتا نہیں۔
فتح القدیر میں یہ بھی ہے:

(۳) قِيلَ اِحْتَبَسَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اَرْبَعِينَ يَوْمًا، وَقِيلَ خَمْسَةَ عَشَرَ، وَقِيلَ اِثْنَى عَشَرَ، وَقِيلَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ الْخ (۱۸)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چالیس روز تک حاضر نہیں ہوئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ پندرہ روز اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بارہ روز اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تین روز حاضر نہیں ہوئے۔

(۴) حَدَّثْتُ عَنْ الْحُسَيْنِ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا مُعَاذٍ يَقُولُ: ثَنَا عُبَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ الضَّحَّاكَ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ وَمَا نَنْزَلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ اِحْتَبَسَ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَكَلَّمَ الْمُشْرِكُونَ فِي ذَلِكَ وَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَاتَاهُ جِبْرِئِيلُ فَقَالَ: اِشْتَدَّ عَلَيْكَ اِحْتَبَاؤُنَا عَنْكَ وَتَكَلَّمَ فِي ذَلِكَ الْمُشْرِكُونَ وَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ اِذَا اَمَرَنِي بِاَمْرِ اطَعْتُهُ وَمَا نَنْزَلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ يَقُولُ بِقَوْلِ رَبِّكَ الْخ - (۱۹)

ترجمہ: عبید نے بیان کیا کہ میں نے ضحاک کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد و ما نَنْزَلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ کے متعلق بیان کرتے سنا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا بند کر دیا اور مشرکین نے اس پر باتیں بنانا شروع کر دیں۔ یہ صورت حال آپ پر بڑی گراں گزری۔ اتنے میں جبریل تشریف لے آئے۔ فرمایا ”ہمارا آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے رُک جانا، اور مشرکین کا اس بارے میں باتیں بنانا گراں گزرا ہے۔“ (واقعہ یہ ہے) کہ میں تو صرف اللہ کا بندہ اور اس کا فرستادہ ہوں۔ جب وہ مجھے کسی امر کا حکم صادر فرماتے ہیں تو اس کی تعمیل کرتا ہوں۔ ہم آپ کے رب کے اذن کے بغیر نہیں اتر سکتے۔ یہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد و ما نَنْزَلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ہی کو بیان کر رہے تھے۔

(۵) قَالَ الْحَكَمُ بْنُ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ اَبُطًا جِبْرِئِيلُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: مَا نَزَلْتَ حَتَّى اِشْتَقْتُ اِلَيْكَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِئِيلُ: بَلْ اَنَا كُنْتُ اِلَيْكَ اَشْوَقٌ وَلَكِنِّي مَأْمُورٌ فَاَوْحَى اللَّهُ اِلَى جِبْرِئِيلَ اَنْ قُلْ وَمَا نَنْزَلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ - (۲۰)

ترجمہ: حضرت جبریل نبی ﷺ کی خدمت میں چالیس روز تک نہ آئے۔ پھر تشریف لائے تو نبی ﷺ نے فرمایا مجھے آپ کے نزول کا اشتیاق ہی رہتا ہے۔ جبریل نے فرمایا میں بھی آپ کی ملاقات کا مشتاق رہتا ہوں لیکن میں تو مامور ہوں (جب ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے تو آتا ہوں) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ یوں کہو ”ہم آپ کے رب کے اذن کے بغیر نہیں اتر سکتے۔“

تفسیر الہادیہ جلد دوم

۱۱۔ جندب بن عبد اللہ الجلی کی روایت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام کے آنے کا سلسلہ رک گیا تو مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ محمدؐ کو ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے۔
(ابن جریر، طبرانی، عبد بن حمید، سعید بن منصور، ابن مردودہ)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتْ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَرَى صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَكَ فَنَزَلَتْ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔ (۲۱)

ترجمہ: جندب بجلی سے مروی ہے کہ ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ! معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے ساتھی نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا ہے۔

(۲) حَدَّثَنَا بِحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ، قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَأَرْجُوا أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِيبَكَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔ (۲۲)

ترجمہ: حضرت جندب بن سفیان نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی تو آپ دو یا تین رات قیام اللیل نہ فرما سکے۔ ایک عورت آپ کی خدمت میں آ کر کہنے لگی اے محمد (ﷺ) مجھے لگتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ مجھے وہ تمہارے پاس دو یا تین راتوں سے نظر نہیں آیا، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى یعنی ”قسم روز روشن کی اور رات کی جب کہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے۔ اے نبی! تمہارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔“

بخاری نے کتاب التہجد میں جندب بن عبد اللہ سے جو روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

(۳) اِحْتَبَسَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِبْطًا عَلَيْهِ شَيْطَانُهُ فَنَزَلَتْ وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔ (۲۳)

۱۲۔ عوفی اور ابن جریر نے ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ کئی روز تک جبریل کی آمد رک جانے سے حضورؐ پریشان ہو گئے اور مشرکین کہنے لگے کہ ان کا رب ان سے ناراض ہو گیا ہے اور اس نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔

قنادہ اور ضحاک کی مُرْسَل روایات میں بھی قریب قریب یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل نے جو حضورؐ کی چچی ہوتی تھی اور جس کا گھر حضورؐ کے مکان سے متصل تھا، آپ سے کہا۔ ”معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔“ (تفسیر القرآن، ج ۶، صفحہ ۱۰۶، حاشیہ: ۳)

تخریج: قَالَ الْعَوْفِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ أَبْطَأَ عَنْهُ جِبْرَائِيلُ أَيَّامًا فَتَغَيَّرَ بِذَلِكَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ وَدَعَاهُ رَبُّهُ وَقَالَهُ فَانزِلِ اللَّهُ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ - (۲۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے بتایا کہ نزول قرآن کے دوران چند روز جبریل نے آنے میں تاخیر کر دی۔ اس سے آپ کی طبیعت مبارک متغیر ہوئی اور مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ اسے اس کے رب نے چھوڑ دیا اور اس سے ناراض ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”تیرے رب نے نہ تو تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا ہے۔“

تشریح: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مدت تک رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول بند رہا تھا۔ مختلف روایات میں یہ مدت مختلف بیان کی گئی ہے۔ ابن جریج نے بارہ روز، کلثمی نے پندرہ روز، ابن عباس نے ۲۵ روز، سدی اور مقاتل نے ۴۰ روز اس کی مدت بیان کی ہے۔ بہر حال یہ زمانہ اتنا طویل تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس پر سخت غمگین ہو گئے تھے اور مخالفین بھی آپ کو طعن دینے لگے تھے، کیونکہ حضور پر جوئی سورہ نازل ہوتی تھی اسے آپ لوگوں کو سنایا کرتے تھے، اس لیے جب اچھی خاصی مدت تک آپ نے کوئی نئی وحی لوگوں کو نہیں سنائی تو مخالفین نے سمجھ لیا کہ وہ سرچشمہ بند ہو گیا ہے جہاں سے کلام آتا تھا۔

اس صورت حال میں حضور کے شدید رنج و غم کا حال بھی متعدد روایات میں آیا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ محبوب کی طرف سے بظاہر عدم التفات، کفر و ایمان کے درمیان جنگ چھڑ جانے کے بعد اسی ذریعہ طاقت سے بظاہر محرومی جو اس جاں نسل کشمکش کے منجر ہوا میں آپ کے لیے واحد سہارا تھا، اور اس پر مزید دشمنوں کی شتمانت، یہ ساری چیزیں مل جل کر اجمالی حضور کے لیے بخت پریشانی کا موجب ہو رہی ہوں گی اور آپ کو بار بار یہ شبہ گزرتا ہوگا کہ کہیں مجھ سے کوئی قصور تو نہیں ہو گیا ہے کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہو گیا ہو اور اس نے مجھے حق و باطل کی اس لڑائی میں تنہا چھوڑ دیا ہو۔

(تفسیر القرآن، ج ۱، صفحہ ۱۶۱، حاشیہ ۳)

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ ایک موقع پر حضور نے فرمایا: ”میں کبھی حق کے سوا کوئی بات نہیں کہتا۔ کسی صحابی نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! کبھی کبھی آپ ہم لوگوں سے ہنسی مذاق بھی تو کر لیتے ہیں۔“ فرمایا ”فی الواقع میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا - (۲۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ کبھی ہم لوگوں سے ہنسی مذاق بھی تو کر لیتے ہیں۔ فرمایا: ”فی الواقع میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔“

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنتا تھا وہ لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے محفوظ کر لوں۔ قریش کے لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا اور کہنے لگے، تم ہر بات لکھتے چلے جاتے ہو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ انسان ہیں، کبھی غصے میں بھی کوئی بات فرمادیتے ہیں، اس پر میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ بعد میں اس بات کا ذکر میں نے حضور سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”تم لکھے جاؤ، اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی ہے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ أَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ فَهَتَيْتَنِي قُرَيْشٌ فَقَالُوا إِنَّكَ تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّي إِلَّا حَقٌّ۔ (۲۶)

تشریح: (یہ احادیث ان باتوں سے متعلق ہیں) جو آپ ایک انسان ہونے کی حیثیت سے زندگی کے عام معاملات میں کرتے تھے، جن کا تعلق فرائض نبوت سے نہ تھا، جو آپ نبی ہونے سے پہلے بھی کرتے تھے اور نبی ہونے کے بعد بھی کرتے رہے۔ اس نوعیت کی باتوں کے متعلق سب سے پہلے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے بارے میں کفار سے کوئی جھگڑا نہ تھا۔ کفار نے ان کی بناء پر آپ کو گمراہ اور بدراہ نہیں کہا تھا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کوئی بات اپنی زندگی کے اس نجی پہلو میں بھی کبھی خلاف حق نہیں نکلتی تھی، بلکہ ہر وقت ہر حال میں آپ کے اقوال و افعال ان حدود کے اندر محدود رہتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبرانہ اور متقیانہ زندگی کے لیے آپ کو بتادی تھیں۔ اس لیے درحقیقت وحی کا نور ان میں بھی کار فرما تھا۔

داری میں فَاْمَسَكْتُ كَعْدَ فَاْمَسَكْتُ ذَلِكْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاَوْمَاً بِأَصْبَعِهِ إِلَى فِيهِ وَقَالَ: أَكْتُبُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّي إِلَّا حَقٌّ۔

اہل مکہ کی بدگمانی کہ آپ کو چند مخصوص آدمی تعلیم دیتے ہیں

۱۵۔ روایات میں مختلف اشخاص کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ کفار مکہ ان سب سے کسی پر گمان کرتے تھے۔ ایک روایت میں اس کا نام جبر بیان کیا گیا ہے جو عامر بن حضرمی کا ایک رومی غلام تھا۔ دوسری روایات میں حویطب بن عبد العزی کے ایک غلام کا نام لیا گیا ہے جسے عائش یا یعیش کہتے تھے۔ ایک اور روایت میں یسار کا نام لیا گیا ہے جس کی کنیت ابو فلیہ تھی اور جو مکے کی

۱۔ اشارہ اس کی طرف ہے کہ حضور تبلیغ دین، دعوت الی اللہ، اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد اور اقامت دین کی خدمات کے سلسلے میں جو باتیں کرتے تھے کفار ان پر معترض تھے اور آپ پر گمراہ اور بدراہ ہونے کا الزام لگاتے تھے۔ (مؤلف)

۲۔ اشارہ سورۃ النحل کی آیت ۱۰۳۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ کی طرف ہے۔ یعنی کہ یہ شخص حضور کو پڑھاتا تھا۔ (مؤلف)

ایک عورت کا یہودی غلام تھا۔ ایک اور روایت بلعان یا بلعام نامی ایک رومی غلام سے متعلق ہے۔ بہر حال ان میں سے جو بھی ہو، کفار مکہ نے محض یہ دیکھ کر کہ ایک شخص تورات و انجیل پڑھتا ہے اور محمد سے اس کی ملاقات ہے بے تکلف یہ الزام گھڑ دیا کہ اس قرآن کو دراصل وہ تصنیف کر رہا ہے اور محمد (ﷺ) اسے اپنی طرف سے خدا کا نام لے لے کر پیش کر رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت (ﷺ) کے مخالفین آپ کے خلاف افترا پردازیاں کرنے میں کس قدر بے باک تھے بلکہ یہ سبق بھی ملتا ہے کہ لوگ اپنے ہم عصروں کی قدر و قیمت پہچاننے میں کتنے بے انصاف ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے سامنے تاریخ انسانی کی ایک ایسی عظیم شخصیت تھی جس کی نظیر نہ اس وقت دنیا بھر میں کہیں موجود تھی نہ آج تک پائی گئی ہے۔ مگر ان عقل کے اندھوں کو اس کے مقابلہ میں ایک عجمی غلام جو کچھ تورات و انجیل پڑھ لیتا تھا، قابل تر نظر آ رہا تھا اور وہ گمان کر رہے تھے کہ یہ گوبر نایاب اس کو نکلے سے چمک حاصل کر رہا ہے۔

تخریج: (۱) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ فِي السِّيَرَةِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيمَا بَلَغَنِي كَثِيرًا مَا يَجْلِسُ عِنْدَ الْمَرْوَةِ إِلَى سُبَيْعَةَ غُلَامٍ نَصْرَانِي يُقَالُ لَهُ جَبْرُ عَبْدٌ لِبَعْضِ بَنِي الْحَضْرَمِيِّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَلَقَدْ نَعَلُمْ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ) وَكَذَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ كَثِيرٍ وَعَنْ عِكْرِمَةَ وَقَتَادَةَ كَانَ اسْمُهُ يَعِيشُ۔

ترجمہ: محمد بن اسحاق اپنی سیرت (سیرت ابن ہشام) میں بیان کرتے ہیں کہ جو روایات مجھ تک پہنچی ہیں ان کی رو سے رسول اللہ (ﷺ) اکثر اوقات مروہ پہاڑی کے دامن میں سُبَيْعَةَ نامی ایک نصرانی غلام کے پاس بیٹھتے تھے جسے جبر کہتے تھے۔ یہ بنی حضرمی کے ایک شخص کا غلام تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ نَعَلُمْ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ کہتے ہیں کہ اس شخص کو ایک آدمی سکھاتا پڑھاتا ہے۔ حالانکہ ان کا اشارہ جس آدمی کی طرف ہے اس کی زبان عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

(۲) وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطُّوسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَلَائِي عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْلَمُ قِينًا بِمَكَّةَ وَكَانَ اسْمُهُ بَلْعَامٌ وَكَانَ أَعْجَمِيٌّ اللَّسَانِ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَرَوْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَيْهِ وَيَخْرُجُ مِنْ عِنْدِهِ فَقَالُوا إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَلْعَامٌ۔

وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ: كَانَ لَنَا غُلَامَانِ رُومِيَانِ يَقْرَأَانِ كِتَابًا لَهُمَا بِلِسَانِهِمَا فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ بِهِمَا فَيَقُومُ فَيَسْمَعُ مِنْهُمَا فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ يَتَعَلَّمُ مِنْهُمَا۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الَّذِي قَالَ ذَلِكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ رَجُلٌ كَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَارْتَدَّ بَعْدَ ذَلِكَ عَنِ الْإِسْلَامِ وَافْتَرَى هَذِهِ الْمَقَالَةَ۔ (۲۷)

تفسیریم اللہ ہاربت جلد دوم

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ایک لوہار کو جانتے تھے، جس کا نام بلعام تھا۔ مشرکین نے اس کے پاس آپ کی آمد و رفت دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ بلعام اسے پڑھاتا سکھاتا ہے۔

عبید اللہ بن مسلم کہتے ہیں کہ ہمارے دور میں غلام تھے وہ اپنی مذہبی کتاب پڑھا کرتے تھے۔ نبی ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوتا تو آپ کھڑے ہو کر سننا شروع کر دیتے۔ اس سے مشرکین نے مشہور کر دیا کہ یہ (محمدؐ) ان دونوں سے تعلیم حاصل کرتا ہے۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ یہ بات مشرکین کے اس آدمی نے مشہور کی جو کاتب وحی رہ چکا تھا بعد میں مرتد ہو گیا۔ اس نے یہ قصہ گھڑا ہے۔

ماخذ

(۱) بخاری ج ۱، باب کیف کان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ، ج ۲، کتاب التفسیر سورہ علق باب قوله اقرأ وربك الاكرم ☆ کتاب التعبير باب اول ما بدى به رسول الله صلى الله عليه وسلم ☆ مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب بدء الوحي الى رسول الله ﷺ اور کتاب الصلاة۔ مسلم نے الرؤيا الصالحة کے بجائے الرؤيا الصادقة نقل کیا ہے ☆ مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۳-۲۳۲ ☆ مسند ابی عوانة ج ۱ ص ۱۱۰ ☆ سیرت ابن ہشام ج ۱، ص ۳۳۴ باب اول ما بدى به رسول الله ﷺ الرؤيا الصادقة۔

(۲) بخاری ج ۲، کتاب التفسیر سورہ اقرأ باسم ربك، ج ۱، کتاب الايمان باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ ☆ مسلم ج ۱، کتاب الايمان باب بدء الوحي الى رسول الله ﷺ ☆ مسند احمد ج ۶، ص ۲۳۲-۲۳۳ روایت عائشة ☆ روح المعاني پ ۳۰، ص ۱۷۸ (مختصر) ☆ ابن كثير ج ۴ سورہ علق ص ۵۲۷ ☆ ابن جرير ج ۲۸/۳۰ جلد ۱۲ سورة العلق ☆ مسند ابی عوانة ج ۱ ص ۱۱۱-۱۱۲ ☆ المصنف لعبد الرزاق ج ۵ ص ۳۲۱-۳۲۴ ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۵، ص ۴۷۲ سورہ العلق۔

(۳) بخاری ج ۲، کتاب التعبير۔ باب اول ما بدى به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصالحة۔ مسند احمد ج ۶، ص ۲۳۳ عن عائشة۔

(۴) بخاری کتاب التفسیر ج ۲، سورة النساء باب لا يستوي القاعدون من المؤمنين والمجاهدون في سبيل الله، ج ۱ کتاب الصلاة باب ما يذكر في الفخذ۔ ☆ ترمذی ج ۲ ابواب التفسیر، هذا حديث حسن صحيح۔ ☆ المعجم الطبراني الكبير، ص ۱۲۳-۱۲۴ زيد بن ثابت ☆ نسائي کتاب الجهاد باب فضل المجاهدين على القاعدین ☆ مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۱۔ ☆ السنن الكبرى للبيهقي ج ۹، کتاب التفسیر ☆ ابن كثير ج ۴ ص ۴۳۵۔

- (۵) بخاری ج ۱، باب کیف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ ☆ بخاری ج ۱، کتاب بدء الخلق باب ذكر الملائكة
پر مختصر ہے ☆ مسلم ج ۱، کتاب الايمان باب بدء الوحي الى رسول الله ﷺ۔
- (۶) مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب طيب عرفه ص ۴۵۲ ☆ ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء كيف كان يتزل الوحي
على النبي ☆ مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۸ تا ۲۵۷ قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ ☆ نسائی کتاب الافتتاح جامع
ماجاء في القرآن ☆ موطأ امام مالك کتاب الصلوة باب ماجاء في القرآن۔
- (۷) ابن جرير جز ۲۸/۳۰ جلد ۱۲ ص ۸۰ ☆ ابن كثير ج ۴، سورة المزمل ☆ المستدرک ج ۲، تفسير سورة المزمل
توضیح معنی آية انا سلقى عليك قولاً ثقیلاً ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۵، بحوالہ عبد بن حمید، ابن نصر ص ۲۲۰
- (۸) مسند احمد ج ۵ ص ۱۱۸ روایت عائشہ۔
- (۹) بخاری ج ۲، کتاب التفسير سورة قيامة باب وقوله لا تحرك به لسانك لتعجل به ☆ ترمذی ابواب التفسير سورة
القيامة ج ۲ ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۰ عن ابن عباس۔
- (۱۰) بخاری ج ۲، کتاب ابواب فضائل القرآن۔ باب الترتيل في القراءة ☆ کتاب التفسير سورة القيامة، باب قوله فاذا قرأناه
فاتبع قرأناه ☆ مسلم ج ۱ کتاب الصلاة باب الاستماع للقراءة ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۵ ص ۳۴۰ عن ابن عباس۔
- (۱۱) کتاب الرد على الجهمية وغيرهم التوحيد باب قول الله لا تحرك به لسانك ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۳۴۳، عن ابن
عباس ☆ نسائی ج ۲ جامع ماجاء في القرآن ☆ فتح القدير ج ۵ ص ۳۴۰ ☆ ابن كثير ج ۴، عن ابن عباس۔
- (۱۲) المستدرک للحاكم ج ۲، کتاب التفسير۔ تفسير سورة سبح اسم ربك الاعلى ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۵ بحوالہ
ابن مردويه۔
- (۱۳) ابن جرير جز ۲۸/۳۰ ج ۱۲، سورة المدثر ☆ بخاری ج ۲، کتاب التعبير باب اول ما بدئ به رسول الله ﷺ من
الوحي الرؤيا الصالحة ☆ مسند احمد ج ۶ ص ۲۳۳، روایت عائشة ☆ مسند ابی عوانة ج ۱ ص ۱۱۲
- (۱۴) بخاری ج ۲ کتاب التفسير سورة المدثر ☆ مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب بدء الوحي الى رسول الله ﷺ ☆ ترمذی
ج ۲ ابواب التفسير سورة المدثر ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۵، جابر بن عبد الله۔ ابن كثير ج ۴، سورة المدثر
☆ ابن جرير جز ۲۸/۳۰ ج ۱۲، سورة المدثر۔ مسند احمد نے زَمَلُونِي تين مرتبه نقل كيا ہے۔ ☆ فتح القدير
للشوكاني ج ۵ ص ۳۲۸۔
- (۱۵) بخاری ج ۲، کتاب التفسير سورة المدثر ☆ مسلم ج ۱، کتاب الايمان باب بدء الوحي الى رسول الله ﷺ
☆ فتح القدير ج ۵ ص ۳۲۸ ☆ ابن جرير جز ۲۸/۳۰ جلد ۱۲ المدثر ☆ مسند ابی عوانة ج ۱ ص ۱۱۵۔
- (۱۶) بخاری ج ۲، کتاب التفسير سورة كهيعص باب وما ننزل الا بامر ربك ☆ ترمذی ج ۲، ابواب التفسير سورة مريم
هذا حديث حسن غريب ☆ روح المعاني جز ۱۶/۱۸ پ ۱۶ ص ۱۰۴ ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۳ ص ۳۴۵
☆ ابن جرير جز ۱۵/۱۶ ج ۸ ص ۷۸ ☆ مسند احمد ج ۱ عن ابن عباس ☆ ابن كثير ج ۱، سورة مريم ☆ ابن ابی
حاتم بحوالہ ابن كثير ج ۳ ص ۱۳۰۔

- (۱۷) ابن جریر جز ۱۶/۱۵ مجلد ۸ ص ۷۸، ☆ ابن کثیر ج ۳، سورہ مریم۔
- (۱۸) فتح القدير للشوكاني ج ۳ ص ۳۴۵۔
- (۱۹) ابن جریر جز ۱۶/۱۵ ج ۸ ص ۷۸۔
- (۲۰) ابن کثیر ج ۳، سورہ مریم ☆ ابن جریر ج ۸ ص ۷۸ فتح القدير للشوكاني ج ۳ ص ۱۴۵۔
- (۲۱) بخاری ج ۲ کتاب التفسیر سورة الضحیٰ ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۵ ص ۴۵۶ بحوالہ فریابی، عبد بن حمید، سعید بن منصور، طبرانی، ابن مردویه۔
- (۲۲) بخاری ج ۲ کتاب التفسیر سورة الضحیٰ ☆ مسلم ج ۲، کتاب الجهاد والسير باب ما لقی النبی ﷺ من المشرکین ☆ ترمذی ج ۲ ابواب التفسیر سورة الضحیٰ ☆ ابن جریر جز ۳۰/۲۸ جلد ۱۲ سورة الضحیٰ ☆ ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۲ فتح القدير للشوكاني ج ۵، الضحیٰ ☆ روح المعانی جز ۳۰/۲۸ الضحیٰ ☆ مسند احمد ج ۴، ص ۳۱۲ جندب بخلی۔
- (۲۳) بخاری ج ۱ کتاب التهجید باب ترک القيام للمريض۔
- (۲۴) ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۲ ☆ ابن جریر جز ۳۰/۲۸ جلد ۱۲ ص ۱۴۸۔
- (۲۵) مسند احمد ج ۲، ص ۳۶۰ روایت ابی هريرة۔
- (۲۶) مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۲، روایت عبد اللہ بن عمرو ☆ ابوداؤد ج ۳، کتاب العلم باب فی کتاب العلم۔ ابوداؤد نے ما خرج کے بجائے ما يخرج منه نقل کیا ہے ☆ دارمی مقدمہ باب ۱۰۳ باب من رخص فی کتاب العلم۔
- (۲۷) ابن کثیر ج ۲ سورة النحل۔

تکمیل ایمان کے لیے نبی کے ساتھ محبت کا معیار

بخاری و مسلم نے تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے:

۱۶۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کو اُس کے باپ اور اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔“

تشریح: یعنی نبی ﷺ کا مسلمانوں سے اور مسلمانوں کا نبی ﷺ سے جو تعلق ہے وہ تو تمام دوسرے انسانی تعلقات سے ایک بالاتر نوعیت رکھتا ہے۔ کوئی رشتہ اُس رشتے سے اور کوئی تعلق اُس تعلق سے جو نبی اور اہل ایمان کے درمیان ہے، ذرہ برابر کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ نبی ﷺ مسلمانوں کے لیے ان کے ماں باپ سے بھی بڑھ کر شفیق و رحیم اور ان کی اپنی ذات سے بھی بڑھ کر خیر خواہ ہیں۔ ان کے ماں باپ اور ان کے بیوی بچے ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، ان کے ساتھ خود غرضی برت سکتے ہیں، ان کو گمراہ کر سکتے ہیں، ان سے غلطیوں کا ارتکاب کر سکتے ہیں، ان کو جہنم میں دھکیل سکتے ہیں۔ مگر نبی ﷺ اُن کے حق میں صرف وہی بات کرنے والے ہیں جس میں اُن کی حقیقی فلاح ہو۔ وہ خود اپنے پاؤں پر آپ کلباڑی مار سکتے ہیں۔ حماقتیں کر کے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر سکتے ہیں۔ لیکن نبی ﷺ اُن کے لیے وہی کچھ تجویز کریں گے جو فی الواقع ان کے حق میں نافع ہو اور جب معاملہ یہ ہے تو نبی ﷺ کا بھی مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ آپ کو اپنے ماں باپ اور اولاد اور اپنی جان سے بڑھ کر عزیز رکھیں، دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آپ سے محبت رکھیں، اپنی رائے پر آپ کی رائے کو اور اپنے فیصلے پر آپ کے فیصلے کو مقدم رکھیں اور آپ کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. (۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کو اُس کے باپ اور اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔“

ایک روایت میں مسلم نے یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں:

(۲) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: نَا عَبْدُ الْوَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ - (۲)

ترجمہ: کوئی بندہ یا کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کو اُس کے اہل و عیال اُس کے مال و اسباب اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔

کنز العمال میں مسند احمد، بخاری اور ابویعلیٰ فی مسندہ کے حوالہ سے یہ الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں:

(۳) وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ - (۳)

(۴) لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ - (۴) (عن عبد الله بن هشام)

(۵) وَاللَّهِ لَا يَكُونُ أَحَدُكُمْ مُؤْمِنًا حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ - (۵) (عن فاطمة بنت عتبة)

ایمان کا میل کے لیے فیصلہ کن سند

۱۷ - لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ -

”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔“

تشریح: جو کچھ اللہ کی طرف سے نبی ﷺ لائے ہیں اور جس طریقہ پر اللہ کی ہدایت و رہنمائی کے تحت آپ نے عمل کیا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہے اور اس سند کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ ہے۔

تخریج: (۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ - (۶)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔“

(۲) لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ مُتَّبِعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ - (۷)

ترجمہ: ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔“

لذتِ ایمان اور اس کی چاشنی کسے نصیب ہوتی ہے

۱۸۔ ذَاقِ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا۔ (مسلم)

”ایمان کا لذت شناس ہو گیا وہ شخص جو راضی ہو اس بات پر کہ اللہ ہی اس کا رب ہو، اور اسلام ہی اس کا دین ہو اور محمد ہی اس کے رسول ہوں۔“

تشریح: جن کی اطاعت محض ظاہری نہیں ہے، بادلِ نحواستہ نہیں ہے، بلکہ دل سے وہ اسلام ہی کی رہنمائی کو حق مانتے ہیں۔ ان کا ایمان یہی ہے کہ فکر و عمل کا جو راستہ قرآن اور محمد ﷺ نے دکھایا ہے وہی سیدھا اور صحیح راستہ ہے اور اسی کی پیروی میں ہماری فلاح ہے۔ جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے غلط کہہ دیا ہے ان کی اپنی رائے بھی یہی ہے کہ وہ یقیناً غلط ہے، اور جسے اللہ اور اس کے رسول نے حق کہہ دیا ہے ان کا اپنا دل و دماغ بھی اسے برحق ہی یقین کرتا ہے۔ ان کے نفس اور ذہن کی حالت یہ نہیں ہے کہ قرآن اور سنت سے جو حکم ثابت ہو اُسے وہ نامناسب سمجھتے ہوں اور اس فکر میں غلطاں و پیچاں رہیں کہ کسی طرح اسے بدل کر اپنی رائے کے مطابق، یا دنیا کے چلتے ہوئے طریقوں کے مطابق ڈھال بھی دیا جائے اور یہ الزام بھی اپنے سر نہ لیا جائے کہ ہم نے حکمِ خدا اور رسول میں ترمیم کر ڈالی ہے۔ (تفسیر القرآن، ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۵۵)

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَبِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَا: نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ذَاقِ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا۔ (۸)

رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

۱۹۔ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ.

”جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔“

تشریح: یہ حدیث اس مضمون کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی نظام کی دوسری بنیاد رسول کی اطاعت ہے یہ کوئی مستقل بالذات نہیں ہے بلکہ اطاعتِ خدا کی عملی صورت ہے۔ رسول اس لیے مطاع ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام اور فرامین پہنچتے ہیں۔ ہم خدا کی اطاعت صرف اسی طریقے سے کر سکتے ہیں کہ رسول کی اطاعت کریں۔ کوئی اطاعتِ خدا رسول کی سند کے بغیر معتبر نہیں ہے اور رسول کی پیروی سے منہ موڑنا خدا کے خلاف بغاوت ہے۔

(تفسیر القرآن، ج ۱، النساء، حاشیہ: ۸۹)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الرَّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي۔ (۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“

ایک مثال سے رسالتِ محمدی کی وضاحت

۲۰۔ میری اور تم لوگوں کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی روشنی کے لیے مگر پروانے ہیں کہ اس پر ٹوٹے پڑتے ہیں جل جانے کے لیے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ کسی طرح آگ سے بچیں۔ مگر پروانے اس کی ایک نہیں چلنے دیتے۔ ایسا ہی حال میرا ہے کہ میں تمہیں دامن پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا۔

”اچھا تو اے محمد! شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھودینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائیں۔“

یہ اشارہ اس حالت کی طرف ہے جس میں اس وقت نبی ﷺ بتلا تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو رنج اُن تکلیفوں کا نہ تھا جو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دی جا رہی تھیں، بلکہ جو چیز آپ کو اندر ہی اندر رکھائے جا رہی تھی وہ یہ تھی کہ آپ اپنی قوم کو گمراہی اور اخلاقی پستی سے نکالنا چاہتے تھے اور وہ کسی طرح نکلنے پر آمادہ نہیں ہوتی تھی۔ آپ کو یقین تھا کہ اس گمراہی کا لازمی نتیجہ تباہی اور عذاب الہی ہے۔ آپ ان کو اس سے بچانے کے لیے اپنے دن اور راتیں ایک کیے دے رہے تھے مگر انہیں اصرار تھا کہ وہ خدا کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہی رہیں گے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، الکہف، حاشیہ ۴۰)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا فَاأَخَذَ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُونَ فِيهَا۔ (۱۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ”میری اور تم لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی روشنی کے لیے مگر پروانے ہیں کہ اس پر ٹوٹے پڑتے ہیں جل جانے کے لیے۔“

وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ کسی طرح آگ سے بچیں، مگر پروانے اس کی ایک نہیں چلنے دیتے۔ ایسا ہی حال میرا ہے کہ میں تمہیں دامن پکڑ پکڑ کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑتے ہو۔“
مسلم نے حضرت جابر سے بھی ایک روایت نقل کی ہے، اس میں ہے:

(۲) مَثَلِي وَمَثَلِكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبَ وَالْفَرَاشَ يَقَعْنَ فِيهَا وَهُوَ يَذُبُّ عَنْهَا وَأَنَا أَخِذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَفْلِتُونَ مِنْ يَدِي۔ (۱۱)

مسلم کی ایک روایت میں یَقْتَحِمُونَ کی جگہ تَقَحَّمُونَ فیہا بھی ہے۔

نبوت محمدی پر ایمان نہ لانے والے دوزخی ہیں

۲۱۔ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، يَهُودِيٍّ وَلَا نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ۔ (مسلم)

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ اس امت کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے، خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی، جو میری رسالت کی خبر سنے اور اس پیغام کو جو میں لایا ہوں نہ مانے اور پھر دوزخیوں میں شامل نہ ہو۔“ (تعمیرات اذیل: ایمان بالرسالت)

تخریج: (۱) حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٍّ وَلَا نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ۔ (۱۲)

دارقطنی نے الافراد میں بحوالہ ابن مسعود باس الفاظ درج ذیل روایت بھی نقل کی ہے:

(۲) مَنْ سَمِعَ بِي مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ لَمْ يَتَّبِعْنِي فَهُوَ فِي النَّارِ۔

(۳) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ لَا يُؤْمِنُ بِي إِلَّا دَخَلَ النَّارَ۔ (۱۳)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی جو میری رسالت کی خبر سنے پھر مجھ پر ایمان نہ لائے پھر وہ آگ (دوزخ) میں داخل نہ ہو۔“

سند احمد میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ایک روایت بایں الفاظ بھی منقول ہے:

(۴) مَنْ سَمِعَ بِي مِنْ أُمَّتِي أَوْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ فَلَمْ يُؤْمِنْ بِي لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔ (۱۴)

ترجمہ: میری امت کا کوئی شخص یا یہودی یا عیسائی میری رسالت کی خبر نے مگر ایمان نہ لائے تو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

سرچشمہ ہدایت محض قرآن مجید اور اسوہ حسنہ ہے

۲۲۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تورات کا ایک نسخہ لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کو پڑھنا شروع کیا۔ جیسے جیسے وہ پڑھتے گئے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا ایک صحابی نے حضرت عمرؓ سے کہا: تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ غصے سے کتنا سرخ ہو رہا ہے اور تم پڑھے چلے جا رہے ہو۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج اگر موسیٰ بھی ہوتے تو میری پیروی کرنے کے سوا ان کے لیے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

تشریح: موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے کے نبی تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اور قرآن کے آجانے کے بعد کوئی دوسرا سرچشمہ ہدایت نہیں رہا جس کی طرف انسان رجوع کر سکے۔ ہدایت اگر موجود ہے تو رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک اور اللہ تعالیٰ کی اس کتاب پاک میں ہے، اس کے باہر کسی جگہ کوئی ہدایت موجود نہیں ہے جس طرف بھی کوئی جائے گا بجز گمراہی اور ضلالت کے کچھ نہ پائے گا۔ (اسلام کا سرچشمہ قوت، ص: ۵)

تخریج: (۱) أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثنا ابنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَةِ فَسَكَّتْ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ثَكَلْتُكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرَى مَا بَوَّجَهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَظَنَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ. رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَأْتُكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَادْرَكَ نُبُوتِي لَا تَبْعَنِي۔ (۱۵)

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ انا سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مَرَرْتُ بِأَخٍ لِي مِنْ قُرَيْظَةَ فَكَتَبَ لِي جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَةِ آلا أَعْرِضُهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَعْني ابْنُ ثَابِتٍ فَقُلْتُ لَهُ: آلا تَرَى مَا بَوَّجَهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ عُمَرُ: رَضِينَا بِاللَّهِ تَعَالَى رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا. قَالَ: فَسُرِّيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: وَالَّذِي

نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَصْبَحَ فِيكُمْ مُوسَىٰ ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكَتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ إِنَّكُمْ حَظِيٌّ مِنَ الْأَمَمِ
وَإِنَّا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّينَ - (۱۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرا گزرا ایک قرظی بھائی کے پاس سے ہوا انہوں نے مجھے تورات میں سے چند اصول تحریر کر دیے ہیں۔ اجازت ہو تو آپ کے حضور پیش کروں؟ عبداللہ کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی رسالت مآب ﷺ کا رخ مبارک سرخ ہو گیا۔ عبداللہ بن ثابت کا بیان ہے۔ میں نے عمرؓ سے کہا۔ دیکھتے نہیں، آپ کے رخ انور کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی حضرت عمرؓ نے عرض کیا میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی، اللہ اور اس کے رسول کی ناراضی سے۔ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سے آں حضور ﷺ کے رخ انور سے غصے کے آثار دور ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا، ”قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ اگر آج تم میں موسیٰ آ جائیں اور تم ان کی پیروی کرنے لگو اور میری اتباع چھوڑ دو تو یقیناً تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ بے شک تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو اور میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں۔“

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا يُونُسُ وَغَيْرُهُ قَالَ: ثنا حَمَّادُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، ثنا مُجَالِدٌ عَنْ
عَامِرِ بْنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ
فَإِنَّهُمْ لَنْ يَهْدُواكُمْ وَقَدْ ضَلُّوا فَإِنَّكُمْ إِمَّا أَنْ تُصَدِّقُوا بِبَاطِلٍ أَوْ تُكَذِّبُوا بِحَقٍّ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مُوسَىٰ حَيًّا
بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي - (۱۷)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق کچھ دریافت نہ کرو وہ تمہاری رہنمائی کے اہل نہیں ہیں۔ وہ خود گم کردہ راہ ہیں۔ نتیجہ یہ ہو گا یا تو تم باطل کی تصدیق کرو گے یا پھر حق کی تکذیب کے مرتکب ہو گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے اندر زندہ موجود ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر اور کوئی چیز حلال نہ ہوتی۔

(۴) أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِكِتَابٍ أَصَابَهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ
فَغَضِبَ فَقَالَ: أُمَّتَهُو كُونُ فِيهَا يَا بَنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بِيضَاءَ نَفِيَّةٍ
لَا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَيُخْبِرُوكُمْ بِحَقِّ فَتُكَذِّبُوا بِهِ أَوْ بِبَاطِلٍ فَتُصَدِّقُوا بِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ
مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي - (۱۸)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نبی ﷺ کے پاس ایک کتاب لے کر حاضر ہوئے جو انہیں اہل کتاب میں سے کسی سے ملی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اسے پڑھ کر نبی ﷺ کو سنایا۔ آپ نے غصہ ہو کر فرمایا: ”اے ابن خطاب

تفسیر سبب الاماریت جلد دوم

کیا تم بھی اسی گڑھے میں گرنا چاہتے ہو (جس میں اہل کتاب گر چکے ہیں) قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں بلاشبہ تمہارے پاس صاف و شفاف اور روشن شریعت لے کر آیا ہوں۔ اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق نہ پوچھو تاکہ یہ صورت پیش نہ آئے کہ وہ تمہیں حق کی خبر دیں اور تم اس کی تکذیب کر دو یا باطل پیش کریں اور تم اس کی تصدیق کر دو! بخدا! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اتباع کے بغیر کوئی گنجائش نہ پاتے۔

(۵) عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ آتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ: إِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِيثَ مِنْ يَهُودَ تُعْجِبُنَا أَفْتَرَاهِ أَنْ نَكْتَبَ بَعْضَهَا؟ فَقَالَ: أَمْتَهُوَ كُونَ أَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكِبِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى؟ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي۔ (۱۹)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم یہود سے بعض ایسی باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں آپ کا کیا ارشاد ہے، کیا ہم ان میں سے کچھ لکھ نہ لیا کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم بھی (گمراہی کے) اس گڑھے میں گرنا چاہتے ہو جس میں یہود و نصاریٰ گر چکے ہیں؟ میں تمہارے پاس وہ شریعت لے کر آیا ہوں جو بالکل صاف و شفاف اور روشن ہے۔ اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انھیں بھی میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

دوہرے اجر کے مستحق لوگ

۲۳۔ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ. رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ الْخ۔ (بخاری و مسلم)

”حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ہیں جن کے لیے دوہرا اجر ہے ان میں سے ایک ہے اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے سابق نبی پر ایمان رکھتا تھا اور پھر محمد (ﷺ) پر بھی ایمان لے آیا۔“

(تفسیر القرآن، ج ۵، الحدید، حاشیہ: ۵۵)

تشریح: بظاہر تو یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص پہلے نبی کو مانتا ہے اور بعد والے نبی کو بھی ماننے لگا اسے دوہرا اجر ملے مگر جس نے بعد والے نبی کو نہ مانا وہ پہلے نبی کو ماننے کے اجر سے بھی محروم ہو جائے۔ سطحی نظر میں سیدھا حساب تو یہی نظر آتا ہے کہ اگر دو نبیوں کو ماننے کے دو اجر ہیں تو ایک کے ماننے پر ایک اجر ہونا چاہیے۔ مگر یہ صرف ریاضی کا مغالطہ ہے، جو تھوڑے تامل سے دور ہو جاتا ہے۔ فرض کیجیے کہ ایک شخص ہے، جو حکومت کے مقرر کیے ہوئے پہلے گورنر کے تحت عمدہ خدمات بجالاتا رہا۔ پھر حکومت نے اس کی جگہ دوسرا گورنر بھیجا تو وہ اس کی ماتحتی بھی اسی حسن خدمت کے ساتھ کرتا رہا۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم اس کی پچھلی خدمات کا صلہ بھی دیں گے اور بعد کی خدمات کا بھی۔ اب کیا حکومت کے اس بیان سے آپ یہ نتیجہ نکالنے میں حق بہ جانب ہوں گے کہ جس شخص نے پہلے گورنر کو تو مانا اور اس کی خوب اطاعت کی مگر دوسرے گورنر کو اس نے تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا اسے حکومت ان خدمات کا اجر تو ضرور ہی دے گی جو اس نے پہلے گورنر کے ماتحت انجام دی تھیں؟

اس سوال کا جو کچھ بھی آپ جواب دیں گے وہی اس مسئلہ کا حل بھی ہے کہ دونوں پیغمبروں کے ماننے والے کا اجر دوہرا کیوں ہے اور بعد میں آنے والے پیغمبر کا انکار کر کے جو شخص پہلے پیغمبر ہی کے ساتھ وابستہ رہے وہ کسی بنا پر سرے سے کسی اجر کا مستحق ہی نہیں رہتا۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ اگر وہ بدکاریاں اور ظلم و ستم نہیں کرتا تو اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ نہ ہوگا جو ظالم و بدکار ہیں۔
(تہذیبات اول: ایمان بالرسالت)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: اَنَا الْمُحَارِبِيُّ، ناصَالِحُ بْنُ حَيَّانٍ، قَالَ عَامِرُ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا آذَى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمَّةٌ يَطَّأُهَا فَأَذْبَهَا وَحَسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ - (۲۰)

(الحديث)

ترجمہ: حضرت عامر اشعسی نے بیان کیا کہ ابو بردہ نے اپنے والد کے حوالے سے مجھے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ تین آدمی ایسے ہیں جو دوہرے اجر کے مستحق ہیں۔ ایک تو اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا۔ دوسرا وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق بھی پورا ادا کیا اور اپنے آقاؤں کا بھی۔ اور تیسرا وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو، جس سے وہ مباشرت بھی کرتا ہو اور اسے زیور ادب و تعلیم سے اچھی طرح آراستہ کرے، پھر اسے آزاد کرے اور اسے اپنی زوجیت میں لے آئے۔ یہ بھی دوہرے اجر کا مستحق ہے۔

(۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: اَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَّاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ مِنْ قِبَلِنَا مِنْ أَهْلِ خُرَّاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا اعْتَقَ أُمَّةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّكِبِ بَدَنَتُهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ يُوتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَّنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَالْعَبْدُ مَمْلُوكٌ آذَى حَقَّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَحَقَّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أُمَّةٌ فَغَدَاَهَا فَأَحْسَنَ غِدَاءَ هَاتِمًا أَدْبَهَا فَأَحْسَنَ أَدْبَهَا ثُمَّ اعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ - (۲۱)

(الحديث)

ترجمہ: امام شعسی سے ایک خراسانی باشندے نے پوچھا اے ابو عمرو! ہماری طرف خراسان کے لوگ اس شخص کے بارے میں جو اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، کہتے ہیں کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی ہی اونٹنی پر سوار ہو، شعسی نے جواب دیا مجھے ابو بردہ نے اپنے والد کے حوالے سے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سنایا۔ آپ نے فرمایا: ”تین آدمی ایسے ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائے گا۔ ایک اہل کتاب میں سے وہ آدمی جو پہلے اپنے نبی پر ایمان لایا اور نبی ﷺ کا زمانہ رسالت پایا تو آپ پر بھی ایمان لے آیا، آپ کی اتباع و پیروی کی اور آپ کی نبوت کی تصدیق کی اس کے لیے دو اجر ہیں۔

تفسیریم الاحادیث جلد دوم

دوسرا شخص وہ غلام ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا، اور اپنے آقا کا بھی اس کے لیے دوا جر ہے۔ تیسرا شخص وہ ہے جس کی ایک لونڈی ہو۔ اس نے اس کی عمدہ خوراک دے کر پرورش کی، اچھا ادب سکھایا پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اس کے لیے بھی دوا جر ہیں۔

(۳) حَدَّثَنَا أَبُو عَمَارٍ الْمُرَوِّزِيُّ قَالَ: ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ قَالَ: أَجْرَيْنِ لِإِيْمَانِهِمْ بِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَصَدِيقِهِمْ بِالتَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَإِيْمَانِهِمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَتَصَدِيقِهِمْ - (۲۲)

ترجمہ: ابن عباس کا قول ہے وہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ ایک اجر حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے اور تورات و انجیل کی تصدیق کی وجہ سے اور دوسرا محمد ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے کی بنا پر۔

آپ کی رسالت عالم گیر اور ہمہ گیر ہے

۲۴۔ بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ.

نبی ﷺ نے احادیث میں بار بار بیان فرمایا ہے کہ: ”میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔“

تخریج: (۱) عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أُعْطِيتُ خُمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي: بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ شَهْرًا يَرْعَبُ مِنِّي الْعَدُوُّ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَقِيلَ لِي سَلْ تُعْطَهُ فَاخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي وَهِيَ نَائِلَةٌ مِنْكُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا - (۲۳)

ترجمہ: حضرت ابو ذر راوی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ اعزازات ایسے دیے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ (۱) میں کالے گورے سب کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ (۲) ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک بنا دی گئی ہے۔ (۳) غنیمت کے مال میرے لیے حلال کر دیے گئے ہیں مجھ سے پہلے کسی کے لیے یہ حلال نہیں تھے۔ (۴) ایک مہینے کی مسافت سے رعب و دبدبے سے میری مدد کی گئی ہے۔ یعنی دشمن ایک ماہ کے فاصلے سے مجھ سے خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ (۵) مجھے کہا گیا کہ مانگو دیے جاؤ گے تو میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا لیا۔ وہ ان شاء اللہ تم میں سے اس شخص کو جس نے شرک کا ارتکاب نہ کیا ہو مل کر رہے گی۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أُعْطِيتُ خُمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي وَلَا أَقُولُهُ فَخْرًا

بُعِثْتُ إِلَىٰ كُلِّ أَحْمَرَ وَ أَسْوَدَ فَلَيْسَ مِنْ أَحْمَرَ وَلَا أَسْوَدَ يَدْخُلُ فِي أُمَّتِي إِلَّا كَانَ مِنْهُمْ وَ جُعِلْتُ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا۔ (۲۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”مجھے پانچ عطیے ایسے دیے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے اور میں یہ بات فخریہ طور پر نہیں کہتا۔ میری بعثت ہر سرخ و سیاہ کی طرف ہوئی ہے۔ سرخ و سیاہ جو بھی میری امت میں داخل ہو گیا وہ انھیں میں سے ہے اور ساری زمین میرے لیے مسجد بنا دی گئی ہے۔“

۲۵۔ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَىٰ قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَىٰ النَّاسِ عَامَّةً۔

”پہلے ایک نبی خاص طور پر اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں عام طور پر تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ أَبُو الْحَكَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أُعْطِيتُ خُمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي نَصْرَتْ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلْتُ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَآيْمَارِجَلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتُهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَىٰ قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَىٰ النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ۔ (۲۵)

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی بنا پر ایک مہینے کی مسافت سے میرا رعب دشمن پر طاری ہو جاتا ہے۔ (۲) ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک بنا دی گئی ہے۔ لہذا میری امت کے ہر فرد بشر کو اجازت ہے کہ جہاں نماز کا وقت آجائے اسی جگہ نماز پڑھ لے۔ (۳) مالِ غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ (۴) اس سے پہلے نبی بطور خاص صرف کسی ایک قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور میری بعثت تمام لوگوں کی جانب ہے۔ (۵) اور مجھے شفاعت یعنی (شفاعت کبریٰ) کا اعزاز دیا گیا ہے۔“

(۲) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بُعِثْتُ إِلَىٰ الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَقَالَ: إِنِّي أُعْطِيتُ خُمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي فَذَكَرَ مِنْهُنَّ أَنَّهُ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَىٰ قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَىٰ النَّاسِ عَامَّةً۔ (۲۶)

۲۶۔ وَأُرْسِلْتُ إِلَىٰ الْخَلْقِ كَافَّةً وَخْتِمَ بِي النَّبِيُّونَ۔

”میں ساری خلقت کی طرف بھیجا گیا ہوں اور ختم کر دیے گئے میری آمد پر انبیاء۔“ (مسلم)

تخریج: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَضِلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ. أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَ أُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَ أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ - (۲۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے انبیاء کے مقابلے میں چھ چیزوں کی فضیلت دی گئی ہے۔ جوامع الکلم سے نوازا گیا ہوں، رعب و دبدبہ سے نصرت فرمائی گئی ہے۔ غنیمتیں میرے لیے حلال قرار دی گئی ہیں۔ زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک ٹھہرایا گیا ہے۔ ساری مخلوق کی طرف مجھے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور نبیوں کو مجھ پر ختم کر دیا گیا ہے۔“

۲۷۔ اَمَّا اَنَا فَارْسِلْتُ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ عَامَّةً وَ كَانَ مِنْ قَبْلِي اِنَّمَا يُرْسَلُ اِلَى قَوْمِهِ - (مسند احمد)

”میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ حالانکہ مجھ سے پہلے جو نبی بھی گزرا ہے وہ اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوكَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّي فَاجْتَمَعَ وَرَأَاهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَحْرُسُونَهُ حَتَّى إِذَا صَلَّى وَانْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَهُمْ: لَقَدْ أُعْطِيتُ اللَّيْلَةَ خَمْسًا مَا أُعْطِيَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي:

اَمَّا اَنَا فَارْسِلْتُ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ عَامَّةً وَ كَانَ مِنْ قَبْلِي اِنَّمَا يُرْسَلُ اِلَى قَوْمِهِ -

وَ نُصِرْتُ عَلَى الْعَدُوِّ بِالرُّعْبِ وَ لَوْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ مَسِيرَةٌ شَهْرٍ لَمَلَنِي مِنْهُ رُعْبًا -

وَ أُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ أَكْلَهَا وَ كَانَ مِنْ قَبْلِي يُعْظَمُونَ أَكْلَهَا كَانُوا يُحَرِّقُونَهَا -

وَ جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسَاجِدَ وَ طَهُورًا اَيْنَمَا أَدْرَكَتْنِي الصَّلَاةُ تَمَسَّحْتُ وَ صَلَّيْتُ فَكَانَ مِنْ

قَبْلِي يُعْظَمُونَ ذَلِكَ اِنَّمَا كَانُوا يُصَلُّونَ فِي كَنَائِسِهِمْ وَ بَيْعِهِمْ -

وَ الْخَامِسَةُ هِيَ مَا هِيَ قِيلَ لِي سَلْ فَإِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ قَدْ سَأَلَ فَأَخْرَجْتُ مَسْأَلَتِي اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَهِيَ

لَكُمْ وَ لِمَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - (۲۸)

ترجمہ: عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے سال ایک رات کو نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ آپ کے گرد پیہرہ دینے کے لیے جمع ہو گئے۔ جب آپ نے نماز پڑھ لی تو ان کی

- جانب رخ انور پھیرا اور فرمایا کہ: ”آج رات مجھے پانچ ایسے اعزازات دیے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے:
- (۱) پہلا تو یہ کہ مجھے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے جب کہ مجھ سے پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔
- (۲) دشمن پر میرا غلبہ و دبدبہ ڈال کر میری نصرت فرمائی گئی اگرچہ اس دشمن کے اور میرے درمیان ایک ماہ کی مسافت کا فاصلہ ہو۔ وہ اتنے فاصلے سے مرعوب ہو کر خوف زدہ ہو جائے گا۔
- (۳) مالِ غنیمت کا کھانا میرے لیے حلال قرار دیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پیشتر لوگ اسے بہت بڑا گناہ تصور کرتے تھے اور اسے جلا دیتے تھے۔
- (۴) ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک قرار دے دی گئی ہے۔ جہاں نماز کا وقت ہو جائے (پانی نہ ملنے کی صورت میں) مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لوں۔ مجھ سے پہلے امتوں کے لوگ اسے بھی بہت بُرا سمجھتے تھے اور وہ نمازیں صرف اپنے کنیسوں اور گرجوں میں پڑھنا جائز سمجھتے تھے۔
- (۵) پانچویں چیز جو مجھے عطا ہوئی ہے وہ یہ کہ مجھے مانگنے کی اجازت دی گئی کہ جو چاہوں مانگوں کیونکہ ہر نبی نے سوال کیا ہے۔ میں نے اس پیشکش کو قیامت کے روز کے لیے مؤخر رکھ لیا ہے یہ تمہارے لیے اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی الہ نہیں۔

۲۸ - بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي اِصْبَعَيْنِ - (بخاری و مسلم)

”میری بعثت اور قیامت اس طرح ہیں، یہ فرماتے ہوئے نبی ﷺ نے اپنی دو انگلیاں اٹھائیں۔“

تشریح: محمد ﷺ کی رسالت کسی ایک ملک کے لیے نہیں، پوری دنیا کے لیے ہے اور اپنے ہی زمانے کے لیے نہیں، آنے والے تمام زمانوں کے لیے ہے۔ یہ مضمون متعدد مقامات پر قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔ مثلاً فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا - (الاعراف: ۱۵۸) ”اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“ وَأَوْحَىٰ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ - (الانعام: ۱۹) ”میری طرف یہ قرآن بھیجا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو خبردار کروں اور جس جس کو بھی یہ پہنچے۔“ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا - (سبا: ۲۸) ”ہم نے تم کو سارے انسانوں کے لیے بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔“ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ - (الانبیاء: ۱۰۷) ”اور ہم نے آپ کو تمام دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

(حدیث نمبر ۲۸) کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دو انگلیوں کے درمیان کوئی تیسری انگلی حائل نہیں ہے اسی طرح

میرے اور قیامت کے درمیان بھی کوئی نبوت نہیں ہے۔ میرے بعد بس قیامت ہی ہے اور قیامت تک میں نبی رہنے والا ہوں۔

یہ بات کہ نبی ﷺ صرف اپنے ملک یا اپنے زمانے کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک پوری نوع بشری کے لیے مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ مثلاً:

وَأَوْحَىٰ إِلَيْنَا هَذَا الْقُرْآنَ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَن بَلَغَ - (الانعام: ۱۹)

”اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے میں تم کو متنبہ کروں اور ہر اس شخص کو جسے یہ پہنچے۔“

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا - (الاعراف: ۱۵۸)

”اے نبی کہہ دو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ - (الانبیاء: ۱۰۷)

”اور اے نبی! ہم نے نہیں بھیجا تم کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت کے طور پر۔“

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا - (الفرقان: ۱)

”بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تاکہ وہ تمام جہاں والوں کے لیے متنبہ کرنے والا ہو۔“

(تفسیر القرآن، ج ۳، الفرقان، حاشیہ: ۴)

جنّ و انس دونوں کے نبی

۲۹ - لَقَدْ قَرَأْتَهَا عَلَىٰ الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ، كُنْتُ كَلِّمًا آتَيْتُ عَلَىٰ قَوْلِهِ فَبَيَّ الْأَيِّ رَبِّكُمْ تَكْذِبَانِ قَالُوا لَا بَشِيءٌ مِنْ نِعْمِكِ رَبَّنَا نَكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ۔

”ترمذی، حاکم اور حافظ ابو بکر بزاز نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب لوگ سورہ رحمن کو سن کر خاموش رہے تو آپ نے فرمایا۔ ”میں نے یہ سورہ اس رات جنوں کو سنائی تھی جس میں وہ قرآن سننے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ وہ اس کا جواب تم سے بہتر دے رہے تھے۔ جب میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر پہنچتا تھا کہ اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، تو وہ اس کے جواب میں کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، حمد تیرے ہی لیے ہے۔“

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ احقاف: ۲۹-۳۲ میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنوں کے قرآن سننے کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس موقع پر حضور نماز میں سورہ رحمن تلاوت فرما رہے تھے۔ یہ سورہ نبوی کا واقعہ ہے جب آپ سفر طائف سے واپسی پر نخلہ میں کچھ مدت ٹھہرے تھے۔ اگرچہ بعض دوسری روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم نہ تھا کہ جن آپ سے قرآن سن رہے ہیں بلکہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خبر دی کہ وہ آپ کی تلاوت سن رہے تھے۔ لیکن یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور کو جنوں کی سماعت قرآن پر مطلع فرمایا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو یہ اطلاع بھی دے دی ہو کہ سورہ رحمن سننے وقت وہ اس کا کیا جواب دیتے جا رہے تھے۔

ان روایات سے تو صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ سورہ رحمن، سورہ حجر اور سورہ احقاف سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ اس کے بعد ایک اور روایت ہمارے سامنے آتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے۔

ابن اسحاق حضرت عروہ بن زبیر سے یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز صحابہ کرام نے آپس میں کہا کہ قریش نے کبھی کسی کو علانیہ، باواز بلند قرآن پڑھتے نہیں سنا ہے ہم میں کون ہے جو ایک دفعہ ان کو کلام پاک سنا ڈالے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا میں یہ کام کرتا ہوں۔ صحابہ نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ وہ تم پر زیادتی کریں گے۔ ہمارے خیال میں کسی ایسے شخص کو یہ کام کرنا چاہیے جس کا خاندان زبردست ہو، تاکہ اگر قریش کے لوگ اس پر دست درازی کریں تو اس کے خاندان والے اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا مجھے یہ کام کر ڈالنے دو۔ میرا محافظ اللہ ہے۔ پھر وہ دن چڑھے حرم میں پہنچے جب کہ قریش کے سردار وہاں اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے تھے۔ حضرت عبداللہ نے مقام ابراہیم پر پہنچ کر پورے زور سے سورہ رحمن کی تلاوت شروع کر دی۔ قریش کے لوگ پہلے تو سوچتے رہے کہ عبداللہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر جب انھیں پتہ چلا کہ یہ وہ کلام ہے جسے محمد ﷺ خدا کے کلام کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں تو وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کے منہ پر تھپڑ مارنے لگے۔ مگر حضرت عبداللہ نے پرواہ نہ کی۔ پتے جاتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے۔ جب تک ان کے دم میں دم رہا۔ قرآن سناتے چلے گئے۔ آخر کار جب وہ اپنا سو جا ہوا منہ لے کر پلٹے تو ساتھیوں نے کہا ہمیں اسی چیز کا ڈر تھا۔ انھوں نے جواب دیا۔ آج سے بڑھ کر یہ خدا کے دشمن میرے لیے کبھی ہلکے نہ تھے، تم کہو تو کل پھر انھیں قرآن سناؤں۔ سب نے کہا، بس اتنا ہی کافی ہے۔ جو کچھ وہ نہیں سنا چاہتے تھے وہ تم نے انھیں سنا دیا!

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِدٍ أَبُو مُسْلِمٍ، نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا فَقَالَ: لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا آتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ فَبَايَ الْآءِ رَبِّكُمْ تُكْذِبُونَ قَالُوا: لَا بَشَى مِنْ نَعْمِكَ رَبَّنَا نَكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ۔ (۲۹)

ہذا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كَانَ زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الَّذِي وَقَعَ بِالشَّامِ لَيْسَ هُوَ الَّذِي يُرْوَى عَنْهُ بِالْعِرَاقِ كَأَنَّهُ رَجُلٌ آخَرَ قَلَبُوا اسْمَهُ يَعْنِي لَمَّا يَرَوْنَ عَنْهُ مِنَ الْمَنَّاكِبِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ أَهْلُ الشَّامِ يَرَوْنَ عَنْ زُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مَنَّاكِبَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ يَرَوْنَ عَنْهُ أَحَادِيثَ مُقَارَبَةً۔

ترجمہ: حضرت جابر کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور انھیں سورہ الرحمن اول تا آخر پڑھ کر سنائی۔ صحابہ سن کر خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے لیلۃ الجن میں اس سورت کو جنوں کے سامنے پڑھا انھوں نے

تم لوگوں سے بہتر اس کا جواب دیا تھا۔ میں جب فَبَايَ الْاٰلِ رَبِّكُمْا تُكْذِبُنَ کی آیت پڑھتا تو وہ اسے سن کر لاِبَشِيءٍ مِّنْ نِّعْمَتِكَ رَبَّنَا نُكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ کہتے۔ ”یعنی اے ہمارے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے۔ حمد و ستائش صرف تیرے لیے مخصوص ہے۔“

(۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُورَةَ الرَّحْمَنِ عَلَى أَصْحَابِهِ حَتَّى فَرَغَ قَالَ: مَالِي أَرَاكُمْ سَكُوتًا لِلْجِنِّ كَانُوا أَحْسَنَ مِنْكُمْ رَدًّا مَا قَرَأْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ مَرَّةٍ فَبَايَ الْاٰلِ رَبِّكُمْا تُكْذِبُنَ اِلَّا قَالُوا وَلَا بَشِيءٌ مِّنْ نِّعْمَتِكَ رَبَّنَا نُكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ. صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔ (۳۰)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الرحمن اپنے اصحاب کو پڑھ کر سنائی، جب آپ فارغ ہوئے تو اظہار تعجب کے طور پر فرمایا کیا بات ہے کہ تمہیں خاموش دیکھ رہا ہوں؟ تم سے بہتر جواب تو جنوں نے دیا تھا۔ جب میں فَبَايَ الْاٰلِ رَبِّكُمْا تُكْذِبُنَ پر پہنچتا تو وہ وَلَا بَشِيءٌ مِّنْ نِّعْمَتِكَ رَبَّنَا نُكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ کہہ کر جواب دیتے۔

(۳) عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ سُورَةَ الرَّحْمَنِ اَوْ قَرِئَتْ عِنْدَهُ فَقَالَ: مَالِي اَسْمَعُ الْجِنَّ اَحْسَنَ جَوَابًا لِرَبِّهَا مِنْكُمْ؟ قَالُوا: وَمَا ذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا اَتَيْتُ عَلَى قَوْلِ اللَّهِ فَبَايَ الْاٰلِ رَبِّكُمْا تُكْذِبُنَ اِلَّا قَالَتْ الْجِنُّ لَا بَشِيءٌ مِّنْ نِّعْمَةٍ رَبَّنَا نُكْذِبُ۔ (۳۱)

ترجمہ: ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ سورۃ الرحمن کی تلاوت فرمائی یا آپ کے پاس تلاوت کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”میرے لیے یہ صورت حال بڑی عجیب و غریب ہے کہ جنوں سے اپنے رب کے کلام کا تمہارے مقابلہ میں بہتر جواب سن رہا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا جواب تھا؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے جب بھی سورۃ الرحمن کی آیت فَبَايَ الْاٰلِ رَبِّكُمْا تُكْذِبُنَ پڑھی تو جنوں نے اسے سن کر کہا لَا بَشِيءٌ مِّنْ نِّعْمَةٍ رَبَّنَا نُكْذِبُ۔“

جن و انس دونوں کو خطاب

قرآن مجید کی یہ ایک ہی سورہ ہے جس میں انسان کے ساتھ زمین کی دوسری بااختیار مخلوق، جنوں کو بھی براہ راست خطاب کیا گیا ہے۔ اور دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمالات، اس کے بے حد و حساب احسانات، اس کے مقابلے میں ان کی عاجزی و بے بسی اور اس کے حضور ان کی جو ابد ہی کا احساس دلا کر اس کی نافرمانی کے انجام بد سے ڈرایا گیا ہے اور فرماں برداری کے بہترین نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ایسی تصریحات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی طرح جن بھی ایک ذی اختیار اور جو ابده مخلوق ہیں جنہیں کفر و ایمان اور طاعت و عصیان کی آزادی بخشی گئی ہے اور ان میں بھی انسانوں ہی کی طرح کافر و مومن اور مطیع و سرکش پائے جاتے ہیں، اور ان کے اندر بھی ایسے گروہ موجود ہیں جو انبیاء علیہم السلام اور کتب آسمانی پر ایمان لائے ہیں، لیکن یہ سورہ اس امر کی قطعی صراحت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید کی دعوت جن اور انس دونوں کے لیے ہے اور حضور کی رسالت صرف انسانوں تک محدود نہیں ہے۔

سورہ کے آغاز میں تو خطاب کا رخ انسانوں کی طرف ہی ہے، کیوں کہ زمین کی خلافت انہی کو حاصل ہے، خدا کے رسول انہی میں سے آئے ہیں، اور خدا کی کتابیں انہی کی زبانوں میں نازل کی گئی ہیں، لیکن آگے چل کر آیت ۱۳ سے انسان اور جن کو یکساں مخاطب کیا گیا ہے اور ایک ہی دعوت دونوں کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ (تفسیر القرآن، ج ۵، الرحمن: موضوع اور مضمون)

جنوں کو دعوتِ توحید

۳۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مکہ میں رات بھر غائب رہے۔ ہم لوگ سخت پریشان تھے کہ کہیں آپ پر کوئی حملہ نہ کر دیا گیا ہو۔ صبح سویرے ہم نے آپ کو حراء کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا، پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ ایک جن مجھے بلانے آیا تھا، میں نے اس کے ساتھ آ کر جنوں کے ایک گروہ کو قرآن سنایا۔ (مسلم، مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد)

۳۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ہی کی ایک اور روایت ہے کہ ایک مرتبہ مکہ میں حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ آج رات تم میں سے کون میرے ساتھ جنوں کی ملاقات کے لیے چلتا ہے؟ میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ مکہ کے بالائی حصہ میں ایک جگہ حضور نے لکیر کھینچ کر مجھ سے فرمایا کہ اس سے آگے نہ بڑھنا۔ پھر آپ آگے تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر قرآن پڑھنا شروع کیا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے اشخاص ہیں جنہوں نے آپ کو گھیر رکھا ہے اور وہ میرے اور آپ کے درمیان حائل ہیں۔ (تفسیر القرآن، ج ۴، الاحقاف، حاشیہ: ۳۵)

۳۲۔ ایک موقع پر رات کے وقت حضرت عبد اللہ بن مسعود نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور مکہ معظمہ میں جنوں کے مقام پر جنوں کے ایک مقدمہ کا آپ نے فیصلہ فرمایا۔ اس کے ساہا سال بعد ابن مسعود نے کوفہ میں جانوں کے ایک گروہ کو دیکھ کر کہا جنوں کے مقام پر جنوں کے جس گروہ کو میں نے دیکھا تھا وہ ان لوگوں سے بہت مشابہ تھا۔ (ابن جریر)

تشریح: معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کے پے در پے وفود نبی ﷺ کے پاس حاضر ہونے لگے اور آپ سے ان کی رُو در رُو ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ اس بارے میں جو روایات کتب حدیث میں منقول ہوئی ہیں ان کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں کم از کم چھ وفد آئے۔ (تفسیر القرآن، ج ۴، الاحقاف، حاشیہ: ۳۵)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ هَلْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: فَقَالَ عَلْقَمَةُ: أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ: هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشَّعَابِ فَقُلْنَا: أُسْطِيرَاوَأُغْتِيلَ، قَالَ فَبِتْنَا بِبَشَرِ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ. فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءَ مِنْ قَبْلِ حِرَاءَ قَالَ: فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِبَشَرِ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَقَالَ: آتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبَتْ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْ فَرَّ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفَ لِذَوَابِكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ۔ (۳۲)

ترجمہ: حضرت عامر سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے علقمہ سے پوچھا کہ کیا ابن مسعودؓ لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے؟ علقمہ نے جواب دیا میں نے یہی سوال ابن مسعود سے خود بھی کیا تھا کہ کیا آپ میں سے کوئی لیلۃ الجن میں رسول اللہ کے ساتھ تھا تو انھوں نے نفی میں جواب دیا کہ نہیں لیکن ایک رات ہم آپ کے ساتھ تھے، پھر ہم نے آپ کو گم پایا۔ ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے تو ہمیں یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ آپ کسی ناگہانی مصیبت کا شکار نہ ہو گئے ہوں یا پھر دشمنوں نے اچانک پکڑ کر ہلاک نہ کر دیا ہو۔ ابن مسعود کا بیان ہے، یہ رات ہماری بہت پریشانی کی رات تھی۔ صبح کے وقت اچانک آپ غار حرا کی جانب سے آتے ہوئے نظر آئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو گم پایا۔ آپ کو ہم نے بہت تلاش کیا مگر پانہ سکے لہذا رات انتہائی پریشانی میں گزاری۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے ایک جن بلانے آیا تھا۔ میں اس کے ساتھ چلا گیا۔ میں نے جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا۔“ راوی کا بیان ہے۔ پھر آپ ہمیں وہاں لے گئے اور ان کے آثار اور آگ کے نشانات ہمیں دکھائے۔ جنوں نے آپ سے اپنی خوراک کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے انھیں بتایا کہ ہر وہ ہڈی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، وہ بطور گوشت تمہاری خوراک ہے اور ہر میٹھی تمہارے چوپایوں کے لیے چارہ ہے۔ پھر آپ نے انسانوں کے لیے حکم صادر فرما دیا کہ تم ان دونوں چیزوں کو استنجاء کے لیے استعمال نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں (جنوں) کی خوراک ہیں۔

(۲) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو زُرْعَةَ وَهَبُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ يُؤْنَسُ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو عُثْمَانَ بْنُ شَبَّةَ الْخُزَاعِيُّ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ وَهُوَ بِمَكَّةَ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَحْضُرَ أَمْرَ الْجِنِّ اللَّيْلَةَ، فَلْيَفْعَلْ فَلَمْ يَحْضُرْ مِنْهُمْ أَحَدٌ غَيْرِي قَالَ: فَانْطَلَقْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَعْلَى مَكَّةَ خَطَّ لِي بِرَجْلِهِ خَطًّا ثُمَّ أَمَرَنِي أَنْ أَجْلِسَ فِيهِ ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى قَامَ فَافْتَحَ الْقُرْآنَ فَعَشِيَّتُهُ أَسْوَدَةٌ كَبِيرَةٌ حَالَتْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ حَتَّى مَا أَسْمَعُ صَوْتَهُ ثُمَّ طَفِقُوا يَتَقَطَّعُونَ مِثْلَ قَطْعِ السَّحَابِ ذَاهِبِينَ حَتَّى بَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ فَفَرَّغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ الْفَجْرِ فَانْطَلَقَ مُتَبَرِّزًا ثُمَّ آتَانِي فَقَالَ: مَا فَعَلَ الرَّهْطُ؟ قُلْتُ هُمْ أَوْلِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَآخَذَ عَظْمًا أَوْرُوثًا أَوْ جَمْعَةً فَأَعْطَاهُمْ إِيَّاهُ زَادًا ثُمَّ نَهَى أَنْ يَسْتَطِيبَ أَحَدٌ بَعْضَهُمْ أَوْ رُوْبَ - (۳۳)

ترجمہ: ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اپنے ساتھیوں سے فرمایا، ”آج رات جو شخص جنوں کی کارروائی میں حاضر ہونا چاہے اسے اجازت ہے۔“ لیکن میرے سوا کوئی نہ آیا۔ کہتے ہیں ہم چل پڑے۔ جب مکہ کے بالائی حصہ میں پہنچے تو آپ نے اپنے پاؤں سے ایک دائرہ بنا کر مجھے اس کے اندر بیٹھنے کی تلقین فرمائی اور خود آگے تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ کو لوگوں کے ایک بڑے ہجوم نے گھیر لیا جو میرے اور آپ کے درمیان اس طرح حائل ہو گیا کہ میں آپ کی آواز نہ سن سکتا تھا۔ پھر وہ بادلوں کی طرح چھٹنے لگے اور کچھ لوگ ان میں سے باقی رہ گئے۔ آپ فجر کے وقت ان سے فارغ ہوئے۔ پھر وہاں سے آپ قضائے حاجت کے لیے گئے۔ پھر میرے پاس تشریف

لائے۔ فرمایا: وہ لوگ کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ اے رسول خدا ﷺ وہ تو یہ ہیں۔ آپ نے ایک بڑی یا لید یا سر کی کھوپڑی اپنے دست مبارک سے پکڑ کر انہیں دیا کہ اسے خوراک بنائیں۔ پھر آپ نے منع فرمادیا کہ ہم میں سے کوئی ان چیزوں کو قضاے حاجت کے بعد ڈھیلے کے طور پر استعمال کرے۔

(۳) حَدَّثَنَا بَشِيرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: ثنا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَوْلَهُ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ قَالَ: ذَكَرْنَا لَنَا أَنَّهُمْ صَرَفُوا إِلَيْهِ مِنْ نَيْنَوَى قَالَ: فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَلَى الْجِنِّ فَأَيْكُمْ يُتَّبِعُنِي فَأَطْرُقُوا ثُمَّ اسْتَبَعَهُمْ فَأَطْرُقُوا ثُمَّ اسْتَبَعَهُمُ الثَّالِثَةَ فَأَطْرُقُوا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَذُو بَدِيئَةٍ فَأَتَبَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شِعْبًا يُقَالُ لَهُ شِعْبُ الْحَجُونَ قَالَ: وَخَطَّ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ خَطًّا لِيُثَبِّتَهُ بِهِ. قَالَ: فَجَعَلْتُ تَهْوِي بِي وَأَرَى أَمْثَالَ النَّسُورِ تَمْشِي فِي دُفُوفِهَا وَسَمِعْتُ لَغَطًا شَدِيدًا حَتَّى خِفْتُ عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ تَلَا الْقُرْآنَ فَلَمَّا رَجَعَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا اللَّغَطُ الَّذِي سَمِعْتُ؟ قَالَ: اجْتَمَعُوا إِلَيَّ فِي قَتِيلٍ كَانَ بَيْنَهُمْ فَقَضَى بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَذَكَرْنَا أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ لَمَّا قَدِمَ الْكُوفَةَ رَأَى شَيْوْخًا شَمَطًا مِنَ الزُّطِّ فَرَاغُوهُ قَالَ: مَنْ هُوَ لَآءٍ؟ قَالُوا: نَفَرٌ مِنَ الْأَعَاجِمِ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ لِلَّذِينَ قَرَأُوا عَلَيْهِمُ النَّبِيَّ ﷺ الْإِسْلَامَ مِنَ الْجِنِّ شَبِيهَا أَدْنَى مِنْ هَؤُلَاءِ. (۳۴)

ترجمہ: حضرت قتادہ وَاذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ جنوں کا ایک گروہ نینوی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”مجھے حکم ہوا ہے کہ میں جنات کو قرآن پڑھ کر سناؤں تم میں سے کون میرے ساتھ جانے کو تیار ہے“ سب نے سر جھکا لیے اور خاموش رہے۔ آپ نے پھر پوچھا کہ میری رفاقت میں کون جانے کو تیار ہے۔ پھر سب نے اپنے سر جھکائے رکھے اور خاموش رہے۔ اسی طرح تیسری بار آپ نے پھر پوچھا لیکن سب سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی ان کے سامنے جا سکتے ہیں۔ پھر عبد اللہ بن مسعود آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ جو ن نامی گھائی میں داخل ہوئے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن مسعود کے سامنے ایک لکیر کھینچ دی تاکہ اس میں ابن مسعود کو بٹھادیں۔ ابن مسعود کا بیان ہے کہ وہ میرے قریب اترنے لگے اور مجھے ایسا لگا گویا گدھ پر پھیلائے زمین پر اتر رہے ہیں اور میں نے سخت شور و غوغا سنا کہ مجھے نبی ﷺ کی جان کا خطرہ محسوس ہوا۔ پھر آپ نے قرآن پاک پڑھ کر جنوں کو سنایا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی ﷺ وہ شور و غوغا کیسا سنائی دے رہا تھا؟ آپ نے فرمایا: ”جنات ایک مقدمہ قتل میرے پاس فیصلہ کے لیے لائے تھے۔“ آپ نے ان کے اس مقدمہ قتل کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرمادیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ ابن مسعود جب کوفہ میں تشریف لائے تو وہاں انہوں نے جانوں کے کچھ بوڑھے لوگوں کو دیکھا اور وہ بھی آپ کی طرف متوجہ ہوئے تو پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ چند عجمی لوگ ہیں۔ اس پر عبد اللہ بن مسعود نے ابن کثیر میں لَذُو بَدِيئَةٍ وَخَوْرٍ ہے۔

نے فرمایا کہ چون کے مقام پر جنوں کے جس گروہ کو میں نے دیکھا تھا جنہیں نبی ﷺ نے اسلام کی تعلیمات کی تبلیغ کی تھی وہ ان لوگوں سے بہت مشابہت رکھتا تھا۔

پیغمبر علیہ السلام کا کون سا ظن واجب الاتباع ہے؟

۳۳۔ صحیح مسلم میں کتاب الفضائل کے تحت ایک مستقل باب ہے جس کا عنوان ہے۔ باب وجوب امثال مقالہ شَرَعًا دُونَ مَا ذَكَرَهُ ﷺ مِنْ مَعَايِشِ الدُّنْيَا عَلَى سَبِيلِ الرَّأْيِ، باب اس امر کے بیان میں کہ نبی ﷺ نے شرعی طریقہ پر جو کچھ فرمایا اس کا امثال واجب ہے نہ کہ اس بات کا جسے آپ نے دنیوی معاملات میں اپنی رائے کے طور پر بیان کیا ہو۔ اس باب میں امام موصوف حضرت طلحہؓ، حضرت رافع بن خدیج، حضرت عائشہؓ اور حضرت انسؓ کے حوالہ سے یہ قصہ نقل کرتے ہیں کہ جب حضور مدینے تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ اہل مدینہ مادہ کھجور میں نر کھجور کا پیوند لگاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مَا أَظُنُّ يُغْنِي ذَلِكَ شَيْئًا. لَعَلَّكُمْ لَوْلَمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا "میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید اچھا ہو۔" لوگوں نے سنا تو، ایسا کرنا چھوڑ دیا مگر اس سال پھل اچھا نہ آیا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اِنْ كَانَ يَنْفَعُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَصْنَعُوهُ فَإِنِّي إِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُونِي بِالظَّنِّ وَلَكِنْ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللَّهِ شَيْئًا فَخُذُوا بِهِ. إِنِّي لَمْ أَكْذِبْ عَلَى اللَّهِ. "اگر تم لوگوں کو یہ کام نفع دیتا ہے تو ضرور اسے کریں۔ میں نے تو ظن کی بنا پر ایک بات کہی تھی۔ تم ظن پر مجھ سے مواخذہ نہ کرو۔ البتہ جب میں اللہ کی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو اسے لے لو کیونکہ میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولا ہوں۔"

(رسائل و مسائل سوم، چند مزید اعتراضات: احادیث و مجال)

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ وَهَذَا حَدِيثُ قُتَيْبَةَ قَالَا نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِقَوْمٍ عَلَى رُؤْسِ النَّخْلِ فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ فَقَالُوا: يُلْقِحُونَهُ يَجْعَلُونَ الذَّكْرَ فِي الْأُنْثَى فَتَلْقَحُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا أَظُنُّ يُغْنِي ذَلِكَ شَيْئًا قَالَ: فَأَخْبِرُوا بِذَلِكَ فَتَرَكَوهُ فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَلِكَ فَقَالَ: اِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ ذَلِكَ فَلْيَصْنَعُوهُ فَإِنِّي إِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُونِي بِالظَّنِّ وَلَكِنْ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللَّهِ شَيْئًا فَخُذُوا بِهِ فَإِنِّي لَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ - (۳۰)

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن طلحہؓ اپنے والد کے حوالہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو کھجور کے درختوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ مادہ کھجور میں نر کھجور کا پیوند لگا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔" راوی کا بیان ہے کہ انہیں اس کی خبر ہو گئی تو لوگوں نے یہ کام چھوڑ دیا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: "اگر لوگوں کو یہ کام نفع دیتا ہے تو وہ ضرور اسے کریں۔ میں نے تو ظن کی بنا پر ایک بات کہی تھی۔ تم مجھ پر ظن سے مواخذہ نہ کرو۔ البتہ جب میں اللہ کی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو اسے لے لو کیوں کہ میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہوں۔"

رسول خدا کی بشری اور نبوی حیثیت میں فرق کے چند واقعات

۳۴۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّاٰی فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔

”میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔ جب میں تم کو تمہارے دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اسے مانو اور جب میں اپنی رائے سے کچھ کہوں تو بس میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔“

تشریح: اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جن معاملات کو دین اسلام نے اپنے دائرہ رہنمائی میں لیا ہے ان میں تو حضور کے ارشاد گرامی کی پیروی لازم ہے، البتہ جن معاملات کو دین نے اپنے دائرے میں نہیں لیا ہے ان میں آپ کی رائے واجب الاتباع نہیں ہے۔ اب ہر شخص خود دیکھ سکتا ہے کہ دین نے کن معاملات کو اپنے دائرے میں لیا ہے کن کو نہیں لیا۔ ظاہر ہے کہ لوگوں کو باغبانی یا درزی کا کام یا باورچی کا کام سکھانا دین نے اپنے ذمہ نہیں لیا ہے لیکن خود قرآن ہی اس بات پر شاہد ہے کہ دیوانی اور فوجداری قوانین، عائلی قوانین، معاشی قوانین اور اس طرح اجتماعی زندگی کے تمام معاملات کے متعلق احکام و قوانین بیان کرنے کو دین اسلام نے اپنے دائرہ عمل میں لیا ہے۔ ان امور کے متعلق نبی ﷺ کی ہدایت کو رد کر دینے کے لیے مذکورہ بالا حدیث کو دلیل کیسے بنایا جاسکتا ہے؟

تخریج: (۱) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّومِیِّ الْیَمَامِیُّ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِیْمِ الْعَنْبَرِیُّ، وَاحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ الْمُعَقَّرِیُّ: قَالُوْا: نَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نَاعِکْرِمَةُ وَهُوَ بِنُ عَمَّارٍ، قَالَ ثَنِیُّ اَبُو النَّجَاشِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ رَافِعُ بْنُ خَدِیْجٍ، قَالَ: قَدِیْمَ النَّبِیِّ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَهُمْ یَابِرُوْنَ النَّخْلَ یَقُوْلُ یَلْقَحُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ: مَا تَصْنَعُوْنَ؟ قَالُوْا: کُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ: لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا کَانَ خَیْرًا قَالَ: فَتَرَکُوْهُ فَنَفَضْتُ اَوْ قَالَ فَنَقَصْتُ قَالَ: فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ دِیْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ رَّاٰی فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ قَالَ عِکْرِمَةُ اَوْ نَحْوَ هٰذَا قَالَ الْمُعَقَّرِیُّ فَنَفَضْتُ وَ لَمْ یَشْکْ۔ (۳۶)

ترجمہ: رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھجور کے خوشوں میں پیوند کاری کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”یہ تم لوگ کیا کرتے ہو؟“ بولے ہم یہ نرمادہ کھجور کی باہم پیوند کاری کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ”تم اگر ایسا نہ کرو تو شاید یہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔“ راوی کا بیان ہے انھوں نے اسے ترک کر دیا اور پھل کم پیدا ہوا۔ راوی کا کہنا ہے کہ لوگوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں اس نقصان کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”بھئی میں بھی انسان ہوں جب تمہیں دینی امور میں سے کسی کا حکم دوں تو اسے بے چون و چرا لے لو اور جب کوئی بات میں اپنی رائے سے کہوں تو بہر حال میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔“

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرُو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ عَامِرٍ، قَالَ: نَاحِمًاذُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلْقِحُونَ فَقَالَ: لَوْلَمْ تَفْعَلُوا لَصَلَحَ قَالَ: فَخَرَجَ شَيْصًا فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ: مَا لِنُحْلِكُمْ؟ قَالُوا: قُلْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ: أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ۔ (۳۷)

ترجمہ: حضرت ثابت بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا گزرا ایسے لوگوں پر سے ہوا جو تانبیر نخل میں مشغول تھے، آپ نے فرمایا: ”تم لوگ اگر ایسا نہ کرو تو (میرے خیال میں) بہتر رہے گا۔“ راوی کا بیان ہے کہ پھل ناقص پیدا ہوا۔ پھر انہیں لوگوں کے پاس سے آپ گزرے تو دریافت فرمایا کہ تمہاری کھجوروں کو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا آپ نے جیسا فرمایا تھا (ویسا ہم نے کیا) اس پر آپ نے فرمایا تم اپنے دنیوی معاملات کو مجھ سے زیادہ سمجھتے ہو۔

جنگ بدر کے موقع پر رائے قبول فرمانا

۳۵۔ جنگ بدر کے موقع پر حضور ابتدا میں جہاں خیمہ زن ہوئے تھے وہ جگہ مناسب نہ تھی۔ حضرت حباب بن منذر نے آپ سے دریافت کیا کہ اس جگہ کا انتخاب وحی کے ذریعہ کیا گیا ہے یا محض ایک تدبیر جنگ کے طور پر ہے؟ فرمایا وحی نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کیا اگر ایسا ہے تو میری رائے میں آگے بڑھ کر خیمہ زن ہونا چاہیے۔ حضور نے ان کی رائے کو قبول فرمایا اور اسی پر عمل کیا۔

تخریج: وَالْمَعْرُوفُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا سَارَ إِلَى بَدْرِ نَزَلَ عَلَى أَدْنَى مَاءٍ هُنَاكَ أَيْ أَوَّلَ مَاءٍ وَجَدَهُ فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ الْحَبَابُ بْنُ الْمُنْدِرِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَنْزِلُ الَّذِي نَزَلْتَهُ مَنْزِلٌ أَنْزَلَكَ اللَّهُ إِيَّاهُ فَلَيْسَ لَنَا أَنْ نُجَاوِزَهُ أَوْ مَنْزِلٌ نَزَلْتَهُ لِلْحَرْبِ وَالْمَكِيدَةِ؟ فَقَالَ: بَلْ مَنْزِلٌ نَزَلْتَهُ لِلْحَرْبِ وَالْمَكِيدَةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِمَنْزِلٍ وَلَكِنْ سَرَبْنَا حَتَّى نَنْزِلَ عَلَى أَدْنَى مَاءٍ يَلِي الْقَوْمَ وَنَعُورُ مَا وَرَاءَهُ مِنْ الْقَلْبِ وَنَسْتَقِي الْحِيَاضَ فَيَكُونُ لَنَا مَاءٌ وَلَيْسَ لَهُمْ مَاءٌ فَسَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَفَعَلَ كَذَلِكَ۔ (۳۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب بدر کی طرف چلے تو میدان بدر میں اس مقام پر خیمہ زن ہو گئے جہاں سب سے پہلے پانی دستیاب ہوا۔ حباب بن منذر آگے بڑھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ جگہ جہاں آپ فروکش ہوئے ہیں وحی کے ذریعہ منتخب کی گئی ہے یا محض ایک تدبیر جنگ کے طور پر؟ اگر بذریعہ وحی منتخب کی گئی ہے پھر تو ہم اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ فرمایا وحی نہیں! محض تدبیر جنگ کے طور پر انتخاب کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اگر ایسا ہے تو یہ جگہ پڑاؤ کے لیے مناسب نہیں ہے۔ آپ ہمیں آگے ایسی جگہ لے چلیں جہاں پانی بھی ہو اور قوم قریش کے قریب بھی۔ اور مرکزی مقام سے ہم پورے ماحول پر نظر رکھ سکیں۔ اور وہاں حوض بنا کر پینے اور استعمال کے لیے پانی جمع کر لیں۔ اس طریقی ہمارے پاس پانی ہوگا اور حریف اس سے محروم رہے گا۔ آپ انہیں لے کر آگے تشریف لے گئے اور اسی تجویز کے مطابق عمل کیا۔

اسیران بدر کے بارے میں مشورہ لینا

اسیران بدر کے مسئلے میں حضورؐ نے صحابہ کی جماعت سے مشورہ لیا اور خود بھی ایک عام رکن جماعت کی حیثیت سے رائے دی۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے آپؐ کی اور صدیق اکبرؓ کی رائے سے بے تکلف اختلاف کیا جس کا واقعہ تمام تاریخوں میں مشہور ہے۔ اسی مجلس میں حضورؐ نے خود اپنے داماد ابوالعاص کا مسئلہ بھی پیش کیا اور صحابہ سے فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہے تو ان سے فدیہ میں جو ہار لیا گیا ہے وہ انھیں واپس کر دیا جائے۔ جب صحابہ نے بہ خوشی اس کی اجازت دی تب آپؐ نے ہار انھیں واپس کیا۔

غزوہ خندق کے موقع پر بنی غطفان سے صلح

غزوہ خندق کے موقع پر حضورؐ نے بنی غطفان سے صلح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ انصار کے سرداروں نے عرض کیا کہ اگر یہ ارادہ وحی کی بنا پر ہے تو مجال کلام نہیں، اور اگر حضورؐ اپنی رائے سے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس تجویز سے اختلاف ہے۔ حضورؐ نے انہی کی رائے قبول فرمائی اور اپنے ہاتھ سے صلح نامہ کا مسودہ چاک کر ڈالا۔

صلح حدیبیہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر تمام مسلمانوں کو بظاہر بکرا کر صلح کرنا پسند نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے علانیہ اس سے اختلاف کیا۔ مگر جب حضورؐ نے فرمایا کہ یہ کام میں خدا کے پیغمبرؐ کی حیثیت سے کر رہا ہوں، تو باوجودیکہ غیرت اسلامی کی بنا پر سب ملول تھے، کسی نے دم مارنے کی جرأت نہ کی۔ حضرت عمرؓ مرتے دم تک اس غلطی کے کفارے طرح طرح سے ادا کرتے رہے کہ وہ ایک ایسے امر میں حضورؐ سے اختلاف کر بیٹھے جو بحیثیت رسول کیا جا رہا تھا۔

جنگ حنین میں تقسیم غنائم کے موقع پر

جنگ حنین کے موقع پر تقسیم غنائم میں آپؐ نے مؤلفہ القلوب کے ساتھ جو فیاضی ظاہر فرمائی تھی اس پر انصار چین بہ جبیں ہوئے۔ حضورؐ نے ان کو بلایا۔ اپنے فعل کی تائید میں یہ نہیں فرمایا کہ میں خدا کا نبی ہوں۔ جو چاہوں کروں، بلکہ ایک تقریر کی۔ جس طرح ایک جمہوری حکومت کا سردار اپنی رائے سے اختلاف رکھنے والوں کے سامنے کرتا ہے اور ان کے ایمان بالرسالت سے اپیل نہیں کی۔ بلکہ ان کی عقل اور ان کے جذبات سے اپیل کی اور انھیں مطمئن کر کے واپس فرمایا۔

بریرہ کو اس کے شوہر کے بارے میں مشورہ

۳۶۔ بریرہ ایک لونڈی تھی جو اپنے شوہر سے متنفر ہو گئی تھی مگر شوہر اس کا عاشق زار تھا وہ اس کے پیچھے روتا پھرتا تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے کہا کہ تو اپنے شوہر سے رجوع کر لیتی تو اچھا تھا۔ اس نے پوچھا ”یا رسول اللہ! کیا آپ حکم دیتے ہیں؟“ آپؐ نے جواب دیا۔ ”حکم نہیں بلکہ سفارش کرتا ہوں۔“ اس نے کہا ”اگر یہ سفارش ہے تو میں اس کے پاس جانا نہیں چاہتی۔“

تشریح: اس قسم کی اور بہت سی مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب قرینہ سے یا خود حضورؐ کی تصریح سے لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ آپؐ کوئی بات اپنی رائے سے فرما رہے ہیں تو وہ آزادی کے ساتھ اس میں اظہار رائے کرتے تھے اور آپؐ خود

۱۔ مذکورہ بالا واقعات کی تفصیل کے لیے کتب مغازی سے رجوع کریں۔ (مرتب)

تفسیریم الاحادیث جلد دوم

اس آزادانہ اظہار رائے میں ان کی ہمت افزائی فرماتے تھے۔ ایسے مواقع پر اختلاف کرنا نہ صرف جائز تھا، بلکہ آپ کے نزدیک پسندیدہ تھا اور آپ خود بسا اوقات اپنی رائے سے رجوع فرمالتے تھے۔ (تہذیبات اول آزادی کا اسلامی تصور)

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَانَتْ كَانَتْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَذُمُوغُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ: يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثِ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ رَأَيْتَهُ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ: فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ - (۳۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ بریرہ کے شوہر غلام تھے۔ مغیث نام تھا۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ گویا وہ منظر بعینہ میری آنکھوں کے سامنے ہے جب وہ روتا ہوا بریرہ کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا اور آنسو اس کی ڈاڑھی پر بہ رہے تھے۔ نبی ﷺ نے حضرت عباس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ عباس! مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت کیسی تعجب خیز ہے۔ پھر نبی ﷺ نے بریرہ سے فرمایا کاش کہ تو مغیث کی طرف رجوع کر لیتی۔ بریرہ بولی یا رسول اللہ! آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں محض سفارش کر رہا ہوں“ (یہ سن کر) بریرہ نے جواب دیا حضور والا پھر مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔

خواب میں زیارتِ نبوی اور زندگی پر اس کا اثر

۳۷۔ حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ ”جس نے خواب میں مجھے دیکھا، تو درحقیقت اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری تمثال میں نہیں آسکتا۔“

تشریح: اس حدیث کی صحیح تشریح یہ ہے کہ جس نے نبی ﷺ کو حضور کی اصلی شکل و صورت میں دیکھا اس نے درحقیقت آپ ہی کو دیکھا۔ کیوں کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں دی گئی ہے کہ وہ آپ کی صورت میں آکر کسی کو بہکا سکے۔ اس کی یہی تشریح ابن سیرین رحمہ اللہ نے کی ہے۔ امام بخاری کتاب التعمیر میں ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ إِذَا رَأَاهُ فِي صُورَتِهِ ”جب کہ دیکھنے والے نے آپ کو آپ ہی کی صورت میں دیکھا ہو“ علامہ ابن حجر صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص ابن سیرین سے کہتا کہ میں نے خواب میں نبی ﷺ کو دیکھا ہے تو وہ اس سے پوچھتے تھے کہ تو نے کس شکل میں دیکھا؟ اگر وہ آپ کی کوئی ایسی شکل بیان کرتا جو آپ کے حلیہ سے نہ ملتی تھی، تو ابن سیرین کہہ دیتے تھے کہ تو نے حضور کو نہیں دیکھا ہے۔ یہی طرز عمل ابن عباس کا بھی تھا جیسا کہ حاکم نے بہ سند صحیح نقل کیا ہے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ خود حدیث کے الفاظ بھی اسی معنی کی توثیق کرتے ہیں۔ جن مختلف الفاظ میں یہ حدیث صحیح سندوں سے منقول ہوئی ہے ان سب کا مفہوم یہی ہے کہ ”شیطان نبی ﷺ کی شکل میں نہیں آسکتا۔“ نہ یہ کہ شیطان کسی شکل میں آکر آدمی کو یہ دھوکہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس حضور کو دیکھ رہا ہے۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی جان لینی ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں نبی ﷺ کو دیکھے اور آپ سے کوئی امر یا کوئی نبی کا حکم سنے، یا دین کے معاملے میں کسی قسم کا ایما آپ سے پائے تو اس کے لیے اس خواب کی پیروی اس

وقت تک جائز نہیں ہے جب تک وہ اس تعلیم یا ایماء کے مطابق کتاب و سنت ہونے کا اطمینان نہ کر لے۔ اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے لیے دین کا معاملہ خوابوں اور کشفوں اور الہاموں پر نہیں چھوڑا ہے۔ حق اور باطل اور صحیح اور غلط کو ایک روشن کتاب اور ایک مستند سنت میں پیش کر دیا گیا ہے جسے بیداری میں اور پورے شعور کی حالت میں دیکھ کر راہِ راست معلوم کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی خواب یا کشف یا الہام اس کتاب اور اس سنت کے مطابق ہے تو خدا کا شکر ادا کیجیے کہ اللہ نے حضورؐ کی زیارت نصیب کی، یا کشف و الہام کی نعمت سے نوازا۔ لیکن اگر وہ اس کے خلاف ہے تو اُسے رد کر دیجیے اور اللہ سے دعا مانگیے کہ وہ ایسی آزمائشوں سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے۔

ان دو باتوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بہ کثرت لوگ گمراہ ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں۔ متعدد آدمی میرے علم میں ایسے ہیں جو صرف اس بنا پر ایک گمراہ مذہب کے پیرو ہو گئے کہ انھوں نے خواب میں نبی ﷺ کو اس مذہب کے بانی کی توثیق کرتے یا اس کی طرف التفات فرماتے دیکھا تھا۔ وہ اس گمراہی میں نہ پڑتے اگر اس حقیقت سے واقف ہوتے کہ خواب میں کسی شکل کے انسان کو نبی ﷺ کے نام سے دیکھ لینا درحقیقت حضورؐ کو دیکھنا نہیں ہے اور یہ کہ خواب میں واقعی حضورؐ ہی کی زیارت نصیب ہوتی ہے کوئی حکم شرعی اور امر دینی ایسے خواب سے اخذ نہیں کیا جاسکتا۔

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر شیطان کے فریب سے تحفظ صرف اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ آدمی حضورؐ کو آپ کی اصلی شکل میں دیکھے تو اس کا فائدہ صرف انہیں لوگوں کو حاصل ہو سکتا تھا، جنہوں نے آپ کو بیداری میں دیکھا تھا کہ بعد کے لوگ آخر کیسے جان سکتے ہیں کہ جو شکل وہ خواب میں دیکھ رہے ہیں وہ حضورؐ ہی کی ہے یا کسی اور کی؟ ان کو اس حدیث سے کیا تسلی ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعد کے لوگ اس بات کا اطمینان تو نہیں کر سکتے کہ انھوں نے جو شکل خواب میں دیکھی، وہ حضورؐ ہی کی شکل تھی، مگر یہ تو معلوم کر سکتے ہیں کہ خواب کے معنی اور مضمون کی مطابقت قرآن و سنت کی تعلیم سے ہے یا نہیں۔ مطابقت پائی جاتی ہو تو پھر زیادہ امکان اسی بات کا ہے کہ انھوں نے خواب میں حضورؐ ہی کی زیارت کی ہے، کیوں کہ شیطان کسی کو راہِ راست دکھانے کے لیے تو بہرہ و پ نہیں بھرا کرتا۔ (رسائل و مسائل چہارم، نام مسائل: خواب...)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَاهُ رِيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَسِيرَانِي فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ - (۴۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے ”جس نے خواب میں مجھے دیکھا، تو وہ منقریب حالت بیداری میں مجھے دیکھ لے گا کیوں کہ شیطان میری تمثال میں نہیں آسکتا۔“

(۲) حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدَرَانِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخِيلُ بِيْ وَرَوْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوَّةِ -

تفسیر سبہ الہدایت جلد دوم

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے درحقیقت مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرا روپ نہیں دھار سکتا۔ اور مومن کا خواب نبوت کے چھیا لیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔“

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ حَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ رَأَى مِنْ رَأْيِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي۔ (۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ راوی ہیں انھوں نے آپؐ کا یہ ارشاد گرامی خود سنا کہ ”جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے ہی دیکھا کیوں کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔“

(۴) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، قَالَ: نَارُوحُ، قَالَ: نَازَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ رَأَى فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَأَى فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَشَبَّهُ بِي۔ (۴۲)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا اس لیے کہ شیطان کو یہ اختیار ہی نہیں کہ مجھ سے مشابہ بن سکے۔“

(۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: نَالَيْتُ حَ قَالَ: وَثْنَا ابْنُ رُمَحٍ، قَالَ: أَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ رَأَى فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَأَى إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ فِي صُورَتِي الْحَدِيث۔ (۴۳)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نیند کی حالت میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ شیطان سے یہ بات مناسبت نہیں رکھتی کہ وہ میری صورت بنا کر آئے۔“

کیا کسی کو ہدایت دینا نبی ﷺ کے اختیار میں ہے؟

۳۸۔ صحیحین کی روایت ہے کہ یہ آیت نبی ﷺ کے چچا ابوطالب کے معاملے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کا جب آخری وقت آیا تو حضورؐ نے اپنی حد تک انتہائی کوشش کی کہ وہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پرایمان لے آئیں تاکہ ان کا خاتمہ بالخیر ہو، مگر انھوں نے ملت عبدالمطلب ہی پر جان دینے کو ترجیح دی۔

تشریح: محدثین اور مفسرین کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہے کہ ایک آیت عہد نبوی کے جس معاملہ پر چسپاں ہوتی ہے اسے وہ آیت کی شان نزول کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ اس لیے اس روایت اور اسی مضمون کی ان دوسری روایات سے جو ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں حضرات ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابن عمر وغیرہم سے مروی ہیں، لازماً یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ سورہ القصص کی یہ آیت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَكِنَّا كُنَّا قَوْمًا يَهْتَدُونَ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَمُهْتَدِينَ (القصص: ۵۶)

ابوطالب کی وفات کے وقت نازل ہوئی تھی بلکہ ان سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے مضمون کی صداقت سب سے زیادہ اس موقع پر ظاہر ہوئی۔ اگرچہ حضور کی دلی خواہش تو ہر بندہ خدا کو راہ راست پر لانے کی تھی، لیکن سب سے بڑھ کر اگر کسی شخص کا کفر پر خاتمہ حضور کو شاق ہو سکتا تھا، اور ذاتی محبت و تعلق کی بنا پر سب سے زیادہ کسی شخص کی ہدایت کے آپ آرزو مند ہو سکتے تھے تو وہ ابوطالب تھے۔ لیکن جب ان کو بھی ہدایت دینے پر آپ قادر نہ ہوئے تو یہ بات بالکل ظاہر ہو گئی کہ کسی کو ہدایت بخشنا اور کسی کو اس سے محروم رکھنا نبی کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ معاملہ بالکل اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کے ہاں یہ دولت کسی رشتہ داری و برادری کی بنا پر نہیں بلکہ آدمی کی قبولیت و استعداد اور مخلصانہ صداقت پسندی کی بنا پر عطا ہوتی ہے۔

(تفسیر القرآن ج ۳، القصص، حاشیہ: ۷۹)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةَ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي طَالِبٍ، أَيُّ عَمٍّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ اتْرُغِبْ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُودُ أَنْ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ إِخْرَمًا كَلَّمَهُمْ بِهِ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبِي أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَا وَاللَّهِ لَا سَتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنُحِ عَنْهُ (عَنكَ) فَانزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الْآيَةَ - (۴۴)

ترجمہ: سعید اپنے باپ مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انھیں بتایا کہ جب ابوطالب کی وفات کا آخری وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ابو جہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ وہاں پہلے سے موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے روئے سخن ابوطالب کی طرف کر کے فرمایا: چچا جان! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے قائل ہو جاؤ۔ میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کے بدلے شہادت دوں گا (کہ انھوں نے کلمہ توحید کا اقرار کر لیا تھا) ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے: ابوطالب! کیا تم اس آخری وقت میں ملت عبدالمطلب سے روگردانی کرتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ اپنی پیشکش دہراتے رہے اور وہ دونوں اپنی بات کا اعادہ کرتے رہے۔ آخر کار ابوطالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ وہ ملت عبدالمطلب پر جان دے رہا ہے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخدا! میں ان کے لیے استغفار کرتا رہوں گا تا وقتیکہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الْآيَةَ -

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةَ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ - (۴۵)

ترجمہ: حضرت سائب بیان کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ”اے چچا جان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کر لو میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں اسی کو آپ کے حق میں حجت بناؤں گا (اسے ہی بطور دلیل پیش کر کے بخشش کی درخواست کروں گا)۔“

(۳) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: نَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، قَالَ: اَنَا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَمِّهِ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ: لَوْلَا أَنْ يُعَيِّرَنِي قُرَيْشٌ يَقُولُونَ إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلَى ذَلِكَ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔ (۱۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کے قائل ہو جاؤ قیامت کے روز اس کی بنا پر میں تمہارے حق میں شہادت دوں گا۔ ابوطالب نے جواب دیا۔ اگر قریش مجھ پر طعنہ زنی نہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ سردار نے ڈر کے مارے ایسا کیا ہے تو میں تیری آنکھیں اقرار توحید سے ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔

کوہ صفا سے دعوتِ توحید

۳۹۔ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا عَبَّاسُ، يَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ، يَا فَاطِمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، انْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ۔

”اے بنی عبدالمطلب، اے عباس، اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی، اے فاطمہ محمد کی بیٹی، تم لوگ آگ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کر لو، میں خدا کی پکڑ سے تم کو نہیں بچا سکتا۔ البتہ میرے مال میں سے تم لوگ جو کچھ چاہو مانگ سکتے ہو۔“

تشریح: آپ نے صبح سویرے صفا کے سب سے اونچے مقام پر کھڑے ہو کر فرمایا: يَا صَبَا حَاهُ۔ ”ہائے صبح کا خطرہ“ اے قریش کے لوگو، اے بنی کعب بن لؤئی اے بنی مرہ، اے آلِ قُصَيِّ، اے بنی عبدمناف، اے بنی عبدشمس، اے بنی ہاشم، اے آل عبدالمطلب۔ اسی طرح قریش کے ایک ایک قبیلے اور خاندان کا نام لے لے کر آپ نے آواز دی۔ عرب میں قاعدہ تھا کہ جب صبح تڑکے کسی اچانک حملے کا خطرہ ہوتا تو جس شخص کو بھی اس کا پتہ چل جاتا وہ اسی طرح پکارنا شروع کر دیتا اور لوگ اس کی آواز سنتے ہی ہر طرف سے دوڑ پڑتے۔ چنانچہ حضور کی اس آواز پر سب لوگ گھروں سے نکل آئے اور جو خود نہ آسکا اس نے اپنی طرف سے کسی کو خبر لانے کے لیے بھیج دیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ”لوگو! اگر میں تمہیں بتاؤں کہ اس پہاڑ کے دوسری طرف ایک بھاری لشکر ہے جو تم پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہے تو تم میری بات سچ مانو گے، سب نے کہا ہاں، ہمارے تجربے میں تم کبھی جھوٹ بولنے والے نہیں رہے ہو۔“ آپ نے فرمایا: ”اچھا تو میں خدا کا سخت عذاب آنے سے پہلے تم کو خبردار کرتا ہوں۔ اپنی جانوں کو اس کی پکڑ سے بچانے کی فکر کرو۔ میں خدا کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ قیامت میں میرے رشتہ دار صرف متقی ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ نیک اعمال لے کر آئیں اور تم لوگ دنیا کا

و بال سر پراٹھائے ہوئے ہو۔ اس وقت تم پکارو گے یا محمد! مگر میں مجبور ہوں گا کہ تمہاری طرف سے منہ پھیر لوں۔ البتہ دنیا میں میرا اور تمہارا خون کا رشتہ ہے اور یہاں میں تمہارے ساتھ ہر طرح کی صلہ رحمی کروں گا۔“ (تفسیر القرآن، ج ۳، اشراہ، حاشیہ: ۱۳۵)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: نَاجِرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ: يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْقِدِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنْ لَكُمْ رَحِمًا سَابَلَهَا بِبِلَالِهَا۔ (۴۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب آیت وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو پکارا۔ آپ نے پہلے عام انداز میں ڈرایا پھر خاص انداز میں خطاب فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے بنی کعب بن لؤی جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اے بنی مرہ بن کعب جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اے بنی عبد شمس جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اے بنی عبد مناف اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اے بنی ہاشم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اے بنی عبدالمطلب اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ میں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے تمہیں ذرا بھی نہ بچا سکوں گا۔ البتہ دنیا میں قرابتداری کی وجہ سے تمہارے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرتا رہوں گا۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ۔ (۴۸)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب آیہ کریمہ وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”اے فاطمہ بنت محمد ﷺ، اے صفیہ بنت عبدالمطلب، اے بنی عبدالمطلب میں (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ کی گرفت سے تمہیں ذرا بھی نہ بچا سکوں گا۔ البتہ میرے دنیاوی مال و متاع میں سے جو چاہو مانگ لو۔“

(۳) قَبِيصَةُ بِنْتُ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ وَقَالَا: لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ: انْطَلَقَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَضْمَةَ مِنْ جَبَلٍ فَعَلَا أَعْلَاهَا حَجْرًا ثُمَّ نَادَى يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ إِنِّي نَذِيرٌ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَا أَهْلَهُ فَحَشِيَ أَنْ يَسْبِقُوهُ فَجَعَلَ يَهْتَفُ يَا صَبَا حَاه۔ (۴۹)

ترجمہ: حضرت قبیصہ بن مخارق اور زبیر بن عمرو سے روایت ہے دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ کا نزول ہوا تو نبی ﷺ پہاڑ کی ایک چٹان کے پاس تشریف لے گئے اور سب سے اونچے پتھر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”اے عبد مناف کی اولاد! میں تم کو متنبہ کرنے والا ہوں۔ میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جو دشمن کو دیکھ کر اپنے اہل و عیال کو بچانے کے لیے چل پڑے اور اس اندیشہ کے پیش نظر کہ مبادا دشمن پہلے پہنچ جائے وہ یاصباحاہ“ ہائے صبح کی مصیبت“ کی صدا زور زور سے لگانے لگے۔

(۴) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهَبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيْبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ: وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ”يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. يَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتَ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا.“ (۵۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب آیت وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”اے معشر قریش! اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچاؤ کے لیے نیک اعمال کے بدلے اپنی جانوں کو خرید لو۔ میں عذاب الہی سے بچانے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ اے اولاد عبدالمطلب میں تمہارے بھی کسی کام نہیں آسکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب عذاب الہی سے بچانے کے لیے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ اے صفیہ رسول خدا کی پھوپھی جان! میں اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ اے فاطمہ بنت جگر محمد! مانگ لو مجھ سے جو جی چاہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تمہیں بچانے کے لیے کسی کام نہیں آسکوں گا۔“

(۵) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتَ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. (۵۱)

تابعہ اصیغ عن بن وهب عن يونس عن ابن عباس۔

(۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُرَيْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا

وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنَاةٍ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ أَنْقِدِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكَ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِنَّ لَكَ رَحِمًا وَسَابِلَهَا بِبِلَالِهَا۔ (۵۲)

ہذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه۔

(۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّامِ الْعَجَلِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّنَاوِيُّ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، يَا بِنْتِي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَّالِي مَا شِئْتُمْ۔ (۵۳)

ہذا حدیث حسن صحیح وھکذا روی وکیع وغیروا حد هذا الحدیث عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة نحو حدیث محمد بن عبد الرحمن الطناوی وروی بعضهم عن هشام بن عروة عن ابيه عن النبي ﷺ مرسلًا ولم يذكر فيه عن عائشة وفي الباب عن علي وابن عباس۔

(۸) حَدَّثَنَا أَبُو كَرِيبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: نَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ! فَقَالُوا: مَنْ هَذَا الَّذِي يَهْتَفُ؟ قَالُوا: مُحَمَّدٌ، فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا بِنْتِي فَلَانُ، يَا بِنْتِي فَلَانُ، يَا بِنْتِي فَلَانُ يَا بِنْتِي عَبْدُ مَنَاةٍ، يَا بِنْتِي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي؟ قَالُوا: مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ ﷺ: فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ: فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ كَذَا قَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ۔ (۵۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیت وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ نازل ہوئی "اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنے قبیلے کے مخلص لوگوں کو متنبہ کر دو" تو رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور کوہ صفا پر چڑھ کر یا صباحا "ہائے صبح کی مصیبت" کی صدا سے لوگوں کو بلایا: لوگ یہ آواز سن کر پوچھنے لگے کہ یہ کون ہے

مَا أَىٰ اصْلَكُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَا عَنِي عَنكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔

جو پکار رہا ہے؟ لوگوں نے کہا محمدؐ ہیں۔ آپ کی آواز سن کر سب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں لو مخاطب کر کے فرمایا اے بنی فلاں، اے بنی فلاں، اے بنی عبد مناف، اے بنی عبد المطلب۔ جب وہ سب اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ”کیا سمجھتے ہو اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سے سواروں کا ایک دستہ نکل رہا ہے کیا تم میری اس بات میں تصدیق کرو گے؟“ وہ بیک زبان بولے ہم نے تمہاری کوئی بات جھوٹی نہیں پائی۔ تو آپ نے فرمایا: ”میں تمہیں سخت عذاب سے خبردار کرتا ہوں۔“ اس پر ابولہب بولا۔ تیرا ستیاناس جائے کیا تو نے ہم سب کو اسی لیے جمع کیا تھا۔

(۹) أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي حُبَيْبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الصَّفَا، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشِ! فَقَالَتْ قُرَيْشٌ: مُحَمَّدٌ عَلَى الصَّفَا يَهْتَفُ فَأَقْبَلُوا وَاجْتَمَعُوا فَقَالُوا: مَا لَكَ يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بَسَفَحَ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونَنِي؟ قَالُوا: نَعَمْ، أَنْتَ عِنْدَنَا غَيْرُ مُتَّهَمٍ، وَمَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَطُّ، قَالَ: فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ. يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. يَا بَنِي عَبْدِ مَنْفٍ، يَا بَنِي زُهْرَةَ، حَتَّىٰ عَدَدًا لَا فُحَاذَ مِنْ قُرَيْشٍ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَنْذِرَ عَشِيرَتِي الْأَقْرَبِينَ وَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ الدُّنْيَا مَنفَعَةً وَلَا مِنَ الْآخِرَةِ نَصِيبًا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: يَقُولُ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ الْهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ تَبًّا يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ السُّورَةَ كُلَّهَا. (۵۵)

(۱۰) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبَطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّىٰ اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ؟ فَجَاءَ أَبُو طَالِبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغَيِّرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي؟ قَالُوا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا، قَالَ: فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ الْهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَزَلَّتْ تَبًّا يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ. (۵۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آیت وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جب نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر باواز بلند قریشی قبائل کو پکارنا شروع کیا۔ اے بنی فہر، اے بنی عدی وغیرہ حتیٰ کہ وہ جمع ہو گئے۔ جو آدمی خود نہ جاسکتا تھا اس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا تاکہ صورت حال کا جائزہ لے اور ابوطالب، قبیلہ قریش کے اور لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے دریافت فرمایا: کہ بتاؤ کہ اگر تمہیں میں اس بات کی خبر دوں کہ اس وادی میں لشکر جرار تم پر ٹوٹ پڑنے کے لیے بالکل تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری بات کو سچ تسلیم کرو گے؟ وہ سب بولے ہاں۔ ہم نے آپ کو اپنے تجربے میں ہمیشہ سچا

اور راست گو ہی پایا۔ آپ نے فرمایا: ”میں عذاب شدید کی آمد سے پہلے تمہارے لیے ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“ اس پر ابولہب بولا۔ تیرا ستیاناس جائے آج، تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ اس موقع پر تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ نَازِلَ هُوَ۔

(۱۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، نَا أَبُو زَيْدٍ، عَنْ عُرْفٍ، عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ، قَالَ: ثَبِي الْأَشْعَرِيُّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَانذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصْبَعِيهِ فِي أُذُنِيهِ فَرَفَعَ صَوْتَهُ فَقَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ يَا صَبَاحَاهُ! (۵۷)

ہذا حدیث غریب من هذا الوجه وقد رواه بعضهم عن عوف عن قسامة ابن زهير عن النبي ﷺ مرسلًا وهو اصح ولم يذكر فيه عن ابي موسى۔

ترجمہ: اشعری سے منقول ہے کہ جب آیت وَانذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال کر بلند آواز سے پکارا اے بنی عبد مناف بے صبح کا اندیشہ و خطرہ۔

(۱۲) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، ثنا الْأَعْمَشُ، قَالَ: ثَبِي عَمْرُوبُ بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَانذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُنَادِي يَا بَنِي فَهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ بِطُرُونِ قَرِيْشٍ وَقَالَ لَنَا قَبِيصَةُ: ثنا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ۔

(۱۳) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَانذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ۔ (۵۸)

ترجمہ: ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے ہیں جب آیت وَانذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے قبائل قریش کو نام بنام پکارا۔

(۱۴) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، اَنَا شُعَيْبٌ، ثنا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ، يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ، يَا فَاطِمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِمَّنِ اللَّهُ شَيْئًا سَلَانِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمَا۔ (۵۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اور اے بنی عبد مناف اپنے نفسوں کو بیچ لو۔ اے بنی عبد المطلب اپنے نفسوں کو بیچ لو (اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے) اے ام زبیر بن عوام رسول خدا کی بیوی تھی! اے فاطمہ بنت محمد! اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی گرفت سے اپنے نفسوں کو بچانے کی فکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے میں تمہارے ذرہ برابر کام نہیں آسکوں گا۔ میرے دنیوی مال میں سے جس چیز کا چاہو مطالبہ کر لو۔

(۱۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ ثنا مِسْعَرُ بْنُ ثَعْبَةَ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ جَعَلَ يَدْعُو بَطْنُونَ قُرَيْشٍ بَطْنًا بَطْنًا يَا بَنِي قَلَانَ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى فَاطِمَةَ فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ أَنْقِذِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنْ لَكُمْ رَحِمًا سَابَلَهَا بِبِلَالِهَا - (۶۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ جب آیت وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے چھوٹے بڑے ہر قبیلے کو نام بنام پکارا کہ اے بنی فلاں اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ آخر کار حضرت فاطمہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”اے فاطمہ بنت محمد! اپنی جان کو آگ سے بچا۔ میں اللہ کے عذاب سے یا اس کی گرفت سے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا بجز اس کے کہ میرا تمہارے ساتھ خونی رشتہ ہے۔ یہاں میں تمہارے ساتھ ہر طرح کی صلہ رحمی کروں گا۔“

مأخذ

- (۱) بخاری ج ۱، کتاب الایمان باب حُبِّ الرَّسُولِ ﷺ مِنَ الْإِيمَانِ ☆ مسلم ج ۱، کتاب الایمان باب وجوب محبة رسول الله ﷺ ☆ دارمی کتاب الرقاق باب لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه ☆ مسند احمد ج ۳، ص ۲۰۷، ۲۵۱، ۲۷۲، ۲۷۵، ۲۸۹، مرویات انس بن مالك ☆ كنز العمال ج ۱ ص ۳۷ - كنز العمال اور مسلم كى روايت ميں وَالِدِهِ وَوَالِدِهِ كَيْ بَحَائِهِ وَوَالِدِهِ هُوَ۔
- (۲) مسلم، ج ۱، کتاب الایمان باب وجوب محبة رسول الله ﷺ ☆ نسائی کتاب الایمان وَشَرَائِعِهِ ج ۸/۷ باب علامة الایمان ☆ ابن ماجه المقدمة باب فى الایمان ج ۶۷ ☆ مسند ابى عوانه ج ۱ ص ۲۳۔
- (۳) كنز العمال، ج ۱ ص ۲۸۔
- (۴) كنز العمال، ج ۱ ص ۴۱۔
- (۵) كنز العمال، ج ۱ ص ۴۱۔
- (۶) مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة فصل دوم بحوالہ شرح السنة ☆ شرح اربعین نووی، عن ابى محمد عبد الله بن عمرو بن العاص قال النووى هذا حديث صحيح ☆ ابن كثير ج ۱ ص ۵۲۰ زير تفسير آيت - ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا - ابن كثير نے وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ نَقْل كِیَا هُوَ۔
- (۷) كنز العمال، ج ۱، ص ۲۱۷ به حوالہ الحكيم و ابو نصر السجزي فى الابانة وقال حسن غريب والخطيب عن ابن عمرو۔
- (۸) مسلم، ج ۱، کتاب الایمان باب الدليل على ان من رضى بالله رباً وبالاسلام ديناً وبمحمد نبياً ﷺ رسولا فهو

- مومن را ارتکب المعاصی الکبائر☆ترمذی ابواب الایمان ج ۲ ص ۹۱☆مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۸☆کنز العمال ج ۱ ص ۲۵۔ مسلم کتاب الایمان، ترمذی ابواب الایمان میں اور مسند احمد ج ۱ ص ۱۸، ۲۰۰ میں ثلاث من کن فیہ وجد طعم الایمان کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ علاوہ ازب ابوداؤد نے کتاب الزکاة میں، ترمذی نے ابواب العلم میں، نسائی نے کتاب الایمان میں، ابن ماجہ نے کتاب الفتن میں اور امام احمد نے مسند کی ج ۲ ص ۲۹۸، پر اور ۵۲۰ پر بھی انہی الفاظ میں نقل کیا ہے۔
- (۹) بخاری، ج ۲، کتاب الاحکام، باب قول اللہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور بخاری، ج ۱، کتاب الجہاد باب یقاتل من وراء الامام یتقی بہ اور کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ میں یہ الفاظ ہیں: فَمَنْ اطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ مسلم ج ۲ کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصية وتحريمها فی المعصية۔☆نسائی کتاب البيعة۔ الترغيب فی طاعة الله☆ابن ماجه المقدمة۔ باب اتباع سنة رسول الله ﷺ اور کتاب الجهاد باب فی طاعة الامام☆کنز العمال ج ۶ ص ۵۲☆ابن کثیر ج ۱، عن ابی هريرة بحواله ابن ابی حاتم☆ابوداؤد الطيالسی مرویات ابی هريرة (ابوعلقمة عن ابی هريرة)☆مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۴، ۲۵۳، ۲۷۰، ۳۱۳، ۳۴۲، ۳۸۶، ۴۱۶، ۴۶۷، ۴۷۱، ۵۱۱☆رياض الصالحين، باب فی وجوب طاعة ولاة امور فی غیر معصية الخ۔
- (۱۰) بخاری ج ۲، کتاب الرقاق، باب الانهاء عن المعاصی☆مسلم ج ۲، کتاب الفضائل باب شفقتہ ﷺ علی امتہ ومبالغته فی تحذیرهم ما یضرهم☆مسند احمد، ج ۲ ص ۳۱۲ تا ۵۴۰، عن ابی هريرة۔
- (۱۱) مسلم ج ۲، کتاب الفضائل باب شفقتہ ﷺ☆رياض الصالحين ص ۵۹، عن جابر☆ترمذی ابواب الامثال باب ماجاء مثل ابن ادم واجله وامله☆مسند احمد ج ۳ ص ۱۶۱، ۳۹۲، عن جابر☆مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۶۲۔
- (۱۲) مسلم ج ۱، کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ☆مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۰، عن ابی هريرة☆مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۰، ۳۱۷، عن ابی هريرة، ج ۴ ص ۷۰ ج ۵ ص ۲۸۲ ج ۶ ص ۲۸۲ پر ولا یومن بالله من لا یومن بی بھی ہے۔ کنز العمال ج ۱ ص ۲۶۸☆مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۶۲۔
- (۱۳) تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۴۰☆مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۶۱۔
- (۱۴) مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۸، ۳۹۶☆کنز العمال ج ۱ ص ۲۶۸، بحواله☆ابن جریر اور طبرانی۔
- (۱۵) دارمی، ج ۱، باب ۳۹ ما یتقی من تفسیر حدیث النبی اور مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة☆ابن حبان نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔ بحواله دارمی ج ۱ ص ۹۵، حاشیہ حدیث ۴۴۱☆کنز العمال جلد ۱ ص ۲۰۱۔
- (۱۶) مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۶، مرویات عبداللہ بن ثابت☆مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷۳☆کنز العمال ج ۱ ص ۲۰۱، بحواله ابن سعد، الحاکم فی الکنی طبرانی، بیہقی فی شعب الایمان عن عبداللہ ابن ثابت۔

تفسیر اللہاریت جلد دوم

- (۱۷) مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۳۳۸، مرویات جابر بن عبد اللہ۔
- (۱۸) مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۷، مرویات جابر بن عبد اللہ ☆ کنز العمال ج ۱ ص ۲۰۰ ☆ مجمع الزوائد ہیشمی ج ۱ ص ۱۷۳ اور ج ۸ ص ۲۶۲۔
- (۱۹) مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان ☆ ابن حبان بحوالہ کنز العمال ج ۱ ص ۲۰۱ ☆ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷۴۔
- (۲۰) بخاری، ج ۱، کتاب العلم: باب تعلیم الرجل اُمّته واهله ☆ مسند احمد ج ۴، مرویات ابی موسیٰ اشعری۔
- (۲۱) مسلم، ج ۱، کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ الی جمیع الناس ونسخ الملة بملته ☆ دارمی کتاب النکاح باب فضل من اعتق امة ثم تزوجها ☆ مسند احمد ج ۴ ص ۴۰۲ تا ۴۰۵ ☆ ابن جریر ج ۱۱ ص ۱۴۱۔
- (۲۲) ابن جریر جز ۲۷/۲۴، جلد ۱۱ ص ۱۴۰۔
- (۲۳) دارمی کتاب السیر باب ان الغنیمۃ لا تحل لا حد قبلنا ☆ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۸ عن ابی موسیٰ۔
- (۲۴) مسند احمد ج ۱ ص ۲۵۰۔ ان ہی سے مروی ایک روایت میں بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ کَافَّةً الْاَحْمَرَ وَالْاَسْوَدِ الْخِ كِ الْفَاظِ بِهٰی مَنقُولِ هِی۔ مسند احمد ج ۱ ص ۳۰۱۔
- (۲۵) بخاری، ج ۱، کتاب الصلاة باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجداً وظهوراً ☆ مسلم ج ۱، کتاب المساجد ومواضع الصلاة ☆ دارمی کتاب الصلوة باب الارض کلها طاهرة ما خلا المقبرة والحمام ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۴، عن جابر ☆ مجمع الزوائد ج ۶ ص ۶۵ عن ابی سعید مختصر ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۴۔
- (۲۶) تفسیر ابن کثیر ج ۳، سورہ فرقان ☆ نسائی، ج ۱ کتاب الطہارۃ باب التیمم بالصعید۔
- (۲۷) مسلم ج ۱ کتاب المساجد ومواضع الصلوة ☆ ترمذی ابواب السیر۔ باب ماجاء فی الغنیمۃ۔ هذا هدیث حسن۔
- (۲۸) مسند احمد ج ۲ ص ۲۲۲، روایت عمرو بن شعیب عن ابيه عن جده۔
- (۲۹) ترمذی ابواب التفسیر ج ۴، باب سورۃ الرحمن ☆ لفتح القدير للشوکانی، ج ۵ ص ۱۳۰، بحوالہ ابن المنذر، ابوالشیخ فی العظمة ابن مردويه۔ بیہقی فی الدلائل۔
- (۳۰) المستدرک للحاکم ج ۲، کتاب التفسیر سورۃ الرحمن۔
- (۳۱) تفسیر ابن جریر، پ ۲۷، سورۃ الرحمن ص ۷۲۔ رواه الحافظ البزار عن عمرو بن مالك به ثم قال لا نعلمه يروى عن النبي ﷺ الا من هذه الوجه بهذا الإسناد ☆ تفسیر ابن کثیر ج ۴، سورۃ الرحمن۔
- (۳۲) مسلم ج ۱، کتاب الصلاة باب الجهر بالقراءة فی الصبح والقراءة علی الجن ☆ ترمذی ابواب تفسیر القرآن سورۃ الاحقاف هذا حديث حسن ☆ ابو داؤد الطيالسی ج ۱ ص ۳۷، مرویات ابن مسعود ☆ لفتح القدير للشوکانی ج ۵ ص ۲۸ به حوالہ عبد بن حمید ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۳۹۸، ۴۰۲، ۴۰۹، ۴۴۹، ۴۵۵، ۴۵۷، ۴۵۸، ان صفحات پر یہ حدیث بہت مختصر ہے۔

- (۳۳) تفسیر ابن جریر ج ۲۷/۲۴ سورة الاحقاف ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۴۵۹، مرویات عبداللہ بن مسعود۔
- (۳۴) تفسیر ابن جریر ج ۲۷/۲۴ سورة الاحقاف۔
- (۳۵) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب امثال ماقال شرعاً دون ماذکرہ ﷺ من معایش الدنیا علی سبیل الرأی۔
- (۳۶) مسلم ج ۲، کتاب الفضائل باب امثال ماقال شرعاً دون ماذکرہ ﷺ معایش الدنیا۔
- (۳۷) مسلم ج ۲، کتاب الفضائل باب امثال ماقال شرعاً الخ۔
- (۳۸) تفسیر ابن کثیر ج ۲، سورة الانفال۔
- (۳۹) بخاری ج ۲، کتاب الطلاق باب شفاعۃ النبی ﷺ فی زوج بریرہ ☆ نسائی کتاب اداہ القاضی باب شفاعۃ الحاکم للخصوم قبل فصل الحکم جز ۸ ص ۲۴۵ ☆ دارقطنی کتاب الزکوٰۃ باب فی اوامر النبی ﷺ ج ۲ ص ۱۵۴۔
- (۴۰) بخاری ج ۲، کتاب التعبير باب من رأی النبی ﷺ فی المنام۔
- (۴۱) بخاری ج ۲، کتاب التعبير باب من رأی النبی ﷺ فی المنام ☆ مسلم کتاب الرؤیا۔
- (۴۲) مسلم، ج ۲، کتاب الرؤیا ☆ مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۳۵۰، مرویات جابر۔
- (۴۳) مسلم، ج ۲، کتاب الرؤیا۔
- (۴۴) بخاری کتاب الجنائز ج ۱، باب اذا قال المشرک عند الموت لا اله الا الله ☆ ج ۲ کتاب مناقب الانصار اور تفسیر سورہ توبہ، ☆ مسلم، ج ۱، کتاب الايمان باب الدليل على صحة اسلام من حضره الموت مالم يشرع في النزاع الخ۔ مسلم نے ماكان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا المشركين مكمل آيت نقل کر کے آخر میں۔ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ نقل کیا ہے ☆ نسائی کتاب الجنائز النهی عن الاستغفار للمشرکین ☆ امام احمد اور نسائی نے اشہد لك بها کی جگہ احاج لك بها عند الله عزوجل روایت کیا ہے ☆ مسند احمد ج ۵ ص ۴۳۳ مرویات المسیب بن حزن ☆ ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۴، ۳۹۵۔
- (۴۵) بخاری ج ۱ کتاب الايمان والنذور باب اذ قال واللہ لا اتکلم اليوم۔
- (۴۶) مسلم ج ۱، کتاب الايمان باب الدليل على صحة اسلام من حضره الموت مالم يشرع في النزاع وهو الغرغرة الخ ☆ ترمذی ابواب التفسیر سورة القصص ☆ ابن کثیر ج ۳ القصص آیت ۵۶ ☆ مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۴۳۴، مرویات ابی ہریرہ ☆ فتح القدير للشوکانی ج ۴، القصص آیت ۵۶ ☆ مسند ابی عوانة، ج ۱۔
- (۴۷) مسلم، ج ۱، کتاب الايمان باب بيان من مات على الكفر فهو في النار ولا تناله شفاعۃ ولا تنفعه قرابة المقربين ☆ مسند ابی عوانة، ج ۱ ص ۹۳۔
- (۴۸) مسلم کتاب الايمان باب بيان من مات على الكفر فهو في النار ولا تناله الشفاعۃ ولا تنفعه قرابة المقربين ☆ مسند ابی عوانة، ج ۱۔

تفسیر الاحادیث جلد دوم

- (۴۹) مسلم کتاب الایمان باب بیان أنه من مات علی الکفر فهو فی النار ولاتناله الشفاعة ولا تنفعه قرابة المقربين ☆ مسند ابی عوانة، ج ۱ ص ۹۳۔
- (۵۰) مسلم ج ۱، کتاب الایمان باب فی قوله تعالى: وأندر عشیرتک الأقربین ☆ مسند ابی عوانة۔
- (۵۱) بخاری، ج ۲، کتاب التفسیر باب قوله وأندر عشیرتک الأقربین۔ سورة الشعراء ☆ مسند ابی عوانة، ج ۱ ص ۹۵۔
☆ بخاری، ج ۱، کتاب الوصایا، باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب ☆ نسائی کتاب الوصایا باب اذا اوصی لعشیرته الاقربین۔
- (۵۲) ترمذی ابواب تفسیر القرآن۔ الشعراء ☆ نسائی کتاب الوصایا باب اذا اوصی لعشیرته الاقربین ☆ مسند ابی عوانة، ج ۱ ص ۹۴ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۰، مرویات ابی هريرة۔
- (۵۳) ترمذی ابواب تفسیر القرآن، الشعراء ☆ نسائی کتاب الوصایا باب اذا اوصی لعشیرته الاقربین ☆ مسند ابی عوانة، ج ۱ ص ۹۵۔
- (۵۴) مسلم ج ۱، کتاب الایمان باب فی قوله تعالى: وأندر عشیرتک الأقربین ☆ مسند ابی عوانة ج ۱ ص ۹۲ ☆ سیرت ابن هشام، ج ۱ ص ۳۵۱، حاشیہ: ۲۔
- (۵۵) طبقات لابن سعد، ج ۱، ذکر دعاء رسول الله ﷺ الناس إلى الاسلام ☆ مسند ابی عوانة، ج ۱ ص ۹۲۔
- (۵۶) بخاری، ج ۲، کتاب التفسیر باب قوله وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاحْفَظْ جَنَاحَكَ الْيَمَانِ جَنَاحَكَ۔
- (۵۷) ترمذی ابواب تفسیر القرآن، الشعراء۔
- (۵۸) بخاری، ج ۱، کتاب المناقب باب من انتسب إلى آبائه فی الاسلام والجاهلیة۔
- (۵۹) بخاری، ج ۱، کتاب المناقب باب من انتسب إلى آبائه فی الإسلام والجاهلیة الخ ☆ مسند ابی عوانة، ج ۱ ص ۹۶۔
- (۶۰) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۳۳، مرویات ابی هريرة۔

دور مصائب و آلام

۴۰۔ بیہقی نے عروہ بن زبیر کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریش ابوطالب کی وفات تک بزدل بنے رہے۔“ حاکم نے عروہ بن زبیر کی یہی روایت انہی الفاظ میں حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

۴۱۔ ابن اسحاق نے قریش کی بڑھتی ہوئی جراتوں کی ایک مثال عروہ بن زبیر کے حوالہ سے بیان کی ہے کہ ایک روز قریش کے ایک اوباش نے سر بازار حضورؐ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی۔ آپ اسی حال میں گھر تشریف لے گئے۔ صاحبزادیوں میں سے ایک آپ کا سر دھوتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں، اور حضورؐ انہیں تسلی دینے کے لیے یہ فرماتے جاتے تھے کہ ”رو نہیں میری بیٹی، اللہ تیرے باپ کا حامی ہے۔“ (سیرت سرور عالم، ج ۲، باب ۱۰: کفار کی...)

تخریب: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فَلَمَّا هَلَكَ أَبُو طَالِبٍ، نَالَتْ قُرَيْشٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْأَذَى مَا لَمْ تَكُنْ تَطْمَعُ بِهِ فِي حَيَاةِ أَبِي طَالِبٍ، حَتَّى اعْتَرَضَهُ سَفِيهَةٌ مِنْ سُفَهَاءِ قُرَيْشٍ، فَنَشَرَ عَلَيَّ رَأْسَهُ تُرَابًا. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: لَمَّا نَشَرَ ذَلِكَ السَّفِيهَةُ عَلَيَّ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ التُّرَابَ، دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْتَهُ وَالتُّرَابُ عَلَيَّ رَأْسِهِ، فَقَامَتْ إِلَيْهِ إِحْدَى بَنَاتِهِ، فَجَعَلَتْ تَغْسِلُ عَنْهُ التُّرَابَ وَهِيَ تَبْكِي، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَهَا: لَا تَبْكِي يَا بِنْتِي. فَإِنَّ اللَّهَ مَانِعٌ أَبَاكَ - (۱)

۴۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ ایک روز کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کے لوگ اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے — مسلم کی روایت میں تصریح کی ہے کہ ابو جہل نے — کہا تم میں سے کون ہے جو جا کر فلاں شخص کے گھر سے ذبح کی ہوئی اونٹنی — مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جو ایک دن پہلے ذبح کی گئی تھی — کے پیٹ کی آلائش اور اس کا اوجھ اور خون سے لتھڑی ہوئی بچہ دانی اٹھالائے اور اس شخص کی پیٹھے پر سجدے کی حالت میں رکھ دے؟ اس پر ان کا سب سے زیادہ شقی آدمی، عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور یہ گندگی لاکر اس نے سجدے کی حالت میں

حضور کی پیٹھ پر یا دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دی۔ اس کے بوجھ کی وجہ سے حضور سجدے ہی میں پڑے رہے، سر نہ اٹھاسکے۔ قریش کے لوگ یہ منظر دیکھ دیکھ کر ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہوئے جا رہے تھے اور ایک دوسرے پر گمراہے پڑتے تھے۔ اتنے میں کسی نے جا کر آپ کے گھر یہ خبر پہنچادی۔ حضرت فاطمہؓ سن کر دوڑی ہوئی آئیں، اور انھوں نے یہ گندگی کا انبار آپ کے اوپر سے کھینچ کھینچ کر پھینکا، اور پھر قریش کے لوگوں کو مخاطب کر کے انھیں بہت بری طرح ڈانبا اور ان لوگوں کو بددعائیں دیں جنھوں نے یہ حرکت کی تھی (حافظ بزاز نے یہ اضافہ کیا ہے کہ کفار میں سے کسی نے حضرت فاطمہؓ کو کچھ نہ کہا) نماز ختم کرنے کے بعد حضور نے فرمایا ”خدا یا! قریش سے نمٹ لے۔“ کسی روایت میں یہ ہے کہ حضور نے یہ بات دو مرتبہ فرمائی اور کسی میں ہے تین مرتبہ فرمائی۔ بخاری کی روایت ہے کہ حضور کی یہ بددعا قریش کو بہت شاق گزری، اور مسلم کی روایت ہے کہ حضور کی آواز سن کر ان لوگوں کی ساری ہنسی رخصت ہو گئی اور وہ آپ کی بددعا سے خوف زدہ ہو گئے۔ ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضور نے نام لے لے کر ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو بددعا دی۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم کے علاوہ امام احمد، نسائی، بزاز، طبرانی اور ابوداؤد طیالسی وغیرہم نے بھی نقل کیا ہے۔ طیالسی کی روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول بھی منقول ہوا ہے کہ میں نے حضور کو اس دن کے سوا کبھی ان لوگوں کے حق میں بددعا کرتے نہیں سنا۔)

(سیرت سرور عالم ج ۲، باب ۱۰: کفار کی...)

تخریج: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّورِمَارِيُّ، قَالَ: نَاعَبَيْدُ اللَّهِ بْنِ مُوسَى، قَالَ: نَا إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَىٰ هَذَا الْمُرَائِي أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَىٰ جَزُورِ الْفُلَانِ فَيَعْمِدُ إِلَىٰ فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِي بِهَا ثُمَّ يُمَهِّلُهَا حَتَّىٰ إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا، فَضَحِكُوا حَتَّىٰ مَالَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ، فَاَنْطَلَقَ مُنْطَلِقًا إِلَىٰ فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَّةٌ فَاقْبَلَتْ تَسْعَىٰ وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا، حَتَّىٰ أَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسْبِيَهُمْ فَلَمَّا قَضَىٰ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمَى اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرٍو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدَ بْنَ عُتْبَةَ وَأُمِّيَةَ بْنَ خَلْفٍ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرَغِي يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سَجَّوْا إِلَى الْقَلْبِ قَلْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَاتَّبَعَ أَصْحَابُ الْقَلْبِ لَعْنَةَ (۲)

اہل طائف کا حضور پر ظلم عظیم

ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ طائف کی سرداری اُس وقت عمرو بن عمیر بن عوف کے تین لڑکوں، عبد یاسیل، مسعود اور حبیب کے ہاتھ میں تھی، جن میں سے ایک کے گھر میں قریش کی عورت صفیہ بنت معمر جمعی تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان سے ملے، ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ اسلام کے کام میں میری مدد کریں، اور میری قوم کے جو لوگ میری مخالفت کر رہے ہیں ان کے مقابلے میں آپ لوگ میری حمایت کریں۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا کہ ”میں کعبے کے پردے نوح ڈالوں گا اگر اللہ نے تم کو رسول بنایا ہے۔“ دوسرے نے کہا: ”کیا خدا کو تمہارے سوا کوئی رسول بنانے کے لیے نہیں ملا؟“ تیسرے نے کہا: ”میں تم سے ہرگز بات نہیں کروں گا، کیوں کہ اگر تم واقعی اللہ کے رسول ہو تو تم اس سے بزرگ تر ہو کہ میں تمہاری بات کا جواب دوں، اور اگر تم اللہ کا نام لے کر جھوٹ بول رہے ہو تو اس قابل نہیں ہو کہ تم سے بات کی جائے۔“ یہ سن کر حضور اٹھ گئے اور آپ کو ان سے کسی بھلائی کی توقع باقی نہیں رہی۔ چلتے ہوئے آپ نے ان سے کہا کہ ”خیر، جو کچھ برتاؤ تم نے مجھ سے کیا سو کیا، مگر کم از کم اتنا کرو کہ میری بات کو مخفی رکھو۔“ یہ بات آپ نے اس لیے فرمائی کہ آپ کو اندیشہ تھا کہ اگر قریش تک یہ خبر پہنچے گی تو وہ اور جری ہو جائیں گے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور اپنے لچوں لفتگوں اور غلاموں کو آپ کے خلاف ہتکار دیا اور وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپ پر آواز کسنے لگے، یہاں تک کہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور آپ کو ایک باغ کی دیوار تک پہنچا کر چھوڑا جو عقبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا۔

واقدی سے ابن سعد کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ثقیف کے اشراف و رؤساء میں سے ایک ایک کے پاس گئے، مگر کسی نے آپ کی بات نہ مانی، بلکہ انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ ان کے نوجوانوں کو بگاڑ نہ دیں، اس لیے انہوں نے کہا ”اے محمد! تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور زمین میں تمہارے جو دوست بھی ہوں ان سے جا ملو“ پھر انہوں نے اپنے اوباشوں اور غلاموں کو آپ کے خلاف اکسایا اور انہوں نے آپ کو گالیاں دیں، اور شور مچا کر لوگوں کو اکٹھا کر لیا۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے تاک تاک کر آپ کے ٹخنوں اور ایڑیوں پر پتھر مارے۔ راستے کے دونوں جانب وہ صفیں بنائے کھڑے تھے، اور جیسے جیسے آپ قدم اٹھا کر چلتے جاتے تھے، وہ سنگباری کیے چلے جاتے تھے، یہاں تک کہ آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں۔ سلیمان التیمی کا بیان ہے کہ چوٹوں کی تکلیف سے جب آپ بیٹھ جاتے تو وہ آپ کو پکڑ کر کھڑا کر دیتے تاکہ آپ پر پھر پتھر برسائیں، چنانچہ جب آپ مجبوراً چلنا شروع کرتے تو وہ پتھر مارتے اور ٹھٹھے لگاتے چلے جاتے تھے۔ واقدی کی روایت ابن سعد نے نقل کی ہے کہ اس موقع پر حضرت زید بن حارثہ آپ کو پتھروں سے بچانے کے لیے خود پتھروں کی بارش اپنے اوپر لیتے رہے یہاں تک کہ ان کا سر پھٹ گیا۔

(سیرت سرور عالم، ج ۲، باب ۱۰: کفار کی ...)

ابولہب کی اذیت رسائیاں

ابن عباس سے متعدد سندوں کے ساتھ یہ روایت محدثین نے نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دعوت عام پیش کرنے کا حکم دیا گیا اور قرآن مجید میں یہ ہدایت نازل ہوئی کہ آپ اپنے قریب ترین عزیزوں کو سب سے پہلے خدا کے عذاب سے

ڈرائیں تو آپ نے صبح سویرے کوہ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا یا صباحاہ ”ہائے صبح کی آفت۔“ سرب میں یہ صدا وہ شخص لگاتا تھا جو صبح کے جھٹ پٹے میں کسی دشمن کو اپنے قبیلے پر حملہ کرنے کے لیے آتے دیکھ لیتا تھا۔ حضور کی آواز سن کر لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کون پکار رہا ہے۔ بتایا گیا کہ یہ محمد (ﷺ) کی آواز ہے۔ اس پر قریش کے تمام خاندانوں کے لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑے، جو خود آسکتا تھا وہ خود آیا، اور جو نہ آسکتا تھا اس نے اپنی طرف سے کسی کو بھیج دیا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے قریش کے ایک ایک خاندان کا نام لے لے کر پکارا، اے بنی ہاشم، اے بنی عبدالمطلب، اے بنی فہر، اے بنی فلاں، اے بنی فلاں، اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہے تو تم میری بات سچ مانو گے؟ لوگوں نے کہا ہاں، ہمیں کبھی تم سے جھوٹ سننے کا تجربہ نہیں ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا تو تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ آگے سخت عذاب آرہا ہے۔ اس پر قبل اس کے کہ کوئی اور بولتا حضور کے اپنے چچا ابولہب نے کہا، تَبَّا لَكَ الْهَذَا جَمَعْتَنَا؟ ”ستیا ناس جائے تیرا، کیا اس لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟“ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے پتھر اٹھایا تاکہ رسول اللہ ﷺ پر کھینچ مارے۔ (مسند احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر)

۷۳۔ مکہ میں ابولہب حضور کا قریب ترین ہمسایہ تھا۔ دونوں کے گھر ایک دیوار بیچ واقع تھے۔ اُس کے علاوہ حکم بن عاص (مروان کا باپ) عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء اور ابن الاصداء البذلی بھی آپ کے ہمسائے تھے۔ یہ لوگ گھر میں بھی حضور کو چین نہیں لینے دیتے تھے۔ آپ کبھی نماز پڑھ رہے ہوتے تو یہ اُپر سے بکری کا اوجھ آپ پر پھینک دیتے۔ کبھی صحن میں کھانا پک رہا ہوتا تو یہ ہنڈیا پر غلاظت پھینک دیتے۔ حضور باہر نکل کر ان لوگوں سے فرماتے۔ ”اے عبدمناف، یہ کیسی ہمسائیگی ہے۔“ (تفسیر القرآن، ج ۶، اللہب: پس منظر)

تخریج: قَالَ ابْنُ اسْحَاقَ: وَكَانَ النَّفَرُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ: اَبَالْهَبِ، وَالْحَكَمُ بْنُ الْعَاصِ بْنِ اُمِيَّةَ، وَعَقْبَةُ بْنُ اَبِي مُعِيْطٍ، وَعَدِيُّ بْنُ حَمْرَاءَ الشَّقْفِيِّ، وَابْنُ الْاَصْدَاءِ الْهُدَالِيِّ وَكَانُوا جِيْرَانَهُ لَمْ يُسْلِمْ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا الْحَكَمُ بْنُ اَبِي الْعَاصِ، فَكَانَ اَحَدَهُمْ. فَيَمَّا ذَكَرَ لِي. يَطْرُخُ عَلَيْهِ ﷺ رَجْمَ الشَّاةِ وَهُوَ يُصَلِّي وَكَانَ اَحَدَهُمْ يَطْرُحُهَا فِي بُرْمَتِهِ اِذَا نَصَبَتْ لَهُ، حَتَّى اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِجْرًا يَسْتَرِبُهُ مِنْهُمْ اِذَا صَلَّى، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِذَا طَرَحُوا عَلَيْهِ ذَلِكَ الْاَذَى كَمَا حَدَّثَنِي عُمَرَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، يَخْرُجُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْعُوْدِ، فَيَقِفُ بِهِ عَلَى بَابِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، اَيُّ جِيْرَانِ هَذَا؟ تَمْ يُلْقِيهِ فِي الطَّرِيقِ۔ (۳)

۷۴۔ ابن زید کی روایت ہے کہ ابولہب نے رسول اللہ ﷺ سے ایک روز پوچھا اگر میں تمہارے دین کو مان لوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا جو اور سب ایمان لانے والوں کو ملے گا۔ اس نے کہا میرے لیے کوئی فضیلت نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا

ان روایات کی تخریج اس کتاب میں سورہ اللہب کی فضیلت کے تحت مذکور ہے وہاں ملاحظہ ہو۔ (مرتب)

اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ اس پر وہ بولا:

تَبَّ لِهَذَا الدِّينِ تَبًّا أَنْ أَكُونَ وَهُوَ لِآءِ سَوَاءٍ۔ (ابن جریر)

”ناس جائے اس دین کا جس میں میں اور یہ دوسرے لوگ برابر ہوں۔“

تخریج: حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَبَّ يَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ: قَالَ التَّبُّ الْخُسْرَانُ. قَالَ: قَالَ أَبُو لَهَبٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَاذَا أُعْطِيَ يَا مُحَمَّدُ، إِنْ آمَنْتُ بِكَ؟ قَالَ كَمَا يُعْطَى الْمُسْلِمُونَ، فَقَالَ مَا لِي عَلَيْهِمْ فَضْلٌ؟ قَالَ: وَآيَ شَيْءٍ تَبْتَغِي؟ قَالَ: تَبًّا لِهَذَا مِنْ دِينِ تَبًّا أَنْ أَكُونَ أَنَا وَهُوَ لِآءِ سَوَاءٍ۔ (۴)

۴۵۔ حضرت عبداللہ بن غنم، ابن زید، ضحاک اور ربیع بن انس کہتے ہیں: ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل راتوں کو خاردار درختوں کی ٹہنیاں لاکر رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر ڈال دیتی تھی۔ (ابن جریر)

سعید بن المسیب، حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں کہ وہ ایک بہت قیمتی ہار گردن میں پہنتی تھی، اور وہ کہا کرتی تھی کہ لات اور عزیٰ کی قسم! میں اپنا یہ ہار بیچ کر اس کی قیمت محمد (ﷺ) کی عداوت میں خرچ کر دوں گی۔

۴۶۔ نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے بیاہی ہوئی تھیں۔ نبوت کے بعد جب حضور نے اسلام کی طرف دعوت دینی شروع کی تو اس شخص نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ میرے لیے تم سے ملنا حرام ہے اگر تم محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ چنانچہ دونوں نے طلاق دے دی۔ اور عتیبہ تو جہالت میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ ایک روز حضور کے سامنے آ کر اس نے کہا کہ میں النجم اذا هوى اور اللذی دنا فتدلی کا انکار کرتا ہوں، اور یہ کہہ کر اس نے حضور کی طرف تھوکا جو آپ پر نہیں پڑا۔ حضور نے فرمایا خدایا! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط کر دے۔ اس کے بعد عتیبہ اپنے باپ کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دوران سفر میں ایک ایسی جگہ قافلے نے پڑاؤ کیا جہاں مقامی لوگوں نے بتایا کہ راتوں کو درندے آتے ہیں۔ ابولہب نے اپنے ساتھی اہل قریش سے کہا کہ میرے بیٹے کی حفاظت کا کچھ انتظام کرو، کیونکہ مجھے محمد کی بددعا کا خوف ہے۔ اس پر قافلے والوں نے عتیبہ کے گرد ہر طرف اپنے اونٹ بٹھادیے اور پڑ کر سو رہے۔ رات کو ایک شیر آیا اور اونٹوں کے حلقے میں سے گزر کر اس نے عتیبہ کو پھاڑ کھایا (الاستیعاب لابن عبدالبر، الاصابہ لابن حجر، دلائل النبوة لابی نعیم الاصفہانی، روض الانف للسہلی)۔ روایات میں یہ اختلاف ہے کہ بعض راوی طلاق کے معاملے کو اعلان نبوت کے بعد کا واقعہ بیان کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تبَّ یَا أَبِی لَهَبٍ کے نزول کے بعد پیش آیا تھا۔ اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ یہ ابولہب کا لڑکا عتبہ تھا یا عتیبہ۔ لیکن یہ بات ثابت ہے کہ فتح مکہ کے بعد عتیبہ نے اسلام قبول کر کے حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ یہ لڑکا عتیبہ تھا۔

اس کے جب نفس کا یہ حال تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم کے بعد دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ کا بھی انتقال ہو گیا تو اپنے بھتیجے کے غم میں شریک ہونے کے بجائے خوشی خوشی دوڑا ہوا قریش کے سرداروں کے پاس پہنچا اور ان کو خبر دی کہ لو آج محمد (ﷺ) بے نام و نشان ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ جہاں جہاں بھی اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لے جاتے، یہ آپ کے پیچھے پیچھے جاتا اور لوگوں کو آپ کی بات سننے سے روکتا۔ ربیعہ بن عبدالدلیلی بیان کرتے ہیں کہ میں نو عمر تھا جب اپنے باپ کے ساتھ ذوالحجاز کے بازار میں گیا۔ وہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کہہ رہے تھے۔ ”لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، فلاح پاؤ گے۔“ اور آپ کے پیچھے پیچھے ایک شخص کہتا جا رہا تھا کہ ”یہ جھوٹا ہے دین آباؤی سے پھر گیا ہے۔“ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ان کا چچا ابولہب ہے۔“ (مسند احمد، بیہقی) دوسری روایت انہی حضرت ربیعہ سے یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک ایک قبیلے کے پڑاؤ پر جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: ”اے بنی فلاں! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ تم میری تصدیق کرو اور میرا ساتھ دو تا کہ میں وہ کام پورا کروں جس کے لیے اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔“ آپ کے پیچھے پیچھے ایک اور شخص آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ ”اے بنی فلاں! یہ تم کو لات اور عزیٰ سے پھیر کر اس بدعت اور گمراہی کی طرف لے جانا چاہتا ہے جسے یہ لے کر آیا ہے۔ اس کی بات ہرگز نہ مانو اور اس کی پیروی نہ کرو۔“ میں نے اپنے باپ سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ ان کا چچا ابولہب ہے۔ (مسند احمد، طبرانی) طارق بن عبد اللہ الحاربی کی روایت بھی اسی سے ملتی جلتی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے ذوالحجاز کے بازار میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے کہتے جاتے ہیں کہ ”لوگو! لا الہ الا اللہ کہو، فلاح پاؤ گے۔“ پیچھے ایک شخص ہے جو آپ کو پتھر مار رہا ہے یہاں تک کہ آپ کی ایڑیاں خون سے تر ہو گئی ہیں، اور وہ کہتا جاتا ہے کہ ”یہ جھوٹا ہے، اس کی بات نہ مانو۔“ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ ”لوگوں نے کہا یہ ان کا چچا ابولہب ہے۔“ (ترمذی)

نبوت کے ساتویں سال جب قریش کے تمام خاندانوں نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کا معاشرتی اور معاشی مقاطعہ کیا اور یہ دونوں خاندان رسول اللہ ﷺ کی حمایت پر ثابت قدم رہتے ہوئے شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے تو تنہا یہی ابولہب تھا جس نے اپنے خاندان کا ساتھ دینے کے بجائے کفار قریش کا ساتھ دیا۔ یہ مقاطعہ تین سال تک جاری رہا اور اس دوران میں بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب پر فاقوں کی نوبت آ گئی۔ مگر ابولہب کا حال یہ تھا کہ جب مکہ میں کوئی تجارتی قافلہ آتا اور شعب ابی طالب کے محصورین میں سے کوئی خوراک کا سامان خریدنے کے لیے اس کے پاس جاتا تو یہ تاجروں سے پکار کر کہتا کہ اس سے اتنی قیمت مانگو کہ یہ خرید نہ سکیں، تمہیں جو خسارہ بھی ہوگا اسے میں پورا کر دوں گا۔ چنانچہ وہ بے تحاشا قیمت طلب کرتے اور خریدار بے چارہ اپنے بھوک سے ٹپتے ہوئے بال بچوں کے پاس خالی ہاتھ پلٹ جاتا۔ پھر ابولہب انہی تاجروں سے وہی چیزیں بازار کے بھاؤ خرید لیتا۔ (تفسیر القرآن، ج ۶، الہب: پس منظر)

۴۷۔ بخاری میں حضرت عروہ بن زبیر کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ آپ نے مشرکین کا سب سے زیادہ سخت برتاؤ نبی ﷺ کے ساتھ کیا دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ایک روز آپ کعبہ کے صحن میں (اور ایک روایت میں ہے حجرہ کعبہ میں) نماز پڑھ رہے تھے۔ یکا یک عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اور اس نے آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اسے بل دینا شروع کر دیا تا کہ گلا گھونٹ کر آپ کو مار ڈالے مگر عین وقت پر حضرت ابو بکرؓ نے اس کی تخریب بھی سورۃ اللہب کی فضیلت کے ضمن میں دیکھی جائے۔ (مرتب)

پہنچ گئے اور انہوں نے دھکا دے کر اسے ہٹا دیا۔ حضرت عبداللہ کا بیان ہے جس وقت ابو بکر صدیقؓ اس ظالم سے کشمکش کر رہے تھے اس وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

اتَّقَتُلُون رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ؟

”کیا تم ایک شخص کو صرف اس تصور میں مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟“

۴۸۔ امام بخاری نے یہ قصہ کئی جگہ اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ کسی جگہ روایت حضرت عمرو بن العاص سے اور کسی جگہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے۔ ایک جگہ حضرت عمرو بن العاص کی روایت یہ ہے کہ میں نے کبھی قریش کو رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کرتے نہیں دیکھا، سوائے ایک مرتبہ کے۔ وہ لوگ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور حضورؐ مقام ابراہیم پر نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں انہوں نے ایک دوسرے کو آپ کے خلاف بھڑکایا۔ آخر عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ گھٹنوں کے بل ٹک گئے اور لوگوں میں شور مچ گیا۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے ”کیا تم ایک شخص کو صرف اس تصور میں مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟“

پھر لوگ آپ کے پاس سے ہٹ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر جب آپ قریش کے ان لوگوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہاری طرف ذبح کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔“ اس پر ابو جہل بولا: اے محمدؐ تم کبھی نادان نہ تھے۔ حضورؐ نے فرمایا ”اور تم انہیں میں سے ہو۔“ (ابو یعلیٰ، ابن حبان، طبرانی، بیہقی)

۴۹۔ صحیح بخاری کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ مشرکین نے حضورؐ کی ڈاڑھی اور سر کے بال نوچ ڈالے اور اکثر بال اکھڑ گئے، حضرت ابو بکرؓ آپ کی حمایت میں اٹھے اور وہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ ”کیا تم ایک شخص کو صرف اس تصور میں مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ”چھوڑ دو انہیں اے ابو بکرؓ، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان کی طرف ذبح کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔“ یہ سن کر ساری بھیڑ آپ کے پاس سے چھٹ گئی۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَخْبَرَنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُقْبِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ، وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اتَّقَتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ

۱۔ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل روایت حضرت عمرو بن عاص کی ہے اور عبداللہ بن عمرو نے غالباً اپنے والد سے سنی ہوئی روایت بیان کی ہے کیوں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے ۶۱ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۷۲ سال تھی۔ اس حساب سے دیکھا جائے تو وہ اس واقعہ کے یعنی شاہد نہیں ہو سکتے تھے، کیونکہ ان کی پیدائش ہجرت سے سات سال پہلے یعنی ۶۔ بعد بعثت میں ہوئی تھی۔ (مؤلف)

رَبِّيَ اللَّهُ الْآيَةَ. تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قِيلَ لِعَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو وَعَنْ أَبِي سَلْمَةَ حَدَّثَنِي عَمْرٍو بْنُ الْعَاصِ - (۵)

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ، ثنا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَوَضَعَ رِذَاءَهُ فِي عُنُقِهِ، فَخَنَقَهُ خَنَقًا شَدِيدًا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ: اتَّقُوا رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَ كُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ؟ (۶)

(۳) قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا أَكْثَرَ مَا رَأَيْتَ قُرَيْشًا أَصَابُوا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِيمَا كَانُوا يُظْهِرُونَ مِنْ عِدَاوَتِهِ؟ قَالَ: حَضَرْتُهُمْ، وَقَدْ اجْتَمَعَ أَشْرَافُهُمْ يَوْمًا فِي الْحِجْرِ، فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالُوا: مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَبَرْنَا عَلَيْهِ مِنْ أَمْرِ هَذَا الرَّجُلِ قَطُّ، سَفَهَ أَحْلَامَنَا وَشَتَمَ آبَاءَنَا، وَعَابَ دِينَنَا وَفَرَّقَ جَمَاعَتَنَا، وَسَبَّ آلِهَتَنَا، لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ، أَوْ كَمَا قَالُوا: فَبَيْنَا هُمْ فِي ذَلِكَ، إِذَا طَلَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ يَمْشِي حَتَّى اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، ثُمَّ مَرَّبَهُمْ طَائِفًا بِالْبَيْتِ، فَلَمَّا مَرَّبَهُمْ غَمَزُوهُ، بِبَعْضِ الْقَوْلِ. قَالَ: فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ثُمَّ مَضَى، فَلَمَّا مَرَّبَهُمْ الثَّانِيَةَ غَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا، فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. ثُمَّ مَرَّبَهُمْ الثَّلَاثَةَ فَغَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا فَوَقَفَ، ثُمَّ قَالَ: اتَّسَمِعُونَ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ، أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ، قَالَ: فَأَخَذَتِ الْقَوْمَ كَلِمَتُهُ، حَتَّى مَامِنُهُمْ رَجُلٌ إِلَّا كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ طَائِرٌ وَاقِعٌ، حَتَّى إِنْ أَشَدَّهُمْ فِيهِ وَصَاةٌ قَبْلَ ذَلِكَ، لِيَرْفُوهُ بِأَحْسَنِ مَا يَجِدُ مِنَ الْقَوْلِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَقُولُ: أَنْصِرْفِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَوَاللَّهِ مَا كُنْتُ جَهُولًا. قَالَ: فَأَنْصِرْفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا كَانَ الْغَدُ اجْتَمَعُوا فِي الْحِجْرِ وَأَنَا مَعَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: ذَكَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْكُمْ، وَمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ، حَتَّى إِذَا بَادَاكُمْ بِمَا تَكْرَهُونَ تَرَكْتُمُوهُ فَبَيْنَمَا هُمْ فِي ذَلِكَ طَلَعَ (عَلَيْهِمْ) رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَوَثَبُوا إِلَيْهِ وَثْبَةً رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَأَحَاطُوا بِهِ، يَقُولُونَ: أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، لِمَا كَانَ يَقُولُ مِنْ عَيْبِ الْإِهْتِهِمْ وَدِينِهِمْ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: نَعَمْ: أَنَا الَّذِي أَقُولُ ذَلِكَ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بِمَجْمَحِ رِدَائِهِ. قَالَ: فَقَامَ

أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذُونَهُ وَهُوَ يَكْفِي وَيَقُولُ: "اتَّقَتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّي اللَّهُ؟" ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْهُ. فَإِنَّ ذَلِكَ لِأَشَدُّ مَا رَأَيْتُ قُرَيْشًا نَالُوا مِنْهُ قَطُّ. (۷)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا کہ روایت بیان کی مجھ سے تھی نے اپنے والد عمرو بن زبیر کے حوالے سے۔ عمرو کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا کہ قریش، جو رسول اللہ ﷺ سے اپنی عداوت کا اظہار کیا کرتے تھے اس سلسلہ میں آپ نے ان کو زیادہ سے زیادہ کس قدر تکلیف حضور کو پہنچاتے دیکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں ان لوگوں کے پاس ایک روز ایسے وقت گیا جبکہ قریش کے اشراف مقام حجر میں جمع تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم نے اس شخص کے بارے میں اتنا صبر کیا ہے کہ کسی دوسرے معاملے میں اس کی نظیر و مثال نہیں ملتی، اس نے ہمارے داناؤں اور زیرک دانش مندوں کو احمق اور نادان قرار دیا، ہمارے اسلاف اور بزرگوں کو گالیاں دیں۔ ہمارے دین میں عیب نکالے، ہماری جماعت کو پارہ پارہ کر کے منتشر کر دیا، اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا، (اس کے برعکس) ہم نے اس کی بڑی بڑی باتوں پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا (راوی کہتا ہے) قریش کے اشراف نے یہی الفاظ کہے یا اسی طرح کے کچھ اور الفاظ کہے۔ اشراف قریش یہی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ ادھر تشریف لے آئے۔ آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان لوگوں کے پاس سے گزرے (آپ کو دیکھ کر) انہوں نے آپ کے بارے میں طعن و تشنیع کی باتیں کیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ کے رخ انور پر اس کے اثرات ملاحظہ کیے پھر آپ وہاں سے چلے گئے اور دوسری مرتبہ پھر جب آپ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے حسب سابق طعن زنی کی۔ اس کا بھی اثر میں نے حضور ﷺ کے روئے مبارک پر محسوس کیا۔ تیسری مرتبہ پھر آپ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پھر اسی طرح طعن و طنز کے نشتر چلائے۔ (اس مرتبہ) آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا: اَتَسْمَعُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، اَمَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ۔ "اے معشر قریش! کیا تم سن رہے ہو؟ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں تمہاری طرف ذبح کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔" بس پھر تو آپ کے ان الفاظ نے ان کو جکڑ لیا اور ان کی حالت ایسی ہو گئی کہ گویا ان کے سر پر کوئی پرندہ ٹوٹا پڑ رہا ہو۔ اب ان کے سخت مخالف افراد بھی جو آپ کے خلاف لوگوں کو ابھارا کرتے تھے، بہتر سے بہتر الفاظ میں، جو انہیں ملے، آپ کی مدارات اور دلجوئی کرنے لگے اور بولے اے ابوالقاسم تشریف لے جائیے، بخدا آپ نے کبھی جہالت و نادانی کی باتیں نہیں کیں۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد لوٹ آئے۔ پھر دوسرے روز یہی لوگ حجر میں پھر جمع ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ کچھ یاد ہے تمہاری طرف سے کیا پیام دیا گیا تھا اور اس کی جانب سے تمہیں کیا جواب ملا تھا؟ حتیٰ کہ جب آپ نے ڈنکے کی چوٹ پر ایسی باتیں کہیں جو تمہیں ناپسند اور ناگوار تھیں تو تم نے اسے چھوڑ دیا۔ ابھی وہ لوگ یہ باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ کو دیکھتے ہی سب یکبارگی یہ کہتے ہوئے آپ پر ٹوٹ پڑے کہ کیا تو وہی شخص ہے جس نے ایسا اور ایسا کہا ہے؟ یعنی وہ باتیں جو آپ ان کے دین اور معبودوں کے عیوب میں بیان فرمایا کرتے تھے، آپ نے فرمایا: نَعَمْ اَنَا الَّذِي اَقُولُ ذَلِكَ

”ہاں میں ہی وہ شخص ہوں جو ایسی باتیں کہتا ہوں۔“ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک کے دونوں کونوں کو پکڑ لیا۔ اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ آپ کی مدافعت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ وہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ پھر انہوں نے آپ کو تھپوڑ دیا اور چلے گئے۔ یہ وہ بدترین سلوک تھا جو اشراف قریش کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

شعب ابی طالب

اس زمانے میں قریش کا غصہ اسلام اور محمد ﷺ کے خلاف روز بروز زیادہ بھڑکتا چلا جا رہا تھا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ ان کی ساری کوششوں کے باوجود مکے میں بھی اسلام اندر ہی اندر پھیلتا جا رہا ہے اور بیرونی قبائل کے لوگ بھی پے در پے مسلمان ہو رہے ہیں۔ پھر یہ معاملہ صرف عرب تک ہی محدود نہیں رہ گیا ہے بلکہ حبش تک اس کی جڑیں پھیل گئی ہیں، نجاشی کھلم کھلا مسلمانوں کا حامی بن گیا ہے، اور وہاں سے اسلام قبول کرنے کے لیے محمد ﷺ کے پاس وفد آنے لگے ہیں۔ اس پر مزید ان کی آتش غضب کو یہ چیز بھڑکا رہی تھی کہ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ جیسے بہادر اور بااثر سرداروں کی شمولیت سے ان مسلمانوں کی ہمتیں بڑھ گئی ہیں جو ہجرت حبشہ کے بعد مکہ میں رہ گئے تھے۔ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”واللہ ہم بیت اللہ کے گرد نماز نہ پڑھ سکتے تھے جب تک کہ عمرؓ اسلام نہ لے آئے۔“ بخاری میں انہی حضرت ابن مسعودؓ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ ”مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ اسْلَمَ عُمَرُ“ ”عمرؓ کے مسلمان ہونے کے بعد سے ہم برابر زور آور ہی رہے۔“

ان اسباب نے مل جل کر آخر کار قریش کی جاہلیت کو اس قدر برا فروختہ کر دیا کہ انہوں نے بالاتفاق ایک دستاویز لکھی جس میں اللہ کی قسم کھا کر یہ عہد کیا گیا تھا کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی المطلب محمد (ﷺ) کو ان کے حوالہ نہ کر دیں اس وقت تک ان سے میل جول، شادی بیاہ بول چال اور خرید و فروخت کا کوئی تعلق نہ رکھا جائے گا۔ قریش کے تمام خاندانوں کے سربراہوں نے اس دستاویز کی توثیق کی اور اسے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ ابن سعد اور ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ یہ یکم محرم کے بعد بعثت کا واقعہ ہے۔

موسیٰ بن عقبہ نے امام زہری کے حوالہ سے اپنی مغازی میں لکھا ہے کہ ابو طالب کو جب معلوم ہوا کہ قریش کے لوگ محمد ﷺ کی جان کے درپے ہیں، تو انہوں نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کو بلایا اور ان سے کہا کہ محمد ﷺ کو ساتھ لے کر سب کے سب شعب ابی طالبؓ میں جمع ہو جائیں اور آخر وقت تک آپ کی حفاظت کریں۔ اس تجویز کو دونوں خاندانوں نے قبول کیا اور ان کے کافر اور مسلمان، سب شعب ابی طالب میں سمٹ آئے۔ اس کے بعد قریش کے باقی خاندانوں نے آپس میں وہ معاہدہ کیا جس کا ذکر اوپر گزرا ہے۔

اس کے برعکس ابن سعد نے واقدی کا اور ابن ہشام نے ابن اسحاق کا بیان نقل کیا ہے کہ پہلے قریش کے لوگوں نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کے مقاطعہ کا عہد نامہ لکھا، اور اس کے بعد یہ دونوں خاندان ابو طالب کی ہدایت پر شعب ابی طالب

۱۔ ابن عبدالبر نے سیرت میں اس روایت کو موسیٰ بن عقبہ کے علاوہ محمد بن عبدالرحمن ابوالاسود اور یعقوب بن حمید بن کاسب کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔ (مؤلف)
 ۲۔ شعب کے معنی گھائی کے ہیں۔ شعب ابی طالب کوہ ابو قیس کی ایک گھائی تھی جس میں ابو طالب رہتے تھے۔ اب اس کا نام شعب غلی ہے، اور اسے سوق اللیل بھی کہا جاتا ہے۔
 (مؤلف)

میں محصور ہو کر بیٹھ گئے۔ یہی بات ابن عبدالبر نے بھی سیرت میں لکھی ہے۔ ابولہب اس موقع پر اپنے خاندان سے الگ رہا اور اس نے مقاطعہ کرنے والوں کا ساتھ دیا۔ بنی عبدمناف کے باقی دو خاندان، بنی عبدشمس اور بنی نوفل بھی اپنے ہم جدرشتہ داروں کو چھوڑ کر مقاطعہ کرنے والے دشمنوں کے ساتھ رہے۔

ابن اسحاق کے حوالہ سے ابن ہشام نے محصوری کا زمانہ دو یا تین سال لکھا ہے۔ مگر ابن سعد اور موسیٰ بن عقبہ نے تعیین کے ساتھ اس کی مدت تین سال بیان کی ہے۔ اس پورے زمانہ میں قریش کا محاصرہ بڑی سختی کے ساتھ جاری رہا۔ محصورین کی ایسی ناکہ بندی کر دی گئی تھی کہ ان کو کھانے پینے کی چیزیں پہنچنے کے تمام راستے بند ہو گئے۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ باہر کے تاجر اگر مکے آتے تو قریش کے لوگ جلدی کر کے ان کا سب سامان خرید لیتے تاکہ محصورین ان سے کوئی چیز نہ خرید سکیں۔ ابولہب کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ محصورین کو کوئی چیز خریدتے دیکھتا تو پکار کر تاجر سے کہتا کہ ان سے اتنی زیادہ قیمت مانگو کہ یہ خرید نہ سکیں، پھر میں وہی چیز تم سے خرید لوں گا اور تمہارا نقصان نہ ہونے دوں گا۔ ابن سعد اور بیہقی کی روایت ہے کہ محصورین کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ ان کے بھوکے بچوں کے رونے اور بلکنے کی آوازیں شعب ابی طالب کے باہر سنی جاتی تھیں۔ یہ لوگ صرف حج کے زمانے میں نکلتے تھے اور دوسرا حج آنے تک اپنے محلے میں بند رہتے تھے۔

اس زمانے میں صرف حضرت خدیجہ کے بھتیجے حکیم بن حزام اور نسلہ بن ہاشم بن عبدمناف کے بھتیجے (اس کے ماں جائے بھائی کے بیٹے) ہشام بن عمرو العامری، چوری چھپے صلہ رحمی کا حق ادا کرتے رہے۔ ابن اسحاق کے حوالہ سے ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابو جہل نے حکیم بن حزام کو اپنے پھوپھی صاحبہ کے لیے غلہ لے جاتے ہوئے پکڑ لیا اور کہا: ”تم بنی ہاشم کے لیے خوراک کا سامان لے جا رہے ہو؟ اچھا، میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا جب تک مکہ بھر میں تم کو رسوا نہ کر دوں۔ اتنے میں ابوالبختری بن ہشام، جو بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے تھا اور حضرت خدیجہ کا قریبی رشتہ دار ہوتا تھا، وہاں پہنچ گیا اور اس نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ ابو جہل نے کہا کہ یہ بنی ہاشم کے لیے غلہ لے جا رہا ہے۔ وہ بولا چھوڑ دے اس کو۔ یہ اس کی پھوپھی کا غلہ ہے جو وہ ان کے پاس لے جا رہا ہے۔ کیا تو ان کی اپنی چیز ان کے پاس نہیں لے جانے دے گا؟ ابو جہل نے انکار کیا۔ اس پر دونوں میں لڑائی ہو گئی اور ابوالبختری نے اسے بری طرح رگیداشی کہ اونٹ کے جڑے کی ہڈی اس کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اس سارے معاملے کو حضرت حمزہ دیکھ رہے تھے، اس لیے دونوں کافروں نے شرما کر اپنا جھگڑا ختم کر دیا تاکہ بنی ہاشم اس پر خوش نہ ہوں۔ (سیرت مرور عالم، ج ۲: باب ۱۰)

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

۵۰۔ خواب بن ارت بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خدایا! ابوالحکم (ابو جہل) بن ہشام یا عمر بن خطاب دونوں میں سے کسی کو اسلام کا حامی بنا دے۔

تشریح: (حضرت عمرؓ) کے قبول اسلام کی سب سے زیادہ مشہور اور معتبر روایت یہ ہے کہ جب وہ نبی ﷺ کو قتل کرنے کی نیت سے نکلے تو راستہ میں ایک شخص نے ان سے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہاری اپنی بہن اور بہنوئی اس نئے دین میں

داخل ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ سیدھے بہن کے گھر پہنچے۔ وہاں ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب اور ان کے بہنوئی سعید بن زید بیٹھے ہوئے خواب بن ارت سے ایک صحیفے کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کے آتے ہی ان کی بہن نے صحیفہ فوراً چھپا لیا۔ مگر حضرت عمرؓ اس کے پڑھنے کی آواز سن چکے تھے۔ انہوں نے پہلے کچھ پوچھ گچھ کی۔ اس کے بعد بہنوئی پر پل پڑے اور مارنا شروع کر دیا۔ بہن نے بچانا چاہا تو انہیں بھی مارا یہاں تک کہ ان کا سر پھٹ گیا۔ آخر کار بہن اور بہنوئی دونوں نے کہا کہ ہاں ہم مسلمان ہو چکے ہیں تم سے جو کچھ ہو سکے کر لو۔ حضرت عمرؓ اپنی بہن کا خون بہتے دیکھ کر کچھ پشیمان سے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اچھا مجھے بھی وہ چیز دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ بہن نے پہلے قسم لی کہ وہ اسے پھاڑ نہ دیں گے۔ پھر کہا کہ جب تک تم غسل نہ کر لو، اس پاک صحیفے کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور پھر وہ صحیفہ لے کر پڑھنا شروع کیا۔ اس میں سورہ طہ لکھی ہوئی تھی۔ پڑھتے پڑھتے ایک لخت ان کی زبان سے نکلا ”کیا خوب کلام ہے۔“ یہ سنتے ہی حضرت خطاب بن ارت جو ان کی آہٹ پاتے ہی چھپ گئے تھے باہر آ گئے اور کہا کہ بخدا مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنے نبی کی دعوت پھیلانے میں بڑی خدمت لے گا، کل ہی میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ (اور فرمایا) پس اے عمر! اللہ کی طرف چلو، اللہ کی طرف چلو۔

اس فقرے نے رہی سہی کسر پوری کر دی اور اسی وقت حضرت خطاب کے ساتھ جا کر حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں اسلام قبول کر لیا۔ یہ ہجرت حبشہ سے تھوڑی مدت بعد ہی کا قصہ ہے۔ (تفسیر القرآن، ج ۳، طہ: زمانہ نزول)

تخریج: (۱) فَقَالَ لَهُ يَا عُمَرُ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُوا أَنْ يَكُونَ اللَّهُ قَدْ خَصَّكَ بِدَعْوَةِ نَبِيِّهِ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ أَمْسَ وَهُوَ يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَبِي الْحَكَمِ ابْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاللّٰهُ اَللّٰهُ يَا عُمَرُ۔ (۸)

ترجمہ: انہوں نے کہا: اے عمر! بہ خدا مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی دعا کو تمہارے لیے خاص کر دیا ہے۔ کیوں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ خدایا ابوالحکم (ابوجہل) بن ہشام یا عمر بن الخطاب دونوں میں سے کسی کو اسلام کا حامی بنا دے۔ پس اے عمر! اللہ کی طرف چلو، اللہ کی طرف چلو۔

(۲) وَكَانَ عُمَرُ شَدِيدًا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ دِيْنَكَ بِاَبْنِ الْخَطَّابِ۔ (۹)

ترجمہ: حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کے خلاف شدید عناد رکھتے تھے۔ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ یا الہی! ابن خطاب کے ذریعہ اپنے دین کی تقویت فرما۔

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو عَامِرٍ، ثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اللَّهُمَّ اعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ يَا بِي جَهْلٍ أَوْ بَعْمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ فَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَى اللَّهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ (۱۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی: الہی! ابو جہل یا ابن خطاب میں سے جو تجھے پسند ہو اس کے ذریعہ اسلام کو تقویت عطا فرما۔ پس ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کو عمر بن خطاب محبوب تھے۔

(۴) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَائِبُ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ، عَنِ النَّضْرِ أَبِي عُمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: اللَّهُمَّ اعِزَّ الْإِسْلَامَ يَا بِي جَهْلٍ بِنِ هِشَامِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ بَعْمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: فَأَصْبَحَ فَعَدَا عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ (۱۱)

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ تَكَلَّمْتُ بَعْضُهُمْ فِي النَّضْرِ أَبِي عُمَرَ وَهُوَ يَرَوِي مِنَّا كَثِيرًا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بارگاہ الہی میں دعا کی۔ الہی! ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو تقویت عطا فرما۔ پس صبح عمر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ أَبُو عُبَيْدٍ الْمَدِينِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْمَاجِشُونَ، حَدَّثَنِي الزُّنْجِيُّ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اللَّهُمَّ اعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً۔ (۱۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعا میں یوں استدعا کی۔ ”اے اللہ! عمر بن خطاب ہی کے ذریعہ اسلام کو قوت عطا فرما۔“

یہودیوں کی سازش

۵۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ یہودیوں میں سے ایک گروہ نے نبی ﷺ اور آپ کے خاص خاص صحابہ کو کھانے کی دعوت پر بلایا تھا اور خفیہ طور پر یہ سازش کی تھی کہ اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس طرح اسلام کی جان نکال دیں گے۔ لیکن عین وقت پر اللہ کے فضل سے نبی ﷺ کو اس سازش کا حال معلوم ہو گیا اور آپ دعوت پر تشریف نہ لے گئے۔

(تفسیر القرآن، ج ۱، المائدہ، حاشیہ: ۳۰)

تخریج: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: ثَنِي أَبِي، قَالَ: ثَنِي عَمِي، قَالَ: ثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِلَى قَوْلِهِ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ. ذَلِكَ أَنَّ

قَوْمًا مِنَ الْيَهُودِ صَنَعُوا لِرَسُولِ اللَّهِ وَأَصْحَابِهِ طَعَامًا لِيَقْتُلُوهُ إِذَا أَتَى الطَّعَامَ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ بِشَانِهِمْ فَلَمْ يَأْتِ الطَّعَامَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَبَوْهُ۔ (۱۳)

عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش

۵۲۔ عتبہ سرداران قریش کی ایک محفل سے اٹھ کر نبی ﷺ کے پاس جا بیٹھا۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا۔ بھتیجے! تم اپنی قوم میں اپنے نسب اور خاندان کے اعتبار سے جو حیثیت رکھتے ہو وہ تمہیں معلوم ہے۔ مگر تم اپنی قوم پر ایک بڑی مصیبت لے آئے ہو۔ تم نے جماعت میں تفرقہ ڈال دیا۔ ساری قوم کو بے وقوف ٹھہرایا، قوم کے دین اور اس کے معبودوں کی برائی کی۔ اور ایسی باتیں کرنے لگے جن کے معنی یہ ہیں کہ ہم سب کے باپ دادا کافر تھے۔ اب ذرا میری بات سنو۔ میں کچھ تجویزیں تمہارے سامنے رکھتا ہوں۔ ان پر غور کرو۔ شاید کہ ان میں سے کسی کو تم قبول کر لو۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو الولید! آپ کہیں، میں سنوں گا۔“ اس نے کہا، ”بھتیجے، یہ کام جو تم نے شروع کیا ہے، اس سے اگر تمہارا مقصد مال حاصل کرنا ہے تو ہم سب مل کر تم کو اتنا کچھ دے دیتے ہیں کہ تم ہم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اگر اس سے اپنی بڑائی چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنائے لیتے ہیں، کسی معاملہ کا فیصلہ تمہارے بغیر نہ کریں گے۔ اگر بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اور اگر تم پر کوئی جن آتا ہے جسے تم خود دفع کرنے پر قادر نہیں ہو تو ہم بہترین اطباء بلواتے ہیں اور اپنے خرچ پر تمہارا علاج کراتے ہیں۔“ عتبہ یہ باتیں کرتا رہا اور حضور خاموش سنتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ابو الولید! آپ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے؟“ اس نے کہا ”ہاں“ آپ نے فرمایا: ”اچھا اب میری سنو۔ اس کے بعد آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر سورۃ (خم السجدہ) کی تلاوت شروع کی اور عتبہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیکے غور سے سنتا رہا۔ سورہ سجدہ (آیت: ۲۸) پر پہنچ کر آپ نے سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ اے ابو الولید! میرا جواب آپ نے سن لیا۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔“

تشریح: نبی ﷺ کے قدیم ترین سیرت نگار محمد بن اسحاق نے مشہور تابعی محمد بن کعب القرظی کے حوالے سے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ قریش کے کچھ سردار مسجد حرام میں محفل جمائے بیٹھے تھے اور مسجد کے ایک دوسرے گوشے میں رسول اللہ ﷺ تنہا تشریف رکھتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت حمزہ ایمان لا چکے تھے اور قریش کے لوگ مسلمانوں کی جمعیت میں روز افزوں اضافہ دیکھ دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے۔ اس موقع پر عتبہ بن ربیعہ (ابوسفیان کے خسر) نے سرداران قریش سے کہا کہ صاحبو! اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں جا کر محمد (ﷺ) سے بات کروں اور ان کے سامنے چند تجویزیں رکھوں، شاید کہ وہ ان میں سے کسی کو مان لیں اور ہم بھی اسے قبول کر لیں اور اس طرح وہ ہماری مخالفت سے باز آ جائیں۔ سب حاضرین نے اس سے اتفاق کیا اور عتبہ اٹھ کر نبی ﷺ کے پاس جا بیٹھا (آپ کی اس کے ساتھ مندرجہ بالا حدیث میں بیان کردہ گفتگو ہوئی) عتبہ اٹھ کر سرداران قریش کی مجلس کی طرف چلا تو لوگوں نے دور سے اس کو دیکھتے ہی کہا، خدا کی قسم! عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا ہے، یہ وہ صورت نہیں ہے جسے لے کر یہ گیا تھا۔ پھر جب وہ آ کر بیٹھا تو لوگوں نے کہا: کیا سن آئے؟ اس نے کہا: بہ خدا! میں نے ایسا کلام

سنا کہ کبھی اس سے پہلے نہ سنا تھا۔ خدا کی قسم! نہ یہ شعر ہے، نہ سحر ہے، نہ کہانت۔ اے سرداران قریش! میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلام کچھ رنگ لا کر رہے گا۔ فرض کرو اگر عرب اس پر غالب آگئے تو اپنے بھائی کے خلاف ہاتھ اٹھانے سے تم بچ جاؤ گے اور دوسرے اس سے نمٹ لیں گے۔ لیکن اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی بادشاہی تمہاری بادشاہی، اور اس کی عزت تمہاری عزت ہی ہوگی۔ سرداران قریش اس کی یہ بات سنتے ہی بول اٹھے۔ ”ابوالولید آخر اس کا جادو تم پر بھی چل گیا۔“ عتبہ نے کہا، میری جو رائے تھی وہ میں نے تمہیں بتادی اب تمہارا جو جی چاہے کرتے رہو۔

(ابن ہشام، جلد ۱، ص ۳۱۳-۳۱۴)

اس قصے کو متعدد دوسرے محدثین نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے بھی مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے، جس میں تھوڑا بہت اضافی اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جب حضور تلاوت کرتے ہوئے آیت: **فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ** ”اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمہیں عاد اور ثمود کے عذاب جیسے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں“ پر پہنچے تو عتبہ نے بے اختیار آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا، ”خدا کے لیے اپنی قوم پر رحم کرو۔“ بعد میں اس نے سرداران قریش کے سامنے اپنے اس فعل کی وجہ یہ بیان کی کہ ”آپ لوگ جانتے ہیں، محمد کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ اس لیے میں ڈر گیا کہ کہیں ہم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔“

(تفسیر القرآن، ج ۴، جم السجدہ زمانہ نزول)

تخریج: (۱) حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنِ الزِّيَالِ ابْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَتْ قُرَيْشٌ يَوْمًا، فَقَالُوا: انظُرُوا أَعْلَمَكُمْ بِالسِّحْرِ وَالْكَهَانَةِ وَالشِّعْرِ، فَلَيَاتِ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي قَدْ فَرَّقَ جَمَاعَتَنَا وَشَتَّ أَمْرَنَا وَعَابَ دِينَنَا فَلْيَكَلِّمْهُ وَلِنَنْظُرْ مَاذَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَالُوا: مَا نَعْلَمُ أَحَدًا غَيْرَ عُبَيْةَ بْنِ رَبِيعَةَ، فَقَالُوا: أَنْتَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ، فَأَتَاهُ عُتْبَةُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ خَيْرٌ أَمْ عَبْدُ اللَّهِ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: أَنْتَ خَيْرٌ أَمْ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. إِنْ كُنْتَ تَزْعُمُ أَنَّ هَؤُلَاءِ خَيْرٌ مِنْكَ، فَقَدْ عَبَدُوا الْأَلِهَةَ الَّتِي عَبَتْ، وَإِنْ كُنْتَ تَزْعُمُ أَنَّكَ خَيْرٌ مِنْهُمْ، فَتَكَلَّمْ حَتَّى نَسْمَعَ قَوْلَكَ وَإِنَّا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا سَخِلَةً قَطُّ أَشَامَ عَلَى قَوْمِكَ مِنْكَ، فَرُقَّتْ جَمَاعَتَنَا وَشَتَّتْ أَمْرَنَا وَعَبَتْ دِينَنَا وَفَضَحْتَنَا فِي الْعَرَبِ، حَتَّى لَقَدْ طَارَ فِيهِمْ أَنْ فِي قُرَيْشٍ سَاحِرًا وَأَنَّ فِي قُرَيْشٍ كَاهِنًا، وَاللَّهِ مَا نَنْتَظِرُ إِلَّا مِثْلَ صِيحَةِ الْجُبَلِيِّ أَنْ يَقُومَ بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ بِالسُّيُوفِ حَتَّى نَتَّفَانِي أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنْ كَانَ إِنَّمَا بِكَ الْحَاجَةُ، جَمَعْنَا لَكَ حَتَّى تَكُونَ أَغْنَى قُرَيْشٍ رَجُلًا وَاحِدًا، وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا بِكَ الْبَاءَةُ، فَاخْتَرَانِي نِسَاءً قُرَيْشٍ شِئْتَ، فَلَنْزَوِجَكَ عَشْرًا.

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَعْتُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. حَمَّ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. حَتَّى بَلَغَ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ

صَاعِقَةٌ مِثْلَ صَاعِقَةٍ عَادٍ وَثُمُودَ. فَقَالَ عُتْبَةُ: حَسْبُكَ حَسْبُكَ مَا عِنْدَكَ غَيْرَ هَذَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا، فَرَجَعَ إِلَى قُرَيْشٍ فَقَالُوا: مَا وَرَاءَكَ؟ قَالَ: مَا تَرَكَتُ شَيْئًا أَرَى أَنَّكُمْ تُكَلِّمُونَ بِهِ إِلَّا كَلِمَتَهُ قَالُوا: فَهَلْ أَجَابَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، لَا وَالَّذِي نَصَبَهَا بَنِيَّةٌ مَا فَهِمْتُ شَيْئًا مِمَّا قَالَهُ غَيْرَ أَنَّهُ أَنْذَرَكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةٍ عَادٍ وَثُمُودَ، قَالُوا: وَيَلُوكَ يُكَلِّمُكَ الرَّجُلُ بِالْعَرَبِيَّةِ لَا تَدْرِي مَا قَال؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا فَهِمْتُ شَيْئًا مِمَّا قَالَ غَيْرَ ذِكْرِ الصَّاعِقَةِ۔ (۱۴)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن قریشی سرداروں کا اجتماع ہوا اور کہنے لگے کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو سب سے زیادہ جادو اور کہانت اور شعر کے فن سے واقف ہو۔ وہ اس شخص کے پاس جائے جس نے ہمارا نظم منتشر کر دیا ہے اور ہمارے معاملے کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور ہمارے مذہب و دین کو معیوب قرار دیا ہے اس سے بات چیت کرے۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ اس کا کیا جواب دیتا ہے۔ وہ بولے کہ عتبہ بن ربیعہ کے ماسوا تو ہمیں اور کوئی آدمی نظر نہیں آتا جو ان صفات سے متصف ہو۔ چنانچہ انھوں نے عتبہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابوالولید! تم ہی یہ کام کر سکتے ہو۔ عتبہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے محمد! بتاؤ تم بہتر ہو یا عبد اللہ؟ یہ سن کر آپ خاموش رہے عتبہ نے پھر کہا۔ تم بہتر ہو یا عبد المطلب؟ نبی ﷺ پھر خاموش رہے۔ پھر کہنے لگا کہ اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ حضرات (عبد اللہ اور عبد المطلب) تم سے بہتر ہیں پھر تو یہ لوگ ان خداؤں کی عبادت کرتے تھے جن کا تم انکار کرتے ہو اور اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم ان سے بہتر ہو تو پھر کہو ہم سنتے ہیں۔ بہ خدا ہم نے کبھی کوئی ایسا ذلیل شخص نہیں دیکھا جو تمہاری قوم کے لیے تم سے زیادہ باعثِ نحوست بنا ہو۔ تو نے ہماری جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ ہمارے دینی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور ہمارے دین کو معیوب ٹھہرایا ہے، عرب میں ہمیں رسوا کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ اس قسم کی باتیں زبان زد عوام ہیں کہ قریش میں ایک ساحر پیدا ہو گیا ہے، قریش میں ایک کاہن پیدا ہو گیا ہے وغیرہ (اور اب معاملہ اس انتہا کو پہنچ گیا ہے کہ جس طرح بچہ پیدا ہونے میں حاملہ کی ایک چیخ کا انتظار ہوتا ہے) ہم بھی بس ایک چیخ کے منتظر ہیں جس کے بعد ہم تلواریں سونت کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں اور فنا کے گھاٹ اتر جائیں۔ اے شخص! اگر تمہیں مال و دولت کی ضرورت ہے تو ہم تمہارے لیے اتنا مال و دولت جمع کر دیتے ہیں کہ تم قریش کے سب سے بڑے صاحب ثروت آدمی بن جاؤ، اگر تمہیں شادی کی خواہش و ضرورت ہے تو قریش کی کسی دوشیزہ کا انتخاب کر لو، ہم اس سے تمہارا نکاح کر دیتے ہیں۔ ایک کیا دس قریشی دوشیزائیں بیاہ دیتے ہیں۔

آپ نے سب کچھ سن کر فرمایا ”کیا تم فارغ ہو گئے؟“ اس نے کہا ہاں! مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا۔ پھر حَمَّ تَنْزِيلٍ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کی تلاوت شروع کی۔ جب آپ فَاِنْ اَعْرَضُوا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثُمُودَ تک پہنچے تو عتبہ چلا اٹھا بس، بس۔ کیا اس کے سوا آپ کے پاس کچھ نہیں؟ فرمایا: ”نہیں۔“ یہ سن کر عتبہ قریش کے پاس واپس آیا انھوں نے پوچھا: کیا ماجرا پیش آیا؟ اس نے بتایا میں نے تو کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ جو باتیں تم نے کی تھیں وہ ساری باتیں میں نے

ان سے کہہ دیں۔ انہوں نے پوچھا کیا اس نے آپ کی بات کا جواب دیا۔ بولا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے خانہ کعبہ کو بلند کیا۔ اس نے جو کچھ کہا اس میں سے میں نے صرف اتنی بات سمجھی ہے کہ وہ تمہیں اس طرح کے عذاب سے خبردار کرتا ہے اور ڈراتا ہے جیسا عذاب عاد و ثمود پر آیا تھا۔

انہوں نے کہا افسوس ہے تم پر، وہ شخص عربی میں گفتگو کرتا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ اس نے جو کچھ کہا ہے میں نہیں سمجھا۔ اس نے پھر کہا بہ خدا میں صاعقہ کے ذکر کے ماسوا اس کی بات ذرا نہیں سمجھا۔

(۲) عَنِ الزَّبَّالِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى قَوْلِهِ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ. فَأَمْسَكَ عُتْبَةُ عَلَى فِيهِ وَنَاشَدَهُ بِالرَّحِمِ، وَرَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَلَمْ يَخْرُجْ إِلَى قُرَيْشٍ وَاحْتَبَسَ عَنْهُمْ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! وَاللَّهِ مَا نَرَى عُتْبَةَ إِلَّا قَدْ صَبَأَ إِلَى مُحَمَّدٍ وَأَعْجَبَهُ طَعَامُهُ وَمَا ذَاكَ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ أَصَابَتْهُ، فَاَنْطَلِقُوا بِنَا إِلَيْهِ فَاَنْطَلِقُوا إِلَيْهِ فَقَالَ: أَبُو جَهْلٍ: يَا عُتْبَةُ مَا حَبَسَكَ عَنَّا إِلَّا أَنْكَ صَبَأْتَ إِلَى مُحَمَّدٍ وَأَعْجَبَكَ طَعَامُهُ؟ فَإِنْ كَانَتْ بِكَ حَاجَةٌ جَمَعْنَا لَكَ مِنْ أَمْوَالِنَا مَا يُغْنِيكَ عَنْ طَعَامِ مُحَمَّدٍ، فَعَضِبَ عُتْبَةُ وَأَقْسَمَ أَنْ لَا يُكَلِّمَ مُحَمَّدًا أَبَدًا قَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ عَلِمْتُمْ إِنِّي مِنْ أَكْثَرِ قُرَيْشٍ مَالًا وَلَكِنِّي اتَيْتُهُ وَقَصَّصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَأَجَابَنِي بِشَيْءٍ وَاللَّهِ مَا هُوَ بِشِعْرٍ وَلَا كَهَانَةٍ وَلَا سِحْرِ وَقَرَأَ السُّورَةَ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ فَأَمْسَكَتُ بِفِيهِ وَنَاشَدْتُهُ بِالرَّحِمِ أَنْ يَكْفَى وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ مُحَمَّدًا إِذَا قَالَ شَيْئًا لَمْ يَكْذِبْ فَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ بِكُمْ الْعَذَابُ. (۱۵)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے آیہ کریمہ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ تلاوت فرمائی تو عتبہ نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور رحم کی درخواست کرنے لگا۔ گھر جا کر چھپ گیا اور قریش کے روبرو نہ ہوا۔ ابو جہل بولا اے قبیلہ قریش بہ خدا، ہمیں ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ عتبہ کا میلان محمد کی جانب ہو گیا ہے اور اسے اس کا پیش کردہ کھانا لہھا گیا ہے ممکن ہے ایسا اس لیے ہوا ہو کہ اسے کسی قسم کی ضرورت لاحق ہو گئی ہو، آؤ اس کے پاس چلیں۔ چنانچہ وہ سب عتبہ کی طرف گئے۔ ابو جہل بولا۔ اے عتبہ کیا محمد کی طرف میلان نے ہم سے ملنے سے روک رکھا ہے۔ اس کی دعوت خوب پسند آئی۔ اگر تمہیں کوئی حاجت و ضرورت پیش آگئی ہے تو اپنے اموال میں سے اتنا کچھ جمع کیے دیتے ہیں کہ محمد کے کھانے سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔ اس پر عتبہ غضب ناک ہوا اور قسم کھائی کہ آئندہ کبھی محمد سے ہم کلام نہیں ہوں گا۔ پھر بولا خدا کی قسم! تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ قریش کے بہت سے لوگوں سے میرے پاس مال زیادہ ہے۔ میں اس (محمد) کے پاس گیا اور اسے ساری روداد سنائی۔ اس نے جواب میں مجھے ایسا کلام سنایا جو کسی طرح بھی نہ شعر ہے نہ کہانت اور نہ جادو۔ اس نے فَإِنْ أَعْرَضُوا سے لے کر مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ تک پڑھ کر سنایا تو میں

نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر بند کر دیا اور رحم کی درخواست کی۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ٹھنڈ جب کوئی بات کہہ دے تو وہ جھوٹی ثابت نہیں ہوتی۔ مجھے اندیشہ لاحق ہوا مبادا تم پر عذاب نازل ہو جائے۔

(۳) قَالَ ابْنُ اسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: حَدَّثْتُ أَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَكَانَ سَيِّدًا قَالَ يَوْمًا وَهُوَ جَالِسٌ فِي نَادِي قُرَيْشٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَدَهُ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! آلا أَقُومَ إِلَى مُحَمَّدٍ فَأُكَلِّمَهُ وَأَعْرِضَ عَلَيْهِ أُمُورًا لَعَلَّهُ يَقْبَلُ بَعْضَهَا فَنُعْطِيهِ أَيُّهَا شَاءَ وَيَكْفَى عَنَّا؟ وَذَلِكَ حِينَ أَسْلَمَ حَمْزَةُ، وَرَأَوْا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَزِيدُونَ وَيَكْثُرُونَ، فَقَالُوا: بَلَى يَا أَبَا الْوَلِيدِ! قُمْ إِلَيْهِ فَكَلِّمَهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ عُتْبَةُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا بَنَ أَخِي، إِنَّكَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ مِنَ السِّطَّةِ فِي الْعَشِيرَةِ، وَالْمَكَانِ فِي النَّسَبِ، وَإِنَّكَ قَدْ آتَيْتَ قَوْمَكَ بِأَمْرِ عَظِيمٍ فَرَفَّتْ بِهِ جَمَاعَتُهُمْ وَسَفَّهَتْ بِهِ أَحْلَامَهُمْ، وَعَبَتْ بِهِ الْهَيْتَهُمْ وَدِينَهُمْ وَكَفَرَتْ بِهِ مَنْ مَضَى مِنْ آبَائِهِمْ، فَاسْمَعْ مِنِّي أَعْرِضْ عَلَيْكَ أُمُورًا تَنْظُرُ فِيهِ لَعَلَّكَ تَقْبَلُ مِنْهَا بَعْضَهَا قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْ يَا أَبَا الْوَلِيدِ، أَسْمَعْ قَالَ: يَا بَنَ أَخِي! إِنْ كُنْتُ إِنَّمَا تُرِيدُ بِمَا جِئْتَ بِهِ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ مَالًا، جَمَعْنَا لَكَ مِنْ أَمْوَالِنَا حَتَّى تَكُونَ أَكْثَرَنَا مَالًا، وَإِنْ كُنْتُ تُرِيدُ بِهِ شَرْفًا، سَوِّدْنَاكَ عَلَيْنَا حَتَّى لَا نَقْطَعَ أَمْرًا دُونَكَ، وَإِنْ كُنْتُ تُرِيدُ بِهِ مُلْكًا، مَلَكَكَ عَلَيْنَا، وَإِنْ كَانَ هَذَا الَّذِي يَأْتِيكَ رِيًّا تَرَاهُ لَا تَسْتَطِيعُ رَدَّهُ عَنْ نَفْسِكَ، طَلَبْنَا لَكَ الطَّبَّ وَبَدَلْنَا فِيهِ أَمْوَالَنَا حَتَّى نُبْرِئَكَ مِنْهُ فَإِنَّهُ رُبَّمَا غَلَبَ التَّابِعَ عَلَى الرَّجُلِ حَتَّى يَدَاوِيَ مِنْهُ أَوْ كَمَا قَالَ لَهُ حَتَّى إِذَا فَرَّغَ عُتْبَةُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَمِعُ مِنْهُ قَالَ: أَقَدْ فَرَّغْتَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاسْمَعْ مِنِّي، قَالَ: أَفْعَلُ، فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. حَمَّ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا يَقْرَأُهَا عَلَيْهِ فَلَمَّا سَمِعَ مِنْهُ عُتْبَةُ أَنْصَتَ لَهَا وَأَلْقَى يَدَيْهِ خَلْفَ ظَهْرِهِ مُعْتَمِدًا عَلَيْهِمَا يَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ انْتَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى السَّجْدَةِ مِنْهَا فَسَجَدَ ثُمَّ قَالَ: قَدْ سَمِعْتُ يَا أَبَا الْوَلِيدِ مَا سَمِعْتُ، فَأَنْتَ وَذَاكَ. فَقَامَ عُتْبَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: نَحْلِفُ بِاللَّهِ لَقَدْ جَاءَ كُمْ أَبُو الْوَلِيدِ بِغَيْرِ الْوَجْهِ الَّذِي ذَهَبَ بِهِ فَلَمَّا جَلَسَ إِلَيْهِمْ قَالُوا: مَا وَرَاءَ كَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ؟ قَالَ: وَرَأَيْتُنِي سَمِعْتُ قَوْلًا وَاللَّهِ مَا سَمِعْتُ مِثْلَهُ قَطُّ وَاللَّهِ مَا هُوَ الشِّعْرُ وَلَا بِالسِّحْرِ وَلَا بِالْكَهَانَةِ، يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَطِيعُونِي وَاجْعَلُوا هَيْبَتِي وَخَلُّوا بَيْنَ هَذَا الرَّجُلِ وَبَيْنَ مَا هُوَ فِيهِ فَاعْتَزِلُوهُ فَوَاللَّهِ لَيَكُونَنَّ لِقَوْلِهِ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْهُ

نَبَأَ عَظِيمٍ فَإِنْ تَصَبَّهَ الْعَرَبُ فَقَدْ كَفَيْتُمُوهُ بِغَيْرِكُمْ وَإِنْ يَظْهَرُ عَلَى الْعَرَبِ، فَمُلْكُهُ مُلْكُكُمْ وَعِزُّهُ عِزُّكُمْ وَكُنْتُمْ أَسْعَدَ النَّاسِ بِهِ. قَالُوا: سَحَرَكَ وَاللَّهِ يَا أَبَا الْوَلِيدِ بِلِسَانِهِ، قَالَ: هَذَا رَأْيِي فِيهِ فَاصْنَعُوا مَا بَدَأَ لَكُمْ. (۱۶)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ عتبہ بن ربیعہ بڑا معتبر سردار تھا۔ ایک دن وہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں تنہا تشریف فرما تھے۔ عتبہ بولا۔ اے اہل قریش! کیا میں محمد (ﷺ) کے پاس نہ جاؤں کہ ان سے بات کروں اور چند باتیں ان کے سامنے غور و فکر کے لیے رکھوں شاید ان میں سے کچھ ان کے لیے قابل قبول ہوں تو ہم انہیں ان کی پسند کے مطابق وہ (مراعات) دے دیں۔ اس طرح وہ ہمارے درپے ہونے سے باز آ جائے۔ یہ اس موقع کی بات ہے جب حضرت حمزہؓ دائرۃ اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور انہیں نظر آ رہا تھا کہ محمد کے ساتھی روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں، اے ابوالولید! اٹھو جا کر ان سے بات کرو۔ عتبہ آپ کے پاس گیا اور آپ کے قریب بیٹھ کر کہنے لگا بھتیجے ہمارے خاندان میں جو بزرگی اور شرف تمہیں حاصل ہے اس کا تمہیں بہ خوبی علم ہے اور نسب کے لحاظ سے جو مقام خاندان میں تمہارا ہے اسے بھی تم جانتے ہو۔ تم نے قوم کو ایک بڑے المیے سے دوچار کر دیا ہے۔ جس سے ان کا شیرازہ بکھر گیا ہے انہیں بیوقوف اور بے عقل ٹھہرایا ہے۔ ان کے معبودوں کو برا کہا ہے۔ ان کے گزشتہ آباؤ اجداد کو کافر قرار دیا ہے۔ لہذا میری بات ذرا غور سے سنو۔ میں چند باتیں تمہارے سامنے رکھتا ہوں، تم ان پر غور کر لو شاید ان میں سے کچھ تمہارے لیے قابل قبول ہوں۔ یہ سب سننے کے بعد آپ نے عتبہ سے کہا اے ابوالولید کہو۔ میں ضرور سنوں گا۔ بولا بھتیجے جو پیغام دعوت تو لے کر آیا ہے اس کا مقصد اگر مال و دولت کمانا ہے تو ہم اپنے ذاتی اموال میں سے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم ہم میں سے سب سے زیادہ صاحب مال ہو جاؤ۔ اور اگر اس سے تم شرف و بزرگی حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ تمہارے اشارۃ ابرو کے بغیر ہم کوئی فیصلہ نہ کیا کریں گے۔ اگر اس سے تمہارا مقصد بادشاہ بنا ہے تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں اور اگر تمہیں جن بھوت کی شکایت ہے جسے تم اپنے آپ سے دور نہیں کر سکتے تو ہم تمہارے علاج کے لیے کسی طبیب کو بلوا لیتے ہیں۔ اس کے مصارف اس وقت تک ہم خود برداشت کرتے رہیں گے جب تک تم صحت یاب نہ ہو جاؤ۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کا تابع (ہمزاد) اس پر غالب آجاتا ہے تو اس کا علاج معالج کرنا پڑتا ہے۔ جب تک عتبہ نے اپنی بات نہیں کر لی آپ بغور اس کی باتیں سنتے رہے۔ پھر پوچھا اے ابوالولید فارغ ہو گئے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اچھا اب میری سنو۔“ بولا سناؤ۔ آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے گفتگو کا آغاز فرمایا اور حَمِّ تَنْزِیْلِ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ كِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰیَاتُهُ الْخَبْرَ پڑھنا شروع کی۔ آپ پڑھتے رہے اور عتبہ کمر کے پیچھے دونوں ہاتھوں کے سہارے بیٹھا سنتا رہا۔ جب آپ سجدہ کی آیت پر پہنچے تو سجدہ کیا اور فرمایا:

”ابوالولید! جو کچھ آپ نے سننا میرے پاس یہی ہے۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔“ عتبہ آپ کے پاس سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی جانب چلا تو اسے آتا دیکھ کر وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! ابوالولید کا وہ چہرہ نہیں ہے

جو وہ لے کر گیا تھا۔ جب وہ ان کے پاس بیٹھ گیا تو پوچھنے لگے۔ ابو الولید! تم کیا کر کے آئے ہو۔ اس نے کہا کہ میرا ماجرایہ ہے کہ میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں سنا۔ خدا کی قسم! وہ کلام نہ تو شعر ہے اور نہ جادو اور کہانت۔ سرداران قریش! میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس سے الگ رہو۔ خدا کی قسم! جو کلام میں نے اس کی زبان سے سنا ہے وہ ایک دن کسی بڑی عظیم خبر کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ اور اگر اہل عرب اس پر غالب آگئے تو تمہارے کچھ کیے بغیر ہمیں اس سے نجات مل جائے گی اور اگر وہ ان پر غالب آ گیا تو اس کی بادشاہی تمہاری بادشاہی ہوگی۔ اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور اس کی وجہ سے تم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش بخت و سعادت مند ہو جاؤ گے۔ یہ سن کر وہ بولے ابو الولید! خدا کی قسم! تم پر بھی اس کی زبان کا جادو چل گیا ہے۔ ابو الولید نے جواب دیا یہ میری رائے تھی جو میں نے تمہارے سامنے رکھی۔ اب تمہاری سمجھ میں جو آئے سو کرو۔

ابو جہل کی بے ہودگیاں

۵۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ ابو جہل نے قریش کے لوگوں سے پوچھا ”کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے سامنے زمین پر اپنا منہ ٹکاتے ہیں؟“ لوگوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا ”لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے ان کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا اور ان کا منہ زمین میں رگڑ دوں گا۔“ پھر ایسا ہوا کہ حضورؐ کو نماز پڑھتے دیکھ کر وہ آگے بڑھتا کہ آپ کی گردن پر پاؤں رکھے مگر یکا یک لوگوں نے دیکھا کہ وہ پیچھے ہٹ رہا ہے اور اپنا منہ کسی چیز سے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اُس سے پوچھا گیا کہ یہ تجھے کیا ہو گیا؟ اس نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان آگ کی ایک خندق اور ایک ہولناک چیز تھی اور کچھ پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے قریب پھلکتا تو ملائکہ اس کے چیتھڑے اڑا دیتے۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ، قَالَا: نَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَعِيمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: هَلْ يُعْفَرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّي كَذَلِكَ لِأَطَانٍ عَلَى رَقَبَتِهِ وَلَا عُفْرَانَ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ، فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ، قَالَ: فَمَا فَجَأَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْقُصُ عَلَى عَقْبِهِ وَيَتَّقِي بِيَدَيْهِ قَالَ: فَقِيلَ لَهُ مَا لَكَ؟ فَقَالَ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ خَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهُوَ لَا وَاجِنِحَةَ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ دَنَا مِنِّي لَأَخْتَطَفْتَهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا. (۱۷)

۵۴۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ ابو جہل نے کہا اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو ان کی گردن پاؤں تلے دبا دوں گا۔ نبی ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو ملائکہ علانیہ اسے آپکڑیں گے۔

۱۔ احمد، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر، ابن مردودہ، ابو نعیم اصفہانی، بیہقی۔
۲۔ بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردودہ۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزْرِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ أَبُو جَهْلٍ، لَمَّا رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّيُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لِأَطَانٍ عَلَى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذْتُهُ الْمَلَائِكَةُ۔ (۱۸)

ترجمہ: ابن عباس کی روایت ہے کہ ابو جہل نے کہا اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو ان کی گردن پاؤں تلے دبا دوں گا۔ نبی ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا ”اگر اس نے ایسا کیا تو ملائکہ علانیہ اسے آپکڑیں گے۔“

(۲) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: لَمَّا رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّيُ عِنْدَ الْمَقَامِ لِأَقْتُلَنَّهُ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ حَتَّى بَلَغَ هَذِهِ الْآيَةَ لَنْسَفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةً كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلَيْدُعُ نَادِيَّةٍ سَنَدُعُ الزَّبَانِيَّةَ. فَجَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّى فَقِيلَ مَا يَمْنَعُكَ؟ قَالَ: قَدْ اسْوَدَّ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ مِنَ الْكُتَابِ۔ (۱۹)

قال ابن عباس: وَاللَّهِ لَوْ تَحَرَّكَ لَأَخَذْتُهُ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ابو جہل بولا اگر محمد نے مقام ابراہیم پر دوبارہ نماز پڑھی تو میں اسے لازماً قتل کر ڈالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ علق کی آیات اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ سے سَنَدُعُ الزَّبَانِيَّةَ تک نازل فرمائیں۔ نبی ﷺ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور نماز ادا کی۔ ابو جہل سے کسی نے پوچھا کس چیز نے تجھے باز رکھا؟ بولا میرے اور اس کے درمیان بے شمار لشکر حائل ہو گئے۔

ابن عباس کا قول ہے کہ اگر یہ ذرا بھی حرکت کرتا تو ملائکہ اسے دبوچ لیتے اور لوگ اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھتے۔

۵۵۔ ابن عباس کی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام ابراہیم پر نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے کہا اے محمد، کیا میں نے تم کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ اور اس نے آپ کو دھمکیاں دینی شروع کیں۔ جواب میں رسول اللہ ﷺ نے اس کو سختی کے ساتھ جھڑک دیا۔ اس پر اس نے کہا اے محمد! تم کس بل پر مجھے ڈراتے ہو۔ خدا کی قسم! اس وادی میں میرے حمایتی سب سے زیادہ ہیں۔ (احمد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، طبرانی، ابن مردویہ)

تشریح: اس سلسلے میں کئی احادیث حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہیں جن میں ابو جہل کی ان بیہودگیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نبی ہونے کے بعد قبل اس کے کہ حضور اسلام کی علانیہ تبلیغ کا آغاز کرتے، آپ نے حرم میں اس طریقے پر نماز ادا کرنی شروع کر دی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی تھی، اور یہی وہ چیز تھی جس سے قریش نے پہلی مرتبہ یہ محسوس کیا کہ آپ کسی نئے دین کے پیرو ہو گئے ہیں۔ دوسرے لوگ تو اسے حیرت ہی کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے، مگر ابو جہل کی رگ جاہلیت اس پر پھڑک اٹھی اور اس نے آپ کو دھمکانا شروع کر دیا کہ اس طریقے پر حرم میں عبادت نہ کریں۔

(تفسیر القرآن، ج ۶، العلق: دوسرے حصے کی...)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو كَرِيْبٍ، قَالَ: ثنا الْحَكْمُ بْنُ جُمَيْعٍ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ جَمِيْعًا عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ بِنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عِنْدَ الْمَقَامِ، فَمَرَّ بِهِ أَبُو جَهْلٍ ابْنُ هِشَامٍ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا؟ وَتَوَعَّدَهُ فَأَغْلَظَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنْتَهَرَهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! بَايَ شَيْءٍ تُهَيِّدُنِي؟ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَكْثَرُ هَذَا الْوَادِي نَادِيًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوَدَعَا نَادِيَهُ لَأَخَذْتَهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ مِنْ سَاعَتِهِ۔ (۲۰)

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ، نَابُو خَالِدِ بْنِ الْأَحْمَدِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فَجَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ: أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا؟ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا؟ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا؟ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَزَجَرَهُ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ أَكْثَرَ مِنِّي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ۔ (۲۱)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَاللَّهِ لَوَدَعَا نَادِيَهُ لَأَخَذْتَهُ زَبَانِيَةَ اللَّهِ۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

کفار مکہ کی مخالفانہ روش میں شدت

۵۶۔ جب کفار مکہ کی مخالفانہ روش شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی تو نبی ﷺ نے دعا کی کہ خدایا! یوسف کے قحط جیسے ایک قحط سے میری مدد فرما۔

تشریح: حضورؐ کا خیال یہ تھا کہ جب ان لوگوں پر مصیبت پڑے گی تو انھیں خدایا آئے گا اور ان کے دل نصیحت قبول کرنے کے لیے نرم پڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعا قبول فرمائی اور سارے علاقے میں ایسے زور کا قحط پڑا کہ لوگ بلبلا اٹھے۔ آخر کار بعض سردارانِ قریش، جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے خاص طور پر ابوسفیان کا نام لیا ہے حضورؐ کے پاس آئے اور آپؐ سے درخواست کی کہ اپنی قوم کو اس بلا سے نجات دلانے کے لیے اللہ سے دعا کریں۔

حضورؐ نے (قحط کی) دعا اس خیال سے کی تھی کہ مصیبت پڑے گی تو کفار کی اکڑی ہوئی گردنیں ڈھیلی پڑ جائیں گی، شاید کہ پھر حرفِ نصیحت ان پر کارگر ہو۔ یہ توقع اس وقت کسی حد تک پوری ہوتی نظر آ رہی تھی، کیونکہ بڑے بڑے ہیکٹر دشمنانِ حق کال کے مارے پکاراٹھے تھے کہ پروردگار، یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اس پر (سورہ دخان میں) نبی ﷺ سے فرمایا گیا کہ ایسی مصیبتوں سے یہ لوگ کہاں سبق لینے والے ہیں، انھوں نے جب اس رسول کی طرف سے منہ موڑ لیا جس کی زندگی سے، جس کے کردار سے اور جس کے کام اور کلام سے علانیہ ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ یقیناً خدا کا رسول ہے، تو اب محض ایک قحط ان کی غفلت کیسے دور کر دے گا۔ دوسری طرف کفار کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ تم بالکل جھوٹ

کہتے ہو کہ یہ عذاب تم پر سے ٹال دیا جائے تو تم ایمان لے آؤ گے۔ ہم اس عذاب کو ہٹائے دیتے ہیں، ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ تم اپنے اس وعدے میں کتنے سچے ہو۔ تمہارے سر پر تو شامت کھیل رہی ہے۔ تم ایک بڑی ضرب مانگ رہے ہو، بلکہ چوٹوں سے تمہارا دماغ درست نہیں ہوگا۔

(تفسیر القرآن، ج ۴، الدخان: موضوع اور مباحث)

تخریج: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ وَقَالَ: قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ — فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا رَأَى قُرَيْشًا نِاسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يُوسُفَ، فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتَّى حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ: حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَاتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: أَيُّ مُحَمَّدٍ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا. الحديث - (۲۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور حکم دیا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کسی قسم کا اجر نہیں مانگتا۔ اور میں بناوٹی لوگوں میں سے بھی نہیں ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ قریش مکہ نے آپ کی مخالفت میں شدت اختیار کر لی ہے تو آپ نے دعا فرمائی: خدایا یوسف کے قحط جیسے ایک قحط سے ان کے خلاف میری مدد فرما۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور ان کو قحط نے آدبوچا (قحط سالی اتنی شدید تھی) کہ اس نے ہر چیز کا صفایا کر دیا نوبت بایں جا رسید کہ لوگ ہڈیاں اور چمڑے تک کھا گئے۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے چمڑے اور مردار تک کھا لیے ہیں اور شدت بھوک کی وجہ سے زمین سے دھواں سا نکلتا دکھائی دینے لگا تو ابوسفیان نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے محمد (ﷺ) تیری قوم فاقوں سے ہلاک ہو رہی ہے اللہ سے دعا کر کہ وہ اس حالت کو دور فرمادے۔ چنانچہ آپ نے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی۔

کفار مکہ کی طرف سے سمجھوتے کی پیشکش

۵۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ قریش کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم آپ کو اتنا مال دیے دیتے ہیں کہ آپ مکہ کے سب سے زیادہ دولت مند آدمی بن جائیں، آپ جس عورت کو پسند کریں اس سے آپ کی شادی کیے دیتے ہیں، ہم آپ کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہیں، آپ بس ہماری یہ بات مان لیں کہ ہمارے معبودوں کی برائی کرنے سے باز رہیں۔ اگر یہ آپ کو منظور نہیں تو ہم ایک اور تجویز آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں آپ کی بھی بھلائی ہے اور ہماری بھی۔ حضور نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک سال آپ ہمارے معبودوں لات اور عزیٰ کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں۔ حضور نے فرمایا اچھا، ٹھیک، میں دیکھتا ہوں کہ میرے رب کی طرف سے کیا حکم آتا ہے۔ اس

پروچی نازل ہوئی قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ... الخ اور یہ کہ قُلْ اَفْغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِيْ اَعْبُدْ اِيَّهَا الْجَهْلُوْنَ (الزمر ۶۳) ”اُن سے کہو، اے نادانو! کیا تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ اللہ کے سوا میں کسی اور کی عبادت کروں؟“ (ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی)

تخریج: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْحَرِثِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو خَلْفٍ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، إِنَّ قُرَيْشًا وَعَدُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُعْطُوهُ مَالًا فَيَكُونُ أَغْنَى رَجُلٍ بِمَكَّةَ وَيُزَوِّجُوهُ مَا أَرَادَ مِنَ النِّسَاءِ وَيَطْنُوا عَقَبَهُ فَقَالُوا لَهُ هَذَا لَكَ عِنْدَنَا يَا مُحَمَّدُ وَكُفَّ عَنْ شَتْمِ إِلَهِنَا فَلَا تَذْكُرْهَا بِسُوءٍ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَإِنَّا نَعْرِضُ عَلَيْكَ خَصْلَةً وَاحِدَةً فَهِيَ لَكَ وَلَنَا فِيهَا صَلاَحٌ قَالَ: مَا هِيَ؟ قَالُوا: تَعْبُدُ إِلَهِنَا سَنَةَ اللَّاتِ وَالْعُزَّى، وَنَعْبُدُ إِلَهَكَ سَنَةً، قَالَ: حَتَّى أَنْظَرَ مَا يَأْتِي مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَجَاءَ الْوَحْيُ مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ السُّورَةَ وَ أَنْزَلَ اللَّهُ قُلْ اَفْغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِيْ اَعْبُدْ اِيَّهَا الْجَهْلُوْنَ اِلَى قَوْلِهِ فَاَعْبُدْ وَ كُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ- (۲۳)

۵۸۔ سعید بن مینا (ابو البختری کے آزاد کردہ غلام) کی روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن المطلب اور امیہ بن خلف رسول اللہ ﷺ سے ملے اور آپ سے کہا۔ اے محمد! آؤ ہم تمہارے معبود کی عبادت کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو اور ہم اپنے سارے کاموں میں تمہیں شریک کیے لیتے ہیں۔ اگر وہ چیز جو تم لے کر آئے ہو اس سے بہتر ہوئی جو ہمارے پاس ہے تو ہم تمہارے ساتھ اس میں شریک ہوں گے اور اپنا حصہ اس سے پالیں گے۔ اور اگر وہ چیز جو ہمارے پاس ہے اس سے بہتر ہوئی جو تم لائے ہو تو تم ہمارے ساتھ اس میں شریک ہو گے اور اس سے اپنا حصہ پالو گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی کہ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ... (ابن جریر و ابن ابی حاتم، ابن ہشام نے بھی سیرت میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے)۔

تخریج: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَلِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ ثَنِي سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ مَوْلَى الْبُخْتَرِيِّ قَالَ: لَقِيَ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةَ وَالْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ وَالْأَسْوَدُ بْنُ مُطَلِبٍ وَأُمِيَّةُ بْنُ خَلْفٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ هَلُمَّ فَلْنَعْبُدْ مَا تَعْبُدُ وَتَعْبُدُ مَا نَعْبُدُ وَنُشْرِكَكَ فِي أَمْرِنَا كُلِّهِ فَإِنْ كَانَ الَّذِي جِئْتَ بِهِ خَيْرًا مِمَّا بَأْيَدِنَا كُنَّا قَدْ شَرَكْنَاكَ فِيهِ وَآخَذْنَا بِحِطْنًا مِنْهُ وَإِنْ كَانَ الَّذِي بَأْيَدِنَا خَيْرًا مِمَّا فِي يَدَيْكَ كُنْتَ قَدْ شَرَكْتَنَا فِي أَمْرِنَا وَآخَذْتَ مِنْهُ بِحِطِّكَ فَانزَلَ اللَّهُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ حَتَّى انْقَضَتِ السُّورَةُ- (۲۴)

۵۹۔ ابن عباس کی ایک اور روایت یہ ہے کہ قریش کے لوگوں نے حضور سے کہا ”اے محمد! اگر تم ہمارے معبودوں کو چوم لو تو ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں گے۔“ اس پر سورہ (الکفرؤن) نازل ہوئی۔ (عبد بن حمید)

تخریج: أَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حَمِيدٍ وَابْنُ الْمُنْدِرِ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشًا قَالَتْ لَوْ اسْتَلَمْتَ إِلَهِنَا لَعَبَدْنَا إِلَهَكَ فَانزَلَ اللَّهُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ السُّورَةَ كُلَّهَا- (۲۵)

اہل ایمان کے لیے مصائب و آلام کا دور

۶۰۔ حضرت خباب بن ارت فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں مشرکین کی سختیوں سے ہم بری طرح تنگ آئے ہوئے تھے، ایک روز میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کعبہ کی دیوار کے سائے میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمارے لیے دعا نہیں فرماتے؟ یہ سن کر آپ کا چہرہ جوش اور جذبے سے سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا، تم سے پہلے جو اہل ایمان گزر چکے ہیں ان پر اس سے زیادہ سختیاں توڑی گئی ہیں۔ ان میں سے کسی کو زمین میں گڑھا کھود کر بٹھایا جاتا اور اس کے سر پر آ رہ چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے۔ کسی کے جوڑوں پر لوہے کے کنگھے گھسے جاتے تھے تاکہ وہ ایمان سے باز آ جائے۔ خدا کی قسم! یہ کام پورا ہو کر رہے گا، یہاں تک کہ ایک شخص صنعا سے حضر موت تک بے کھٹکے سفر کرے گا اور اللہ کے سوا کوئی نہ ہوگا جس کا وہ خوف کرے۔

تشریح: جن حالات میں یہ بات ارشاد فرمائی گئی ہے وہ یہ تھے کہ مکہ معظمہ میں جو شخص بھی اسلام قبول کرتا تھا اس پر آفات، اور مصائب اور مظالم کا ایک طوفان ٹوٹ پڑتا تھا۔ کوئی غلام یا غریب ہوتا تو اس کو بری طرح مارا پیٹا جاتا اور سخت ناقابل برداشت اذیتیں دی جاتیں۔ کوئی دکاندار یا کاریگر ہوتا تو اس کی روزی کے دروازے بند کر دیے جاتے یہاں تک کہ بھوکوں مرنے کی نوبت آ جاتی۔ کوئی کسی بااثر خاندان کا آدمی ہوتا تو اس کے اپنے خاندان کے لوگ اس کو طرح طرح سے تنگ کرتے اور اس کی زندگی اجیرن کر دیتے تھے۔ ان حالات نے اگرچہ راسخ الایمان صحابہ کے عزم و ثبات میں کوئی تزلزل پیدا نہ کیا تھا لیکن انسانی فطرت کے تقاضے سے اکثر ان پر بھی ایک شدید اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

اس اضطرابی کیفیت کو ٹھنڈے صبر و تحمل میں تبدیل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو سورۃ العنکبوت کی آیات اتارے ہیں سمجھایا ہے کہ ہمارے جو وعدے دنیا اور آخرت کی کامرانیوں کے لیے ہیں، کوئی شخص مجرد بانی دعوائے ایمان کر کے ان کا مستحق نہیں ہو سکتا، بلکہ ہر مدعی کو لازماً آزمائشوں کی بھٹی سے گزرنا ہوگا تاکہ وہ اپنے دعوے کی صداقت کا ثبوت دے۔ ہماری جنت اتنی سستی نہیں ہے، اور نہ دنیا ہی میں ہماری خاص عنایات ایسی ارزاں ہیں کہ تم بس زبان سے ہم پر ایمان لانے کا اعلان کرو اور ہم وہ سب کچھ تمہیں بخش دیں۔ ان کے لیے تو امتحان شرط ہے۔ ہماری خاطر مشقتیں اٹھانی ہوں گی۔ جان و مال کا زیاں برداشت کرنا ہوگا۔ طرح طرح کی سختیاں جھیلنی ہوں گی۔ خطرات، مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ خوف سے بھی آزمائے جاؤ گے اور لالچ سے بھی۔ ہر چیز جسے عزیز و محبوب رکھتے ہو، ہماری رضا پر اسے قربان کرنا پڑے گا، اور ہر تکلیف جو تمہیں ناگوار ہے ہمارے لیے برداشت کرنی ہوگی۔ تب کہیں یہ بات کھلے گی کہ ہمیں ماننے کا جو دعویٰ تم نے کیا تھا وہ سچا تھا یا جھوٹا۔ یہ بات قرآن مجید میں ہر اس مقام پر کہی گئی ہے جہاں مصائب و شدائد کے ہجوم میں مسلمانوں پر گھبراہٹ کا عالم طاری ہوا ہے۔ ہجرت کے بعد مدینے کی ابتدائی زندگی میں جب معاشی مشکلات، بیرونی خطرات، اور یہود و منافقین کی داخلی شرارتوں نے اہل ایمان کو سخت پریشان کر رکھا تھا، اس وقت فرمایا:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ
مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ
مَتَى نَصُرُ اللَّهُ، أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ۔
(البقرہ: ۲۱۴)

”کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر وہ حالات نہیں گزرے جو تم سے پہلے گزرے ہوئے (اہل ایمان) پر گزر چکے ہیں۔ ان پر سختیاں اور تکلیفیں آئیں اور وہ ہلا مارے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (تب انہیں مژدہ سنایا گیا کہ) خبردار رہو! اللہ کی مدد قریب ہے۔“

اسی طرح جنگ اُحد کے بعد جب مسلمانوں پر پھر مصائب کا ایک سخت دور آیا تو ارشاد ہوا:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ -

(آل عمران: ۱۴۲)

”کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے جہاد میں جان لڑانے والے اور پامردی دکھانے والے کون ہیں۔“

(گویا کہ) آزمائش ہی وہ کسوٹی ہے جس سے کھوٹا اور کھرا پرکھا جاتا ہے۔ کھوٹا خود بخود اللہ تعالیٰ کی راہ سے

ہٹ جاتا ہے اور کھرا چھانٹ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ کے ان انعامات سے سرفراز ہو جو صرف صادق الایمان لوگوں کا ہی حصہ ہے۔ (تفسیر القرآن، ج ۳، العنکبوت، حاشیہ ۱)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ثَنَا بَيَانٌ وَاسْمَاعِيلُ، قَالَا: سَمِعْنَا قَيْسًا قَالَ: سَمِعْتُ خَبَابًا يَقُولُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَهُ وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً فَقُلْتُ: أَلَا تَدْعُوا اللَّهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحَمَّرٌ وَجْهَهُ فَقَالَ: لَقَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ لِيُمَشِّطُ بِمَشَاطِ الْحَدِيدِ مَادُونِ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُوضَعُ الْمُنْشَارُ عَلَى مَفْرَقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَلَيَتَمَنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاَكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ. زَادِيانَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ. (۲۶)

بخاری نے کتاب الاکراہ میں خباب بن الارت سے اسی روایت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کیا ہے:

(۲) عَنْ خَبَابِ بْنِ الْأَرْتِ، قَالَ شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَهُ لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَصِيرُ أَلَا تَدْعُو لَنَا؟ فَقَالَ: قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيَجَاءُ بِالْمُنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمَشَّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَادُونِ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ. وَاللَّهِ لَيَتَمَنَّ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاَكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ. (۲۷)

ترجمہ: حضرت خباب بن الارت سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے حضور شکوہ کیا آپ اس وقت کتبہ کی دیوار کے سایہ میں ایک چادر کی تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ ہم نے عرض کیا: آپ ہمارے لیے مدد کی دعا کیوں

نہیں فرماتے؟ آپ نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص کو پکڑ لیا جاتا تھا اور زمین میں اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا۔ اس میں اسے ڈال دیا جاتا، پھر اس کے سر پر آرا چلا کر اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور کسی کے جوڑوں پر لوہے کے کنگھے گھسے جاتے (تاکہ وہ ایمان سے باز آجائے) لیکن یہ اذیت رسانیاں اسے اپنے دین سے روگرداں نہ کر سکتی تھیں۔ خدا کی قسم! یہ کام پورا ہو کر رہے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعا، سے حضرموت تک بے کھٹکے سفر کرے گا اور اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا اور اپنی بکریوں پر بھی اسے بھیڑیے کے سوا کسی کا اندیشہ نہ ہوگا مگر تم لوگ ہو کہ جلدی مچا رہے ہو۔

ہجرت مدینہ کے موقع پر آپ کو قتل کرنے کی ایک خفیہ سازش

جب قریش کا یہ اندیشہ یقین کی حد کو پہنچ گیا کہ اب محمد بھی مدینہ چلے جائیں گے۔ اس وقت وہ آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ شخص مکہ سے نکل گیا تو پھر ہمارے قابو سے باہر ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے معاملے میں ایک آخری فیصلہ کرنے کے لیے دارالندوہ میں تمام رؤسائے قوم کا ایک اجتماع کیا اور اس امر پر باہم مشورت کی کہ اس خطرے کا سدباب کس طرح کیا جائے۔ ایک فریق کی رائے یہ تھی کہ اس شخص کو بیڑیاں پہنا کر ایک جگہ قید کر دیا جائے اور جیتے جی رہا نہ کیا جائے۔ لیکن اس رائے کو قبول نہ کیا گیا۔ کیوں کہ کہنے والوں نے کہا کہ اگر ہم نے اسے قید کر دیا تو اس کے جو ساتھ قید خانے سے باہر ہوں گے وہ برابر اپنا کام کرتے رہیں گے اور جب ذرا بھی قوت پکڑ لیں گے تو اسے چھڑانے کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے میں بھی دریغ نہ کریں گے۔ دوسرے فریق کی رائے یہ تھی کہ اسے اپنے ہاں سے نکال دو۔ پھر جب یہ ہمارے درمیان نہ رہے تو ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ کہاں رہتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ بہر حال اس کے وجود سے ہمارے نظام زندگی میں خلل پڑنا تو بند ہو جائے گا لیکن اسے بھی یہ کہہ کر رد کر دیا گیا کہ یہ شخص جادو بیان آدمی ہے، دلوں کو موہنے میں اسے بلا کا کمال حاصل ہے، اگر یہ یہاں سے نکل گیا تو نہ معلوم عرب کے کن کن قبیلوں کو اپنا پیرو بنا لے گا اور پھر کتنی قوت حاصل کر کے قلب عرب کو اپنے اقتدار میں لانے کے لیے تم پر حملہ آور ہوگا۔ آخر کار ابو جہل نے رائے پیش کی کہ ہم اپنے تمام قبیلوں میں سے ایک ایک عالی نسب، تیز دست جوان منتخب کریں اور یہ سب مل کر یکبارگی محمد پر ٹوٹ پڑیں اور اسے قتل کر ڈالیں۔ اس طرح محمد کا خون تمام قبیلوں پر تقسیم ہو جائے گا اور بنو عبد مناف کے لیے ناممکن ہو جائے گا کہ سب سے لڑ سکیں اس لیے مجبوراً خون بہا پر فیصلہ کرنے کے لیے راضی ہو جائیں گے۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا، قتل کے لیے آدمی بھی نامزد ہو گئے اور قتل کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا، حتیٰ کہ جو رات اس کام کے لیے تجویز کی گئی تھی اس میں ٹھیک وقت پر قاتلوں کا گروہ اپنی ڈیوٹی پر پہنچ بھی گیا۔ لیکن ان کا ہاتھ پڑنے سے پہلے نبی ﷺ ان کی آنکھوں میں خاک جھونک کر نکل گئے اور ان کی بنی بنائی تدبیر عین وقت پر ناکام ہو کر رہ گئی۔

(تفسیر القرآن، ج ۲، الانفال، حاشیہ: ۲۵)

تخریج: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِي مَنْ لَا أُتِّهِمُ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرِ أَبِي الْحَجَّاجِ وَغَيْرِهِ مِمَّنْ لَا أُتِّهِمُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا أَجْمَعُوا لِذَلِكَ وَاتَّحَدُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِي دَارِ النَّدْوَةِ، لِيَتَشَاوَرُوا فِيهَا فِي أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا قَدْ رَأَيْتُمْ فَإِنَّا وَاللَّهِ مَا نَأْمَنُهُ عَلَى الْوُثُوبِ عَلَيْنَا فِيمَنْ قَدْ اتَّبَعَهُ مِنْ غَيْرِنَا فَاجْمَعُوا فِيهِ رَأْيًا قَالَ: فَتَشَاوَرُوا ثُمَّ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَحْسِنُوا فِي الْحَدِيدِ، وَأَغْلِقُوا عَلَيْهِ بَابًا، ثُمَّ تَرَبَّصُوا بِهِ مَا أَصَابَ أَشْبَاهَهُ مِنَ الشُّعْرَاءِ الَّذِينَ كَانُوا قَبْلَهُ زُهَيْرًا وَالنَّابِغَةَ، وَمَنْ مَضَى مِنْهُمْ، مِنْ هَذَا الْمَوْتِ، حَتَّى يُصِيبَهُ مَا أَصَابَهُمْ، قَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: لَا وَاللَّهِ، مَا هَذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ. وَاللَّهِ لَئِنْ حَبَسْتُمُوهُ كَمَا تَقُولُونَ، لِيُخْرَجَنَّ أَمْرُهُ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ الَّذِي أَغْلَقْتُمْ دُونَهُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَلَا وَشَكُّوا أَنْ يَثْبُتُوا عَلَيْكُمْ، فَيَنْزِعُوهُ مِنْ أَيْدِيكُمْ، ثُمَّ يَكَاثِرُوكُمْ بِهِ، حَتَّى يَغْلِبُوكُمْ عَلَى أَمْرِكُمْ، مَا هَذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ، فَانظُرُوا فِي غَيْرِهِ. فَتَشَاوَرُوا، ثُمَّ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: نُخْرِجُهُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، فَتَنْفِيهِ مِنْ بِلَادِنَا، فَإِذَا أُخْرِجَ عَنَّا فَوَاللَّهِ مَا نُبَالِي أَيْنَ ذَهَبَ، وَلَا حَيْثُ وَقَعَ، إِذَا غَابَ عَنَّا وَفَرَّغْنَا مِنْهُ، فَاصْلَحْنَا أَمْرَنَا وَالْفَتْنَا كَمَا كَانَتْ. فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: لَا وَاللَّهِ، مَا هَذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ، أَلَمْ تَرَوْا حُسْنَ حَدِيثِهِ وَحَلَاوَةَ مَنْطِقِهِ، وَغَلَبَتَهُ عَلَى قُلُوبِ الرِّجَالِ بِمَا يَأْتِي بِهِ، وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُمْ ذَلِكَ مَا أَمِنْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ، فَيَغْلِبُ عَلَيْهِمْ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِ وَحَدِيثِهِ حَتَّى يَتَابَعُوهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَسِيرُ بِهِمْ إِلَيْكُمْ حَتَّى يَطَّأَكُمْ بِهِمْ فِي بِلَادِكُمْ، فَيَأْخُذَ أَمْرَكُمْ مِنْ أَيْدِيكُمْ، ثُمَّ يَفْعَلُ بِكُمْ مَا أَرَادَ، دَبَّرُوا فِيهِ رَأْيًا غَيْرَ هَذَا قَالَ: فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ: وَاللَّهِ إِنَّ لِي فِيهِ لِرَأْيًا، مَا أَرَاكُمْ وَقَعْتُمْ عَلَيْهِ بَعْدَ، قَالُوا: وَمَا هُوَ يَا أَبَا الْحَكَمِ؟ قَالَ: أَرَى أَنْ نَأْخُذَ مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ فَتِي شَابًا جَلِيدًا نَسِيبًا وَسِيْطًا فِينَا، ثُمَّ نَعْطِي كُلَّ فَتَى مِنْهُمْ سَيْفًا صَارِمًا، ثُمَّ يَعْمِدُوا إِلَيْهِ، فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةً رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَيَقْتُلُوهُ، فَتَسْتَرِيحُ مِنْهُ، فَإِنَّهُمْ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، تَفَرَّقَ دَمُهُ فِي الْقَبَائِلِ جَمِيعًا فَلَمْ يَقْدِرْ بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ عَلَى حَرْبِ قَوْمِهِمْ جَمِيعًا، فَرَضُوا مِنَّا بِالْعَقْلِ، فَعَقَلْنَا لَهُمْ. قَالَ: فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: الْقَوْلُ مَا قَالَ الرَّجُلُ، هَذَا الرَّأْيُ الَّذِي لَا رَأْيَ غَيْرَهُ، فَتَفَرَّقَ الْقَوْمُ عَلَى ذَلِكَ وَهُمْ مُجْتَمِعُونَ لَهُ. (۲۸)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس نے بیان کیا کہ جب سرداران قریش نے دارالندوہ میں جمع ہونے پر اتفاق کر لیا اور نبی ﷺ کے معاملہ کے بارے میں دارالندوہ میں بیٹھ کر مشورہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے تو پھر اس کے بعد وہ ایک دوسرے

سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو دیکھ ہی چکے ہو۔ واللہ! اب ہمارے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس کے پیرو بن چکے ہیں ان کی معیت میں ہم اپنے اوپر اس کے حملہ سے بے خوف نہیں رہ سکتے، لہذا سب مل کر کوئی متفقہ رائے سوچو۔ راوی کا بیان ہے کہ سب نے اجتماعی طور پر مشورہ کیا۔ ان میں سے ایک نے یہ رائے دی کہ اسے لوہے (کی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں) میں جکڑ کر ایک کمرے میں بند کر دو اور اسی طرح اس کی موت کا انتظار کرو جس طرح اس سے پہلے دو شعراء زہیر اور نابغہ پر اور ان پر جو ان سے پہلے نزر چکے ہیں موت آئی۔ یہ بھی ان کی موت مر جائے گا۔ شیخ نجدی بولا نہیں۔ خدا کی قسم! تمہاری یہ رائے تمہارے اپنے حق میں ٹھیک نہیں ہے۔ اگر تم نے اسے قید کر دیا جس طرح کہ تمہارا خیال ہے تو اس کا حکم بند دروازے سے باہر اس کے ساتھیوں کو پہنچ جائے گا۔ عین قرین قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کر دیں اور اسے تمہارے ہاتھوں سے چھین لے جائیں۔ پھر وہ اپنی تعداد تمہارے مقابلہ میں بڑھائیں اور تم پر غالب آ جائیں۔ یہ رائے تمہارے حق میں ٹھیک نہیں لہذا اور کوئی تدبیر سوچو۔ پھر ان لوگوں نے باہمی مشورہ کیا۔ ایک صاحب نے یہ رائے پیش کی کہ اسے اپنے ہاں سے نکال باہر کریں۔ شہر بدر کر دیں۔ جب وہ ہمارے ہاں سے نکل جائے گا تو پھر ہمیں کوئی پروا نہیں کہ وہ کہاں جاتا ہے اور کہاں بستا ہے۔ جب وہ ہماری آنکھوں سے دور ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ رہے گا تو پھر ہم اپنے معاملات اور محبت کے روابط و تعلقات کو اسی طرح درست کر لیں گے جس طرح پہلے تھے۔ شیخ نجدی نے کہا نہیں نہیں، خدا کی قسم تمہاری یہ رائے بھی تمہارے لیے ٹھیک نہیں۔ کیا تم اس کی گفتار کی شیرینی اور کلام کی خوبی اور اس کی پیش کردہ دعوت کا لوگوں کے دلوں پر غالبہ کا مشاہدہ نہیں کر چکے۔ بہ خدا! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں قیام پذیر ہو گا اس پر اپنے کلام و گفتار سے ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ وہ سب اس کے پیرو ہو جائیں گے۔ پھر انھیں لے کر تم پر چڑھ دوڑے گا۔ ان کے ذریعہ تمہیں پامال کرے گا۔ اور تمہارا اقتدار چھین لے گا اور تم سے جو چاہے گا سلوک کرے گا۔ کوئی اور تدبیر سوچو! راوی کا بیان ہے کہ ابو بھبل بولا۔ واللہ! میری بھی اس کے بارے میں ایک رائے ہے۔ میرے خیال کے مطابق اب تک تم میں سے کسی نے اس کا خیال نہیں کیا۔ سب بیک زبان بولے۔ اے ابوالحکم وہ کیا رائے ہے؟ اس نے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک نو عمر، قوی، شریف النسب جوان مرد لے لیں اور ہر ایک کو ایک ایک تلوار دے دیں اور پھر سب اکٹھے اس پر تلواروں کا اس طرح وار کریں کہ گویا ایک شخص نے وار کیا ہے اور اسے قتل کر دیں۔ اس طرح ہمیں اس سے نجات مل جائے گی اور اس کے خون کی ذمہ داری سب قبائل کے سر پر پڑ جائے گی اور بنی عبدمناف پوری قوم سے جنگ نہ کر سکیں گے۔ مجبوراً ہم سے خون بہا لینے پر رضامند ہو جائیں گے اور ہم انھیں خون بہا ادا کریں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ شیخ نجدی بولا: بات تو بس یہی ہے جو اس شخص نے کہی ہے۔ یہ ایسی صائب رائے ہے کہ اس کے ماسوا اور کوئی رائے درست نہیں۔ یہ بات طے کرنے کے بعد متفرق ہو گئے جب کہ آپ کے قتل پر یہ سب متفق تھے۔

ماخذ

- (۱) سیرت ابن ہشام ج اول ص ۴۱۶ ☆ طبقات ابن سعد ج اول ص ۲۰۰، ۲۰۱۔
- (۲) بخاری ج ۱، کتاب الصلاة باب المرأة تطرح عن المصلی شیئاً من الاذی ☆ کتاب الطهارة باب اذا القی علی ظهر المصلی قدراً وجیفة لم تفسد علیہ صلاتہ۔ ☆ کتاب الجهاد باب طرح جیف المشرکین فی البئر ولا یؤخذ لهم ثمن ☆ کتاب المناقب باب ذکر مالقی النبی واصحابہ من المشرکین بمکة ج ۲، کتاب المغازی باب دعاء النبی ﷺ علی کفار قریش شیبہ وعتبہ والولید وابی جہل بن ہشام وهلاکهم ☆ مسلم ج ۲، کتاب الجهاد والسير باب مالقی النبی ﷺ من اذی المشرکین ☆ مسند ابی داؤد طیالسی ج ۲، ص ۴۳ مرویات ابن مسعود۔ قال عبد اللہ فمارأیت رسول اللہ ﷺ دعا علیہم الا یؤمئذ الخ ☆ مسند احمد ج ۱، روایت ابن مسعود ☆ مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۸، قدرے مختصر ☆ السنن الکبریٰ بیہقی ج ۹ ص ۸۰۷۔
- (۳) سیرت ابن ہشام، ج اول ص ۴۱۶ ☆ طبقات ابن سعد ج اول ص ۲۰۱۔
- (۴) ابن جریر مجلد ۱۲ پ: ۳۰ سورہ اللہب۔
- (۵) بخاری ج ۱، کتاب مناقب الانصار باب مالقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکة۔
- (۶) بخاری ج ۱ کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۷ ☆ مسند احمد، ج ۲ ص ۲۰۴، مناقب ابی بکر الصدیق ☆ بخاری ج ۲، کتاب التفسیر سورة المؤمن۔
- (۷) سیرت ابن ہشام ج ۱، ذکر مالقی رسول اللہ ﷺ من قومہ۔ حدیث ابن العاص عن اکثر مارأی قریشاً نالته من رسول اللہ ﷺ ☆ مجمع الزوائد ج ۶، کتاب المغازی والسير باب تبلیغ النبی ﷺ ما أرسل به وصبرہ علی ذلك ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۸، مرویات عبد اللہ بن عمرو بن العاص۔
- (۸) سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۴۵ ☆ المصنف لعبد الرزاق ج ۵ ص ۳۲۵۔
- (۹) المصنف لعبد الرزاق ج ۵، کتاب المغازی باب اسلام عمر رضی اللہ عنہ ☆ المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۸۳، مستدرک کی روایت میں صرف اللہم اید الیدین بعمر ابن الخطاب ہے۔ المصنف کی روایت کا پہلا حصہ نہیں ہے۔
- (۱۰) مسند احمد ج ۲ ص ۹۵ مرویات عبد اللہ بن عمر ☆ المستدرک ج ۳، کتاب معرفة الصحابة۔

- (۱۱) ترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۳، کتاب معرفة الصحابة ☆ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۶۱، عن عبد اللہ بن مسعود۔ مستدرک میں فَجَعَلَ اللَّهُ دَعْوَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هـ۔
- (۱۲) ابن ماجه المقلمة فضل عمر رضی اللہ عنہ ☆ المستدرک للحاکم ج ۳، کتاب معرفة الصحابة۔ فی الزوائد: حديث عائشة ضعيف فيه عبد المليك بن الماجشون ضعفه بعض، وذكره ابن حبان في الثقات۔ وفيه مسلم بن خالد الزنجي، قال البخاري منكر الحديث وضعفه ابو حاتم والنسائي وغيرهم ووثقه ابن معين وابن حبان۔
- (۱۳) ابن جرير المجلد ۴ ص ۹۴۔
- (۱۴) ابن كثير ج ۴، سورة خم السجدة ص ۹۰ بحواله عبد بن حميد ☆ افتح القدير للشوكاني ج ۴، بحواله ابن ابى شيبة، ابو يعلى، ابن مردويه، ابو نعيم اور بيهقي في الدلائل، ابن عساكر عن جابر بن عبد الله ☆ مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۸۔
- (۱۵) تفسير ابن كثير ج ۱ بحواله ابو يعلى الموصلي في مسنده۔
- (۱۶) سيرت ابن هشام ج ۱ ص ۲۹۳، ۲۹۴ ☆ البدر ايه والنهاية ج ۳ ص ۶۲ تا ۶۴۔
- (۱۷) مسلم ج ۲، كتاب صفات المنافقين واحكامهم باب صفة القيامة والجنة والنار ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۰، روایت ابی هريرة ☆ ابن جرير ۳۰/۲۸ مجلد ۱۲ ص ۱۶۳ ☆ ابن كثير ج ۴ ص ۵۲۹ ☆ افتح القدير للشوكاني ج ۵ ص ۴۷۱ ☆ افتح القدير للشوكاني ج ۵ بحواله ابن المنذر، ابن مردويه، ابو نعيم البيهقي۔
- (۱۸) بخاری ج ۲، كتاب التفسير باب قوله كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةً كَاطِبَةً ☆ ابن كثير ج ۴ ص ۵۲۸ ☆ ترمذی ابواب التفسير سورة اقرأ باسم ربك اور لاخذته الملائكة کے بعد غَيَانًا كَا اضافة نقل کیا ہے۔ هذا حديث حسن غريب صحيح كها هـ۔ ☆ افتح القدير ج ۵ بحواله عبدالرزاق، عبد بن حميد، ابن جرير، ابن المنذر، ابن مردويه، ابو نعيم اور البيهقي۔
- (۱۹) ابن جرير ۳۰/۲۸ جلد ۱۲ ص ۱۶۵ ☆ ابن كثير ج ۴ ص ۵۲۹ ☆ افتح القدير ج ۵ ص ۴۷۱۔
- (۲۰) ابن جرير ۳۰/۲۸ جلد ۱۲ سورة علق ☆ ابن كثير ج ۴، ص ۵۲۹ ☆ روح المعاني جز ۳ ص ۱۸۷ ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۳۲۹ ابن عباس ☆ افتح القدير ج ۵ ص ۴۷۱ بحواله ابن المنذر، الطبراني، ابن مردويه، ابو نعيم اور البيهقي۔
- (۲۱) ترمذی ابواب التفسير سورة اقرأ باسم ربك۔
- (۲۲) بخاری ج ۲، كتاب التفسير سورة الدخان اور كتاب الدعوات اور كتاب الاستسقاء ☆ ابن جرير، جلد ۴ ص ۲۷۱ سورة الدخان ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۴۳۱، ۴۴۱ ☆ ترمذی ابواب التفسير سورة الدخان ☆ ابن كثير ج ۴، الدخان ☆ افتح القدير للشوكاني ج ۴ ص ۵۷۲ ☆ روح المعاني ج ۹ پ ۲۵، الدخان۔
- (۲۳) ابن جرير جز ۳۰/۲۸ ج ۱۲ ص ۴۱۲۔ ☆ افتح القدير للشوكاني ج ۵ سورة الكافرون۔ بحواله ابن ابى حاتم الشيرازي۔

- (۲۴) ابن جریر جز ۳۰/۱۲۸ ج ۱۲، سورہ کافرون ☆ روح المعانی ج ۲ پ: ۳۰ ص ۲۵۰ ☆ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۶۲
- ☆ سبب نزول سورۃ قل یا ایہا الکافرون ☆ فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۵۰۸۔ ابن ابی حاتم، ابن الانباری
فی المصاحف، عن سعید بن مینا بحوالہ فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۵۰۸۔
- (۲۵) فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۵۰۸۔
- (۲۶) بخاری باب بنیان الکعبۃ ج ۱، باب ذکر ما لقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکہ۔
- (۲۷) بخاری ج ۱، کتاب الاکراه باب من اختار الضرب والقتل والہوان علی الکفر ☆ ابوداؤد کتاب الجہاد
باب فی الاسیر یکرہ علی الکفر۔ ابوداؤد نے وَلَکِنِّکُمْ تَعَجِّلُونَ بَیَانَ کَیَا هے ☆ مسند احمد ج ۵
ص ۱۰۹ مرویات خباب بن الارت اس میں لا یخاف کی جگہ لا یخشی الا اللہ تعالیٰ هے ☆ المعجم الکبیر للطبرانی
ج ۴ ص ۶۲-۶۵ عن خباب بن ارت۔
- (۲۸) سیرۃ ابن ہشام ج ۱، ہجرۃ الرسول ﷺ۔

رسالت آپ کے اخلاق و شمائل

صاحب خلق عظیم

۶۱۔ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ۔

”حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ”قرآن آپ کا اخلاق تھا۔“

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی بہترین تعریف فرمائی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے سامنے محض قرآن کی تعلیم ہی پیش نہیں کی تھی بلکہ خود اس کا مجسم نمونہ بن کر دکھا دیا تھا۔ جس چیز کا قرآن میں حکم دیا گیا آپ نے خود سب سے بڑھ کر اس پر عمل کیا، جس چیز سے اس میں روکا گیا آپ نے خود سب سے زیادہ اجتناب فرمایا، جن اخلاقی صفات کو اس میں فضیلت قرار دیا گیا سب سے بڑھ کر آپ کی ذات ان سے متصف تھی، اور جن صفات کو اس میں ناپسندیدہ ٹھہرایا گیا سب سے زیادہ آپ ان سے پاک تھے۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، القلم، حاشیہ: ۴)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: ثنا مُبَارَكٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبِرِينِي بِخُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ. أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقِ عَظِيمٍ؟ الخ۔ (۱)

ترجمہ: سعد بن ہشام بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا اے ام المؤمنین! مجھے نبی ﷺ کے خلق کے متعلق بتائیں۔ انہوں نے فرمایا۔ آپ کا خلق قرآن تھا۔ کیا تم نے قرآن پاک میں یہ ارشاد دربانی نہیں پڑھا؟ آپ بلاشبہ خلق عظیم پر ہیں۔

حسن سے بھی ایک روایت منقول ہے:

(۲) عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ۔ (۲)

سلطان احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ابن جریر نے تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ یہ قول متعدد سندوں سے نقل کیا ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، القلم، حاشیہ: ۴)

(۳) أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الْقُطَيْبِيِّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحٍ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَسَأَلَهَا فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَتْ: أَلَيْسَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنُ- (۳)

ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولَمْ یخرجاه۔

ترجمہ: سعد بن ہشام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حکیم بن اوح کی رفاقت میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے ام المؤمنین سے پوچھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کچھ بتائیں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں، حضرت عائشہ نے فرمایا: اللہ کے نبی کا خلق تو قرآن ہے۔

(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنْزِيُّ قَالَ: نا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ ابْنَ غَامِرٍ — قَالَ: انْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ الْحَدِيثُ- (۴)

ترجمہ: سعد بن ہشام سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے خلق کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: تم قرآن مجید نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: ”کیوں نہیں، پڑھتا ہوں؟“ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا خلق تو پورا قرآن ہے۔

خادموں سے حسن سلوک

۶۲۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے۔ آپ نے کبھی میری کسی بات پر اُف تک نہ کی، کبھی میرے کسی کام پر یہ نہ فرمایا تو نے یہ کیوں کیا، اور کبھی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہ کیا۔ (تفسیر القرآن، ج ۶، القلم، حاشیہ: ۴)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، سَمِعَ سَلَامَ بْنَ مِسْكِينٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا، يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي أُفٍ وَلَا لِمَ صَنَعْتُ وَلَا أَلَا صَنَعْتُ- (۵)

(۲) عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي، فَأَنْطَلَقَ بِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أُنْسًا غَلَامًا كَيْسٌ فَلْيَخْدِمْكَ قَالَ: فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَاللَّهِ مَا قَالَ لِي لَيْشِي صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتُ هَذَا هَكَذَا؟ وَلَا لَيْشِي لِمَ أَصْنَعُهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا؟

(۳) عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تِسْعَ سِنِينَ فَمَا أَعْلَمُهُ قَالَ لِي قَطُّ لِمَا فَعَلْتُ كَذًا وَكَذَا؟ وَلَا عَابَ عَلَيَّ شَيْئًا قَطُّ۔

(۴) قَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَذْهَبُ وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ. لَمَّا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمْرَعَلَى الصَّبِيَّانِ، وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي قَالَ: فَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ: يَا أَنَسُ! أَذْهَبْتَ حَيْثُ أَمَرْتُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَنَسٌ: وَاللَّهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ تِسْعَ سِنِينَ مَا عَلِمْتُهُ قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لَمْ فَعَلْتُ كَذًا وَكَذَا؟ أَوْ لِشَيْءٍ تَرَكَتُهُ هَلَّا فَعَلْتُ كَذًا وَكَذَا؟ (۶)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک روز آپ نے مجھے کسی کام سے بھیجنا چاہا تو میں نے زبان سے تو انکار کر دیا مگر دل میں تھا کہ جاؤں گا، چنانچہ میں گھر سے باہر نکلا۔ سر راہ میرا گزر بچوں پر ہوا جو گلی میں کھیل کود رہے تھے۔ میں بھی کھیل میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اچانک رسول اللہ نے پیچھے سے میری گدی پکڑ لی۔ میں نے آپ کی طرف مڑ کر دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ فرمانے لگے انیس! میں نے تمہیں جہاں جانے کے لیے کہا تھا وہاں گئے؟ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں جا رہا ہوں۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ بہ خدا! میں نے رسول اللہ ﷺ کی نو سال تک خدمت کی، مجھے کوئی ایسا موقع یاد نہیں جب آپ نے میرے کیے ہوئے کام کے متعلق فرمایا ہو کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ یا میں نے کوئی کام نہ کیا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ ”تم نے ایسا کیوں نہیں کیا۔“

ابوداؤد کی روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں:

(۵) قَالَ أَنَسٌ: وَاللَّهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ سَبْعَ سِنِينَ أَوْ تِسْعَ سِنِينَ۔

(۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضَّبْعِيُّ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لَمْ صَنَعْتُهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكَتُهُ لَمْ تَرَكَتُهُ؟ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَلَا مَسَسْتُ خَرْأًا، وَلَا حَرِيرًا وَلَا شَيْئًا أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَ قَطُّ، وَلَا عِطْرًا كَانَ أَطِيبَ مِنْ عَرَقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ (۷)

ترجمہ: حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے اس عرصہ میں کبھی مجھے اُف تک نہ کہا؟ میں نے کوئی کام اپنی مرضی سے کر لیا تب بھی کبھی نہیں فرمایا کہ یہ کیوں کیا ہے؟ اور اگر کسی کام کو انجام نہ دیا تب بھی نہ پوچھا کہ یہ کیوں نہ کیا؟ رسول اللہ ﷺ حسن اخلاق میں تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی اتنی نرم تھی کہ میں نے اتنا نرم اور ملائم ریشم بھی کبھی نہیں دیکھا اور آپ کا پسینہ ایسا خوشبودار تھا کہ اتنی خوشبو میں نے مشک اور عطر میں بھی نہیں پائی۔

(۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثنا سُلَيْمَانُ. يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةَ. عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ بِالْمَدِينَةِ، وَأَنَا غُلَامٌ لَيْسَ كُلُّ أَمْرِي كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي أَنْ أَكُونَ عَلَيْهِ مَا قَالَ لِي (فِيهَا) أَفِ قَطُّ، وَمَا قَالَ لِي: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ أَوْ أَلَا فَعَلْتَ هَذَا؟ (۸)

ترجمہ: حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ میں بچہ ہی تھا میرا ہر کام ٹھیک اس معیار کے مطابق تو نہ ہو سکتا تھا جس پر میرے آقا مجھے دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ لیکن نبی ﷺ نے مجھے اُف تک نہ کہا، نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ اور نہ یہ کہ یہ کیوں نہ کیا؟

اپنی ذات کے لیے انتقام

۶۳۔ مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ۔ (بخاری و مسلم)

”حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا۔ البتہ جب اللہ کی حرمتوں میں سے کسی حرمت کی ہتک کی جاتی تب آپؐ سزا دیتے تھے۔“

تشریح: (گویا کہ مومن) غُضَّيْل اور جھلے نہیں ہوتے، بلکہ نرم خوار دھیمے مزاج کے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کی سرشت انتقامی نہیں ہوتی بلکہ وہ بندگان خدا سے درگزر اور چشم پوشی کا معاملہ کرتے ہیں، اور کسی بات پر غصہ آ بھی جاتا ہے تو اسے پی جاتے ہیں۔ یہ وصف انسان کی بہترین صفات میں سے ہے جسے قرآن مجید میں (بھی) نہایت قابل تعریف قرار دیا گیا ہے (آل عمران ۱۳۴) اور رسول اللہ ﷺ کی کامیابی کے بڑے اسباب میں شمار کیا گیا ہے۔ (آل عمران ۱۵۹) (تفہیم القرآن، ج ۴، الشوری، حاشیہ ۵۹)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ حَتَّى يُنْهَكَ مِنْ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ۔ (۹)

بخاری نے کتاب الادب میں درج ذیل الفاظ نقل کیے ہیں:

(۲) عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا، كَانَ أَبَعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ بِهَا۔ (۱۰)

(۳) حَدَّثَنَا أَبُو كَرَيْبٍ، قَالَ: نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْهَكَ شَيْئًا مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (۱۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کبھی کسی عورت اور خادم کو نہیں مارا۔ جز جہاد فی سبیل اللہ کے۔ آپ جناب کو اگر کسی شخص سے کوئی تکلیف پہنچی ہوتی تو اس سے بھی کبھی انتقام نہیں لیا۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو توڑا جائے تو پھر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے۔

آپ کا حسن انتخاب

ایک روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ:

۶۴۔ ”رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم کو نہیں مارا، کبھی کسی عورت پر ہاتھ نہ اٹھایا، جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کبھی آپ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا، اپنی ذات کے لیے کبھی کسی ایسی تکلیف کا انتقام نہیں لیا جو آپ کو پہنچائی گئی ہو الا یہ کہ اللہ کی حرمتوں کو توڑا گیا ہو اور آپ نے اللہ کی خاطر اس کا بدلہ لیا ہو اور آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جب دو کاموں میں سے ایک کا آپ کو انتخاب کرنا ہوتا تو آپ آسان تر کام کو پسند فرماتے تھے الا یہ کہ وہ گناہ ہو اور اگر کوئی کام گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے تھے۔“ (مسند احمد)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطُّفَاوِيُّ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَادِمًا لَهُ قَطُّ، وَلَا امْرَأَةً لَهُ قَطُّ، وَلَا ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ فَاَنْتَقَمَهُ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ تَنْتَهَكَ مَحَارِمَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ. وَمَا عَرِضَ عَلَيْهِ أَمْرَانِ أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا أَخَذَ بِأَيْسَرِهِمَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَأْتِمًا فَإِنْ كَانَ مَأْتِمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ. (۱۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کبھی اپنے دست مبارک سے کسی خادم کو مارا اور نہ اپنی کسی اہلیہ کو اور نہ کبھی کسی شخص کو اپنے ہاتھ سے مارا۔ جز جہاد فی سبیل اللہ کے۔ آپ کو اگر کسی شخص سے کوئی تکلیف پہنچی ہوتی تو اس سے انتقام نہیں لیا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو توڑا جائے تو محض اللہ تعالیٰ کے لیے سزا دیتے۔ آپ کے سامنے جب دو کام پیش کیے جاتے تو ان میں سے آسان تر کا انتخاب فرماتے الا یہ کہ کوئی گناہ کا کام ہو۔ اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر اس سے دور رہتے۔

(۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ، ثنا فَضِيلُ بْنُ عِيَّاضٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُنْتَصِرًا مِنْ مَظْلَمَةٍ ظَلَمَهَا قَطُّ مَالٌ يُنْتَهَكَ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ تَعَالَى شَيْءٌ فَإِذَا انْتَهَكَ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ تَعَالَى شَيْءٌ، كَانَ مِنْ أَشَدِّهِمْ فِي ذَلِكَ غَضَبًا، وَمَا خَيْرَ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ، إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ مَأْتِمًا. (۱۳)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اپنے اوپر کیے گئے ظلم کا انتقام و بدلہ لیتے نہیں دیکھا۔ تاوقتہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی حرمت کو پامال نہ کیا گیا ہو، جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی حرمت کی جھک کی جاتی تو آپ کا غیظ و غضب تمام لوگوں سے زیادہ ہوتا۔ آپ کو دو معاملوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان تر کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔

اختیار اہون البلیتین

اِخْتِيَارُ اَهْوَنِ الْبَلِيَّتَيْنِ سے مراد یہ ہے کہ جب دو ناجائز کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار کرنا ناگزیر ہو جائے تو ان میں سے وہ اختیار کیا جائے جو کم تر درجے کا ناجائز کام ہو۔ اس میں شرط اول یہ ہے کہ خیر کی راہ بالکل بند ہو اور اسے اختیار کرنے کا قطعاً کوئی امکان نہ ہو۔ صرف اسی صورت میں آدمی کے لیے اہون البلیتین کو اختیار کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ ورنہ خیر کی راہ کا کچھ بھی امکان ہو تو وہ شخص گنہگار ہوگا جو محض اپنی کم ہمتی کی بنا پر اپنے آپ کو دو ناجائز کاموں میں سے کسی ایک میں مبتلا کر دے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دو ناجائز کاموں میں سے ایک کو اہون بس یونہی نہ ٹھیرا لیا جائے بلکہ اصول شریعت کے لحاظ سے دیکھا جائے کہ اسلامی نقطہ نظر سے کس بلا کو اہون اور کس کو اشد قرار دیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص سخت بھوک میں مبتلا ہے اور موت سے بچنے کے لیے اس کے سامنے صرف دو ہی غذائیں موجود ہیں۔ ایک سور کا گوشت، دوسرے گدھ کا گوشت، اب اگر وہ اسلامی نقطہ نظر سے فیصلہ کرے تو لا محالہ گدھ کا گوشت اہون ہوگا، کیونکہ اس کے حرام ہونے کی صراحت قرآن میں نہیں کی گئی ہے، بلکہ حدیث میں ایک اصول بیان کیا گیا ہے جس کا اطلاق گدھ پر بھی ہوتا ہے۔ یا مثلاً کوئی طاقتور ظالم کسی بے گناہ کی جان کے درپے ہو اور وہ بے گناہ آپ کے پاس پناہ لے اور آپ کسی طرح لڑ کر اس بے گناہ کو نہ بچا سکتے ہوں۔ ایسی صورت میں اگر وہ ظالم آ کر آپ سے اس کا پتہ پوچھے تو آپ کے لیے دو صورتیں ممکن ہوں گی۔ یا تو جھوٹ بول کر اس کی جان بچالیں یا اس کا پتہ بتا کر اسے قتل کے لیے پیش کر دیں۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں جھوٹ بولنا اہون ہے کیوں کہ سچ بولنے سے ایک شدید تر برائی یعنی ”قتل مظلوم“ لازم آتی ہے۔

(رسائل و مسائل دوم، فقہی مسائل: اختیار...)

بخاری، مسلم، طبرانی، بیہقی، ابن سعد اور ابن اسحاق وغیرہ نے متعدد سندوں سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ آن حضورؐ نے جنگ احزاب سے فارغ ہوتے ہی صحابہ کی ایک جماعت کو بنی قریظہ کی ایک بستی پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا اور یہ تاکید فرمایا کہ تم میں سے کوئی عصر کی نماز (اور بعض روایات کے مطابق ظہر کی نماز) نہ پڑھے جب تک وہاں پہنچ نہ جائے۔ مگر ان لوگوں کو راستے میں دیر لگ گئی اور نماز کا وقت ختم ہونے لگا۔ اجتماعی طور پر وہ فیصلہ نہ کر سکے کہ آیا وقت پر نماز پڑھنے کے حکم عام کو چھوڑیں یا حضورؐ کے اس حکم خاص کو؟ آخر کار بعض لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ نماز پڑھ لیں گے اور پھر آگے جائیں گے۔ ان کا استدلال تو یہ تھا کہ حضورؐ دراصل یہ چاہتے تھے کہ ہم جلدی جلدی کوچ کر کے وہاں پہنچ جائیں نہ یہ کہ ہم نماز ہی نہ پڑھیں۔ اور بعض نے فیصلہ کیا کہ ہم وہاں پہنچنے سے پہلے نماز ہی نہ پڑھیں گے کیوں کہ حضورؐ نے صاف الفاظ میں یہی حکم دیا ہے۔ بعد میں جب حضورؐ کے سامنے یہ معاملہ رکھا گیا تو آپؐ نے ان میں سے کسی کے فعل کو بھی غلط نہ کہا۔ اب دیکھ لیجئے یہاں

دو واجب الاطاعت احکام میں جب عملاً تضاد واقع ہو گیا تو ان میں سے کسی ایک کو ترک اور دوسرے کو اختیار کرنے کا فیصلہ ہر سپاہی نے اپنی صوابدید کے مطابق بطور خود کیا اور یہ کام خود صاحب شریعت کی زندگی میں کیا گیا۔ اگر اس قسم کے فیصلے کا ان لوگوں کو حق نہ ہوتا تو حضور صاف فرمادیتے کہ تم نے دین میں وہ اختیار استعمال کیا ہے، جو شرعاً تمہیں حاصل نہ تھا۔

(تفہیمات سوم، باب دوم: حکمت عملی...)

ایک نابینا سے بے رخی پر عتاب الہی

۶۵۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں مکہ معظمہ کے چند بڑے سردار بیٹھے ہوئے تھے اور حضور ان کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش فرما رہے تھے۔ اتنے میں ابن اُم مکتوم نامی ایک نابینا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے اسلام کے متعلق کچھ پوچھنا چاہا۔ حضور کو ان کی یہ مداخلت ناگوار ہوئی اور آپ نے ان سے بے رخی برتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورہ عَبَس نازل ہوئی۔

تشریح: حدیث کی جن روایات میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے ان میں سے بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت وہ اسلام لاچکے تھے اور بعض سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی طرف مائل ہو چکے تھے اور تلاش حق میں حضور کے پاس آئے تھے۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ انہوں نے آ کر عرض کیا تھا: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ، اَرُنِيذُنِي، يَا رَسُولَ اللَّهِ! مجھے سیدھا راستہ بتائیے۔“

(ترمذی، حاکم، ابن حبان، ابن جریر، ابویعلیٰ)

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ وہ آ کر قرآن کی ایک آیت کا مطلب پوچھنے لگے اور حضور سے عرض کیا

يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِمْنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ ”یا رسول اللہ! مجھے وہ علم سکھائیے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔“

(ابن جریر ۲۸/۳۰ جلد ۱۲ سورہ عبس۔ ابن ابی حاتم)

ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور کو خدا کا رسول اور قرآن کو خدا کی کتاب تسلیم کر چکے تھے۔ دوسری طرف ابن زید سورہ عبس ۳ کے الفاظ لَعَلَّهُ يَزَّكِّي کا مطلب لَعَلَّهُ يُسَلِّم ”شاید کہ وہ اسلام قبول کر لے“ بیان کرتے ہیں۔

(ابن جریر ۲۸/۳۰ ج ۱۲، سورہ عبس)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ”تمہیں کیا خبر، شاید وہ سدھر جائے یا نصیحت پر دھیان دے اور نصیحت کرنا اس کے لیے نافع ہو؟“ اور ”یہ کہ جو خود تمہارے پاس دوڑا آتا ہے اور وہ ڈر رہا ہوتا ہے، اُس سے تم بے رخی برتتے ہو“ (عبس: ۸-۱۰) اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اُس وقت ان کے اندر طلب حق کا گہرا جذبہ پیدا ہو چکا تھا، وہ حضور ہی کو ہدایت کا منبع سمجھ کر آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے تھے کہ اُن کی یہ طلب یہیں سے پوری ہوگی، اور یہ بات ان کی حالت سے ظاہر ہو رہی تھی کہ انہیں ہدایت دی جائے تو وہ اس سے مستفید ہوں گے۔

جو لوگ اُس وقت حضور کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ مختلف روایات میں ان کے ناموں کی صراحت کی گئی ہے۔

اس فہرست میں ہمیں عتبہ، شیبہ، ابو جہل، امیہ بن خلف، ابی بن خلف جیسے بدترین دشمنان اسلام کے نام ملتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اُس زمانہ میں پیش آیا تھا جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان لوگوں کا میل جول ابھی باقی تھا اور کشمکش نئی نہ بڑھی تھی کہ آپ کے ہاں اُن کی آمد و رفت اور آپ کے ساتھ اُن کی ملاقاتوں کا سلسلہ بند ہو گیا ہو۔

تفسیر الاحادیث جلد دوم

آپ کا ایک نابینا سے بے رخی برتاؤ اور سرداران قریش کی طرف توجہ کرنا کچھ اس بنا پر نہ تھا کہ آپ بڑے لوگوں کو معزز اور ایک بے چارے نابینا کو حقیر سمجھتے تھے، اور معاذ اللہ یہ کوئی کج خلقی آپ کے اندر پائی جاتی تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے گرفت فرمائی۔ بلکہ معاملہ کی اصل نوعیت یہ ہے کہ ایک داعی جب اپنی دعوت کا آغاز کرنے لگتا ہے تو فطری طور پر اس کا رجحان اس طرف ہوتا ہے کہ قوم کے بااثر لوگ اس کی دعوت قبول کر لیں تاکہ کام آسان ہو جائے، ورنہ عام بے اثر، معذور یا کمزور لوگوں میں دعوت پھیل بھی جائے تو اس سے کوئی بڑا فرق نہیں پڑ سکتا۔ قریب قریب یہی طرز عمل ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے بھی اختیار فرمایا تھا جس کا محرک سراسر اخلاص اور دعوت حق کو فروغ دینے کا جذبہ تھا نہ کہ بڑے لوگوں کی تعظیم اور چھوٹے لوگوں کی تحقیر کا تخیل۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سورہ عبس نازل کر کے آپ کو سمجھایا کہ اسلامی دعوت کا صحیح طریقہ یہ نہیں ہے، بلکہ اس دعوت کے نقطہ نظر سے ہر وہ انسان اہمیت رکھتا ہے جو طالب حق ہو، چاہے وہ کیسا ہی کمزور، بے اثر، یا معذور ہو، اور ہر وہ شخص غیر اہم ہے جو حق سے بے نیازی برتے، خواہ وہ معاشرے میں کتنا ہی بڑا مقام رکھتا ہو۔ اس لیے آپ اسلام کی تعلیمات کو ہانکے پکارے سب کو سنا لیں۔ مگر آپ کی توجہ کے اصل مستحق وہ لوگ ہیں جن میں قبول حق کی آمادگی پائی جاتی ہو، اور آپ کی بلند پایہ دعوت کے مقام سے یہ بات فروتر ہے کہ آپ اُسے اُن مغرور لوگوں کے آگے پیش کریں جو اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں یہ سمجھتے ہوں کہ اُن کو آپ کی نہیں بلکہ آپ کو اُن کی ضرورت ہے۔ (تفسیر القرآن، ج ۶، جس موضوع اور مضمون)

تخریج: (۱) اَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ عُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَارِ بَيْعَةَ وَأَبُو جَهْلٍ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةَ يُنَاجِيهِمْ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ رَجَاءً أَنْ يُسَلِّمَ بِإِسْلَامِهِمْ غَيْرَهُمْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْرَبُنِي وَعَلِمَنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ تَعَالَى وَكَرَّرَ ذَلِكَ وَلَمْ يَعْلَمْ تَشَاغُلَهُ بِالْقَوْمِ فَكَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَطْعَهُ لِكَلَامِهِ وَعَبَسَ وَأَعْرَضَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ الْخ- (۱۴)

ترجمہ: ابن اُمّ مکتوم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں اس وقت حاضر ہوئے۔ جب آپ سرداران قریش، یعنی ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ، ابو جہل اور عباس بن عبدالمطلب اور امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ سے گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ انھیں اسلام کی طرف دعوت دے رہے تھے اس امید پر کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں۔ اور انھوں نے آتے ہی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے پڑھائیے مجھے وہ کچھ سکھائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے۔ یہ سوال وہ بار بار کرتے رہے اور انھیں یہ نہ معلوم ہوا کہ حضور لوگوں سے محو گفتگو ہیں۔ آپ کو اس موقع پر قطع کلام ناگوار گزرا۔ آپ کی پیشانی شکن آلود ہو گئی اور ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

(۲) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَمَوِيُّ، قَالَ: ثَنِي أَبِي، قَالَ: هَذَا مَا عَرَضْنَا عَلَى هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، وَعَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَنْزَلَ عَبَسَ وَتَوَلَّى فِي ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَجَمَلَ يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَشِدُنِي وَعِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ، فَجَمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبَلُ عَلَى الْآخِرِ يَقُولُ: أَتَرَى بِمَا أَقُولُ بَأْسًا فَيَقُولُ: لَا فِئِي هَذَا النَّوَلِ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. (۱۵)

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَنْزَلَ عَبَسَ وَتَوَلَّى فِي ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ عَبَسَ وَتَوَلَّى ابنِ اُمِّ مَكْتُومِ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے۔ جب مشرکین کے عظماء میں سے ایک شخص آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ اور وہ آتے ہی کہنے لگے اے رسول خدا! مجھے رہ نہائی فرمائیں۔ آپ اس وقت ان سے اعراض فرماتے رہے اور اس سردار کی جانب متوجہ ہو کر فرماتے رہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں کیا اس میں کوئی بات غلط ہے؟ وہ کہتا کہ نہیں۔ بس اسی کے بارے میں یہ سورہ نازل ہوئی ہے۔

آپ کے روبرو اعمالِ اُمت پیش کیے جانے کا مطلب

۶۶۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔

”اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔“

تشریح: بعض لوگوں نے اس شہادت کو یہ معنی پہنانے کی کوشش کی ہے کہ نبی ﷺ آخرت میں لوگوں کے اعمال پر شہادت دیں گے، اور اس سے وہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضور تمام لوگوں کے اعمال دیکھ رہے ہیں، ورنہ بے دیکھے شہادت کیسے دے سکیں گے۔ لیکن قرآن مجید کی رو سے یہ تاویل قطعاً غلط ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ لوگوں کے اعمال پر شہادت قائم کرنے کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا ہی انتظام فرمایا ہے۔ اس غرض کے لیے اس کے فرشتے ہر شخص کا نامہ اعمال تیار کر رہے ہیں (ملاحظہ ہو: ۱۷۷-۱۱۸ اور الکہف: ۱۳۹) اور اس کے لیے وہ لوگوں کے اپنے اعضاء سے بھی گواہی لے لے گا (یس: ۶۵-خم السجدہ: ۲۰-۲۱) رہے انبیاء علیہم السلام، تو ان کا کام بندوں کے اعمال پر گواہی دینا نہیں بلکہ اس بات پر گواہی دینا ہے کہ بندوں تک حق پہنچا دیا گیا تھا۔ قرآن صاف فرماتا ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ۔

(المائدہ: ۱۰۹)

”جس روز اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا، پھر پوچھے گا کہ تمہاری دعوت کا کیا جواب دیا گیا، تو وہ کہیں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں۔ تمام باتوں کو جاننے والے تو آپ ہی ہیں۔“

اور اسی سلسلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ جب ان سے عیسائیوں کی گمراہی کے متعلق سوال ہوگا تو وہ عرض کریں گے:

وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ۔

(المائدہ: ۱۱۷)

”میں جب تک ان کے درمیان تھا اسی وقت تک ان پر گواہ تھا۔ جب آپ نے مجھے اٹھالیا تو آپ ہی ان پر نگران تھے۔“

یہ آیات اس باب میں بالکل صریح ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اعمالِ خلق کے گواہ نہیں ہوں گے۔ پھر وہ گواہ کس چیز کے ہوں گے؟ اس کا جواب قرآن اتنی ہی صراحت کے ساتھ یہ دیتا ہے:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔
(البقرہ: ۱۴۳)

”اور اے مسلمانو! اسی طرح ہم نے تم کو ایک امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔“
وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَؤُلَاءِ۔
(التخل: ۸۹)

”اور جس روز ہم ہر امت میں انہی کے اندر سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو ان پر گواہی دے گا اور (اے محمد!) تمہیں ان لوگوں پر گواہ کی حیثیت سے لائیں گے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز نبی ﷺ کی شہادت اپنی نوعیت میں اس شہادت سے مختلف ہوگی جسے ادا کرنے کے لیے حضور کی امت کو اور ہر امت پر گواہی دینے والے شہداء کو بلا یا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ شہادت اعمال کی ہو تو ان سب کا بھی حاضر و ناظر ہونا لازم آتا ہے اور اگر یہ گواہ صرف اس امر کی شہادت دینے کے لیے بلائے جائیں گے کہ خلق تک اس کے خالق کا پیغام پہنچ گیا تھا تو لامحالہ حضور بھی اسی غرض کے لیے پیش ہوں گے۔

اس مضمون کی تائید وہ احادیث بھی کرتی ہیں جن کو بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور امام احمد وغیرہم نے عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، ابوالدرداء، انس بن مالک اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے۔ یہ مضمون اتنے صحابہ سے اتنی کثیر سندوں کے ساتھ نقل ہوا ہے کہ اس کی صحت میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔

اس سے یہ بات صریحاً ثابت ہوتی ہے کہ نبی ﷺ اپنی امت کے ایک ایک شخص اور اس کی ایک ایک حرکت کے شاہد قطعاً نہیں ہیں۔ رہی وہ حدیث جس میں یہ ذکر آیا ہے کہ حضور کے سامنے آپ کی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو وہ کسی طرح بھی اس سے متعارض نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کا حاصل صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو امت کے حالات سے باخبر رکھتا ہے۔ اس کے یہ معنی کب ہیں کہ حضور ہر شخص کے اعمال کا عینی مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۸۴)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ بْنِ الضَّبْعِيِّ وَشُعْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ ابْنُ مَيْمُونٍ، قَالَ: نَاوِصِلُ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيَلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنًا وَسَيِّئًا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النَّحَاءَ هُ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا تُدْفَنُ۔ (۱۶)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے اچھے، برے اعمال میرے روبرو پیش کیے گئے۔ ان کے اچھے اعمال میں، میں نے یہ بھی پایا کہ تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دیا جائے، اور ان کے برے اعمال میں، میں نے یہ بھی پایا کہ بلغم مسجد میں پڑا ہے اور اسے دفن نہیں کیا جاتا۔

نبی کریم ﷺ کے چلنے کا انداز

۶۷۔ نبی ﷺ مضبوط قدم رکھتے ہوئے چلتے تھے کہ گویا نشیب کی طرف اتر رہے ہیں۔

تشریح: حضرت عمرؓ کے متعلق روایات میں آیا ہے کہ انہوں نے ایک جوان آدمی کو مریل چال چلتے دیکھا تو روک کر پوچھا کیا تم بیمار ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے دُڑھ اٹھا کر اسے دھمکایا اور بولے قوت کے ساتھ چلو۔

(اس میں) غور طلب پہلو یہ ہے کہ آدمی کی چال میں آخر وہ کیا اہمیت ہے جس کی وجہ سے قرآن مجید میں اللہ کے

نیک بندوں کی خصوصیات گناتے ہوئے اس کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ سورہ فرقان کی آیت ۶۳ میں ارشاد ہے: وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا الْآيَةَ۔ ”رحمان کے اصلی بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں۔“ اس سوال کو ذرا تامل کی نگاہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی چال محض اس کے انداز رفتار ہی کا نام نہیں ہے بلکہ درحقیقت وہ اس کے ذہن اور اس کی سیرت و کردار کی اولین ترجمان بھی ہوتی ہے۔ ایک عیار آدمی کی چال، ایک غنڈے بد معاش کی چال، ایک ظالم و جابر کی چال، ایک خود پسند متکبر کی چال، ایک باوقار مہذب آدمی کی چال، ایک غریب مسکین کی چال اور اسی طرح مختلف اقسام کے دوسرے انسانوں کی چالیں ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہوتی ہیں کہ ہر ایک کو دیکھ کر بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کس چال کے پیچھے کس طرح کی شخصیت جلوہ گر ہے۔ مدعا یہ ہے کہ رحمان کے بندوں کو تو عام آدمیوں کے درمیان چلتے پھرتے دیکھ کر ہی بغیر کسی سابقہ تعارف کے الگ پہچان لوگے کہ یہ کس طرز کے لوگ ہیں۔ خدا کی بندگی نے ان کی ذہنیت اور سیرت کو جیسا کچھ بنا دیا ہے اس کا اثر ان کی چال تک میں نمایاں ہے۔ ایک آدمی انہیں دیکھ کر پہلی نظر میں جان سکتا ہے کہ یہ شریف اور حلیم ہمدرد لوگ ہیں۔ ان سے کسی شرکی توقع نہیں کی جاسکتی۔ (تفسیر القرآن، ج ۳، الفرقان، حاشیہ: ۷۹)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى غَفْرَةَ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِّنْ وُلْدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ، إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ فِي صَبَبٍ۔

ترجمہ: ابراہیم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ جب نبی ﷺ کی تعریف بیان کرتے تو فرماتے: ”نبی کریم ﷺ مضبوط قدم رکھتے ہوئے چلتے تھے کہ گویا نشیب کی طرف اتر رہے ہیں۔“

(۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَشَى تَكْفَأُ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ

مِنْ صَبَبٍ۔ (۱۷)

(۳) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ خَلِيفٍ، ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْجَرِيرِ عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ كَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَهْوِي

فِي صَبَبٍ - (۱۸)

ترجمہ: سعید جریری روایت کرتے ہیں کہ ابوالطفیل نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سعید کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ نے رسالت مآب کو کیسا دیکھا۔ بولے: ”آپ نہایت خوبصورت گورے رنگ کے تھے جب چلتے تو گویا نشیب کی طرف اتر رہے ہیں۔“

آپ کی عائلی زندگی

۶۸ - هُنَّ كَمَا تَرَى يَسْأَلُنِي النَّفَقَةَ -

”صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ آپ کی ازواج آپ کے گرد بیٹھی ہیں اور آپ خاموش ہیں۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو خطاب کر کے فرمایا: یہ میرے گرد بیٹھی ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ یہ مجھ سے خرچ کے لیے روپیہ مانگ رہی ہیں۔“

تشریح: اس پردوں صاحبوں نے اپنی اپنی بیٹیوں کو ڈانٹا اور ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو تنگ کرتی ہو اور وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ اس وقت کیسی مالی مشکلات میں مبتلا تھے اور کفر و اسلام کی انتہائی شدید کشمکش کے زمانے میں خرچ کے لیے ازواج مطہرات کے تقاضے مزاج مبارک پر کیا اثر ڈال رہے تھے!

(تفسیر القرآن، ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۴۱)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا عَبْدُ الْمَالِكِ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو عَامِرٍ، قَالَ ثَنَا كَرِيْبَا يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ بِبَابِهِ جُلُوسٌ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذِنَ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، ثُمَّ أُذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَدَخَلَا، وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ وَحَوْلَهُ نِسَاءٌ هُ وَهُوَ سَاكِتٌ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَا كَلِمَةَ النَّبِيِّ ﷺ لَعَلَّهُ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتُ بِنْتَ زَيْدٍ امْرَأَةً عُمَرَ سَأَلْتَنِي النَّفَقَةَ إِنِّي فَوَجَّاتُ عَنْقُهَا، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَأَ نَوَاجِدُهُ قَالَ: هُنَّ حَوْلِي كَمَا تَرَى يَسْأَلُنِي النَّفَقَةَ. فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عَائِشَةَ لِيَضْرِبَهَا وَقَامَ عُمَرُ إِلَى حَفْصَةَ، كِلَاهُمَا يَقُولَانِ: تَسْأَلَانِ رَسُولَ

لِیہ واقعہ جنگ احزاب اور نبی کریم سے متصل زمانے سے ہے۔

اللَّهِ عَلَيْهِ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ فَفَنَهَا هُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَ نِسَاؤُهُ وَاللَّهِ لَا نَسْأُلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ هَذَا الْمَجْلِسِ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ الْحَدِيثُ - (۱۹)

ترجمہ: حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر لوگ بیٹھے تھے کہ حضرت ابو بکر آئے، اجازت مانگی لیکن اجازت نہ ملی۔ پھر حضرت عمر آئے اور اجازت طلب کی لیکن اجازت نہ ملی، تھوڑی دیر بعد ابو بکر و عمر کو اجازت دے دی گئی، دونوں اندر چلے گئے۔ نبی ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات آپ کے گرد جمع ہیں، آپ خاموش ہیں۔ حضرت عمر نے دل میں کہا، میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور (دل لگی کی) بات کروں گا شاید آپ ہنس پڑیں (خوش ہو جائیں) اس فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے عمر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں زید کی بیٹی، عمر کی بیوی کو اس وقت نفقہ کا مطالبہ کرتے ہوئے پاؤں تو اس کی گردن دبوچ ڈالوں۔

اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں نمایاں ہو گئیں اور فرمایا یہ تو میرے گرد جمع ہیں، تم دیکھ ہی رہے ہو اور نفقہ کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ اس پر ابو بکر عائشہ کو مارنے کے لیے اور عمر حفصہ کو مارنے کے لیے یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تم رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کی طلب کرتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو مارنے سے روک دیا، اس پر ازواج نے عرض کیا، اللہ کی قسم! اس نشست کے بعد ہم رسول اللہ ﷺ سے کسی ایسی چیز کی طلب نہیں کریں گی جو آپ کے پاس نہ ہو۔“

ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کا عدل

۶۹۔ بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد وغیر ہم حضرت عائشہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

سورہ احزاب کی آیت ۵۱ تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُوْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمِنْ ابْتِغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ۔ ”تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلاؤ“ کے نزول کے بعد بھی حضور کا طریقہ یہی رہا ہے کہ آپ ہم میں سے کسی بیوی کی باری کے دن دوسری بیوی کے یہاں جاتے تو اس سے اجازت لے کر جاتے تھے۔

ابو بکر بھٹا ص غزوہ بن زبیر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے ان سے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ باریوں کے تقسیم میں ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ اگرچہ کم ہی ایسا ہوا تھا کہ آپ کسی روز اپنی سب بیویوں کے یہاں نہ جاتے ہوں مگر جس بیوی کی باری کا دن ہوتا تھا اس کے سوا کسی دوسری بیوی کو چھوتے تک نہ تھے۔“

اور یہ روایت بھی حضرت عائشہ ہی کی ہے کہ جب حضور ﷺ اپنی آخری بیماری میں مبتلا ہوئے اور نقل و حرکت آپ

کے لیے مشکل ہوگئی تو آپ نے سب بیویوں سے اجازت طلب کی کہ مجھے عائشہ کے ہاں رہنے دو، اور جب سب نے اجازت دے دی تب آپ نے آخری زمانہ حضرت عائشہ کے ہاں گزارا۔ (تفسیر القرآن ج ۳، ۱۱۱، احزاب، حاشیہ: ۹۱)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا جَبَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ. تُرْجَى مِنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُوْرَى إِلَيْكَ مِنْ تَشَاءُ الْخ. (۲۰)

(۲) رَوَى عَاصِمُ بِالْأَحْوَلِ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَأْذِنُنَا فِي يَوْمِ إِحْدَانَا بَعْدَ مَا أَنْزَلَ تُرْجَى مِنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ الْخ. (۲۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ سورہ احزاب کی آیہ کریمہ تُرْجَى مِنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ الْخ کے نزول کے بعد حضور کا طریقہ یہی رہا کہ آپ ہم میں سے کسی بیوی کی باری کے دن دوسری بیوی کے ہاں جاتے تو اس سے اجازت لے کر جاتے تھے۔

(۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا ابْنَ أُخْتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَفْضُلُ بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِسْمِ مِنْ مَكْتَبِهِ عِنْدَهَا وَكَانَ قَلَّ يَوْمٍ إِلَّا وَهُوَ يَطُوفُ عَلَيْنَا جَمِيعًا فَيَدْنُو مِنْ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيَسٍ حَتَّى يَبْلُغَ إِلَى الَّتِي هُوَ يَوْمَهَا فَيَبِيتُ عِنْدَهَا الْخ. (۲۲)

ترجمہ: ابوبکر بھٹا ص عروہ بن زبیر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے ان سے فرمایا، اے بھانجے رسول اللہ ﷺ باریوں کی تقسیم میں ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ اگرچہ کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ آپ کسی روز اپنی سب بیویوں کے ہاں نہ جاتے ہوں مگر جس بیوی کی باری کا دن ہوتا تھا اس کے سوا کسی دوسری بیوی کو چھوتے تک نہ تھے۔

(۴) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرِّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَ لَهُ الْحَدِيث. (۲۳)

ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا جب حضور اپنی آخری بیماری میں مبتلا ہوئے اور نقل و حرکت آپ کے لیے مشکل ہوگئی تو آپ نے سب بیویوں سے اجازت طلب کی کہ مجھے عائشہ کے ہاں رہنے دو، اور جب سب نے اجازت دے دی تب آپ نے آخری زمانہ حضرت عائشہ کے ہاں گزارا۔

حضورؐ کا اخلاقی رُعب

۷۰۔ (قاضی ابوالحسن الماوردی نے اپنی کتاب اعلام النبوة میں لکھا ہے) ابو جہل ایک یتیم کا وصی تھا۔ وہ بچہ ایک روز اس حالت میں اُس کے پاس آیا کہ اس کے بدن پر کپڑے تک نہ تھے اور اُس نے التجا کی کہ اُس کے باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے وہ اس سے کچھ دے دے مگر اس ظالم نے اس کی طرف توجہ تک نہ کی اور وہ کھڑے کھڑے آخر کار مایوس ہو کر پلٹ گیا۔ قریش کے سرداروں نے ازراہ شرارت اس سے کہا کہ محمد (ﷺ) کے پاس جا کر شکایت کر، وہ ابو جہل سے سفارش کر کے تجھے تیرا مال دلا دیں گے۔ بچہ بے چارہ ناواقف تھا کہ ابو جہل کا حضورؐ سے کیا تعلق ہے اور یہ بد بخت اُسے کس غرض کے لیے مشورہ دے رہے ہیں۔ وہ سیدھا حضورؐ کے پاس پہنچا اور اپنا حال آپ سے بیان کیا۔ آپ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے ساتھ لے کر اپنے بدترین دشمن ابو جہل کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ کو دیکھ کر اس نے آپ کا استقبال کیا اور جب آپ نے فرمایا کہ اس بچے کا حق اسے دے دو تو وہ فوراً مان گیا اور اس کا مال لا کر اسے دے دیا۔ قریش کے سردار تاک میں لگے ہوئے تھے کہ دیکھیں، ان دونوں کے درمیان کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ وہ کسی مزے دار جھڑپ کی امید کر رہے تھے۔ مگر جب انہوں نے یہ معاملہ دیکھا تو حیران ہو کر ابو جہل کے پاس آئے اور اسے طعنہ دیا کہ تم بھی اپنا دین چھوڑ گئے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! میں نے اپنا دین نہیں چھوڑا۔ مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ محمد (ﷺ) کے دائیں اور بائیں ایک ایک حربہ ہے جو میرے اندر گھس جائے گا اگر میں نے ذرا بھی ان کی مرضی کے خلاف حرکت کی۔

تشریح: اس واقعہ سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں عرب کے ترقی یافتہ اور معزز قبیلے تک کے بڑے بڑے سرداروں کا یتیموں اور دوسرے بے یار و مددگار لوگوں کے ساتھ کیا سلوک تھا، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کس بلنداخلاق کے مالک تھے اور آپ کے اس اخلاق کا آپ کے بدترین دشمنوں تک پر کیا رعب تھا۔

(تفسیر القرآن، ج ۶، الماعون، حاشیہ: ۵)

۷۱۔ ایک دفعہ قبیلہ اَراش کا ایک شخص کچھ اونٹ لے کر مکہ آیا۔ ابو جہل نے اس کے اونٹ خرید لیے اور جب اس نے قیمت طلب کی تو مال مٹول کرنے لگا۔ اَراشی نے تنگ آ کر ایک روز حرم کعبہ میں قریش کے سرداروں کو جا پکڑا اور مجمع عام میں فریاد شروع کر دی۔ دوسری طرف حرم کے ایک گوشے میں نبی ﷺ تشریف فرما تھے۔ سرداران قریش نے اس شخص سے کہا کہ ”ہم کچھ نہیں کر سکتے، دیکھو! وہ صاحب جو اس کو نے میں بیٹھے ہیں، ان سے جا کر کہو وہ تم کو روپیہ دلا دیں گے۔“ اَراشی نبی ﷺ کی طرف چلا، اور قریش کے سرداروں نے آپس میں کہا۔ ”آج لطف آئے گا۔“ اَراشی نے جا کر حضورؐ سے اپنی شکایت بیان کی۔ آپ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے ساتھ لے کر ابو جہل کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ سرداروں نے پیچھے ایک آدمی لگا دیا کہ جو کچھ گزرے اس کی خبر لا کر دے۔ نبی ﷺ سیدھے ابو جہل کے دروازے پر پہنچے اور کنڈی کھٹکھٹائی۔ اس نے پوچھا۔ ”کون؟“ آپ نے جواب دیا ”محمد“ وہ حیران ہو کر باہر نکل آیا۔ آپ نے اس سے کہا ”اس شخص کا حق ادا کر دو۔“ اس نے جواب میں کوئی چون و چرا نہ کی، اندر گیا اور اس کے اونٹوں کی قیمت لا کر اس کے ہاتھ میں دے دی۔ قریش کا مخبر یہ حال دیکھ کر حرم کی طرف دوڑا اور سرداروں کو سارا ماجرا سنا دیا اور کہنے لگا کہ واللہ! آج وہ عجیب ماجرا دیکھا ہے جو کبھی

نہ دیکھا تھا، حکم بن ہشام (ابو جہل) جب نکلا ہے تو محمد کو دیکھتے ہی اُس کا رنگ فق ہو گیا اور جب محمد نے اس سے کہا کہ اس کا حق ادا کر دو تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے حکم بن ہشام کے جسم میں جان نہیں ہے۔ (ابن ہشام، ج اول ص ۳۸۹، ج ۲، ص ۲۹، ۳۰، مطبعہ البابی مصر)

تشریح: کفار مکہ کے وہ بڑے بڑے سردار آپس میں بیٹھ بیٹھ کر سرگوشیاں کیا کرتے تھے جن کو نبی ﷺ کی دعوت کا مقابلہ کرنے کی بڑی فکر لاحق تھی۔ وہ کہتے تھے کہ یہ شخص بہر حال نبی تو ہو نہیں سکتا کیوں کہ ہم ہی جیسا انسان ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے۔ آخر اس میں وہ نرالی بات کیا ہے جو اس کو ہم سے ممتاز کرتی ہو اور ہماری بہ نسبت اس کو خدا سے ایک غیر معمولی تعلق کا مستحق بناتی ہو؟ البتہ اس شخص کی باتوں میں اور اس کی شخصیت میں ایک جادو ہے کہ جو اس کی بات کان لگا کر سنتا ہے اور اس کے قریب جاتا ہے وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو نہ اس کی سنو اور نہ اس سے میل جول رکھو۔ کیوں کہ اس کی باتیں سننا اور اس کے قریب جانا گویا آنکھوں دیکھتے جادو کے پھندے میں پھنسنا ہے۔

تخریج: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيُّ، وَكَانَ وَاعِيَةً، قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ إِرَاشٍ. قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَيُقَالُ: إِرَاشَةٌ. بَابِلٌ لَهُ مَكَّةَ، فَابْتَاعَهَا مِنْهُ أَبُو جَهْلٍ، فَمَطَّلَهُ بِأَثْمَانِهَا فَأَقْبَلَ الْإِرَاشِيَّ حَتَّى وَقَفَ عَلَى نَادٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ جَالِسٌ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، مَنْ رَجُلٌ يُؤَدِّيَنِي عَلَى أَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ، فَإِنِّي رَجُلٌ غَرِيبٌ ابْنُ سَبِيلٍ، وَقَدْ غَلَبَنِي عَلَى حَقِّي؟ قَالَ فَقَالَ لَهُ أَهْلُ ذَلِكَ الْمَجْلِسِ: أَتَرَى ذَلِكَ الرَّجُلَ الْجَالِسَ — لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَهُمْ يَهْزَأُونَ بِهِ لَمَّا يَعْلَمُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي جَهْلٍ مِنَ الْعَدَاوَةِ — اذْهَبْ إِلَيْهِ فَإِنَّهُ يُؤَدِّيكَ عَلَيْهِ.

فَأَقْبَلَ الْإِرَاشِيَّ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ قَدْ غَلَبَنِي عَلَى حَقِّي لِي قَبْلَهُ، وَأَنَا رَجُلٌ غَرِيبٌ. ابْنُ سَبِيلٍ، وَقَدْ سَأَلْتُ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ عَنْ رَجُلٍ يُؤَدِّيَنِي عَلَيْهِ، يَأْخُذُ لِي حَقِّي مِنْهُ، فَأَشَارُوا لِي إِلَيْكَ، فَخُذْ لِي حَقِّي مِنْهُ يَرْحَمَكَ اللَّهُ، قَالَ: انْطَلِقْ إِلَيْهِ، وَقَامَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَامَ مَعَهُ. قَالُوا لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُمْ: اتَّبِعْهُ فَإِنَّا نَنْظُرُ مَاذَا يَصْنَعُ.

قَالَ: وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جَاءَهُ فَضْرَبَ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ مُحَمَّدٌ، فَخَرَجَ إِلَيْ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ، وَمَا فِي وَجْهِهِ مِنْ رَائِحَةٍ، قَدَانْتَفَعَ لَوْنُهُ فَقَالَ: اعْطِ هَذَا الرَّجُلَ حَقَّهُ، قَالَ: نَعَمْ، لَا تَبْرَحْ حَتَّى أُعْطِيَهُ الَّذِي لَهُ، قَالَ: فَدَخَلَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ بِحَقِّهِ، فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ. قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ لِلْإِرَاشِيِّ: الْحَقُّ بِشَانِكَ، فَأَقْبَلَ الْإِرَاشِيَّ حَتَّى وَقَفَ عَلَى ذَلِكَ الْمَجْلِسِ، فَقَالَ: جَزَاهُ اللَّهُ خَيْرًا، فَقَدْ وَاللَّهِ أَخَذَ لِي حَقِّي.

قال: وَجَاءَ الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثُوا مَعَهُ، فَقَالُوا: وَيَحْكُ! مَاذَا رَأَيْتَ؟ قَالَ: عَجَبًا مِنْ الْعَجَائِبِ، وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ضَرَبَ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَمَا مَعَهُ رُوحُهُ، فَقَالَ لَهُ: أَعْطِ هَذَا حَقَّهُ، فَقَالَ نَعَمْ، لَا تَبْرُحْ حَتَّى أُخْرِجَ إِلَيْهِ حَقَّهُ. فَدَخَلَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ بِحَقِّهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. قَالَ: لَمْ يَلْبَثْ أَبُو جَهْلٍ أَنْ جَاءَ، فَقَالُوا لَهُ: وَيْلَكَ! مَا لَكَ؟ وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَنَعْتَ قَطُّ! قَالَ وَيَحْكُمُ وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ضَرَبَ عَلَيَّ بَابِي، وَسَمِعْتُ صَوْتَهُ، فَمَلَيْتُ رُغْبًا، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَيْهِ وَإِنَّ فَوْقَ رَأْسِهِ لَفُحْلًا مِنْ الْإِبِلِ، مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَامِيَتِهِ، وَلَا قُضْرِيَتِهِ، وَلَا أَنْيَابِهِ، لِفُحْلِ قَطُّ، وَاللَّهِ لَوْ أَبَيْتُ لَا كَلْبِي. (۲۴)

آپ پر ساحری کا الزام

۷۲۔ جس چیز کی وجہ سے وہ نبی ﷺ پر ”سحر“ کا الزام چسپاں کرتے تھے اس کی چند مثالیں آپ کے قدیم ترین سیرت نگار محمد بن اسحاق متوفی ۱۵۲ھ نے بیان کی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک دفعہ عتبہ بن ربیعہ (ابوسفیان کے خسر، ہندجگر خوار کے باپ) نے سرداران قریش سے کہا، اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں جا کر محمد سے ملوں اور اسے سمجھانے کی کوشش کروں۔ یہ حضرت حمزہ کے اسلام لانے کے بعد کا واقعہ ہے جب کہ نبی ﷺ کے صحابہ کی تعداد روز بروز بڑھتے دیکھ کر اکابر قریش سخت پریشان ہو رہے تھے۔ لوگوں نے کہا ابولولید، تم پر پورا اطمینان ہے، ضرور جا کر اس سے بات کرو۔ وہ حضور کے پاس پہنچا اور کہنے لگا بھتیجے، ہمارے ہاں تم کو جو عزت حاصل تھی، تم خود جانتے ہو، اور نسب میں بھی تم ایک شریف ترین گھرانے کے فرد ہو۔ تم اپنی قوم پر یہ کیا مصیبت لے آئے ہو؟ تم نے جماعت میں تفرقہ ڈال دیا۔ ساری قوم کو بے وقوف ٹھہرایا اس کے دین اور اس کے معبودوں کی برائی کی۔ باپ دادا جو مرچکے ہیں ان سب کو تم نے گمراہ اور کافر بنا دیا۔ بھتیجے، اگر ان باتوں سے تمہارا مقصد دنیا میں اپنی بڑائی قائم کرنا ہے تو آؤ ہم سب مل کر تم کو اتنا روپیہ دے دیتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ سرداری چاہتے ہو تو ہم تمہیں سردار مانے لیتے ہیں۔ بادشاہی چاہتے ہو تو بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بیماری ہوگئی ہے جس کی وجہ سے تم کو واقعی سوتے یا جاگتے میں کچھ نظر آنے لگا ہے تو ہم سب مل کر بہترین طبیبوں سے تمہارا علاج کرائے دیتے ہیں۔ یہ باتیں وہ کرتا رہا اور نبی ﷺ خاموش سنتے رہے۔

جب وہ خوب بول چکا تو آپ نے فرمایا۔ اچھا اب میری سنو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، حَمَّ تَنْزِیْلِ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اس کے بعد کچھ دیر تک مسلسل آپ سورہ حَمَّ السَّجْدَةِ کی تلاوت فرماتے رہے اور عتبہ پیچھے ہاتھ ٹیکے غور سے سنتا رہا۔ اڑتیسویں آیت پر پہنچ کر آپ نے سجدہ کیا۔ اور پھر سر اٹھا کر عتبہ سے فرمایا، ”ابوالولید، جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ آپ نے سن لیا، اب آپ جانیں اور آپ کا کام“ عتبہ وہاں سے اٹھ کر سرداران قریش کی طرف پلٹا تو لوگوں نے دور ہی سے اس کو آتے دیکھ کر کہا۔ ”خدا کی قسم! ابوالولید کا چہرہ بدلا ہوا ہے۔ یہ وہ صورت نہیں ہے جسے لے کر وہ گیا تھا۔“ اس کے پہنچتے ہی

تفسیریم اللہ صلیت جلد دوم

لوگوں نے سوال کیا، کہو ابوالولید! کیا آئے ہو؟ اس نے کہا۔ ”خدا کی قسم! آج میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ واللہ یہ شعر نہیں ہے، نہ سحر ہے اور نہ کہانت۔ اے معشر قریش! میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس کی باتیں جو میں نے سنی ہیں، رنگ لا کر رہیں گی۔ اگر عرب اس پر غالب آگئے تو اپنے بھائی کا خون تمہاری گردن پر نہ ہوگا، دوسروں پر ہوگا۔ اور اگر یہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی حکومت تمہاری حکومت ہوگی اور اس کی عزت تمہاری عزت۔ لوگوں نے کہا۔ ”واللہ! ابوالولید تم پر بھی اس کا جادو چل گیا۔“ اس نے کہا۔ ”یہ میری رائے ہے، اب تم جانو اور تمہارا کام۔“ یہ تھا کلام کا اثر جس کو وہ لوگ جادو قرار دیتے تھے اور ناواقف لوگوں کو یہ کہہ کر ڈراتے تھے کہ اس شخص کے پاس نہ جانا اور نہ جادو کر دے گا اور وہ تھا شخصیت اور سیرت و کردار کا اثر۔ (ابن ہشام جلد اول، ص: ۳۱۳، ۳۱۴)

بیہقی نے اس واقعہ کے متعلق جو روایات جمع کی ہیں ان میں سے ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب حضورؐ سورہ حَمَّ السَّجْدَةِ کی تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے کہ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَ ثَمُوْدَ۔ تو عقبہ نے بے اختیار آگے بڑھ کر آپؐ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا کہ خدا کے لیے اپنی قوم پر رحم کرو۔

(تفسیر القرآن، ج ۳، الانبیاء، حاشیہ: ۵)

آل حضورؐ اور شعر و شاعری

۷۳۔ (معتبر روایات میں آیا ہے) کہ کوئی شعر حضورؐ کو پورا یاد نہ تھا۔ دوران گفتگو کبھی کسی شاعر کا کوئی اچھا شعر زبان مبارک پر آتا بھی تو غیر موزوں پڑھ جاتے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوران تقریر آپؐ نے شاعر کا مصرعہ یوں نقل کیا:

كَفَى بِالْإِسْلَامِ وَالشَّيْبِ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا

حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اصل مصرعہ یوں ہے:

كَفَى الشَّيْبُ وَالْإِسْلَامُ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا

ایک مرتبہ عباس بن مرداس سلمیٰ سے آپؐ نے پوچھا، کیا تم ہی نے یہ شعر کہا ہے:

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعَبِيدِ وَبَيْنَ الْأَقْرَعِ وَغَيْبَةِ

انہوں نے عرض کیا آخری فقرہ یوں نہیں ہے بلکہ یوں ہے۔ بَيْنَ غَيْبَةِ وَالْأَقْرَعِ۔ آپؐ نے فرمایا: معنی میں تو

دونوں یکساں ہیں۔ (تفسیر القرآن، ج ۳، الشعراء، حاشیہ: ۱۳۳)

تخریج: (۱) قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَمَثَّلُ بِهَذَا الْبَيْتِ كَفَى بِالْإِسْلَامِ وَالشَّيْبِ

۱۔ اس روایت کی تخریج نعل سوم کی ذیلی سرخی ”عقبہ بن ربیعہ کی پیشکش“ کے تحت گزر چکی ہے۔

لِلْمَرْءِ نَاهِيًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَفَى الشَّيْبُ وَالْإِسْلَامُ نَاهِيًا. (۲۵)
 (۲) قَالَ ابْنُ هِشَامٍ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَبَّاسَ بْنَ مُرْدَاسٍ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْتَ الْقَائِلُ فَأَصْبَحَ نَهْبِي وَنَهْبُ الْعَبِيدِ بَيْنَ الْأَقْرَعِ وَعُيَيْنَةَ؟ فَقَالَ
 أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ. بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هُمَا وَاحِدٌ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَشْهَدُ
 أَنَّكَ، كَمَا قَالَ اللَّهُ: وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ. (۲۶)

ترجمہ: ابن ہشام کا بیان ہے کہ مجھے بعض اہل علم نے بتایا کہ عباس بن مرداس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا،
 تو آں حضور ﷺ نے اس سے پوچھا: کہ یہ شعر فأصبح نهبي ونهب العبيد بين الأقرع وعيينة تم نے ہی کہا ہے؟
 یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ”معنی میں تو دونوں یکساں ہیں۔“
 حضرت ابو بکر نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ارشاد باری تعالیٰ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ کے صحیح
 مصداق ہیں۔

۷۴۔ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ حضورؐ کبھی اشعار بھی اپنی تقریروں میں استعمال فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا شعر سے
 بڑھ کر آپ کو کسی چیز سے نفرت نہ تھی۔ البتہ کبھی کبھار بنی قیس کے شاعر کا ایک شعر پڑھتے تھے مگر اول کو آخر کو اول پڑھ
 جاتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ یوں نہیں بلکہ یوں ہے، تو ”آپ فرماتے کہ بھائی میں شاعر نہیں ہوں،
 اور نہ شعر گوئی میرے کرنے کا کام ہے۔“
 (تفسیر القرآن، ج ۳، اشعار، حاشیہ: ۱۳۳)

تخریج: (۱) قَالَ بَلَّغْنِي أَنَّهُ قِيلَ لِعَائِشَةَ. هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنَ الشِّعْرِ؟ قَالَتْ:
 كَانَ أَبْغَضَ الْحَدِيثِ إِلَيْهِ، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَتَمَثَّلُ بِبَيْتِ أَخِي بَنِي قَيْسٍ فَيَجْعَلُ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ يَقُولُ:
 وَيَأْتِيكَ مَنْ لَمْ تَزُودَ بِالْأَخْبَارِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَيْسَ هَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي وَاللَّهِ مَا أَنَا
 بِشَاعِرٍ وَلَا يَنْبَغِي لِي. (۲۷)

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ
 الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي قَوْلِهِ. وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ قَالَ: بَلَّغْنِي أَنَّ عَائِشَةَ سَأَلَتْ هَلْ كَانَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنَ الشِّعْرِ فَقَالَتْ: لَا إِلَّا بِبَيْتِ أَخِي بَنِي قَيْسٍ بِنِ طَرْفَةَ.

سَتَبْدِي لَكَ الْآيَامَ مَا كُنْتَ جَاهِلًا
 وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تَزُودَ

قَالَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ:

يَأْتِيكَ مَنْ لَمْ تَزُودَ بِالْأَخْبَارِ

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَيْسَ هَكَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِشَاعِرٍ وَلَا يَنْبَغِي لِي. (۲۸)

۷۵۔ لَانَ يَمْتَلِيْ جَوْفَ اَحَدِكُمْ فَيُخَا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَمْتَلِيْ شِعْرًا۔

”تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے۔“

تشریح: جس قسم کے مضامین سے عرب کی شاعری لبریز تھی وہ یا تو شہوانیت اور عشق بازی کے مضامین تھے، یا شراب نوشی کے، یا قبائلی منافرت اور جنگ و جدل کے، یا نسلی فخر و غرور کے، نیکی اور بھلائی کی باتیں ان میں بہت ہی کم پائی جاتی تھیں۔ پھر جھوٹ، مبالغہ، بہتان، ہجو، بے جا تعریف، ڈینگیں، طعن، پھبتیاں اور مشرکانہ خرافات تو اس شاعری کی رگ رگ میں پیوست تھیں۔ اسی لیے نبی ﷺ کی رائے اس شاعری کے بارے میں یہ تھی کہ تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے کیوں کہ شاعر ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں یعنی کوئی ایک راہ متعین نہیں ہے جس پر وہ سوچتے اور اپنی قوت گویائی صرف کرتے ہوں۔ بلکہ ان کا تو سن فکر ایک بے لگام گھوڑے کی طرح ہر وادی میں بھٹکتا پھرتا ہے اور جذبات یا خواہشات و اغراض کی ہر نئی روان کی زبان سے ایک نیا مضمون ادا کرتا ہے جسے سوچنے اور بیان کرنے میں اس بات کا کوئی لحاظ سرے سے ہوتا ہی نہیں کہ یہ بات حق اور صدق بھی ہے۔ کبھی ایک لہر اٹھی تو حکمت اور موعظت کی باتیں ہونے لگیں اور کبھی دوسری لہر آئی تو اس زبان سے انتہائی گندے سفلی جذبات کا ترشح شروع ہو گیا۔ کبھی کسی سے خوش ہوئے تو اُسے آسمان پر چڑھا دیا اور کبھی بگڑ بیٹھے تو اسکو تحت الثریٰ میں جا گرایا۔ ایک بخیل کو حاتم اور ایک بزدل کو رستم و اسفندیار پر فضیلت دینے میں انھیں ذرا تامل نہیں ہوتا اگر اس سے کوئی غرض وابستہ ہو۔ اس کے برعکس کسی سے رنج پہنچ جائے تو اس کی پاک زندگی پر دھبہ لگانے اور اس کی عزت پر خاک پھینکنے میں، بلکہ اس کے نسب پر طعن کرنے میں بھی ان کو شرم محسوس نہیں ہوتی۔ خدا پرستی اور دہریت، مادہ پرستی اور روحانیت، حسن اخلاق اور بداخلاق، پاکیزگی اور گندگی، سنجیدگی اور ہزل، قصیدہ اور ہجوسب کچھ ایک ہی شاعر کے کلام میں آپ کو پہلو بہ پہلو مل جائے گا۔ شعراء کی ان معروف خصوصیات سے جو شخص واقف ہو اس کے دماغ میں آخر یہ بے تکی بات کیسے اتر سکتی ہے کہ اس قرآن کے لانے والے پر شاعری کی تہمت رکھی جائے جس کی تقریر چچی تلی، جس کی بات دو ٹوک، جس کی راہ بالکل واضح اور متعین ہے اور جس نے حق اور راستی اور بھلائی کی دعوت سے ہٹ کر کبھی ایک کلمہ بھی زبان سے نہیں نکالا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الشعراء، حاشیہ: ۱۲۳)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَانَ يَمْتَلِيْ جَوْفَ اَحَدِكُمْ فَيُخَا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَمْتَلِيْ شِعْرًا۔ (۲۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا کہ آپ نے فرمایا ”تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے۔“

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَانَ يَمْتَلِيْ جَوْفَ الرَّجُلِ فَيُخَا حَتَّى يَرِيَهُ، خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَمْتَلِيْ شِعْرًا۔ (۳۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کا پیٹ اگر پیپ سے اس قدر بھر جائے کہ وہ اس کے پیمپروں تک پہنچ جائے، اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ اپنے پیٹ کو شعر سے بھرے۔

(۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْعَرَجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: خُذُوا الشَّيْطَانَ! أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ، لَأَنْ يَمْتَلِي جَوْفَ أَحَدِكُمْ فَيُحَا، خَيْرٌ لَهُ مِنْ يَمْتَلِي شِعْرًا۔ (۳۱)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے: ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام عرج پر سفر کر رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر سامنے سے شعر کہتا ہوا نمودار ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: پکڑو اس شیطان کو یا فرمایا روکو اس شیطان کو، تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے۔“

۷۶۔ إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ لِحِكْمَةٌ۔

”جس شعر میں کوئی اچھی بات ہوتی تو آپ اس کی داد دیتے، آپ کا ارشاد تھا: ”بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: نَا أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ. أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبِي ابْنَ كَعْبٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةٌ۔ (۳۲)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب نے بتایا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں۔“

(۲) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمًا۔ (۳۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک بدوی دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت عمدہ انداز میں گفتگو کرنا شروع کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بعض گفتگو میں سحر انگیز ہوتی ہیں اور بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں۔

۷۷۔ اَمَّنْ شِعْرُهُ وَكَفَرَ قَلْبُهُ۔

”امیہ بن ابی الصلت کا کلام سن کر آپ نے فرمایا کہ ”اس کا شعر مومن ہے مگر اس کا دل کافر ہے۔“

تخریج: (۱) وَكَانَ أُمِيَّةٌ قَدْ قَرَأَ الْكُتُبَ وَرَغِبَ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَكَانَ يُخْبِرُ بَانَ نَبِيًّا يُبْعَثُ قَدْ أَظَلَّ زَمَانُهُ فَلَمَّا سَمِعَ بِخُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ كَفَرَ حَسَدًا لَهُ. وَلَمَّا أَنْشَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شِعْرَهُ قَالَ: اَمَّنْ لِسَانُهُ وَكَفَرَ قَلْبُهُ۔ (۳۴)

ترجمہ: امیہ بن ابی الصلت سابقہ کتب (سماوی) پڑھ کر بتوں کی پوجا پاٹ سے بے زار و بے رغبت ہو چکا تھا۔ اور لوگوں کو یہ خبر دیتا تھا کہ ایک عظیم نبی کی بعثت کا وقت آن پہنچا ہے۔ مگر جب اس نے سنا کہ نبی ﷺ نے ظہور فرمایا ہے تو مارے حسد

کے آپ کی نبوت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ جب کبھی اس کا شعر پڑھتے تو فرماتے کہ اس کی زبان (شعر) مومن ہے مگر اس کا دل کافر ہے۔

۷۸۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے سو کے قریب عمدہ عمدہ اشعار آپ کو سنائے اور آپ فرماتے گئے ”اور سناؤ“۔

تخریج: حَدَّثَنَا عُمَرُو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ أَبِي عُيَيْنَةَ، قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: نَاسُفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَدَفْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْئًا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: هَيْه، فَانْشُدْهُ بَيْتًا. فَقَالَ: هَيْه. ثُمَّ انْشُدْهُ، بَيْتًا، فَقَالَ: هَيْه حَتَّى انْشُدْهُ مِائَةَ بَيْتٍ - (۳۵)

ترجمہ: عمر اپنے باپ شرید سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ہی کی سواری پر سوار تھا کہ آپ نے فرمایا اُمیہ بن ابی الصلت کا کوئی شعر تمہیں یاد ہے۔ میں نے عرض کیا، ہاں، آپ نے فرمایا ”سناؤ“ چنانچہ میں نے آپ کو اُمیہ کا ایک شعر سنایا۔ پھر فرمایا: ”اور سناؤ“ میں نے ایک اور شعر سنا دیا۔ پھر فرمایا: اور سناؤ، اس طرح میں نے آپ کو اُمیہ کے سو شعر سنائے۔

دفاعی شاعری

۷۹۔ اُهْجُهُمْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبْلِ -

”حضرت کعب بن مالک سے آپ نے فرمایا: ”ان کی ہجو کہو، کیونکہ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تمہارا شعر ان کے حق میں تیرے زیادہ تیز ہے۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ابْنَانَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، وَابْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا بَنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَفِي حَرَمِ اللَّهِ تَعَالَى تَقُولُ شِعْرًا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: خَلَّ عَنْهُ يَا عُمَرُ، فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ - (۳۶)

ترجمہ: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عمرہ القضاء کے لیے مکہ میں داخل ہوئے۔ ابن رواحہ آپ کے آگے آگے یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔ ”اے کفار کی اولاد ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ آج رسول اللہ ﷺ کو روکنے پر ہم تمہاری کھوپڑیوں پر تلوار کی ایسی ضرب لگائیں گے کہ سرتن سے جدا ہو جائیں گے۔ اور دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا۔ حضرت عمر بولے۔ اے ابن رواحہ! رسول اللہ ﷺ کے آگے حرم مکہ میں شعر کہہ رہے ہو۔ نبی ﷺ نے عمر کی بات سن کر فرمایا: عمر! ان اشعار کا اثر ان پر تیرے بھی زیادہ تیز ہے لہذا اسے چھوڑ دو کہنے دو۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ ابْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ - (۳۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت حسان کو حکم دیا کہ قریش کی ہجو کہو۔ کیوں کہ یہ ان پر تیرے زیادہ گراں گزرتی ہے۔

(۳) أَحْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً وَهُمْ فِي سَفَرٍ أَيْنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ؟ فَقَالَ: لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: خُذْ! فَجَعَلَ يُنْشِدُهُ وَيُصْغِي إِلَيْهِ حَتَّى فَرَغَ نَشِيدَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَهَذَا أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ وَقَعِ النَّبْلِ - (۳۸)

ترجمہ: ابن سیرین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات جب کہ وہ سب سفر میں تھے، فرمایا کہ ”حسان کہاں ہیں؟ حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سعادت سے نوازے، حضور ﷺ نے فرمایا: خبر لو! چنانچہ انھوں نے شعر کہنا شروع کر دیے۔ آپ پوری توجہ سے ان کے اشعار سماعت فرماتے رہے تا آنکہ حضرت حسان نے شعر گوئی بند کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یقیناً یہ شعر ان پر تیرے زیادہ سخت ہے۔“

۸۰۔ أَهْجُهُمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ - قُلْ وَرُوحِ الْقُدُسِ مَعَكَ -

”ان کی خبر لو اور جبریل تمہارے ساتھ ہیں“ ”کہو اور روح القدس تمہارے ساتھ ہیں۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ. عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ

النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ لِحَسَّانَ، أَهْجُهُمْ، أَوْ قَالَ: هَا جِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ - (۳۹)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا کہ ان کی ہجو کہو، جبریل تمہارے ساتھ ہیں۔

(۲) زَادَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ النَّبِيُّ

ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ أَهْجِ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ - (۴۰)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قریظہ کے ساتھ معرکہ آرائی کے روز حضرت حسان کو حکم دیا کہ مشرکین کی ہجو کہو جبریل تمہارے ساتھ ہیں۔

(۳) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: ابْنَانَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ لِحْسَانَ ابْنِ ثَابِتٍ مَنِيرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا. يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ قَالَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ حَسَانَ بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا يُنَافِحُ أَوْ يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - (۴۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسان بن ثابت کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے تھے۔ حسان اس پر سیدھے کھڑے ہو کر اشعار کہتے جن سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہتے ہیں۔

(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَصْبُحِيُّ (لَوِين)، ثنا ابى الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، وَهِشَامِ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ لِحْسَانَ مَنِيرًا فِي الْمَسْجِدِ فَيَقُومُ عَلَيْهِ يَهْجُومُنْ قَالَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَانَ مَا نَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - (۴۲)

۸۱۔ اِنَّ الْمُؤْمِنِ يَجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ۔

”مومن تلوار سے بھی لڑتا ہے اور زبان سے بھی۔“

تشریح: (شاعروں کو مندرجہ بالا احادیث میں یہ کہا گیا ہے کہ) وہ شخصی اغراض کے لیے تو کسی کی ہجوتہ کریں، نہ ذاتی یا نسلی و قومی عصبیتوں کے خاطر انتقام کی آگ بھڑکائیں، مگر جب ظالموں کے مقابلے میں حق کی حمایت کے لیے ضرورت پیش آئے تو پھر زبان سے وہی کام لیں جو ایک مجاہد تیر و شمشیر سے لیتا ہے۔ ہر وقت گھگھیاتے ہی رہنا اور مقابلے میں نیاز مندانہ معروضات ہی پیش کرتے رہنا مومنوں کا شیوہ نہیں ہے اسی کے متعلق روایات میں ہے کہ کفار و مشرکین کے شاعر، اسلام اور نبی ﷺ کے خلاف الزامات کا جو طوفان اٹھاتے اور نفرت و عداوت کا جو زہر پھیلاتے تھے اس کا جواب دینے کے لئے حضور خود شعرائے اسلام کی ہمت افزائی فرمایا کرتے تھے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، شعراء، حاشیہ: ۱۳۵)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَنْزَلَ فِي الشُّعْرَاءِ مَا أَنْزَلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الْمُؤْمِنِ يَجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَأَنَّ مَا تَرْمُونَهُمْ بِهِ نَضَعُ النَّبْلَ - (۴۳)

ترجمہ: عبدالرحمن بن کعب بن مالک اپنے والد کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شعراء کے بارے میں جو کچھ نازل فرمایا ہے وہ تو نازل فرمایا ہی ہے (آپ کو اچھی طرح معلوم ہے) اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”بے شک مومن تلوار سے بھی لڑتا ہے اور اپنی زبان سے بھی۔ قسم ہے اس ذات گرامی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا شعران پر تیر کی طرح لگتا ہے۔“

وَفِي الْأَسْتِغَابِ لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَاذَا تَرَى فِي الشَّعْرِ؟ فَقَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ۔

سفر طائف سے واپسی پر ربّ کائنات کے حضور دعا

۸۲۔ خداوند! میں تیرے ہی حضور اپنی بے بسی و بے چارگی اور لوگوں کی نگاہ میں اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین، تو سارے ہی کمزوروں کا رب ہے اور میرا رب بھی تو ہی ہے۔ مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے حوالے جو مجھ سے درشتی کے ساتھ پیش آئے؟ یا کسی دشمن کے حوالے جو مجھ پر قابو پالے؟ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی مصیبت کی پرواہ نہیں، مگر تیری طرف سے عافیت مجھے نصیب ہو جائے تو اس میں میرے لئے زیادہ کشادگی ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے اُس نور کی جو اندھیرے میں اُجالا اور دنیا اور آخرت کے معاملات کو درست کرتا ہے۔ مجھے اس سے بچالے کہ تیرا غضب مجھ پہ نازل ہو یا میں تیرے عتاب کا مستحق ہو جاؤں۔ تیری مرضی پر راضی ہوں یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے، کوئی زور اور طاقت تیرے بغیر نہیں۔ (ابن ہشام، ج ۲، ص ۶۲)

تشریح: ۱۰۔ نبوی حضور کی حیات طیبہ میں انتہائی سختی کا سال تھا۔ تین برس سے قریش کے تمام قبیلوں نے مل کر بنی ہاشم اور مسلمانوں کا مکمل مقاطعہ کر رکھا تھا اور حضور اپنے خاندان اور اپنے اصحاب کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ قریش کے لوگوں نے ہر طرف سے اس محلے کی ناکہ بندی کر رکھی تھی جس سے گزر کر کسی قسم کی رسد اندر نہ پہنچ سکتی تھی۔ صرف حج کے زمانہ میں یہ محصورین نکل کر کچھ خریداری کر سکتے تھے، مگر ابولہب جب بھی ان میں سے کسی کو بازار کی طرف، یا کسی تجارتی قافلے کی طرف جاتے دیکھتا، پکار کرتا جروں سے کہہ دیتا کہ جو چیز یہ خریدنا چاہیں اس کی قیمت اتنی زیادہ بتاؤ کہ یہ نہ خرید سکیں، پھر وہ چیز میں تم سے خرید لوں گا اور تمہارا نقصان نہ ہونے دوں گا۔ متواتر تین سال کے اس مقاطعہ نے مسلمانوں اور بنی ہاشم کی کمزوری کر رکھ دی۔ اور ان پر ایسے ایسے سخت وقت گزر گئے جس میں بسا اوقات گھاس اور پتے کھانے کی نوبت آ جاتی۔

خدا خدا کر کے یہ محاصرہ اس سال ٹوٹا ہی تھا کہ حضور کے چچا ابوطالب جو دس سال سے آپ کے لئے ڈھال بنے ہوئے تھے، وفات پا گئے۔ اور اس سانحے پر بمشکل ایک مہینہ گزرا تھا کہ آپ کی رفیق حیات حضرت خدیجہؓ بھی انتقال فرما گئیں

۱۱۔ شعب ابی طالب مکہ معظمہ کے محلے کا نام ہے جس میں بنی ہاشم رہا کرتے تھے۔ شعب عربی زبان میں گھائی کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ محلہ کوہ ابو قیس کی گھائیوں میں سے ایک گھائی میں واقع تھا اور ابوطالب بنی ہاشم کے سردار تھے۔ اس لیے اسے شعب ابی طالب کہا جاتا تھا۔ مکہ معظمہ میں جو مکان آج مقامی روایات کے مطابق نبی ﷺ کے مقام پیدائش کی حیثیت سے معروف ہے، اسی کے قریب یہ گھائی واقع تھی۔ اب اسے شعب علی یا شعب بنی ہاشم کہتے ہیں۔

جن کی ذات آغاز نبوت سے لے کر اس وقت تک آپ کے لئے وجہ سکون و تسلی بنی رہی تھی۔ ان پے در پے صدموں اور تکلیفوں کی وجہ سے حضور اس سال کو عام الحزن (رنج و غم کا سال) فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات کے بعد کفار مکہ نبی ﷺ کے مقابلے میں اور زیادہ دلیر ہو گئے پہلے سے زیادہ آپ کو تنگ کرنے لگے۔ حتیٰ کہ آپ کا گھر سے باہر نکلنا بھی مشکل ہو گیا۔ اسی زمانے کا یہ واقعہ ابن ہشام نے بیان کیا ہے کہ ایک روز قریش کے اوباشوں میں سے ایک شخص نے سر بازار آپ کے سر پہ مٹی پھینک دی۔

آخر کار آپ اس ارادے سے طائف تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت دیں اور اگر وہ اسلام نہ قبول کریں تو انھیں کم از کم اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ آپ کو اپنے ہاں چین سے بیٹھ کر کام کرنے کا موقع دے دیں۔ آپ کو اس وقت کوئی سواری تک میسر نہ تھی۔ مکہ سے طائف تک کا سارا سفر آپ نے پیدل طے کیا۔ بعض روایات کے مطابق آپ کے ساتھ صرف زید بن حارثہ تھے۔ وہاں پہنچ کر چند روز آپ نے قیام کیا اور ثقیف کے سرداروں اور معززین میں سے ایک ایک کے پاس جا کر بات کی۔ مگر انھوں نے نہ صرف یہ کہ آپ کی کوئی بات نہ مانی، بلکہ آپ کو صاف صاف نوٹس دے دیا کہ ان کے شہر سے نکل جائیں کیونکہ ان کو اندیشہ ہو گیا تھا کہ کہیں آپ کی تبلیغ ان کے نوجوانوں کو ”بگاڑ“ نہ دے۔ مجبوراً آپ کو طائف چھوڑ دینا پڑا۔ جب آپ وہاں سے نکلنے لگے تو ثقیف کے سرداروں نے اپنے ہاں کے لنگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ راستے کے دونوں طرف دور تک آپ پر آوازیں کتے، گالیاں دیتے اور پتھر مارتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ زخموں سے چور ہو گئے۔ اور آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں۔ اس حالت میں آپ طائف کے باہر ایک باغ کی دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے اور اپنے رب سے (مندرجہ بالا) دعا کی۔

دل شکستہ و غمگین پلٹ کر جب آپ قرن المنازل کے قریب پہنچے تو محسوس ہوا کہ آسمان پر ایک بادل سا چھایا ہوا ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السلام سامنے تھے۔ انھوں نے پکار کر کہا۔ ”آپ کی قوم نے جو کچھ آپ کو جواب دیا ہے اللہ نے اسے سن لیا، اب یہ پہاڑوں کا منتظم فرشتہ اللہ نے بھیجا ہے، آپ جو حکم دینا چاہیں اسے دے سکتے ہیں۔“ پھر پہاڑوں کے فرشتے نے آپ کو سلام کر کے عرض کیا۔ ”آپ فرمائیں تو دونوں طرف کے پہاڑ ان لوگوں پر الٹ دوں۔“ آپ نے جواب دیا، نہیں، بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی کریں گے۔“

(بخاری، مسلم، نسائی)

اس کے بعد آپ چند روز نخلہ کے مقام پر جا کر ٹھہر گئے، پریشان تھے کہ اب کیسے مکہ واپس جاؤں۔ طائف میں جو کچھ گزری ہے اس کی خبریں وہاں پہنچ چکی ہوں گی۔ اس کے بعد تو کفار پہلے سے بھی زیادہ دلیر ہو جائیں گے۔ انہیں ایام میں ایک روز رات کو آپ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے کہ جنوں کے ایک گروہ کا ادھر سے گزر ہوا، انھوں نے قرآن سنا، ایمان لائے واپس جا کر اپنی قوم میں اسلام کی تبلیغ شروع کر دی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ خوش خبری سنائی کہ انسان چاہے آپ کی دعوت سے بھاگ رہے ہوں، مگر بہت سے جن اس کے گرویدہ ہو گئے ہیں اور وہ اسے اپنی جنس میں پھیلا رہے ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۴، الاحقاف: تاریخی پس منظر)

تخریج: (۱) قَالَ ابْنُ اسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ الْقُرَظِيِّ قَالَ: —
 فَلَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِيمَا ذَكَرَ لِي: اَللّٰهُمَّ! اِلَيْكَ اَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي
 وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعِفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّي، اِلَى مَنْ تَكَلِّمُنِي؟ اِلَى
 بَعِيدٍ يَتَجَهَّنَّمُنِي؟ اَمْ اِلَى عَدُوِّ مَلَكْتَهُ اَمْرِي؟ اِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِي، وَلٰكِنْ
 غَافِيَتِكَ هِيَ اَوْسَعُ لِيْ اَعْوُدُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِي اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا
 وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ تَنْزِلَ بِيْ غَضَبِكَ اَوْ يَجِلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى وَلَا حَوْلَ
 وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ- (۴۴)

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، اَنَا بْنُ وَهَبٍ، اَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ثَنِي عُرْوَةَ، اَنَّ
 عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهُ، اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ هَلْ اَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ عَلَيْكَ مِنْ يَوْمِ
 اٰحُدٍ؟ قَالَ: لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ مَا لَقِيتُ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذَا عَرَضْتُ نَفْسِي
 عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلِ ابْنِ عَبْدِ كِلَابٍ فَلَمْ يُجِبْنِي اِلَى مَا اَرَدْتُ، فَاَنْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِ فَلَمْ
 اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الشَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَاسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اظْلَمْتَنِي فَنظَرْتُ فَاِذَا فِيهَا جَبْرِيْلُ
 نَادَانِي فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَارَدُوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْكَ مَلَكَ
 الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ ذَلِكَ فَمَا
 شِئْتَ. اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَحْشَبِيْنَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: بَلْ اَرْجُو اَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ
 اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا- (۴۵)

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ ”کیا آپ پر اُحد کے دن سے زیادہ شدید اور سخت دن
 بھی گزرا ہے؟“ آپ نے فرمایا۔ ”تیری قوم سے مجھے دکھ پہنچے وہ تو پہنچے ہی ہیں مگر عقبہ کے روز مجھ پر جو گزری وہ اس سے
 شدید ترین تھی جب کہ میں نے ابن عبد یالیل کے روبرو اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس نے میری خواہش کے مطابق جواب نہ دیا،
 دل شکستہ و غمگین ہو کر میں قرن الشعالب پر پہنچا تو میں نے آسمان کی طرف ہراٹھا کر دیکھا تو محسوس ہوا کہ آسمان پر بادل چھایا ہوا
 ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السلام سامنے تھے۔ انہوں نے پکار کر کہا۔ آپ کی قوم نے جو کچھ آپ کو جواب دیا ہے اللہ
 نے اسے سن لیا، اب یہ پہاڑوں کا منتظم فرشتہ اللہ نے بھیجا ہے، آپ جو حکم دینا چاہیں اسے دے سکتے ہیں۔“ پھر پہاڑوں کے فرشتہ
 نے آپ کو سلام کر کے عرض کیا۔ آپ فرمائیں تو دونوں طرف کے پہاڑ ان لوگوں پر الٹ دوں۔“ آپ نے جواب میں فرمایا:
 نہیں! بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی کریں گے۔“

حضور کا رفع ذکر

۸۳۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”جبریل میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا میرا رب اور آپ کا رب پوچھتا ہے کہ میں نے کس طرح تمہارا رفع ذکر کیا؟ میں نے عرض کیا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا۔“

تشریح: یہ بات اُس زمانے میں فرمائی گئی تھی جب کوئی شخص یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ جس فرد فرید کے ساتھ گنتی کے چند آدمی ہیں اور وہ بھی صرف شہر مکہ تک محدود ہیں اُس کا آوازہ دنیا بھر میں کیسے بلند ہوگا اور کیسی ناموری اس کو حاصل ہوگی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں اپنے رسول ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی اور پھر عجیب طریقہ سے اس کو پورا کیا۔ سب سے پہلے آپ کے رفع ذکر کا کام اس نے خود آپ کے دشمنوں سے لیا۔ کفارِ مکہ نے آپ کو زک دینے کے لیے جو طریقے اختیار کیے اُن میں سے ایک یہ تھا کہ حج کے موقع پر جب تمام عرب سے لوگ کھچ کھچ کر ان کے شہر میں آتے تھے، اس زمانہ میں کفار کے وفود حاجیوں کے ایک ایک ڈیرے پر جاتے اور لوگوں کو خبردار کرتے کہ یہاں ایک خطرناک شخص محمد (ﷺ) نامی ہے جو لوگوں پر ایسا جادو کرتا ہے کہ باپ بیٹے، بھائی بھائی اور شوہر بیوی میں جدائی پڑ جاتی ہے، اس لیے ذرا اُس سے بچ کر رہنا۔ یہی باتیں وہ اُن سب لوگوں سے بھی کہتے تھے جو حج کے سوا دوسرے دنوں میں زیارت یا کسی کاروبار کے سلسلے میں مکہ آتے تھے۔ اس طرح اگرچہ وہ حضور کو بدنام کر رہے تھے، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کے گوشے گوشے میں آپ کا نام پہنچ گیا اور مکہ کے گوشہ گمنامی سے نکال کر خود دشمنوں نے آپ کو تمام ملک کے قبائل سے متعارف کرادیا۔ اس کے بعد یہ بالکل فطری امر تھا کہ لوگ معلوم کریں کہ وہ شخص ہے کون؟ کیا کہتا ہے؟ کیسا آدمی ہے؟ اس کے ”جادو“ سے متاثر ہونے والے کون لوگ ہیں اور ان پر اس کے ”جادو“ کا اثر کیا پڑا ہے؟ کفارِ مکہ کا پروپیگنڈا جتنا جتنا بڑھتا چلا گیا لوگوں میں یہ جستجو بھی بڑھتی چلی گئی۔ پھر جب اس جستجو کے نتیجے میں لوگوں کو آپ کے اخلاق اور آپ کی سیرت و کردار کا حال معلوم ہوا، جب لوگوں نے قرآن سنا اور انہیں پتہ چلا کہ وہ تعلیمات کیا ہیں جو آپ پیش فرما رہے ہیں اور جب دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ جس چیز کو جادو کہا جا رہا ہے اس سے متاثر ہونے والوں کی زندگیاں عرب کے عام لوگوں کی زندگیوں سے کس قدر مختلف ہو گئی ہیں، تو وہی بدنامی نیک نامی سے بدلنی شروع ہو گئی تھی کہ ہجرت کا زمانہ آنے تک نوبت یہ پہنچ گئی کہ دور و نزدیک کے عرب قبائل میں شاید ہی کوئی قبیلہ ایسا رہ گیا ہو جس میں کسی نہ کسی شخص یا کنبے نے اسلام قبول نہ کر لیا ہو، اور جس میں کچھ نہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے اور آپ کی دعوت سے ہمدردی و دلچسپی رکھنے والے پیدا نہ ہو گئے ہوں۔ یہ حضور کے رفع ذکر کا پہلا مرحلہ تھا۔ اس کے بعد ہجرت سے دوسرے مرحلے کا آغاز ہوا جس میں ایک طرف منافقین، یہود اور تمام عرب کے اکابر مشرکین

رسول اللہ ﷺ کو بدنام کرنے میں سرگرم تھے، اور دوسری طرف مدینہ طیبہ کی اسلامی ریاست خدا پرستی و خدا ترسی، زہد و تقویٰ، طہارتِ اخلاق، حسن معاشرت، عدل و انصاف، انسانی مساوات، مالداروں کی فیاضی، غریبوں کی خبر گیری عہد و پیمان کی پاسداری اور معاملات میں راستبازی کا وہ عملی نمونہ پیش کر رہی تھی جو لوگوں کے دلوں کو مسخر کرتا چلا جا رہا تھا۔ دشمنوں نے جنگ کے ذریعہ سے حضور کے اس بڑھتے ہوئے اثر کو مٹانے کی کوشش کی، مگر آپ کی قیادت میں اہل ایمان کی جو جماعت تیار ہوئی تھی اس نے اپنے نظم و ضبط، اپنی شجاعت، اپنی موت سے بے خوفی اور حالتِ جنگ تک میں اخلاقی حدود کی پابندی سے اپنی برتری کی اس طرح ثابت کر دی کہ سارے عرب نے ان کا لوہا مان لیا۔ ۱۰ سال کے اندر حضور کا رفع ذکر اس طرح ہوا کہ وہی ملک جس میں آپ کو بدنام کرنے کے لیے مخالفین نے اپنا سارا زور لگا دیا تھا، اُس کا گوشہ گوشہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کی صدا سے گونج اٹھا۔ پھر تیسرے مرحلے کا افتتاح خلافت راشدہ کے دور سے ہوا جب آپ کا نام مبارک تمام روئے زمین میں بلند ہونا شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ آج تک بڑھتا ہی جا رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک بڑھتا چلا جائے گا۔ دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں مسلمانوں کی کوئی بستی موجود نہ ہو اور دن میں پانچ مرتبہ اذان میں آواز بلند محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو، نمازوں میں حضور پر درود نہ بھیجا جا رہا ہو، جمعہ کے خطبوں میں آپ کا ذکر خیر نہ کیا جا رہا ہو، اور سال کے بارہ مہینوں میں سے کوئی دن اور دن کے ۲۴ گھنٹوں میں سے کوئی وقت ایسا نہیں ہے۔ جب روئے زمین میں کسی نہ کسی جگہ حضور کا ذکر مبارک نہ ہو رہا ہو۔

(تفسیر القرآن، ج ۶، الم نشرح، حاشیہ: ۳)

تخریج: قَالَ ابْنُ جَرِيْرٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: آتَانِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي وَرَبُّكَ يَقُولُ: كَيْفَ رَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ؟ قَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتُ مَعِي. (۴۶)

امت کو حاصل ہونے والی فتوحات کی خوشخبری

۸۴۔ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں ابن عباس کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نے فرمایا: میرے سامنے وہ تمام فتوحات پیش کی گئیں جو میرے بعد میری امت کو حاصل ہونے والی ہیں۔ اس پر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا کہ آخرت تمہارے لیے دنیا سے بہتر ہے۔ (الضحیٰ: ۴)

تشریح: یہ خوشخبری اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ایسی حالت میں دی تھی جب کہ چند مٹھی بھر آدمی آپ کے ساتھ تھے، ساری قوم آپ کی مخالف تھی، بظاہر کامیابی کے آثار دور دور کہیں نظر نہ آتے تھے۔ اسلام کی شمع مکہ ہی میں ٹٹمار ہی تھی اور اسے بھادینے کے لیے ہر طرف سے طوفان اٹھ رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ ابتدائی دور کی

تفسیر الاحزاب جلد دوم

مشکلات سے آپ ذرا پریشان نہ ہوں۔ ہر بعد کا دور پہلے دور سے آپ کے لیے بہتر ثابت ہوگا۔ آپ کی قوت، آپ کی عزت و شوکت اور آپ کی قدر و منزلت برابر بڑھتی چلی جائے گی اور آپ کا نفوذ و اثر پھیلتا چلا جائے گا۔ پھر یہ وعدہ صرف دنیا ہی تک محدود نہیں ہے، اس میں یہ وعدہ بھی شامل ہے کہ آخرت میں جو مرتبہ آپ کو ملے گا وہ اس مرتبے سے بدرجہا بڑھ کر ہوگا جو دنیا میں آپ کو حاصل ہوگا۔

(تفسیر القرآن، ج ۶، ۱، انتہی، حاشیہ: ۴)

تخریج: قَالَ الْإِمَامُ أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْمُهَاجِرِ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: عُرِضَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا هُوَ مَفْتُوحٌ عَلَى أُمَّتِهِ مِنْ بَعْدِهِ كَنْزًا كَنْزًا، فَسُرِبَ إِلَيْكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى فَأَعْطَاهُ فِي الْجَنَّةِ أَلْفَ أَلْفِ قَصْرٍ فِي كُلِّ قَصْرٍ مَا يَنْبَغِي لَهُ مِنَ الْأَزْوَاجِ وَالْخَدَمِ۔ (۴۷)

آپ کی تواضع اور انکسار

۸۵۔ اِعْمَلُوا وَسَلِّدُوا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ أَحَدًا لَنْ يُدْخِلَهُ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ. وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ۔

”آپ نے فرمایا: عمل کرو اور اپنی حد استطاعت تک زیادہ سے زیادہ ٹھیک کام کرنے کی کوشش کرو، میانہ روی اختیار کرو، مگر یہ جان لو کہ کسی شخص کو محض اس کا عمل ہی جنت میں نہ داخل کر دے گا۔“ لوگوں نے عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ! کیا آپ کا عمل بھی؟“ فرمایا: ہاں میں بھی محض اپنے عمل کے زور سے جنت میں نہ پہنچ جاؤں گا۔ الا یہ کہ مجھے میرا رب اپنی رحمت سے ڈھانک لے۔“

تشریح: اس سے انسان کو اس حقیقت پر متنبہ کرنا مقصود ہے کہ یہ کامیابی کسی شخص کو نصیب نہیں ہو سکتی جب تک اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اگرچہ آدمی کو انعام اس کے اپنے حسن عمل ہی پر ملے گا، لیکن اول تو حسن عمل ہی کی توفیق آدمی کو اللہ کے فضل کے بغیر کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔ پھر جو بہتر سے بہتر عمل بھی آدمی سے بن آ سکتا ہے وہ کبھی کامل و اکمل نہیں ہو سکتا جس کے متعلق دعوے سے یہ کہا جاسکے کہ اس میں نقص کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ یہ اللہ ہی کا فضل ہے کہ وہ بندے کی کمزوریوں اور اس کے عمل کی خامیوں کو نظر انداز کر کے اس کی خدمات کو قبول فرمائے اور اسے انعام سے سرفراز فرمائے۔ ورنہ باریک بینی کے ساتھ حساب کرنے پر وہ اتر آئے تو کس کی یہ ہمت ہے کہ اپنی قوت بازو سے جنت جیت لینے کا دعویٰ کر سکے۔

(تفسیر القرآن، ج ۴، الدخان، حاشیہ: ۴۳)

تخریج: (۱) عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: اِعْمَلُوا وَسَلِّدُوا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ أَحَدًا لَنْ يُدْخِلَهُ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ ﷺ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ۔ (۴۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: عمل کرتے رہو، حتیٰ المقدور زیادہ سے زیادہ درست عمل کرنے کی سعی کرتے رہو، میانہ روی اختیار کرو، اور اچھی طرح جان لو کہ کسی شخص کو محض اس کا عمل ہی جنت میں داخل نہ کر دے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! کیا آپ کا عمل بھی؟“ فرمایا: ہاں میں بھی صرف اپنے عمل کے زور سے جنت میں نہ پہنچ جاؤں گا الا یہ کہ مجھے میرا رب اپنی رحمت میں ڈھانک لے۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنْ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلَهُ الْجَنَّةَ۔ (۴۹)

(۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشُرُوا فَإِنَّهُ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ، قَالُوا وَمَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ۔ (۵۰)

(۴) قَالَ قَرَأْنَا عَلَى عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رِيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ وَاحِدٌ مِنْكُمْ بِمُنْجِيَةٍ عَمَلُهُ وَلَكِنْ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ۔ (۵۱)

تزکیہ نفس کے لیے حضور کی دعا

۸۶۔ اَفْلَحْتُ نَفْسٌ زَكَّاهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فلاح پا گیا وہ نفس جس کو اللہ عزوجل نے پاک کر دیا۔“

تخریج: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ جُرَيْرٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَفْلَحْتُ نَفْسٌ زَكَّاهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔ (۵۲)

۸۷۔ اللَّهُمَّ ابِ نَفْسِي تَقَوَّاهَا وَزَكَّاهَا أَنْتَ خَيْرٌ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔

”حضور یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ خدایا! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو پاکیزہ کر، تو ہی وہ بہتر ہستی ہے جو اس کو پاکیزہ کرے، تو ہی اس کا سرپرست اور مولیٰ ہے۔“

تشریح: (مندرجہ بالا پہلی) جو حدیث ابن ابی حاتم نے عن جویر بن سعید عن الضحاک عن ابن عباس کی سند سے نقل کی ہے درحقیقت حضورؐ سے ثابت نہیں ہے کیوں کہ اس کی سند میں جویر متروک الحدیث ہے اور ابن عباسؓ سے ضحاک کی ملاقات نہیں ہے۔ البتہ وہ حدیث (جو اوپر درج ہے) صحیح ہے۔ یہ امام احمد، مسلم، نسائی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔ اسی سے ملتے جلتے الفاظ میں حضورؐ کی یہ دعا حضرت عبداللہ بن عباس سے طبرانی، ابن مردویہ اور ابن المنذر نے اور حضرت عائشہؓ سے امام احمد نے نقل کی ہے۔ اس کا مطلب درحقیقت یہ ہے کہ بندہ تو صرف تقویٰ اور تزکیہ کی خواہش اور طلب ہی کر سکتا ہے، رہا اس کا نصیب ہو جانا، وہ تو بہر حال اللہ ہی کی توفیق پر منحصر ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، ایشمس، حاشیہ: ۶)

روح نبوت جہاں جس انسان پر بھی نازل ہوئی ہے یہی ایک دعوت لے کر آئی ہے کہ خدائی صرف ایک اللہ کی ہے اور بس وہی اکیلا اس کا مستحق ہے کہ اُس سے تقویٰ کیا جائے، کوئی دوسرا اس لائق نہیں کہ اس کی ناراضی کا خوف، اس کی سزا کا ڈر، اور اس کی نافرمانی کے نتائج بد کا اندیشہ انسانی اخلاق کا لنگر اور انسانی فکر و عمل کے پورے نظام کا محور بن کر رہے۔ اللہ کے بجائے کسی اور کا خوف اور کسی اور کی ناراضی سے بچنے کا جذبہ تمہارے نظام زندگی کی بنیاد بنے۔

(تفہیم القرآن، ج ۲، النحل، حاشیہ: ۴۵)

سورہ توبہ آیت ۱۰۹ میں ارشاد باری ہے:

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ۔

”پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ بہتر انسان وہ ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا کی طلب پر رکھی ہو یا وہ جس نے اپنی عمارت ایک وادی کی کھوکھلی بے ثبات گھر پر اٹھائی اور وہ اسے لے کر سیدھی جہنم کی آگ میں جاگری؟“

جو لوگ اپنے عمل کی بنیاد خدا سے بے خوئی اور اس کی رضا سے بے نیازی پر رکھتے ہیں ان کی تعمیر حیات کو (اس آیت) میں اُس عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایک کھوکھلے بے ثبات کنارہ دریا پر اٹھائی گئی ہو۔ یہ ایک بے نظیر تشبیہ ہے جس سے زیادہ بہتر طریقہ سے اس صورت حال کی نقشہ کشی نہیں کی جاسکتی۔ اس کی پوری معنویت ذہن نشین کرنے کے لیے یوں سمجھیے کہ دنیوی زندگی کی وہ ظاہری سطح جس پر مومن، منافق، کافر، صالح، فاجر، غرض تمام انسان کام کرتے ہیں، مٹی کی اُس اوپری تہہ کے مانند ہے جس پر دنیا میں ساری عمارتیں بنائی جاتی ہیں۔ یہ تہہ اپنے اندر خود کوئی پائیداری نہیں رکھتی، بلکہ اس کی پائیداری کا انحصار اس پر ہے کہ اس کے نیچے ٹھوس زمین موجود ہو۔ اگر کوئی تہہ ایسی ہو جس کے نیچے کسی چیز، مثلاً دریا کے پانی سے کٹ چکی ہو تو جو ناواقف انسان اس کی ظاہری حالت سے دھوکا کھا کر اس پر اپنا مکان بنائے گا اسے وہ اس کے

تفہیم القرآن، ج ۲، النحل، حاشیہ: ۵۔

مکان سمیت لے بیٹھے گی اور وہ نہ صرف خود ہلاک ہوگا بلکہ اس ناپائیدار بنیاد پر اعتماد کر کے اپنا جو کچھ سرمایہ زندگی وہ اس عمارت میں جمع کرے گا وہ بھی برباد ہو جائے گا۔ بالکل اسی مثال کے مطابق حیات دنیا کی وہ ظاہری سطح بھی جس پر ہم سب اپنے کارنامہ زندگی کی عمارت اٹھاتے ہیں، بجائے خود کوئی ثبات و قرار نہیں رکھتی بلکہ اس کی مضبوطی و پائیداری کا انحصار اس پر ہے کہ اس کے نیچے خدا کے خوف، اس کے حضور جواب دہی کے احساس اور اس کی مرضی کے اتباع کی ٹھوس چٹان موجود ہو۔ جو نادان آدمی محض حیات دنیا کے ظاہری پہلو پر اعتماد کر لیتا ہے اور دنیا میں خدا سے بے خوف اور اس کی رضا سے بے پروا ہو کر کام کرتا ہے وہ دراصل خود اپنی تعمیر زندگی کے نیچے سے اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے اور اس کا آخری انجام اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ بے بنیاد سطح، جس پر اس نے اپنی عمر بھر کا سرمایہ عمل جمع کیا ہے ایک دن یکا یک گر جائے گا اور اسے اس کے پورے سرمایے سمیت لے بیٹھے گا۔

(تفسیر القرآن، ج ۲، التوبہ، حاشیہ: ۱۰۳)

اگر تم دنیا میں اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو اور تمہاری دلی خواہش یہ ہو کہ تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونے پائے جو رضائے الہی کے خلاف ہو، تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر وہ قوت تمیز پیدا کر دے گا جس سے قدم قدم پر تمہیں خود یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ کون سا رو یہ صحیح ہے اور کون سا غلط، کس رویہ میں خدا کی رضا ہے اور کس میں اس کی ناراضی، زندگی کے ہر موڑ، ہر دورا ہے، ہر نشیب اور ہر فراز پر تمہاری اندرونی بصیرت تمہیں بتانے لگے گی کہ کدھر قدم اٹھانا چاہیے اور کدھر نہ اٹھانا چاہیے، کون سی راہ حق ہے اور خدا کی طرف جاتی ہے اور کون سی راہ باطل ہے اور شیطان سے ملاتی ہے۔

(تفسیر القرآن، ج ۲، الانفال، حاشیہ: ۲۳)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَاسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ: اسْحَاقُ أَنَا، وَقَالَ الْأَخْرَانِ: نا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ وَعَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، قَالَ: لَا أَقُولُ لَكُمْ إِلَّا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ. اللَّهُمَّ اتِّ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكَّاهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيَّهَا وَمَوْلَاهَا. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْتَجَابَ لَهَا۔ (۵۳)

(۲) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا فَقَدَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ مَضْجِعِهِ فَلَمَسَتْهُ بِيَدِهَا فَوَقَعَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُولُ رَبِّ اعْطِنِي نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكَّاهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيَّهَا وَمَوْلَاهَا۔ (۵۴)

ترجمہ: حضرت صالح بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے نبی ﷺ کو بستر سے غائب پایا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے ٹولنا شروع کیا اور ہاتھ حضور ﷺ کے جسم اطہر پر جا لگا۔ آپ اس وقت رب کا نام کے حضور سجدہ ریز تھے اور

حالتِ سجدہ میں دعا مانگ رہے تھے۔ اے میرے رب میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اسے پاکیزہ کر، تو ہی وہ بہتر ہستی ہے جو اس کو پاکیزہ کرے، تو ہی اس کا سرپرست اور مولیٰ ہے۔

(۳) حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ الْمَدِينِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيُّ، عَنْ حَنْظَلَةَ ابْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا قَالَ: اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكَّهَا أَنْتَ خَيْرٌ مِنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيهَا وَمَوْلَاهَا۔ (۵۵)

(۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَفَّانُ، ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ، ثنا عَاصِمُ بْنُ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكَّهَا أَنْتَ خَيْرٌ مِنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيهَا وَمَوْلَاهَا۔ (۵۶)

شکر گزار بندہ

۸۸۔ جب صحابہ کرام حضور کو عبادت میں غیر معمولی مشقتیں اٹھاتے ہوئے دیکھتے تھے تو عرض کرتے تھے کہ آپ کے تو اگلے پچھلے قصور معاف ہو چکے ہیں، پھر آپ اپنی جان پر اتنی سختی کیوں اٹھاتے ہیں، اور آپ جو اب میں فرماتے تھے اَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا ”کیا میں ایک شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

(تفسیر القرآن ج ۵، ۱، الفتح، حاشیہ: ۲)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيَقُومُ أَوْ لَيُصَلِّي حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ أَوْ سَاقَاهُ فَيُقَالُ لَهُ: فَيَقُولُ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟ (۵۷)

ترجمہ: زیاد سے روایت ہے کہ میں نے مغیرہ سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ نبی ﷺ قیام فرماتے یا نماز پڑھتے تو اتنا طویل قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک یا پنڈلیاں سوج جاتیں، آپ سے عرض کیا جاتا (کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں) تو فرماتے کہ ”کیا میں (اپنے اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“

(۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَيُّوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا فَلَمَّا كَثُرَ لِحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اتنا لمبا قیام اللیل کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرمادیے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ”کیا مجھے یہ محبوب نہیں ہے کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ بنوں؟ پھر جب آپ کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے اور تھوڑی تلاوت فرما کر رکوع کر لیتے۔

(۳) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ (۵۸)

(۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى حَتَّى انْتَفَحَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ اتَّكَلَفْ هَذَا وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَقَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔

(۵) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: نَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ، يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى وَرِمَتْ قَدَمَاهُ، قَالُوا: قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ (۵۹)

(۶) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَا: نَا ابْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قَسِيطٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى قَامَ حَتَّى تَفْطَرَ رِجْلَاهُ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّصَنَعْ هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ (۶۰)

(۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَبِشْرُ ابْنِ مُعَاذٍ، قَالَا: اَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَفَحَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ: اتَّكَلَفْ هَذَا وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔

(۸) حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ، أَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ قَالَ: فَقِيلَ لَهُ، تَفْضَلْ

هَذَا وَقَدْ جَاءَكَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَقْلًا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔

(۹) حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عِيْسَى ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّمْلِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُومُ يُصَلِّي حَتَّى يَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّفَعَلْ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَقْلًا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ (۶۱)

نوٹ: ان احادیث میں جو مختلف الفاظ منقول ہیں ان کے معنی قریب قریب ایک جیسے ہی ہیں مثلاً تفتطر، تورمت، انتفخت، ورمت، تفتطر، ترم وغیرہ سب کے معنی تقریباً پاؤں کا سوج جانا ہیں۔ (مرتب)

ماخذ

- (۱) مُسْنَدُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ج ۶ ص ۹۱-۱۶۳ ☆ طبقات ابن سعد ج ۱- ص ۸۹۔
- (۲) مُسْنَدُ أَحْمَدَ ج ۶، ص ۲۱۶ ابوداؤد، ج ۲، کتاب الصلوة باب فی صلاة اللیل ☆ السنن الکبری للبیہقی، ج ۷ باب ما وجب علیہ من قیام اللیل۔
- (۳) المُسْتَدْرَكُ لِلْحَاكِمِ، ج ۲، کتاب التاریخ ☆ نسائی ج ۴/۳ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار باب قیام اللیل۔
- (۴) مُسْلِمٌ، ج ۱، کتاب صلوة المسافر وقصرها۔ باب صلوة اللیل وعدد رکعات النبی الخ ☆ ابوداؤد ج اول کتاب الصلوة باب صلوة اللیل ☆ تفسیر ابن کثیر، ج ۳، تفسیر سورة المؤمنون۔
- (۵) بخاری، ج ۲، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء وما یکره من البخل۔
- (۶) مُسْلِمٌ، ج ۲، کتاب الفضائل باب حسن خلقه ﷺ ☆ ابوداؤد کتاب الادب باب فی الحلم واخلق النبی ﷺ۔
- (۷) ترمذی ابواب الشمال، باب ماجاء فی خلق رسول الله ﷺ ☆ ریاض الصالحین۔ ص ۱۸۵۔
- (۸) ابوداؤد کتاب الادب باب فی الحلم واخلق النبی ﷺ۔
- (۹) بخاری، ج ۲، کتاب المحاربین من اهل الکفرة والردة باب کم التعزیر والادب۔
- (۱۰) بخاری، ج ۲، کتاب الادب باب قول النبی ﷺ یسیروا ولا تعسروا وكان یحب التخیف والیسر علی الناس ☆ بخاری، ج ۲، کتاب الحدود باب اقامة الحدود والانتقام لحرمت الله ﷻ ☆ ابوداؤد کتاب الادب باب التجاوز فی الامر ☆ ریاض الصالحین۔ ص ۱۸۸۔

- (۱۱) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب مباحثہ للأنام واختياره من المباح اسهله وانتقامه لله تعالى عند انتهاك حرمة
☆ رياض الصالحين ص- ۱۸۹ ☆ مؤطا امام مالك كتاب الجامع باب ماجاء في حسن الخلق-
- (۱۲) مسند احمد بن حنبل ج ۶، ص ۳۲ مرويات عائشة-
- (۱۳) ترمذی، شمائل ترمذی باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ-
- (۱۴) روح المعاني، ج ۳۰، سورة عبس-
- (۱۵) ترمذی ابواب التفسیر سورة عبس- حاکم نے المستدرک کتاب التفسیر ج ۲، سورة عبس کے تحت یہی روایت بیان
کر کے آخر میں لکھا ہے۔ هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه فقد أرسله جماعة عن هشام بن عروة-
- (۱۶) مسلم، ج ۱، کتاب المساجد و مواضع الصلاة- باب النهی عن البصاق في المسجد في الصلوة وغيرها الخ
☆ مسند احمد ج ۱۷۸، ۵ مرويات ابی ذر ☆ ابن ماجه كتاب الادب باب اماطة الاذى عن الطريق-
- (۱۷) ترمذی، شمائل الترمذی، باب ماجاء في مشيه رسول الله ﷺ ☆ مسند احمد، ج ۱، مرويات على
☆ المستدرک للحاکم، ج ۲، کتاب التاريخ حلية رسول الله ﷺ-
- (۱۸) ابوداؤد کتاب الادب في هدى الرجل-
- (۱۹) مسند احمد، ج ۳ ص ۳۲۸، جابر بن عبد الله ☆ ابن كثير، ج ۳ سورة الاحزاب-
- (۲۰) بخاری، ج ۲، کتاب التفسیر باب قوله ترجى من تشاء منهمن وتؤوى اليك من تشاء ☆ مسلم، ج ۱، کتاب الطلاق
باب ان تخيرة امرأته لا يكون طلاقاً الابالنية ☆ ابوداؤد، ج ۲، کتاب النکاح باب في القسم بين النساء-
- (۲۱) احکام القرآن، ج ۳، سورة الاحزاب باب ما أحلّ الله تعالى لرسوله من النساء-
- (۲۲) احکام القرآن للحصاص ج ۳، سورة الاحزاب باب أحلّ الله تعالى لرسوله من النساء-
- (۲۳) بخاری، ج ۲، کتاب المغازی باب مرض النبي ﷺ ووفاته الخ-
- (۲۴) سيرت ابن هشام، ج ۱ امر الاراشي الذي باع اباجهل ابله-
- (۲۵) تفسير ابن كثير، ج ۳، سورة يس ☆ ابن سعد، ج ۱- ص ۳۸۲-
- (۲۶) سيرت ابن هشام، ج ۲ شعر ابن مرداس، يستقل ما اخذوا رضاء الرسول له- ☆ ابن كثير، ج ۳ بحواله البيهقي في
الدلائل- ابن كثير نے ہما و اجد کی جگہ الکل سوا نقل کیا ہے-
- (۲۷) فتح القدیر للشوکانی، ج ۴، سورة يس بحواله عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم-
- (۲۸) احکام القرآن للحصاص ج ۳، سورة يس-
- (۲۹) بخاری، ج ۲، کتاب الادب باب ما يكره ان يكون الغالب على الانسان الشعر الخ ☆ ابوداؤد كتاب الادب
باب ماجاء في الشعر ☆ مجمع الزوائد ج ۸ كتاب الادب باب ماجاء في الشعر والشعراء-

تفہیم الاحادیث جلد دوم

- (۳۰) بخاری، ج ۱، کتاب الادب باب ما یکره ان یكون الغالب علی الانسان الشعر حتی یصدّه عن ذکر اللہ والعلم والقرآن ☆ مسلم، ج ۲، کتاب الشعر عن سعد بن ترمذی ابواب الاستیذان باب ماجاء لان یمتلی جوف احدکم قبحاً خیر له من ان یمتلی شعراً ☆ ابن ماجه کتاب الادب باب الشعر ☆ فتح القدير للشوکانی، ج ۴، ص ۱۲۴ ☆ مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۱۲۰ عن سلمان بن ☆ دارمی کتاب الاستیذان باب ۶۹ لان یمتلی جوف احدکم اس میں قیحا اودماً ہے۔
- (۳۱) مسلم، ج ۲، ص ۲۴۰ کتاب الشعر ☆ مسند احمد، ج ۲، ص ۹۶، ۳۹ ج ۳، ص ۱، ۸، ۳، ۴ ابو سعید خدری ☆ ابن کثیر، ج ۳، سورہ شعراء ☆ فتح القدير للشوکانی ج ۴، ص ۱۲۳ عن ابی سعید خدری الشعراء بحوالہ ابن ابی شیبہ۔
- (۳۲) بخاری، ج ۲، کتاب الادب، باب ما یحوز من الشعر والرجز والحذاء وما یکره منه وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَالشُعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ الخ ☆ ترمذی ابواب الاستیذان، باب ماجاء ان من الشعر حکمة ☆ ابو داؤد کتاب الادب، ج ۴، باب ماجاء فی الشعر ☆ ابن ماجه کتاب الادب، باب الشعر ☆ فتح القدير للشوکانی، ج ۴، ص ۱۲۳ بحوالہ ابن مردويه۔ اس میں ان من الشعر حکمة ہے ☆ دارمی کتاب الاستیذان، ج ۲، باب ۶۸، فی ان من الشعر حکمة ☆ مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۱۲۳ عن عائشة۔
- (۳۳) ابو داؤد کتاب الادب، ج ۴، باب ماجاء فی المتشدد فی الکلام ☆ مؤطا امام مالک کتاب الجامع ما یکره من الکلام بغير ذکر اللہ ☆ ترمذی ابواب البر والصلوة، باب ماجاء ان من البیان سحرًا۔ اور ابواب الاستیذان باب ماجاء وان من الشعر حکمة ☆ ابن ماجه کتاب الادب باب الشعر ☆ فتح القدير، ج ۴، ص ۱۲۳ بحوالہ ابن ابی شیبہ عن ابن مسعود ☆ مجمع الزوائد ج ۸، ص ۱۲۳ ☆ الطبرانی الكبير، ج اول ص ۲۶۰۔
- (۳۴) المعارف لابن قتیبة دینوری۔ ص ۲۸۔
- (۳۵) مسلم، ج ۲، کتاب الشعر ☆ ترمذی، شمائل ترمذی باب ماجاء فی صفة کلام رسول اللہ ﷺ ☆ ابن ماجه کتاب الادب، باب الشعر، السنن الكبرى للیهقی ج ۱۰، کتاب الشهادات ج ۱۰، ص ۲۲۷ ☆ طبرانی كبير، ج ۷، ص ۳۱۵، عمرو بن شریک عن ابيه ☆ فتح القدير للشوکانی، ج ۴، ص ۱۴۴، الشعراء۔
- (۳۶) شمائل ترمذی باب ماجاء فی صفة کلام رسول اللہ ﷺ فی الشعر ☆ ترمذی ابواب الاستیذان باب ماجاء فی انشاد الشعر ☆ نسائی کتاب الحج باب استقبال الحج ☆ نسائی کتاب الحج باب انشاد الشعر فی الحرم والمشی بین یدی الامام۔
- (۳۷) بخاری، ج ۲، کتاب الادب باب هجاء المشركين ☆ بخاری، ج ۲، کتاب المغازی باب مرجع النبی فی الاحزاب الخ۔ ☆ مسلم ج ۲۔ کتاب الفضائل باب فضائل حسان بن ثابت۔
- (۳۸) فتح القدير للشوکانی، ج ۴، ص ۱۲۳ الشعراء بحوالہ ابن سعد، ابن ابی شیبہ عن براء ابن عازب۔
- (۳۹) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فضائل حسان بن ثابت۔
- (۴۰) روح المعانی، ج ۱۹، سورہ شعراء۔

- (۴۱) ترمذی شمائل ترمذی باب ماجاء فی صفة کلام رسول اللہ ﷺ فی الشعر، ابواب الاستبذان باب ماجاء فی انشاء الشعر۔
- (۴۲) ابو داؤد کتاب الادب باب ماجاء فی الشعر۔
- (۴۳) مسند احمد، ج ۳، ص ۴۵۶، ۴۶۰، ج ۶ ص ۳۶۷ روایت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما، ج ۳ ص ۳۵۵ ☆ لزوح المعانی، ج ۱۹، سورة الشعراء ☆ افتح القدير للشوکانی، ج ۴ ص ۱۲۳ الشعراء بحوالہ بخاری فی التاريخ، ابو یعلیٰ، ابن مردويه عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہما مشکوٰۃ باب البیان والشعر فصل دوم بحوالہ شرح السنة۔
- (۴۴) سیرت ابن ہشام، ج ۱ ص ۴۲۰ ☆ کنز العمال، ج ۲ ص ۱۷۵ حدیث ۳۶۱۳، بحوالہ طبرانی ص ۶۹۸-۶۹۹-۵۱۲۰، بحوالہ ابن عدی فی الکامل۔
- (۴۵) بخاری، ج ۱، کتاب بدأ الخلق اذا قال احدکم امین والملائكة فی السماء امین الخ ☆ مسلم، ج ۲، کتاب الجهاد والسير باب مالقى النبی من اذى المشرکین والمنافقین۔
- (۴۶) ابن جریر، ج ۳۰/۲۸، جلد ۱۲ سورہ الم نشرح ☆ ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۲۴ ☆ ابن ابی حاتم ☆ مسند ابی یعلیٰ ☆ لزوح المعانی جز ۲۰، جلد ۱۲ ص ۱۶۹، بحوالہ ابن المنذر، ابن حبان، ابن مردويه اور ابونعیم فی الدلائل ☆ افتح القدير للشوکانی جلد ۵ سورہ الم نشرح وقال - أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى مِنْ طَرِيقِ ابْنِ لَهَيْعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ - وَأَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ طَرِيقِ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى بِهِ - أَخْرَجَ بَنُو عَسَاكِرٍ مِنْ طَرِيقِ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ -
- (۴۷) تفسیر ابن کثیر، ج ۴، سورة الضحیٰ ☆ الطبرانی فی الاوسط، البيهقي فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن جریر، پ: ۳۰، ج ۱۲، الضحیٰ ☆ فتح القدير للشوکانی، ج ۵، ص ۱۵۹ بحوالہ ابن ابی شیبہ، عبد ابن حمید، ابن ابی حاتم، ابن مردويه ☆ المستدرک للحاکم، ج ۲- ص ۵۲۶۔
- (۴۸) تفسیر ابن کثیر، ج ۴، سورة الدخان۔
- (۴۹) بخاری، ج ۲، کتاب الرقاق باب القصد والمداومة على العمل۔
- (۵۰) بخاری، ج ۲، کتاب الرقاق باب القصد والمداومة على العمل۔
- (۵۱) المصنف لعبد الرزاق، ج ۱۱ باب دخول الجنة ☆ ابن ماجہ کتاب الزهد باب التوقى على العمل ☆ دارمی ج ۲، کتاب الرقاق باب لن ينحى احدکم عمله۔
- (۵۲) ابن کثیر، ج ۴ بحوالہ ابن ابی حاتم ☆ افتح القدير للشوکانی، ج ۵ ص ۴۵۱، بحوالہ ابو الشیخ، ابن مردويه اور دیلمی من طریق جویر عن الضحاک عن ابن عباس۔
- (۵۳) مسلم، ج ۲، کتاب الذکر باب فی الادعية ☆ نسائی کتاب الاستعاذة باب الاستعاذة من العجز ☆ کنز العمال ج ۲، حدیث نمبر ۳۶۱۹، بحوالہ عبد بن حمید، عن زید بن ارقم۔
- (۵۴) مسند احمد، ج ۶ ص ۲۰۹، مرویات عائشة رضی اللہ عنہا ☆ مسند احمد، ج ۴ ص ۲۷۱۔

(۵۵) ابن کثیر، ج ۴، بحوالہ ابن ابی حاتم و طبرانی کبیر۔

(۵۶) مسند احمد، ج ۴ ص ۳۷۱، مفتاح القدير، ج ۵ ص ۵۴۰، بحوالہ ابن ابی شیبہ، ابن السندر، طبرانی اور ابن مردويه نے اس روایت کو ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

(۵۷) بخاری، ج ۱، کتاب التہجد باب قیام النبی ﷺ اللیل حتی ترم قدماء و قالت عائشة حتی تفطر قدماء و انفتور الشقوق، انفتورت انشقت۔ ج ۲، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم اللہ و انما یوفی الصابرون اجرهم بغير حساب۔ اس روایت میں ہے کاذ النبی ﷺ یصلی حتی ترم او تتفیح قدماء الخ۔

(۵۸) بخاری، ج ۲، کتاب التفسیر، باب قوله لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر و يتم نعمته عليك و یهدیک صراطاً مستقیماً۔

(۵۹) مسلم، ج ۲، کتاب صفة القيامة والحجة والنار، باب اكثر الاعمال والاجتهاد في العبادة۔

(۶۰) مسلم، ج ۲، کتاب صفة القيامة والحجة والنار باب اكثر الاعمال والاجتهاد في العبادة، مسند احمد، ص ۱۱۵، عن عائشة۔

(۶۱) ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء في عبادة رسول الله ﷺ ترمذی ابواب الصلاة باب ماجاء في الاجتهاد في الصلوة ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها باب ماجاء في طول القيام في الصلوة طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۲۰۹، السنن الكبرى للبيهقي، ج ۷، كتاب النكاح باب ماوجب عليه من قيام الليل، مسند احمد، ج ۴، ص ۴۵۱ تا ۴۵۵ اور ج ۶ ص ۱۱۵، نسائی ج ۳، كتاب قيام الليل باب احياء الليل، المصنف لعبد الرزاق ج ۳۔ كتاب الصلوة باب الصلوة من الليل۔

ختم نبوت

ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات

۸۹۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ. كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ۔

(بخاری)

”نبی ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتِ الْقَزَّازِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، قَالَ: قَعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَوْ فُوا بَيْعَةَ الْأَوَّلِ فَأَلَّوْا أُعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرَعَاهُمْ۔ (۱)

ترجمہ: حضرت ابو حازم سے مروی ہے ان کا بیان ہے میں پانچ سال تک حضرت ابو ہریرہ کی مجلس میں بیٹھا۔ میں نے انھیں نبی ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بیان کرتے ہوئے سنا کہ: بنی اسرائیل کی قیادت ان کے انبیاء کیا کرتے تھے جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا صرف خلفاء ہوں گے اور بہ کثرت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ایسی صورت ہے تو ہمارے لیے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا جو پہلے خلیفہ بنے اس کی بیعت کے ساتھ وفا کرو۔ اس کے بعد اس کی جو پہلے خلیفہ بنے۔ تم ان کے حقوق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ان کے سپرد کیا ہے ان کے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان سے باز پرس کرے گا۔

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ دُمِ

تفسیر الاحادیث جلد دوم

كُلَّمَا ذَهَبَ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَيْسَ كَائِنٌ بَعْدِي نَبِيٌّ فِيكُمْ. قَالُوا: فَمَا يَكُونُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: تَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُ قَالُوا: فَكَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ: أَوْ فُوا بَبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَأَلَاوَلِ. أَدُّوا الَّذِي عَلَيْكُمْ فَسَيَسَأُ لَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الَّذِي عَلَيْهِمْ. (۲)

۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو ابْنَ عَاصٍ يَقُولُ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا كَالْمُودِعِ فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ ثَلَاثًا وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي. (مسند احمد)

”عبداللہ بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے اس انداز سے کہ گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ”میں محمد نبی امی ہوں۔“ پھر فرمایا ”اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا بِنُ لَهَيْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْيَجِ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً فَلْيَقُلْ عَبْدٌ مِنْ ذَلِكَ أَوْلِيكَ كَثْرًا، وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا كَالْمُودِعِ فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ قَالَه ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي. أُوتِيَتْ فَوَاتِحَ الْكَلِمِ، وَخَوَاتِمِهِ، وَجَوَامِعِهِ وَعُلِمْتُ كَمْ خَزَنَةُ النَّارِ وَحَمَلَةُ الْعَرْشِ، وَتُجُوزِبِي وَعُوفِيَتْ وَ عُوفِيَتْ أُمَّتِي فَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا مَا دُمْتُ فِيكُمْ فَإِذَا ذَهَبَ بِي فَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ أَحِلُّوا حَلَالَهُ وَحَرِّمُوا حَرَامَهُ. (۳)

ترجمہ: ابوقیس کہتے ہیں میں نے ابن عمرو سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ پر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ درود پڑھتے ہیں اب جو شخص چاہے تھوڑا پڑھے یا زیادہ۔ اور میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو یہ کہتے بھی سنا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان سے نکل کر اس انداز سے ہمارے درمیان تشریف لائے گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں اور آپ نے تین مرتبہ فرمایا ”میں محمد نبی امی ہوں“، پھر فرمایا: ”اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مجھے افتتاحی، اختتامی اور جامع کلمات عطا فرمائے گئے۔ اور مجھے بتایا گیا ہے کہ جہنم کے داروغہ کتنے ہیں، عرش الہی کو کتنے فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے اور مجھے معاف کر دیا گیا ہے اور درگزر کیا گیا ہے اور میری امت کو بھی معاف کر دیا گیا ہے۔ لہذا جب تک میں تم میں زندہ ہوں اس وقت تک میری بات سنو اور اطاعت کرو اور جب مجھے اللہ لے جائے تو تم کتاب اللہ کو لازم پکڑ لو۔ اس کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام سمجھو۔“

۹۱۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا نُبُوءَةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ. قِيلَ: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ أَوْ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ. (مسند احمد، نسائی، ابوداؤد)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔ عرض کیا کیا وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب۔“

— یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعہ سے مل جائے گا۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا حَمَّادُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُيَيْدٍ الرَّاسِبِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطَّفِيلِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا نُبُوءَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔ قِيلَ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، أَوْ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔ (۴)

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوءِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔ (۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرما رہے تھے۔ نبوت اب باقی نہیں رہی بجز بشارت دینے والی باتوں کے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں؟ فرمایا: ”اچھا خواب۔“

(۳) أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوءِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَاهَا۔ (۶)

ترجمہ: اب بشارت نبوت تو باقی نہیں رہے صرف اچھا خواب ہے جسے ایک مسلم خواب میں دیکھے یا اسے دکھایا جائے۔

(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوءِ۔ (۷)

ترجمہ: مومن کا خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہے۔

(۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوءِ۔ (۸)

ترجمہ: صالح آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہے۔

(۶) الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوءِ۔ (۹)

ترجمہ: صالح خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہے۔

(۷) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَبَّاءِ

ابن ثابت، عن أم كرز الكعبية، قالت، سمعت رسول الله ﷺ يقول: ذهب النبوة وبقيت المبشرات۔ (۱۰)

ترجمہ: ام کرز کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرما رہے تھے۔ نبوت چلی گئی یعنی ختم ہو گئی۔ اب بشارت دینے والی باتیں باقی ہیں۔

(۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا الحسن بن علي الحلواني ثنا أبو عاصم، عن مَهْدِي بْنِ مَيْمُون، عن عثمان بن عبيد، عن أبي الطفيل عن حذيفة بن أسيد قال: قال رسول الله ﷺ: ذهب النبوة فلا نبوة بعدى إلا المبشرات۔ (۱۱)

ترجمہ: نبوت ختم ہو گئی، اب میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خوش خبری دینے والی باتیں باقی ہیں۔

(۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ زُفَرِ بْنِ صَعْسَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ صَلَاةَ الْغَدِ يَقُولُ: هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ وَيَقُولُ: إِنَّهُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔ (۱۲)

ترجمہ: ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنا منہ مقتدیوں کی طرف پھرتے تو دریافت فرماتے، کیا آج رات تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اور ساتھ ہی فرماتے کہ میرے بعد نبوت تو باقی نہیں البتہ صالح خواب ہیں۔

۹۲۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي، وَلَا نَبِيٍّ۔

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔“

(ختم نبوت: ختم نبوت...)

تخریج: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّعْفَرَانِيُّ، نَاعِمَانُ بْنُ مُسْلِمٍ، نَاعِبُ الدُّوَالِحِدِ، نَاعِبُ الْمُخْتَارِ ابْنِ فُلْفُلٍ، نَاعِبُ ابْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي، وَلَا نَبِيٍّ، قَالَ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ. فَقَالَ لَكِنَّ الْمُبَشِّرَاتِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: رُؤْيَا الْمُسْلِمِ، وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النَّبُوَّةِ۔ (۱۳)

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدِيفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأُمِّ كُرَيْزٍ۔

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ۔

قصر نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں

۹۳۔ میری مثال نبیوں میں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک نہایت خوبصورت مکان بنایا اور تمام عمارت بنا کر صرف ایک اینٹ

کی جگہ چھوڑ دی۔ اب جو لوگوں نے اس کے گرد چکر لگایا تو وہ خالی جگہ انھیں کھٹکنے لگی اور وہ کہنے لگے اگر یہ آخری اینٹ بھی رکھ دی جاتی تو مکان بالکل مکمل ہو جاتا۔ سو وہ آخری اینٹ جس کی جگہ نبوت کے محل میں باقی رہ گئی تھی میں ہی ہوں۔ اب میرے بعد وہی نبی آنے والا نہیں ہے۔

تشریح: اس مثال سے ختم نبوت کی وجہ صاف سمجھ میں آ جاتی ہے۔ جب دین کامل ہو چکا، آیات الہی پوری وضاحت سے ساتھ بیان ہو چکیں، اوامر و نواہی، عقائد و عبادات، تمدن و معاشرت، حکومت و سیاست، غرض انسانی زندگی کے ہر شعبے کے متعلق پورے پورے احکام بیان کر دیے گئے اور دنیا کے سامنے اللہ کا کلام اور اللہ کے رسول کا اسوہ حسنہ اس طرح پیش کر دیا گیا کہ ہر قسم کی تلبیس و تحریف سے پاک ہے اور ہر عہد میں اس سے ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے، تو نبوت کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ صرف تجدید و تذکیر کی ضرورت رہ گئی ہے جس کے لیے علمائے حق اور مؤمنین صادقین کی جماعت کافی ہے۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا، فَأَحْسَنَهَا، وَأَكْمَلَهَا وَأَجْمَلَهَا، وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبِنَاءِ، وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ، وَيَقُولُونَ: لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبْنَةِ، وَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبْنَةِ. وَبِطَرَاةِ الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ، وَخَطِيئَتُهُمْ، صَاحِبَ شِقَاقَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ - (۱۴)

ترجمہ: حضرت طفیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ انبیاء میں میری مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے خوبصورت اور حسین و جمیل مکان بنایا۔ اسے مکمل بھی کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ اب جو لوگوں نے اس کے ارد گرد چکر لگایا تو اسے پسند کیا۔ لیکن کہنے لگے کاش یہ آخری اینٹ کی جگہ بھی مکمل کر دی جاتی۔ تو مکان بالکل مکمل ہو جاتا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ انبیاء علیہم السلام میں میرا مقام اسی اینٹ کا ہے۔ اسی اسناد سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی مروی ہے کہ قیامت کے روز میں انبیاء کا امام، ان کا خطیب اور ان کی سفارش کرنے والا ہوں گا، البتہ اس پر فخر نہیں کروں گا۔

۹۴۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ الْأَمْوَاعَ لَبْنَةً مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَذَا لَبْنَةُ هَذِهِ اللَّبْنَةُ، فَأَنَا اللَّبْنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ - (بخاری)

نبی ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے نزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور

اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے، اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے، جسے پر کرنے کے لیے کوئی نبی آئے۔“

اس مضمون کی چار حدیثیں مسلم، کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں: فَجِئْتُ فَخْتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ ”پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔“

یہی حدیث انہی الفاظ میں ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی اور کتاب الآداب باب الامثال میں ہے۔ مسند ابوداؤد، طیالسی میں یہ حدیث جابر بن عبد اللہ کی روایت کردہ احادیث کے سلسلہ میں آئی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: خْتَمَ بِي الْأَنْبِيَاءَ۔ ”میرے ذریعہ سے انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا۔“

مسند احمد میں تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ اس مضمون کی احادیث حضرت ابی بن کعب، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ سے نقل کی گئی ہیں۔ (ختم نبوت: ختم نبوت...)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ مَثَلِي، وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ مِنْ زَاوِيَةِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَتَعَجَّبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ، قَالَ: فَأَنَا اللَّبْنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔ (۱۵)

(۲) حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ فَكَانَ مَنْ دَخَلَهَا وَنَظَرَ إِلَيْهَا، قَالَ مَا أَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ هَذِهِ اللَّبْنَةِ فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبْنَةِ خْتَمَ بِي الْأَنْبِيَاءِ۔ (۱۶)

(۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا نَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ بِنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَاكِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ مِنْ زَاوِيَةِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعَجَّبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبْنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔ (۱۷)

(۴) حَدَّثَنَا عُمَرُو النَّاقِدُ، قَالَ: نَاسُفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يُطِيفُونَ بِهِ يَقُولُونَ مَا رَأَيْنَا بَيْتًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا إِلَّا هَذِهِ اللَّبْنَةُ فَكُنْتُ أَنَا تِلْكَ اللَّبْنَةُ۔

(۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ: نَاعَبُدُ الرَّزَاقِ، قَالَ: نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَسَى بِيُوتًا فَأَحْسَنَهَا، وَأَجْمَلَهَا وَأَكْمَلَهَا، إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةِ مَنْ زَوَايَا هَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيُعْجِبُهُمُ الْبُنْيَانُ فَيَقُولُونَ: آلا وَضَعْتَ هَاهُنَا لَبَنَةً فِيمَ بُنْيَانِكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: فَكُنْتُ أَنَا اللَّبَنَةُ۔

(۶) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: نَا عَفَّانُ، قَالَ: نَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ: نَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَاتَمَّهَا، وَأَكْمَلَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهَا وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبَنَةِ! قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَإِنَّا مَوْضِعُ اللَّبَنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ (۱۸)

۹۵۔ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَضِلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ. أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخَتَمَ بِي النَّبِيُّونَ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جامع و مختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔ (۲) مجھے رعب کے ذریعہ سے نصرت بخشی گئی۔ (۳) میرے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے۔ (۴) میرے لیے زمین کو مسجد بھی بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی۔ یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے۔ اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمم کر کے وضو کی حاجت بھی پوری کی جاسکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی۔ (۵) مجھے تمام دنیا کے لیے رسول بنا دیا گیا۔ (۶) اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: نَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَضِلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ، أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخَتَمَ بِي النَّبِيُّونَ۔ (۱۹)

۹۶۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا أَحَدَرَ أُمَّتَهُ الدَّجَالَ وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ

(ابن ماجہ)

الْأُمَمِ وَهُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ لَا مَحَالَةَ۔

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا، جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا۔ اب میں آخری نبی ہوں، اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلتا ہے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الشَّيْبَانِيِّ يَحْيَى ابْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ أَكْثَرَ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا، حَدَّثَنَا عَنْ الدَّجَالِ، وَحَدَرْنَا هُ فَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةً فِي الْأَرْضِ مِنْذُ ذُرَا اللَّهِ ذُرِّيَّةَ آدَمَ أَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَدَرَ أُمَّتَهُ الدَّجَالِ وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ، وَهُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ لَا مَحَالَةَ الخ۔ (۲۰)

(بیہقی، طبرانی)

۹۷۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي۔

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت — کسی نئے آنے والے نبی کی امت — نہیں۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، ثنا مُعَاذُ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ، قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِحَطِّ يَدِهِ، وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ حُدَيْفَةَ، إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ وَدَجَّالُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ مِنْهُمْ أَرْبَعٌ نِسْوَةٌ وَإِنِّي خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ (۲۱)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال نمودار ہوں گے ان میں چار عورتیں بھی ہوں گی۔ میں بہر حال خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹۸۔ عَنْ ثُوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ... وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(ابوداؤد)

”ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا... اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ: نَاعِلُ الرَّحْمَنِ وَهُوَ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ۔ (۲۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تمیں کے قریب جھوٹے فریبی دجال نہ نکلیں گے۔ ان میں سے ہر ایک اللہ کا رسول ہونے کا مدعی ہوگا۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ دَجَالُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تمیں دجال ظاہر نہ ہوں۔ ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ، ثنا أَبِي ثنا مُحَمَّدٌ. يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَابًا دَجَالًا كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى اللَّهِ وَعَلَى رَسُولِهِ. (۲۳)

ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی تا وقتے کہ تمیں جھوٹے فریبی دجال نہ نکلیں۔ ہر ایک اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھے گا۔

(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ، نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْبَعَثَ كَذَابُونَ دَجَالُونَ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ. (۲۴)

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عَمْرٍو.

(۵) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ شَابُورٍ، ثنا سَعِيدُ بْنُ بِشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ الْجَرْمِيِّ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَإِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ دَجَالِينَ كَذَابِينَ قَرِيبًا مِّنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيُّ الْحَدِيثِ. (۲۵)

ترجمہ: قیامت سے قبل تمیں کے قریب جھوٹے دجال ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔

(۶) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَا: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ مَلِكَ أُمَّتِي سَيَلُغُ مَا زَوَى لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةِ بَعَامَةٍ وَلَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ،

فَيَسْتَبِيحُ بِيضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءَ فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَلَا أَهْلِكَهُمْ بِسَنَةِ بَعَامَةٍ وَلَا أَسْلَطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحُ بِيضَتَهُمْ وَلَوْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ أَقْطَارِهَا أَوْ قَالَ بِأَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَحَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يَسْبِي بَعْضًا وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَيْمَةَ الْمُضِلِّينَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ حَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلَّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ قَالَ ابْنُ عِيْسَى ظَاهِرِينَ ثُمَّ اتَّفَقَا لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ تَعَالَى (۲۶)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے روئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کیا۔ میری امت کی سلطنت وہاں تک ضرور پہنچ کر رہے گی جہاں تک زمین کو میرے لیے سکیڑا گیا اور مجھے دو خزانے بھی عطا کیے گئے ایک سرخ اور دوسرا سفید اور میں نے اپنے رب سے استدعا کی کہ وہ میری امت کو عام قحط سالی میں مبتلا کر کے ہلاک نہ کرے اور ان پر اپنوں کے سوا اغیار میں سے ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان کی نسل کشی کر دے اور میرے رب نے فرمایا اے محمد! میں جو فیصلہ کر دوں وہ رد نہیں کیا جاسکتا۔ میں تیری امت کے لوگوں کو عام قحط سالی میں مبتلا کر کے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے اپنوں کے علاوہ ان پر دوسرا کوئی دشمن بھی مسلط نہیں کروں گا جو ان کی نسل کشی کر دے۔ خواہ دنیا کے گوشے گوشے سے دشمن اکٹھے ہو کر مسلمانوں کے خلاف اقدام کریں۔ تا وقتہ کہ مسلمان باہم ایک دوسرے کو قتل نہ کریں اور ایک دوسرے کو قید نہ کر لیں۔ اور مجھے اپنی امت کے لیے سب سے زیادہ اندیشہ ائمہ مشعلین کا ہے اور جب میری امت میں شمشیر چل پڑی۔ امت میں باہمی لڑائی شروع ہوگئی۔ تو قیامت تک وہ پھر نہ اٹھے گی۔ اور قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین کے ساتھ نہ جا لیں اور بتوں کی پوجا شروع نہ کر دیں اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ضرور پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ محمد بن عیسیٰ کی روایت میں ہے کہ غالب رہے گا۔ مخالف ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تا آن کہ امر الہی آجائے۔

۹۹۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابوداؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے بھی حضرت ثوبانؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

حَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، ”یہاں تک کہ انہیں گے تمیں کے قریب جھوٹے فریبی، جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“ (ختم نبوت: ختم نبوت...)

۱۰۰۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمَحِّي بِهِ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَى عَقْبِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔

(بخاری و مسلم، المستدرک للحاکم)

”نبی ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے۔ میرے بعد اب بس قیامت ہی آئی ہے۔ اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔“

(ختم نبوت: ختم نبوت...)

اسی مضمون کی روایات حضرت جبیر بن مطعم سے امام مالک، بخاری، مسلم، دارمی، ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہیں حضور کا یہ اسم گرامی صحابہ میں معروف تھا، چنانچہ حضرت حسان بن ثابت کا شعر ہے:

صَلَّى الْإِلَهَ وَمَنْ يَحْفَ لِعَرْشِهِ وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدِ

”اللہ نے اور اس کے عرش کے گرد جگمگاتا لگائے ہوئے فرشتوں نے اور سب پاکیزہ بستیوں نے بابرکت احمد

پر درود بھیجا ہے۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عَمْرٍو، وَاللَّفْظُ لِرُزْهَيْرٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ: نَاسُفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمَحِّي بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَى عَقْبِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔ (۲۷)

(۲) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ: أَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً، فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ وَالْمَقْفِيُّ، وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔ (۲۸)

(۳) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمَحُّوهُ اللَّهُ بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ، وَقَدْ سَمَّاهُ اللَّهُ رَوْوْفًا رَحِيمًا۔ (۲۹)

(۴) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ ابْنِ حَاتِمِ الْمُرَكِّي بِمَرُورٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَاتِمٍ، ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، ثنا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَمَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

نَفْسَهُ أَسْمَاءَ فَمِنْهَا مَا حَفِظْنَاهُ وَمِنْهَا مَا نَسِينَاهُ قَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَالْمُقَفِيُّ، وَالْحَاشِرُ،
وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَالْمَلْحَمَةُ۔ (۳۰)

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے کئی نام بتائے۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہیں ہم نے یاد رکھا اور کچھ ایسے ہیں جنہیں ہم بھول گئے۔ آپ نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں مقفی ہوں، میں حاشر ہوں، میں نبی التوبہ ہوں اور میں نبی الملحمة ہوں۔

(۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا أسود بن عامر، ثنا أبو بكر عن عاصم، عن أبي وائل، قال: قال حذيفة: أنا مشى في طريق المدينة قال: إذا رسول الله ﷺ يمشى فسمعتُه يقول: أنا محمد، وأنا أحمد، ونبي الرحمة، ونبي التوبة والحاشر والمقفي ونبي الملاحم۔ (۳۱)

(۶) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، ثَنِي مَعْنٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ بِنِ شَهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِي خَمْسَةَ أَسْمَاءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاجِي الَّذِي يَمْحُوا اللَّهُ بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ۔ (۳۲)

احمد کے معنی

(یہاں) نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی احمد بتایا گیا ہے۔ احمد کے دو معنی ہیں۔ ایک وہ شخص جو اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو، دوسرے وہ شخص جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو، یا جو بندوں میں سب سے زیادہ قابل تعریف ہو، تاریخ سے بھی یہ ثابت ہے کہ حضور کا نام مبارک صرف محمد ہی نہ تھا بلکہ احمد بھی تھا۔ عرب کا پورا لٹریچر اس بات سے خالی ہے کہ حضور سے پہلے کسی کا نام احمد رکھا گیا ہو اور حضور کے بعد احمد اور غلام احمد اتنے لوگوں کے نام رکھے گئے ہیں جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے بڑھ کر اس بات کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ زمانہ نبوت سے لے کر آج تک تمام امت میں آپ کا یہ اسم گرامی معلوم و معروف رہا ہے۔ (تفسیر القرآن، ج ۵، القف، حاشیہ ۸)

۱۰۱۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى. إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(بخاری و مسلم)

”رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“

تشریح: بخاری و مسلم نے یہ حدیث غزوہ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کی ہے۔ مسند احمد نے اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہیں۔ جن میں سے ایک کا آخری فقرہ یوں ہے: إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

”مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔“ ابوراؤد، طیلسی، امام احمد اور محمد بن اسحاق نے اس سلسلے میں جو تفصیلی روایات نقل کی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے جاتے وقت نبی ﷺ نے حضرت علیؑ کو مدینہ منورہ کی حفاظت و نگرانی کے لیے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ منافقین نے اس پر طرح طرح کی باتیں ان کے بارے میں کہنی شروع کر دیں۔ انھوں نے جا کر حضورؐ سے عرض کیا ”یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟“ اس موقع پر حضورؐ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ”تم تو میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو، جو موسیٰ کے ساتھ ہارون رکھتے تھے۔“ یعنی جس طرح موسیٰ نے کوہ طور پر جاتے ہوئے حضرت ہارون کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے لیے پیچھے چھوڑا تھا اسی طرح میں تم مدینہ کی حفاظت کے لیے چھوڑے جا رہا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضورؐ کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون کے ساتھ یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ بن جائے، اس لیے فوراً آپ نے یہ تصریح فرمادی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں ہے۔ (ختم نبوت ختم نبوت...)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا غُنْدَرٌ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيِّ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ (۳۳)

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: نَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! اتَّخَلَّفَنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي؟ (۳۴)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علیؑ کو اپنے پیچھے چھوڑا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمھاری نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی۔ بہ جزاء اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں؟

(۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ فَاسْتَخَلَفَ عَلِيًّا قَالَ: اتَّخَلَّفَنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي. (۳۵)

(۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَتَقَارِبًا فِي اللَّفْظِ، قَالَا: نَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مَسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! خَلَّفَنِي مَعَ

النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي الْحَدِيثُ - (۳۶) .

(۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، ثنا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى جَاءَ ثَنِيَّةَ الْوُدَاعِ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْكِي يَقُولُ: تَخَلَّفَنِي مَعَ الْخَوَالِفِ فَقَالَ: أَوْ مَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا النُّبُوَّةَ - (۳۷)

۱۰۲ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ - (ترمذی)

”نبی ﷺ نے فرمایا: میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شُعَيْبٍ، نَالِ الْمُقْرِي عَنْ حَيَّوَةَ ابْنِ شَرِيحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ - (۳۸)

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مِشْرَحِ ابْنِ هَاعَانَ -

۱۰۳ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلِّمُونَ مِنْ غَيْرَانِ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي أَحَدٌ فَعَمْرُ - (بخاری)

”نبی ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں، ان میں ایسے لوگ ہوئے ہیں، جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ میری امت میں اگر کوئی ہوا تو وہ عمر ہوگا۔“

تشریح: مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں يُكَلِّمُونَ کے بجائے مُحَدِّثُونَ کا لفظ ہے۔ لیکن مکلم اور محدث دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی ایسا شخص جو مکالمہ الہی سے سرفراز ہو، یا جس کے ساتھ پردہ غیب سے بات کی جائے اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبہ الہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمر ہوتے۔ (ختم نبوت: ختم نبوت...)

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ فَرْعَةَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَقَدْ كَانَ فِيمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدِّثُونَ؛ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عَمْرٌ، زَادَ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: قَدْ كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلِّمُونَ مِنْ غَيْرَانِ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَعَمْرُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ نَبِيِّ وَلَا مُحَدِّثٌ - (۳۹)

۱۰۴۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔
 ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (مسجد نبوی) ہے۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: نَاعِيْسِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجُمَيْصِيُّ، قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَمِيِّ الْجُهَيْنِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَاهُ رِيْرَةَ يَقُولُ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدَهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔

قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ: لَمْ نَشْكَ أَنْ أَبَاهُ هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ: عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَنْعَنَا ذَلِكَ أَنْ نُسْتَبْتَّ أَبَاهُ رِيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حَتَّى إِذَا تَوَفَّى أَبُو هُرَيْرَةَ تَذَاكُرْنَا ذَلِكَ وَتَلَاوَمْنَا أَنْ لَا نَكُونَ كَلَّمْنَا أَبَاهُ رِيْرَةَ فِي ذَلِكَ حَتَّى يُسْنِدَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ جَالِسْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ الْحَدِيثَ وَالَّذِي فَرَطْنَا فِيهِ مِنْ نَصِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْهُ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنُ قَارِظٍ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَاهُ رِيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔ (۴۰)

نسائی کی ایک روایت میں ہے:

(۲) فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدُهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔

۱۔ مکرین ختم نبوت اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح حضور نے اپنی مسجد کو آخری مسجد فرمایا، حالانکہ وہ آخری مسجد نہیں ہے بلکہ اس کے بعد بھی بے شمار مسجدیں دنیا میں بنی ہیں۔ اسی طرح جب آپ نے فرمایا کہ میں آخری انبیاء ہوں تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد نبی آتے رہیں گے، البتہ فضیلت کے اعتبار سے آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے۔ لیکن درحقیقت اسی طرح کی تاویلیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ لوگ خدا اور رسول کے کلام کو سمجھنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ صحیح مسلم کے جس مقام پر یہ حدیث وارد ہوئی ہے اس کے سلسلے کی تمام احادیث کو ایک نظر ہی آدمی دیکھ لے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ حضور نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کس معنی میں فرمایا ہے۔ اس مقام پر حضرت ابو ہریرہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور ام المومنین حضرت میمونہ کے حوالہ سے جو روایات امام مسلم نے نقل کی ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں صرف تین مساجد ایسی ہیں جن کو عام مساجد پر فضیلت حاصل ہے، جن میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے، اور اسی بنا پر صرف انہی تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کر کے جانا جائز ہے۔ باقی کسی مسجد کا یہ حق نہیں ہے کہ آدمی دوسری مسجدوں کو چھوڑ کر خاص طور پر ان میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرے۔ ان میں سے پہلی مسجد، مسجد الحرام ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ دوسری مسجد، مسجد اقصیٰ ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ اور تیسری مسجد، مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی ہے جس کی بناء حضور نبی اکرم ﷺ نے رکھی۔ حضور کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اس لیے میری اس مسجد کے بعد دنیا میں کوئی چوتھی مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے جس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہو اور جس کی طرف نماز کی غرض سے سفر کر کے جانا درست ہو۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

(۳) فَإِنِّي أَخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّهُ أَخِرُ الْمَسَاجِدِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مسجد حرام کے علاوہ باقی تمام مساجد سے مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز سے بھی زیادہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے۔

ابو سلمہ اور ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی بیان کی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم نے ابو ہریرہؓ سے اس حدیث کے بارے میں توثیق نہیں کرائی۔ حتیٰ کہ جب حضرت ابو ہریرہؓ وفات پا گئے تو ہمیں اس بات کا خیال آیا اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ ہم نے اس حدیث کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیوں نہ کیا تا کہ وہ بیان کر دیتے کہ انہوں نے آں حضرت ﷺ سے یہ حدیث خود سنی ہے یا نہیں۔

ہم اسی شش و پنج میں تھے کہ ہمیں عبد اللہ بن ابراہیم کے ساتھ نشست کا موقع مل گیا۔ ہم نے ان سے اس حدیث کا ذکر کیا اور اپنی اس کوتاہی کا بھی ذکر کیا جو حضرت ابو ہریرہؓ سے اس کی اسناد کے طلب کرنے میں ہم سے سرزد ہوئی تو عبد اللہ بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے خود ابو ہریرہؓ کو کہتے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔“

(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يُحَىٰ بْنَ سَعِيدٍ، يَقُولُ: سَأَلْتُ بِصَالِحٍ هَلْ سَمِعْتَ أَبَاهُ رَيْرَةَ يَذْكُرُ فَضْلَ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: لَا وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ قَارِظٍ. أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ أَوْ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامَ. (۴۱)

(۵) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: نَا يُحَىٰ وَهُوَ الْيَقْظَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدُ الْحَرَامَ. (۴۲)

(۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ قُتَيْبَةُ: نَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَّتْ شَكْوَى فَقَالَتْ: إِنَّ شَفَائِي اللَّهُ لَا خُرُجَ فَلَاصِلِينَ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَبَرَأَتْ ثُمَّ تَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ فَجَاءَتْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَتْهَا ذَلِكَ فَقَالَتْ إِبْرَاهِيمَ فِكَلِي مَا صَنَعْتَ وَصَلِي فِي

مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : صَلَاةٌ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ۔ (۴۳)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہتے ہیں ایک عورت بیمار ہو گئی تو اس نے نذر مانی کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی تو میں ضرور بیت المقدس میں نماز ادا کروں گی۔ اللہ کی مہربانی سے وہ شفا یاب ہو گئی۔ اس نے سفر کی تیاری کی۔ پھر وہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور انھیں سلام کیا اور اپنے ارادے سے انھیں آگاہ کیا: حضرت میمونہ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، جو کچھ تیار کیا ہے اسے کھاؤ اور مسجد الرسول (مسجد نبوی) میں نماز پڑھ لو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے مگر بیت اللہ شریف اس سے مستثنیٰ ہے۔

ختم کے لغوی معنی

عربی لغت اور محاورے کی رو سے ”ختم“ کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔ خَتَمَ الْعَمَلُ کے معنی ہیں فَرَعَ مِنَ الْعَمَلِ ”کام سے فارغ ہو گیا۔“ خَتَمَ الْإِنَاءَ کے معنی ہیں۔ ”برتن کا منہ بند کر دیا اور اس پر مہر لگا دی تاکہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔“

خَتَمَ الْكِتَابَ کے معنی ہیں۔ ”خط بند کر کے اس پر مہر لگا دی تاکہ خط محفوظ ہو جائے۔“

یہاں ہم نے لغت کی صرف تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے، لیکن بات انہی تین کتابوں پر منحصر نہیں ہے۔ عربی زبان کی کوئی معتبر لغت اٹھا کر دیکھ لی جائے، اس میں لفظ خاتم کی یہی تشریح ملے گی۔ لیکن منکرین ختم نبوت خدا کے دین میں لقب لگانے کے لیے لغت کو چھوڑ کر اس بات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی شخص کو خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء یا خاتم المفسرین کہنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جس شخص کو یہ لقب دیا گیا ہے اس کے بعد کوئی شاعر یا فقیہ یا مفسر پیدا نہیں ہوا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہو گئے۔ حالانکہ مبالغے کے طور پر اس طرح کے القاب کا استعمال یہ معنی ہرگز نہیں رکھتا کہ لغت کے اعتبار سے خاتم کے اصلی معنی ہی کامل یا افضل کے ہو جائیں اور آخری کے معنی میں یہ لفظ استعمال کرنا سرے سے غلط قرار پائے۔ یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو زبان کے قواعد سے ناواقف ہو۔ کسی زبان میں بھی یہ قاعدہ نہیں ہے کہ اگر کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے کبھی کبھی مجازاً کسی دوسرے معنی میں بولا جاتا ہو تو وہی معنی اس کے اصل معنی بن جائیں اور لغت کی رو سے جو اس کے حقیقی معنی ہیں ان میں اس کا استعمال ممنوع ہو جائے۔ آپ کسی عرب کے سامنے جب کہیں گے کہ جَاءَ خَاتَمُ الْقَوْمِ تو وہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لے گا کہ قبیلے کا فاضل و کامل آدمی آ گیا بلکہ اس کا مطلب وہ یہی لے گا کہ پورے کا پورا قبیلہ آ گیا ہے حتیٰ کہ آخری آدمی جو رہ گیا تھا وہ بھی آ گیا۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی نگاہ میں رہنی چاہیے کہ خاتم الشعراء، خاتم الفقہاء اور خاتم الحدیث وغیرہ القاب جو بعض لوگوں کو دیے گئے ہیں ان کے دینے والے انسان تھے اور انسان کبھی یہ نہیں جان سکتا کہ جس شخص کو وہ کسی صفت کے اعتبار سے خاتم کہہ رہا ہے اس کے بعد پھر کوئی اس صفت کا حامل نہیں پیدا ہوگا۔ اسی وجہ سے انسانی کلام میں ان القاب کی حیثیت مبالغے اور اعتراف کمال سے زیادہ کچھ ہو ہی نہیں سکتی، لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے متعلق یہ کہہ دے کہ فلاں صفت اس پر ختم ہو گئی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسے بھی انسانی کلام کی طرح مجازی کلام سمجھ لیں۔ اللہ نے اگر کسی کو خاتم الشعراء کہہ دیا ہوتا تو یقیناً اس کے بعد کوئی شاعر نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اس نے جسے خاتم النبیین کہہ دیا، غیر ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی ہو سکے۔ اس لیے کہ اللہ عالم الغیب ہے اور انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ اللہ کا کسی کو خاتم النبیین کہنا اور انسان کا کسی کو خاتم الشعراء اور خاتم الفقہاء وغیرہ کہہ دینا آخر ایک درجہ میں کیسے ہو سکتا ہے۔

خَتَمَ عَلَى الْقَلْبِ ”دل پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے، نہ پہلے سے جہی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔“

خَتَامُ كُلِّ مَشْرُوبٍ ”وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔“
خَاتِمَةُ كُلِّ شَيْءٍ، عَاقِبَتُهُ وَآخِرَتُهُ ”ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔“
خَتَمَ الشَّيْءُ بَلَغَ آخِرَهُ ”کسی کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا۔“ اس معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

خَاتِمُ الْقَوْمِ، آخِرُهُمْ ”خاتم القوم سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی۔“ (ملاحظہ ہو لسان العرب، قاموس اور اقرب الموارد)
تشریح: یہ احادیث بہ کثرت صحابہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں اور بہ کثرت محدثین نے ان کو بہت سی قوی سندوں سے نقل کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے مختلف مواقع پر، مختلف طریقوں سے مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے، کہ آپؐ آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اور آپؐ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں، وہ دجال و کذاب ہیں۔ قرآن کے الفاظ ”خاتم النبیین“ کی اس سے زیادہ مستند و معتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے۔ رسول پاک کا ارشاد تو بجائے خود سند و حجت ہے۔ مگر جب وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو، تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اس کی تفسیر کا حق دار اور کون ہو سکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کا کوئی دوسرا مفہوم بیان کرے اور ہم اسے قبول کرنا کیا معنی، قابل التفات بھی سمجھیں۔

صحابہ کرام کا اجماع

قرآن و سنت کے بعد اہم ترین حیثیت صحابہ کرام کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی، ان سب کے خلاف صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔

۱۔ منکرین ختم نبوت رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کے مقابلہ میں اگر کوئی چیز پیش کرتے ہیں تو وہ یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ”قُولُوا أَنَّهُ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُولُوا لِأَنْبِيٍّ بَعْدَهُ۔“ ”یہ تو کہو کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“ لیکن اول تو حضورؐ کے صاف صاف ارشادات کے مقابلہ میں حضرت عائشہؓ کے کسی قول کو پیش کرنا ہی سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اس پر مزید یہ کہ حضرت عائشہؓ کی طرف جس روایت میں یہ قول منسوب کیا گیا ہے وہ بجائے خود غیر مستند ہے۔ اسے حدیث کی کسی معتبر کتاب میں کسی قابل ذکر محدث نے نقل نہیں کیا ہے۔ تفسیر کی ایک کتاب درمنثور اور لغت حدیث کی ایک کتاب تاملہ مجمع البحار سے اس کو نقل کیا جاتا ہے، مگر اس کی سند کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ ایسی ایک ضعیف ترین روایت اور وہ بھی ایک صحابیہ کے قول کو لا کر نبی اکرم ﷺ کے ان ارشادات کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہے، جنہیں تمام اکابر محدثین نے صحیح سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے ص ۹۱۔

اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔ یہ شخص نبی ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ اسے حضور کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے۔ اُس نے حضور کی وفات سے پہلے جو عریضہ آپ کو لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

مِنْ مُسَيَّلَمَةِ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَإِنِّي أُشْرِكُ فِي الْأُمْرِ مَعَكَ۔

(طبری۔ جلد دوم ص ۳۹۹ طبع مصر)

”مسلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ آپ پر سلام ہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔“

علاوہ بریں مؤرخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔ اس صریح اقرار رسالت محمدی کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو حنفیہ نیک نیتی کے ساتھ (In Good Faith) اس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے۔ نیز قرآن کی آیات کو ان کے سامنے مسلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ طیبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۵ ص ۵۱)۔ مگر اس کے باوجود صحابہ کرام نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔ پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہ نے ان کے خلاف ارتداد کی بنا پر نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو ان کے اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جاسکتے۔ بلکہ مسلمان تو درکنار، ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن مسلمہ اور اس کے پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابو بکرؓ نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے گا۔ اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو فی الواقع ان کو غلام بنایا گیا، چنانچہ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علیؓ کے حصے میں آئی جس کے بطن سے تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنفیہؑ نے جنم لیا۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۶، ص ۳۱۶، ۳۲۵)

اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ نے جس جرم کی بنا پر ان سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ کارروائی حضور کی وفات کے فوراً بعد ہوئی ہے، ابو بکرؓ کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے۔ اجماع صحابہ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

تمام علمائے امت کا اجماع

اجماع صحابہ کے بعد مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے وہ دور صحابہ کے بعد کے علمائے امت کا اجماع ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے، اور پوری دنیائے اسلام کے علمائے امت سے مراد ہے قبیلہ بنو حنفیہ کی عورت۔

میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا، اور یہ کہ جو بھی آپ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے، یا اس کو مانے، وہ کافر، خارج از ملت اسلام ہے۔ اس سلسلہ کے بھی چند شواہد ملاحظہ ہوں:

(۱) امام ابوحنیفہؒ (۸۰-۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا۔ ”مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔“ اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا...!

(۲) علامہ ابن جریر طبری (۲۲۳-۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں آیت وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کا مطلب بیان کرتے ہیں:

الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ فَطَبَعَ عَلَيْهَا فَلَا تَفْتَحُ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ۔
”جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھلے گا۔“

(تفسیر ابن جریر، جلد ۲۲، ص: ۱۲)

(۳) امام طحاوی (۲۳۹-۳۲۱ھ) اپنی کتاب ”عقیدہ سلفیہ“ میں سلف صالحین اور خصوصاً امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں: اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، امام الاتقیاء، سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں، اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔“

(۴) علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۳-۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے، دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

(المحلی ج ۱، ص: ۲۶)

(۵) امام غزالی (۳۵۰-۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ فَتِحَ هَذَا الْبَابُ (أَيُّ بَابِ انْكَارِ كَوْنِ الْإِجْمَاعِ حُجَّةً) انْجَرَّ إِلَى أُمُورٍ شَنِيعَةٍ وَهُوَ أَنَّ قَائِلًا لَوْ قَالَ يَجُوزُ أَنْ يُبْعَثَ رَسُولٌ بَعْدَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ فَيُبْعَدُ التَّوَقُّفُ فِي تَكْفِيرِهِ وَمُسْتَبَعْدُ اسْتِحَالَةِ ذَلِكَ عِنْدَ الْبَعْثِ تُسْتَمَدُّ مِنَ الْإِجْمَاعِ لَامْحَالَةً، فَإِنَّ الْعَقْلَ لَا يَحِيلُهُ، وَمَا نُقِلَ فِيهِ مِنْ قَوْلِهِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَمِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى خَاتَمَ النَّبِيِّينَ، فَلَا يُعْجِزُ هَذَا الْقَائِلَ عَنْ تَأْوِيلِهِ، فَيَقُولُ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ أَرَادَ بِهِ أَوْلَوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ، فَإِنْ قَالُوا النَّبِيُّينَ عَامًّا، فَلَا يُبْعَدُ تَخْصِيصُ الْعَامِّ،

۱۔ مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی ج ۱ ص ۱۶۱۔ مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۲۱ھ۔

۲۔ شرح الطحاوی فی العقیدۃ السلفیہ، دار المعارف مصر، صفحات ۱۵، ۸۷، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲۔

۳۔ امام غزالی کی اس رائے کو ہم ان کی اصل عبارت کے ساتھ اس لیے نقل کر رہے ہیں کہ منکرین ختم نبوت نے اس حوالے کی صحت کو بڑے زور و شور سے چیلنج کیا ہے۔

وَقَوْلُهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي لَمْ يَرِدْ بِهِ الرَّسُولُ وَفَرَّقَ بَيْنَ النَّبِيِّ وَالرَّسُولِ وَالنَّبِيُّ أَعْلَى مَرْتَبَةٍ مِنَ الرَّسُولِ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَنْوَاعِ الْهَدْيَانِ، فَهَذَا وَأَمْثَالُهُ لَا يُمْكِنُ أَنْ نَدَّعِي اسْتِحْوَاطَهُ مِنْ حَيْثُ مُجَرَّدِ اللَّفْظِ، فَإِنَّا فِي تَأْوِيلِ ظَوَاهِرِ التَّشْبِيهِ قَضِينَا بِإِحْتِمَالَاتٍ أَبْعَدُهُ مِنْ هَذَا، وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ مُبْطِلًا لِلنُّصُوصِ، وَلَكِنَّ الرَّدَّ عَلَى هَذَا الْقَائِلِ أَنَّ الْأُمَّةَ فُهِمَتْ بِالْإِجْمَاعِ مِنْ هَذَا اللَّفْظِ وَمِنْ قَرَائِنِ أَحْوَالِهِ أَنَّهُ أَفْهَمَ عَدَمَ نَبِيِّ بَعْدَهُ أَبَدًا وَعَدَمَ رَسُولِ اللَّهِ أَبَدًا وَأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ تَأْوِيلٌ وَلَا تَخْصِصٌ فَمُنْكَرُهُ هَذَا لَا يَكُونُ إِلَّا مُنْكَرُ الْإِجْمَاعِ.

(الاقتصاد في الاعتقاد، المطبعة الادبية، مصر، ص: ۱۱۴)

اگر یہ دروازہ یعنی اجماع کو جنت ماننے سے انکار کا دروازہ کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً اگر کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعد کسی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن بحث کے موقع پر جو شخص اس کی تکفیر میں تامل کرنا جائز ثابت کرنا چاہتا ہو تو اسے لامحالہ اجماع سے مدد لینا پڑے گی۔ کیوں کہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی۔ اور جہاں تک نقل کا تعلق ہے اس عقیدے کا قائل لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ خاتم النبیین سے مراد اولوالعزم رسولوں کا خاتم ہونا ہے اور اگر کہا جائے کہ نبیین کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دے دینا اس کے لیے کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور لا نبی بعدی کے متعلق وہ کہہ دے گا کہ لا رسول بعدی تو نہیں کہا گیا ہے، رسول اور نبی میں فرق ہے، اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند تر ہے۔ غرض اس طرح کی باتوں کو اس بہت سمجھ کی جاسکتی ہے اور محض لفظ کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم محال نہیں سمجھتے، بلکہ ظواہر تشبیہ کی تاویل میں ہم اس سے زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں۔ اور اس طرح کی تاویلیں کرنے والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار کر رہا ہے۔ لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں ہم یہ کہیں گے کہ امت نے بالاتفاق اس لفظ — لَا نَبِيَّ بَعْدِي — سے اور نبی ﷺ کے قرائن احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضور کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز امت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا ایسے شخص کو منکر اجماع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“

(۶) محی السنہ بغوی (متوفی ۵۱۰ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں: اللہ نے آپ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا، پس آپ انبیاء کے خاتم ہیں... اور ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (جلد ۳، ص: ۱۵۸)

(۷) علامہ زنجشیری (۵۲۶-۵۲۸ھ) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں: اگر تم کہو کہ نبی ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے جب کہ حضرت عیسیٰ آ خر زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا، اور عیسیٰ ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ ہی کی امت کے ایک فرد ہیں۔“ (جلد ۲، ص: ۲۱۵)

(۸) قاضی عیاض (متوفی ۵۰۰ھ) لکھتے ہیں: جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی نبوت کا اکتساب کر سکتا ہے اور صفائی قلب کے ذریعہ سے مرتبہ نبوت کو پہنچ سکتا ہے، جیسا کہ بعض فلسفی اور غالی صوفی کہتے ہیں، اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے... ایسے سب لوگ کافر اور نبی ﷺ کے جھٹلانے والے ہیں۔ کیوں کہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ آپ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپ کو بھیجا گیا ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر مفہوم پر محمول ہے، اس کے معنی و مفہوم میں کسی تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا ان تمام گروہوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں، برہانے اجماع بھی اور برہانے نقاس بھی۔ (شفا، جلد ۲، ص ۲۴۰-۲۴۱)

(۹) علامہ شہرستانی (متوفی ۵۳۸ھ) اپنی مشہور کتاب ”الملل و النحل“ میں لکھتے ہیں۔ ”اور اسی طرح جو کہے... کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (بہ جز عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے۔“ (جلد ۳، ص ۲۳۹)

(۱۰) امام رازی (۵۳۳ھ-۶۰۶ھ) اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس سلسلہ بیان میں وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اس لیے فرمایا گیا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے پورا کر سکتا ہے۔ مگر جس کے بعد کوئی آنے والا نبی نہ ہو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے، کیوں کہ اس کی مثال اُس باپ کی ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اس کے بیٹے کا کوئی ولی و سرپرست اس کے بعد نہیں ہے۔ (جلد ۶، ص ۵۸۱)

(۱۱) علامہ بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر ”انوار التنزیل“ میں لکھتے ہیں: یعنی آپ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے ان کا سلسلہ ختم کر دیا، یا جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر کر دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا اس ختم نبوت میں قاذح نہیں ہے کیوں کہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر ہوں گے۔ (جلد ۴، ص ۱۶۳)

(۱۲) علامہ حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر ”مدارک التنزیل“ میں لکھتے ہیں: اور آپ خاتم النبیین ہیں... یعنی نبیوں میں سب سے آخری۔ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰ تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ کی امت کے افراد میں سے ہیں۔“ (ص ۴۷۱)

(۱۳) علامہ علاؤ الدین بغدادی (متوفی ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر ”خازن“ میں لکھتے ہیں: وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ یعنی اللہ نے آپ پر نبوت ختم کر دی، اب نہ آپ کے بعد کوئی نبوت ہے نہ آپ کے ساتھ کوئی اس میں شریک... وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ ”یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (ص ۴۷۱-۴۷۲)

- (۱۴) علامہ ابن کثیر (متوفی ۷۷۳ھ) اپنی مشہور و معروف تفسیر میں لکھتے ہیں: پس یہ آیت اس باب میں نص صریح ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور جب آپ کے بعد نبی کوئی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہے، کیوں کہ رسالت کا منصب خاص ہے اور نبوت کا منصب عام، ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا... حضور کے بعد جو شخص بھی اس مقام کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ خواہ وہ کیسے ہی خرق عادت اور شعبدے اور جادو اور طلسم اور کرشمے بنا کر لے آئے... یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے جو قیامت تک اس منصب کا مدعی ہو۔“ (ج ۳، ص ۳۹۳-۳۹۴)
- (۱۵) علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں: وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا، ”یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور عیسیٰ جب نازل ہوں گے تو آپ ہی کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔“ (ص ۷۶۸)
- (۱۶) علامہ ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) اصول فقہ کی مشہور کتاب ”الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، باب الردۃ میں لکھتے ہیں: ”اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے، کیوں کہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن کا جاننا اور ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔“ (ص ۱۷۹)
- (۱۷) ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: ”ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔“ (ص ۲۰۲)
- (۱۸) شیخ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) تفسیر ”روح البیان“ میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عاصم نے لفظ خاتم ”ت“ کے زبر کے ساتھ پڑھا ہے جس کے معنی ہیں آلہ ختم کے، جس سے مہر کی جاتی ہے۔ جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپا لگایا جائے۔ مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ انبیاء میں سب سے آخر تھے جن کے ذریعہ سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگادی گئی۔ فارسی میں اسے ”مہر پیغمبران“ کہیں گے، یعنی آپ سے نبوت کا دروازہ مہر کر دیا گیا اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ باقی قاریوں نے اسے ”ت“ کے زیر کے ساتھ خاتم پڑھا ہے، یعنی آپ مہر کرنے والے تھے۔ فارسی میں اسے مہر کنندہ پیغمبران کہیں گے۔ اس طرح یہ لفظ بھی خاتم کا ہم معنی ہی ہے... اب آپ کی امت کے علماء آپ سے صرف ولایت ہی کی میراث پائیں گے، نبوت کی میراث آپ کی ختمیت کے باعث ختم ہو چکی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا آپ کے خاتم النبیین ہونے میں قاصر نہیں ہے۔ کیوں کہ خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا... اور عیسیٰ آپ سے پہلے ہی نبی بنائے جا چکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی ﷺ کے پیرو کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ آپ ہی کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے۔ آپ کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔ نہ ان کی طرف وحی آئے گی اور نہ وہ نئے احکام دیں گے۔ بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوں گے... اور

اہل سنت والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّۦنَ، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَا نَبِيَّ بَعْدِي أَبْ جو کوئی کہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا، کیوں کہ اس نے نفس کا انکار کیا۔ اور اسی طرح اُس شخص کی تکفیر کی جائے گی جو اس میں شک کرے، کیوں کہ حجت نے حق کو باطل سے ممیز کر دیا ہے اور جو شخص محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اس کا دعویٰ باطل کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ (جلد ۲۲، ص: ۱۸۸)

(۱۹) فتاویٰ عالمگیری، جسے بارہویں صدی ہجری میں اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے ہندوستان کے بہت سے اکابر علماء نے مرتب کیا تھا، اس میں لکھا ہے: اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے اور اگر وہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ (ج ۲، ص: ۲۶۳)

(۲۰) علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) اپنی تفسیر فتح القدر میں لکھتے ہیں۔ ”جمہور نے لفظ خاتم کو ”ت“ کے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور عاصم نے زبر کے ساتھ۔ پہلی قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ نے انبیاء کو ختم کیا، یعنی سب کے آخر میں آئے۔ اور دوسری قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ ان کے لیے مہر کی طرح ہو گئے جس کے ذریعہ سے ان کا سلسلہ سر بہ مہر ہو گیا اور جس کے شمول سے ان کا گروہ مزین ہوا۔ (ج ۴، ص: ۲۷۵)

(۲۱) علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں: ”نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے لہذا رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے خود بخود لازم آتا ہے کہ آپؐ خاتم المرسلین بھی ہوں۔ اور آپؐ کے خاتم انبیاء و رسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں وصف نبوت سے آپؐ کے متصف ہونے کے بعد اب جن و انس میں سے ہر ایک کے لیے نبوت کا وصف منقطع ہو گیا۔ (جلد ۲۲، ص: ۲۲) رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص وحی نبوت کا مدعی ہو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (جلد ۲۲، ص: ۳۸) ”رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی بات ہے جسے کتاب اللہ نے صاف صاف بیان کیا، سنت نے واضح طور پر اس کی تصریح کی اور امت نے اس پر اجماع کیا۔ لہذا جو اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ (ج ۲۲، ص: ۳۹)

یہ ہندوستان سے لے کر مراکش اور انڈس تک اور ترکی سے لے کر چین تک ہر مسلمان ملک کے اکابر علماء و فقہاء اور محدثین و مفسرین کی تصریحات ہیں۔ ہم نے ان کے ناموں کے ساتھ ان کے سنین ولادت و وفات بھی دے دیے ہیں جن سے ہر شخص بیک نظر معلوم کر سکتا ہے کہ پہلی صدی سے تیرہویں صدی تک تاریخ اسلام کی ہر صدی کے اکابر ان میں شامل ہیں۔ اگرچہ ہم چودھویں صدی کے علمائے اسلام کی تصریحات بھی نقل کر سکتے ہیں مگر ہم نے قصداً انہیں اس لیے چھوڑ دیا کہ ان کی تفسیر کے جواب میں ایک شخص یہ حیلہ کر سکتا ہے کہ ان لوگوں نے اس دور کے مدعی نبوت کی ضد میں ختم نبوت کے یہ معنی بیان کیے ہیں۔ اس لیے ہم نے پہلے علماء کی تحریریں نقل کی ہیں جو ظاہر ہے کہ آج کے کسی شخص سے کوئی ضد نہ رکھ سکتے تھے۔ ان تحریروں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر ”خاتم النبیین“ کے معنی ”آخری نبی“

ہی سمجھتی رہی ہے۔ حضورؐ کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے، اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعوے کو مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب یہ دیکھنا ہر صاحب عقل آدمی کا اپنا کام ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہے، جو قرآن کی عبارت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے جس کی تصریح نبی ﷺ نے خود فرمادی ہے، جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور جسے صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر آج تک تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف مانتے رہے ہیں، اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم لینے اور کسی نئے مدعی کے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے، اور ایسے لوگوں، کو کیسے مسلمان تسلیم کیا جاسکتا ہے، جنہوں نے باب نبوت کے مفتوح ہونے کا محض خیال ہی ظاہر نہیں کیا ہے بلکہ اس دروازے سے ایک صاحب حریم نبوت میں داخل بھی ہو گئے ہیں اور یہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان بھی لے آئے ہیں۔

اس سلسلے میں تین باتیں اور قابل غور ہیں:

۱- کیا اللہ کو ہمارے ایمان سے کوئی دشمنی ہے؟

پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔ قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر و ایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر، اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر۔ ایک ایسے نازک معاملے میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بدرجہ اولیٰ توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں صاف صاف اس کی تصریح فرماتا، رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے اس کا کھلا کھلا اعلان کراتا اور حضورؐ دنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے جب تک اپنی امت کو اچھی طرح خبردار نہ کر دیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمہیں ان کو ماننا ہوگا۔ آخر اللہ اور اس کے رسول کو ہمارے دین و ایمان سے کیا دشمنی تھی کہ حضورؐ کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوتا اور کوئی نبی آنے والا بھی ہوتا جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہو سکتے مگر ہم کو نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا جاتا، بلکہ اس کے برعکس اللہ اور اس کا رسول، دونوں ایسی باتیں فرمادیتے جن سے تیرہ سو برس تک ساری امت یہی سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے کہ حضورؐ نے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

اب اگر یہ فرض محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف و خطر اس کا انکار کر دیں گے۔ خطرہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی باز پرس ہی کا تو ہو سکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا۔ تو ہم یہ سارا ریکارڈ برسر عدالت لا کر رکھ دیں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ معاذ اللہ اس کفر کے خطرے میں تو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہی نے ہمیں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اس ریکارڈ کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالے گا۔ لیکن اگر نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اور اس کے بعد

کوئی شخص کسی مدعی کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اسے سوچ لینا چاہیے کہ اس کفر کی پاداش سے بچنے کے لیے وہ کون سا ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش کر سکتا ہے جس سے وہ رہائی کی توقع رکھتا ہو۔ عدالت میں پیشی ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا یہیں جائزہ لے لینا چاہیے، اور ہمارے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کر کے خود ہی دیکھ لینا چاہیے کہ جس صفائی کے بھروسے پر وہ یہ کام کر رہا ہے کیا ایک عقلمند آدمی اس پر اعتماد کر کے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے؟

۲- اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے جو ہر اس شخص میں پیدا ہو جایا کرے جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کر کے اپنے آپ کو اس کا اہل بنا لیا ہو۔ نہ یہ کوئی ایسا انعام ہے جو کچھ خدمات کے صلے میں عطا کیا جاتا ہو۔ بلکہ یہ ایک منصب ہے جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے۔ وہ ضرورت جب داعی ہوتی ہے تو ایک نبی اس کے لیے مامور کیا جاتا ہے، اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء پر انبیاء نہیں بھیجے جاتے۔ قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں:

اول یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لیے ہو کہ اس میں پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آنے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو، یا اس میں تحریف ہو گئی ہو، اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لیے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ایک اور نبی کی ضرورت ہو۔

اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔

قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور کو تمام دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث و سیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ و تحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔ جو کتاب آپ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی آج تک نہیں ہوئی، نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جو ہدایت آپ نے اپنے قول و عمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپ کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لیے دوسری ضرورت بھی ختم ہو گئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی۔ لہذا تکمیل دین کے لیے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت، تو اگر اس کے لیے کوئی نبی درکار ہوتا، تو وہ حضور کے زمانے میں آپ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہو گئی۔

اب ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے جس کے لیے آپ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو۔ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے اس لیے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لیے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اس کام کے لیے وہ آئے؟ نبی تو اس لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے، اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لیے ہوتی ہے یا پچھلے کام کی تکمیل کرنے کے لیے، یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لیے قرآن اور سنت محمد ﷺ کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہو چکی ہیں، تو اب اصلاح کے لیے صرف مسلمانوں کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء کی۔

۳- نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ جو اس کو مانیں گے وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت ہوں گے۔ ان دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہوگا بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے۔ پھر ان کے لیے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے، کیوں کہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔ اس بنا پر ان کا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔

ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لیے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے۔ جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالم گیر برادری بننا ممکن ہوا ہے اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو۔ اب جو شخص بھی محمد ﷺ کو اپنا ہادی و رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے۔ یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا۔ کیوں کہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے، تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلا ضرورت

نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ”ظلی“ ہو یا ”بروزی“ امتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب، بہر حال جو شخص نبی ہو گا وہ خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا۔ اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے۔ لہذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی اسی کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہیے۔

(تفسیر القرآن، ج ۴، ۱۱۱، حزب، شمیمہ: نئی نبوت اب...)

ختم نبوت کے خلاف شبہات کا بطلان

۱۰۵۔ لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا۔

”اگر رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادے۔۔۔ ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔“

تشریح: اس حدیث سے قادیانی حضرات جو استدلال کرتے ہیں وہ چار وجوہ سے غلط ہے:

اول یہ کہ جس روایت میں اسے خود نبی ﷺ کے قول کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے اس کی سند ضعیف ہے اور محدثین میں سے کسی نے بھی اس کو قوی تسلیم نہیں کیا ہے۔

دوم یہ کہ نووی اور ابن عبد البر جیسے اکابر محدثین اس مضمون کو بالکل ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں۔ امام نووی اپنی کتاب ”تہذیب الاسماء واللغات“ میں لکھتے ہیں:

أَمَّا مَا رَوَى عَنْ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِينَ لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا فَبَاطِلٌ وَجَسَارَةٌ عَلَى الْكَلَامِ عَلَى الْمُغِيَّبَاتِ وَمُجَازَفَةٌ وَهَجُومٌ عَلَى عَظِيمٍ۔

”رہی وہ بات جو بعض متقدمین سے منقول ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ تو وہ باطل ہے اور غیب کی باتوں پر کلام کرنے کی بے جا جسارت ہے۔ اور بے سوچے سمجھے ایک بڑی بات منہ سے نکال دینا ہے۔“

اور علامہ ابن عبد البر تمہید میں لکھتے ہیں:

لَا اَدْرِي مَا هَذَا فَقَدْ وُلِدَ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيْرُ نَبِيٍّ وَلَوْلَمْ يَلِدِ النَّبِيُّ الْاِنْبِيَّا لَكَانَ كُلُّ اَحَدٍ نَبِيًّا لِاَنَّهُمْ مِّنْ نُّوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

”میں نہیں جانتا کہ یہ کیا مضمون ہے۔ نوح علیہ السلام کے ہاں غیر نبی اولاد ہو چکی ہے۔ حالانکہ اگر نبی کا بیٹا نبی ہی ہونا ضروری ہوتا تو آج سب نبی ہوتے، کیوں کہ سب کے سب نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔“

سوم یہ کہ اکثر روایات میں اسے نبی ﷺ کے بجائے بعض صحابیوں کے قول کی حیثیت سے نقل کیا گیا ہے۔ اور وہ

اس کے ساتھ یہ تصریح بھی کر دیتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد چوں کہ کوئی نبی نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے

صاحب زادے کو اٹھالیا۔ مثال کے طور پر بخاری کی روایت یہ ہے:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَأَنْبَى بَعْدَهُ۔

(بخاری)

”اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی (صحابی) سے پوچھا کہ آپ نے نبی ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا وہ بچپن ہی میں مر گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کا صاحب زادہ زندہ رہتا، مگر حضور کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہے۔“

اس سے ملتی جلتی روایت حضرت انسؓ سے بھی منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ نَبِيًّا لَكِنْ لَمْ يَبْقَ لِأَنَّ نَبِيَّكُمْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ. (تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳)

”اگر وہ زندہ رہ جاتے تو نبی ہوتے مگر وہ زندہ نہ رہے کیوں کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔“

چہاں یہ کہ اگر بالفرض صحابہ کرام کی یہ تصریحات بھی نہ ہوتیں، اور محدثین کے وہ اقوال بھی موجود نہ ہوتے جس میں اس روایت کو جو نبی ﷺ کے قول کی حیثیت سے منقول ہوئی ہے، ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے، تب بھی وہ کسی طرح قابل قبول نہ ہوتی، کیوں کہ یہ بات علم حدیث کے مسلمہ اصولوں میں سے ہے کہ اگر کسی ایک روایت سے کوئی ایسا مضمون نکلتا ہو جو بہ کثرت صحیح احادیث کے خلاف پڑتا ہو تو اسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اب ایک طرف وہ کثیر التعداد صحیح اور قوی السند احادیث ہیں جن میں صاف صاف تصریح کی گئی ہے کہ نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور دوسری طرف یہ اکیلی روایت ہے جو باب نبوت کے کھلے ہونے کا امکان ظاہر کرتی ہے۔ آخر کس طرح جائز ہے کہ اس ایک روایت کے مقابلے میں ان سب روایتوں کو ساقط کر دیا جائے؟

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَأَنْبَى بَعْدَهُ۔ (۴۴)

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ السُّدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ (۴۵)

انبیاء و رسل کی تعداد:

۱۰۶۔ نبی ﷺ سے رسولوں کی تعداد پوچھی گئی تو آپ نے ۳۱۳ یا ۳۱۵ بتائی اور انبیاء کی تعداد پوچھی گئی تو آپ نے ایک لاکھ ۲۴ ہزار بتائی۔

تشریح: اگرچہ اس حدیث کی سندیں ضعیف ہیں، مگر کئی سندوں سے ایک بات کا نقل ہونا اس کے ضعف کو بڑی حد تک دور کر دیتا ہے۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا أَبُو الْمُغِيرَةَ، ثنا مَعَانُ بْنُ رِفَاعَةَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ جَالِسًا وَكَانُوا يَظُنُّونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ عَلَيْهِ. الْحَدِيثُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ كَانَ أَوَّلُ؟ قَالَ: آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَوْ نَبِيُّ كَانَ آدَمُ؟ قَالَ: نَعَمْ، نَبِيُّ مُكَلَّمٌ خَلَقَهُ اللَّهُ بِيَدِهِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِ رُوحَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ يَا آدَمُ قَبْلًا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَمْ وَفِي عِدَّةِ الْأَنْبِيَاءِ قَالَ مِائَةٌ أَلْفٍ وَارْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا الرَّسُلُ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا۔ (۴۶)

رسول کسے کہتے ہیں؟

رسول کے معنی ہیں ”فرستادہ“ بھیجا ہوا۔ اس معنی کے لحاظ سے عربی زبان میں قاصد، پیغام بر، ایچی اور سفیر کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور قرآن میں یہ لفظ یا تو ان ملائکہ کے لیے استعمال ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کارِ خاص پر بھیجے جاتے ہیں، یا پھر ان انسانوں کو اس نام سے موسوم کیا گیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلق کی طرف اپنا پیغام پہنچانے کے لیے مامور فرمایا۔

نبی کے معنی

”نبی“ کے معنی میں اہل لغت کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اس کو لفظ نبأ سے مشتق قرار دیتے ہیں جس کے معنی خبر کے ہیں، اور اس اصل کے لحاظ سے نبی کے معنی ”خبر دینے والے“ کے ہیں۔ بعض کے نزدیک اس کا مادہ نبؤ ہے، یعنی رفعت اور بلندی۔ اور اس معنی کے لحاظ سے نبی کا مطلب ہے ”بلند مرتبہ“ اور ”عالی مقام“ ازہری نے کسائی سے ایک تیسرا قول بھی نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ لفظ دراصل نبیؑ ہے جس کے معنی طریق اور راستے کے ہیں، اور انبیاء کو نبی اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی طرف جانے کا راستہ ہیں۔

پس کسی شخص کو ”رسول نبی“ کہنے کا مطلب یا تو ”عالی مقام پیغمبر“ ہے، یا ”اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دینے والا پیغمبر“ یا پھر ”وہ پیغمبر جو اللہ کا راستہ بتانے والا ہے۔“

قرآن مجید ان الفاظ کا استعمال کن معانی میں کرتا ہے

قرآن مجید میں یہ دونوں الفاظ بالعموم ہم معنی استعمال ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی شخصیت کو کہیں صرف رسول کہا گیا ہے اور کہیں صرف نبی اور کہیں رسول اور نبی ایک ساتھ۔ لیکن بعض مقامات پر رسول اور نبی کے الفاظ اس طرح بھی استعمال ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں مرتبے اور کام کی نوعیت کے لحاظ سے کوئی اصطلاحی فرق ہے۔ مثلاً سورہ حج، رکوع ۷ میں فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا... ”ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول اور نہ نبی مگر...“ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ رسول اور نبی دو الگ اصطلاحیں ہیں جن کے درمیان کوئی معنوی فرق ضرور ہے۔ اسی بنا پر اہل تفسیر میں یہ بحث چل پڑی ہے کہ اس فرق کی نوعیت کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قطعی دلائل کے ساتھ کوئی بھی رسول اور نبی کی الگ الگ حیثیتوں کا تعین نہیں کر سکا ہے۔ زیادہ سے

زیادہ جو بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ رسول کا لفظ نبی کی بہ نسبت خاص ہے، یعنی ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے، مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا، یا بالفاظ دیگر انبیاء میں سے رسول کا لفظ ان جلیل القدر ہستیوں کے لیے بولا گیا ہے جن کو عام انبیاء کی بہ نسبت زیادہ اہم منصب سپرد کیا گیا تھا۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جو امام احمد نے حضرت امام سے اور حاکم نے حضرت ابو ذر سے نقل کی ہے اور جو اوپر درج ہو چکی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، مریم، حاشیہ: ۳۰)

ماخذ

- (۱) بخاری، ج ۱، کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ☆ مسلم، ج ۲، کتاب الامارۃ باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الأول ☆ مسند احمد، ج ۲ ص ۲۹۷ عن ابی ہریرۃ ☆ کنز العمال ج ۱۶، حدیث ۱۴۸۰۵۔
- (۲) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الوفاء بالبيعة۔
- (۳) مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۲ ☆ عَبْدُ اللَّهِ بن عمرو بن العاص ☆ ابن کثیر، ج ۳، سورۃ احزاب۔
- (۴) مسند احمد ج ۵ ص ۴۵۴، مرویات ابو الطفیل ☆ ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۲ ☆ مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۷۳۔
☆ الطبرانی الكبير بحواله الزوائد۔
- (۵) بخاری، ج ۲، کتاب التعبير باب مبشرات ☆ ابن ماجہ کتاب تعبير الرؤيا باب: ☆ نسائي کتاب الصلوة باب الذکر فی الركوع اور کتاب الافتتاح باب الامر بالاجتهاد فی الدعاء فی السجود۔
- (۶) ابو داؤد، ج ۱، کتاب الصلاة باب الدعاء فی الركوع والسجود ☆ دارمی کتاب الصلاة باب: ۷۷، النهی عن القراءة فی الركوع والسجود ☆ مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب ماجاء فی الرؤيا۔ مؤطا میں حضرت ابو ہریرۃ سے لیسَ یَقْنَى بَعْدِي مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الرَّؤْيَا الصَّالِحَةُ بھی نقل کیا ہے۔ ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۲۱۹۔ ج ۳ ص ۵۰، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۲۷، ۲۱۹، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۶۹، ۳۱۴، ۳۲۵، ۳۴۲، ۳۶۹، ۴۳۸، ۴۹۵، ۵۰۷۔ ج ۵ ص ۳۱۵، ۳۲۱، ۳۲۵۔ ج ۶ ص ۱۲۹، ۱۵۳، ۲۳۲، ۴۴۵، ۴۴۷، ۴۵۲۔
- (۷) بخاری، ج ۲۔ ص ۱۰۳۵۔
- (۸) بخاری، ج ۲ ص ۱۰۳۴ ☆ مؤطا امام مالک، کتاب الجامع باب ماجاء فی الرؤيا۔
- (۹) بخاری، ج ۲ ص ۲۰۳۴ ☆ ترمذی ابواب الرؤيا باب ان رؤيا المؤمن جزء من ستة واربعين جزءا من النبوة ☆ ابن ماجہ کتاب تعبير الرؤيا باب الرؤيا الصالحة يراها المسلم او ترى له ☆ مجمع الزوائد ج ۷ ☆ طبرانی كبير والصغير بحواله الزوائد۔
- (۱۰) دارمی جز ۲، کتاب الرؤيا باب ذهب النبوة وبقيت المبشرات ☆ ابن ماجہ کتاب تعبير الرؤيا باب الرؤيا الصالحة يراها المسلم او ترى له۔
- (۱۱) المعجم الكبير للطبرانی، ج ۳ حدیث ۳۰۵۱ ☆ مجمع الزوائد، ج ۷۔ ص ۱۷۳۔

- (۱۲) ابو داؤد کتاب الادب باب ماجاء فی الرؤیا ☆ مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب ماجاء فی الرؤیا ☆ مسند احمد، ج ۲، ص ۳۲۵ ج ۶- ص ۱۲۹۔
- (۱۳) ترمذی ابواب الرویا باب ذہبت النبوة وبقیت المبشرات ☆ ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۳ ☆ مسند احمد ج ۳، مرویات انس بن مالک مسند میں امام احمد نے فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی نقل کیا ہے۔
- (۱۴) ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ ☆ فتح القدیر، ج ۴ ص ۲۸۶ ☆ ابواب الامثال عن جابر بن عبد اللہ قدرے لفظی اور ضمائر کے الفاظ کے ساتھ ☆ ابن کثیر ج ۳- ص ۴۹۳۔
- (۱۵) بخاری، ج ۱، کتاب المناقب باب خاتم النبیین ☆ مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین ☆ ترمذی ابواب الامثال باب ماجاء مثل النبی والانبیاء ﷺ اجمعین ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۴، ۲۵۶، ۳۱۲، ۳۹۸، ۴۱۲، ج ۳ ص ۳۶۱، ۹ ☆ ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۳ ☆ مسند ابی داؤد طیالسی جزء ۸، حدیث نمبر ۱۷۸۵ ☆ فتح القدیر للشوکانی، ج ۴- ص ۲۸۶۔
- (۱۶) ابن کثیر، ج ۳ ص ۴۹۳ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۹، کتاب السیر باب مبتدا الخلق۔
- (۱۷) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب ذکر ﷺ خاتم النبیین ☆ لفظ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ مذکورہ روایات کے علاوہ مندرجہ ذیل روایتوں میں بھی ہے۔ البتہ بخاری میں خاتم الانبیا ہے ☆ بخاری ج ۲، سورۃ الاسراء ☆ مسلم کتاب الایمان ☆ ابو داؤد کتاب الفتن ☆ ترمذی، ابواب القيامة باب: ۱۰ ☆ دارمی مقدمہ ۴ باب: ۸ ☆ ابن کثیر، ج ۳، ص ۴۹۳ مسند احمد، ج ۱، ص ۲۹۶ ج ۲، ص ۳۹۸، ۴۳۶ ج ۴، ۱۲۷، ۱۲۸ ج ۵ ص ۲۷۸۔
- (۱۸) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین ☆ فتح القدیر للشوکانی ج ۴، ص ۲۸۶۔
- (۱۹) مسلم، ج ۱، کتاب المساجد و موضع الصلاة ☆ ترمذی، ج ۱، ابواب السیر، باب ماجاء فی الغنیمۃ۔ عن ابی ہریرۃ۔ هذا حدیث حسن صحیح ☆ مسند احمد، ج ۲، ص ۴۱۲ عن ابی ہریرۃ ☆ ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۳ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹، ص ۵۔
- (۲۰) ابن ماجہ کتاب الفتن، باب فتنة الدجال ☆ المستدرک، ج ۴، ص ۵۳۶ کتاب الفتن ان اللہ تعالیٰ لم یبعث نبیاً الا حذر امته الدجال۔
- (۲۱) مسند احمد، ج ۵ ص ۳۹۶ ☆ طبرانی کبیر ج ۳، ص ۱۷۰ حذیفۃ بن الیمان۔ طبرانی نے وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ نقل کیا ہے ☆ مجمع الزوائد ج ۷- ص ۳۳۲۔
- (۲۲) ابو داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن وَذَلَالِهَا ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن باب ما یكون من الفتن ☆ ابن ماجہ میں وانا خاتم النبیین لانی بعدی منقول نہیں ہے ☆ المستدرک للحاکم، ج ۴ کتاب الفتن والملاحم اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنها الی یوم القیامۃ۔
- (۲۳) مسلم، ج ۲، کتاب الفتن باب فی قوله ﷺ ان بین یدی الساعة کذابین قریباً من ثلاثین ☆ مسند احمد، ج ۲، ص ۲۳۷، روایت ابی ہریرۃ ☆ مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۳۳۲۔
- (۲۴) ابو داؤد کتاب الملاحم باب فی خیر ابن الصائد۔
- (۲۵) ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی ینخرج کذابون۔
- (۲۶) ابن ماجہ کتاب الفتن باب ما یكون من الفتن۔

- (۲۷) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فی اسمائہ ﷺ دارمی کتاب الرقاق باب فی اسماء النبی ﷺ ابن کثیر ج ۳- ص ۴۹۴۔
- (۲۸) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فی اسماء النبی ﷺ۔
- (۲۹) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فی اسمائہ ﷺ ابن کثیر، ج ۳ ص ۴۹۴ زاد المعاد، ج ۱، ص ۳۴ فی اسماء ﷺ۔
- (۳۰) المستدرک للحاکم، ج ۲، کتاب تاریخ باب ذکر اسماء النبی ﷺ ابو داؤد طیالسی جز ۲، ص ۶۷ ابو موسیٰ اشعری زاد المعاد، ج ۱، ص ۳۴ فی اسماء ﷺ۔ ابن کثیر، ج ۴ ص ۳۶۰ طبقات ابن سعد، ج ۱۔
- (۳۱) مجمع الزوائد، ج ۸، کتاب علامات النبوة باب فی اسماء ﷺ عن حذیفہ۔
- (۳۲) بخاری، ج ۲، کتاب التفسیر سورہ الصف باب یاتی من بعدی اسمہ احمد بخاری، ج ۱، کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فی اسمائہ ﷺ ترمذی ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی اسماء النبی ﷺ لا مؤطا امام مالک کتاب الجامع ماجاء فی اسماء النبی ﷺ ابن کثیر، ج ۴ فتح القدیر للشوکانی، ج ۵ المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۲، ص ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲ جیر بن مطعم طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۱۰۴، ۱۰۵ ذکر اسماء الرسول ﷺ وکنیتہ زاد المعاد، ج ۱، ص ۳۴ فی اسماء ﷺ جیر بن مطعم۔
- (۳۳) بخاری، ج ۱، کتاب المناقب۔ مناقب علی ابن ابی طالب ﷺ ابو داؤد طیالسی، ج ۱، ص ۲۹ سعد بن ابی وقاص ﷺ طبرانی کبیر، ص ۲۴۸ سعد بن ابی وقاص۔
- (۳۴) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب من فضائل علی ابن ابی طالب ﷺ ابو داؤد طیالسی، ج ۱، ص ۲۹، عن سعد بن ابی وقاص۔
- (۳۵) بخاری، ج ۲، کتاب المغازی باب غزوه تبوک ﷺ مسند احمد، ج ۱، ص ۱۷۷ روایت سعد بن ابی وقاص ﷺ سیرت ابن ہشام، ج ۴، ص ۵۲۰، شان علی بن ابی طالب ﷺ المستدرک، ج ۳، ص ۱۳۳، عن ابن عباس اس میں لیس بعدی نبی ہے۔
- (۳۶) ترمذی ابواب المناقب علی ابن ابی طالب ﷺ البدایہ والنہایہ، ج ۵، ص ۲۲ مسند احمد، ج ۱، ص ۱۸۵ روایت سعد بن ابی وقاص۔
- (۳۷) مسند احمد، ج ۱، ص ۱۷۰۔
- (۳۸) ترمذی ابواب المناقب، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب باب مسند احمد، ج ۴، ص ۱۵۴ روایت عقبہ بن عامر جہنی ﷺ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۶۸ مسند احمد میں لوگان من بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ہے ﷺ المستدرک للحاکم، ج ۳، کتاب معرفۃ الصحابة لوکان بعدی نبی لکان عمر۔
- (۳۹) کتاب المناقب، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب۔ اور کتاب الانبیاء ﷺ مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب من فضائل عمر بن الخطاب قال ابن وہب تفسیر مُحَمَّدُونَ مُلْهُمُونَ ﷺ ترمذی ابواب المناقب مناقب ابی حفص عمرو ابن الخطاب۔ هذا حدیث حسن صحیح ﷺ مسند احمد، ج ۶، عن عائشہ ﷺ المستدرک للحاکم، ج ۳، کتاب معرفۃ الصحابة، رؤیا النبی ﷺ فی فضیلة علم عمر ﷺ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۶۹ عن ابی سعید خدری ﷺ ریاض الصالحین، ص ۳۶۵ حدیث: ۱۵۰۱۔

- (۴۰) مسلم، ج ۱، کتاب الحج باب فضل الصلاة بمسجدی مکة والمدينة ☆ نسائی کتاب المساجد باب فضل مسجد النبي ﷺ والصلوة فيه۔
- (۴۱) مسلم، ج ۱، کتاب الحج باب فضل المساجد الثلاثة ☆ ترمذی ابواب المواقيت باب ماجاء في ای المساجد افضل اور ابواب المناقب باب ماجاء في فضل المدينة ☆ نسائی کتاب المناسك۔ باب فضل الصلوة في المسجد الحرام ☆ ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة باب ۱۹۵ ماجاء في فضل الصلوة في المسجد الحرام ومسجد النبي ﷺ ☆ مؤطا امام مالك ج ۱ ص ۱۵۵، ۱۵۶، باب ماجاء في مسجد النبي ﷺ، مسند احمد، ج ۲، ص ۱۶، ۲۹، ۵۳، ۵۴، ۶۸، ۱۰۲، ۲۳۹، ۲۵۱، ۲۵۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۸۶، ۳۸۷، ۳۹۷، ۴۶۶، ۴۶۸، ۴۷۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۹۹، ج ۴ ص ۵۔
- (۴۲) مسلم، ج ۱، کتاب الحج باب فضل المساجد الثلاثة ☆ ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء في فضل المدينة ☆ ترمذی ابواب المواقيت باب ماجاء في ای المساجد افضل ☆ نسائی ج ۵ کتاب المساجد باب فضل الصلوة في المسجد الحرام، اور کتاب المناسك باب فضل الصلاة في المسجد الحرام ومسجد النبي ﷺ ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوة الخ باب ۱۹۵ ماجاء في فضل الصلوة في المسجد الحرام ومسجد النبي ﷺ ☆ مؤطا امام مالك، ج ۱، باب ماجاء في مسجد النبي ﷺ ☆ مسند احمد، ج ۴ ص ۵۔
- (۴۳) مسلم، ج ۱، کتاب الحج باب فضل المساجد الثلاثة ☆ نسائی کتاب المساجد باب فضل الصلاة في المسجد الحرام ☆ نسائی کتاب المناسك ج ۵، باب فضل الصلوة في المسجد الحرام ☆ نسائی میں ان مسجده اخرا المساجد هي۔
- (۴۴) بخاری، ج ۲، کتاب الادب باب من سمي باسماء الانبياء ☆ ترمذی ابواب المناقب ☆ ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء في الصلوة على ابن رسول الله ﷺ وذكر وفاته ☆ مسند احمد، ج ۴۔
- (۴۵) مسند احمد، ج ۳، ص ۱۳۳ انس بن مالك الماوردي عن انس ☆ كنز العمال ج ۱۱، ص ۴۶۹ اور ۴۷۰ عن ابن عباس بحواله ابن عساكر عن بن عباس اور عن ابن ابي اوفى۔
- (۴۶) مسند احمد، ج ۵، ص ۲۶۵، ۲۶۶، روایت ابی امامة ☆ بیہقی، ج ۹، ص ۴، کتاب السير باب مبتداء الخلق، تفرد به يحيى بن السعيدی ☆ ابن كثير ج ۴ ص ۵۷۵ ابن كثير نے خمسة عشر بهی بیان کیا ہے ☆ المستدرک للحاکم، ج ۲، ص ۵۹۷، عن ابی ذر ☆ طبقات ابن سعد ج ۱، ص ۵۴، عن ابی ذر ☆ مجمع الزوائد للهيثمی ج ۱، ص ۱۵۹ بحواله طبرانی، ج ۸، ص ۲۱۰۔

واقعہ معراج، اُس کی کیفیت اور مشاہدات

معراج، پیغمبر اسلام کی زندگی کے اُن واقعات میں سے ہے، جنہیں دنیا میں سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے۔ عام روایت کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے ۲۷ رجب کی رات کو پیش آیا اس کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی۔ قرآن یہ بتاتا ہے کہ معراج کس غرض کے لیے ہوئی تھی اور خدا نے اپنے رسولؐ کو بلا کر کیا ہدایات دی تھیں۔ حدیث یہ بتاتی ہے کہ معراج کس طرح ہوئی اور اس سفر میں کیا واقعات پیش آئے۔

اس واقعہ کی تفصیلات ۲۸ معصراویوں کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی ہیں سات راوی وہ ہیں جو خود معراج کے زمانہ میں موجود تھے اور ۲۱ وہ جنہوں نے بعد میں نبی ﷺ کی اپنی زبان مبارک سے اس کا قصہ سنا۔ مختلف روایتیں قصہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں اور سب کو ملانے سے ایک ایسا سفر نامہ بن جاتا ہے جس سے زیادہ دلچسپ، معنی خیز اور نظر افروز سفر نامہ انسانی لٹریچر کی پوری تاریخ میں نہیں ملتا۔

حضرت محمد ﷺ کو پیغمبری کے منصب پر سرفراز ہوئے ۱۲ سال گزر چکے تھے۔ ۵۲ برس کی عمر تھی، حرم کعبہ میں سو رہے تھے۔ یکا یک جبریل فرشتے نے آ کر آپؐ کو جگایا۔ نیم خفتہ و نیم بیدار حالت میں اٹھا کر آپؐ کو زمزم کے پاس لے گئے، سینہ چاک کیا۔ زمزم کے پانی سے اس کو دھویا، پھر اُسے علم، بُرد باری، دانائی اور ایمان و یقین سے بھر دیا۔ اس کے بعد آپؐ کی سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا جس کا رنگ سفید اور قد خچر سے کچھ چھوٹا تھا۔ برق کی رفتار سے چلتا تھا اور اسی مناسبت سے اس کا نام ”بُرَاق“ تھا۔ پہلے انبیاء بھی اس نوعیت کے سفر میں اسی سواری پر جایا کرتے تھے۔ جب آپؐ سوار ہونے لگے تو وہ چمکا۔ جبریل نے تھکی دے کر کہا، دیکھ کیا کرتا ہے۔ آج تک محمدؐ سے بڑی شخصیت کا کوئی انسان تجھ پر سوار نہیں ہوا ہے۔ پھر آپؐ اس پر سوار ہوئے اور جبریل آپؐ کے ساتھ چلے۔ پہلی منزل مدینہ کی تھی جہاں اتر کر آپؐ نے نماز پڑھی۔ جبریل نے کہا اس جگہ آپؐ ہجرت کر کے آئیں گے۔ دوسری منزل طور سینا کی تھی۔ جہاں خدا حضرت موسیٰ سے ہم کلام ہوا۔ تیسری منزل بیت لحم کی تھی جہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ چوتھی منزل پر بیت المقدس تھا جہاں بُرَاق کا سفر ختم ہوا۔

اس سفر کے دوران میں ایک جگہ کسی پکارنے والے نے پکارا ادھر آؤ۔ آپؐ نے توجہ نہ کی۔ جبریل نے بتایا یہ یہودیت کی طرف بلا رہا تھا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ادھر آؤ۔ آپؐ اس کی طرف بھی ملتفت نہ ہوئے۔ جبریل نے کہا یہ عیسائیت کا داعی تھا۔ پھر ایک عورت نہایت بنی سنوری نظر آئی۔ اور اس نے اپنی طرف بلایا۔ آپؐ نے اس سے بھی نظر پھیر لی۔

جبریل نے کہا یہ دنیا تھی۔ پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی۔ جبریل نے کہا کہ دنیا کی عمر کا اندازہ اس کی عمر سے کر لیجئے۔ پھر ایک اور شخص ملا جس نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ مگر آپ اُسے بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ جبریل نے کہا یہ شیطان تھا جو آپ کو راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

بیت المقدس پہنچ کر آپ براق سے اتر گئے اور اسی مقام پر اُسے باندھ دیا جہاں پہلے انبیاء اس کو باندھا کرتے تھے۔ بیگل سلیمانی میں داخل ہوئے تو ان سب پیغمبروں کو موجود پایا جو ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک دنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے پہنچتے ہی نماز کے لیے صفیں بندھ گئیں۔ سب منتظر تھے کہ امامت کے لیے کون آگے بڑھتا ہے۔ جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور آپ نے سب کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ کے سامنے تین پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں پانی، دوسرے میں دودھ، تیسرے میں شراب۔ آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ جبریل نے مبارکباد دی کہ آپ فطرت کی راہ پا گئے۔

اس کے بعد ایک سیڑھی آپ کے سامنے پیش کی گئی اور جبریل اس کے ذریعہ سے آپ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ عربی زبان میں سیڑھی کو معراج کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے یہ سارا واقعہ معراج کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

پہلے آسمان پر پہنچے تو دروازہ بند تھا۔ محافظ فرشتوں نے پوچھا کہ کون آتا ہے؟ جبریل نے اپنا نام بتایا۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا محمدؐ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں۔ تب دروازہ کھلا اور آپ کا پرتیاک خیر مقدم کیا گیا۔ یہاں آپ کا تعارف فرشتوں اور انسانی ارواح کی ان بڑی بڑی شخصیتوں سے ہوا جو اُس مرحلہ پر مقیم تھیں۔ اُن میں نمایاں شخصیت ایک ایسے بزرگ کی تھی جو انسانی بناوٹ کا مکمل نمونہ تھے۔ چہرے مہرے اور جسم کی ساخت میں کسی پہلو سے کوئی نقص نہ تھا۔ جبریل نے بتایا یہ آدمؑ ہیں۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ۔ ان بزرگ کے دائیں بائیں بہت لوگ تھے۔ وہ دائیں جانب دیکھتے تو خوش ہوتے اور بائیں جانب دیکھتے تو روتے۔ پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ نسلِ آدم ہے۔ آدمؑ اپنی اولاد کے نیک لوگوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بُرے لوگوں کو دیکھ کر روتے ہیں۔

پھر آپ کو تفصیلی مشاہدہ کا موقع دیا گیا۔ ایک جگہ آپ نے دیکھا کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے ہیں اور جتنی کاٹتے جاتے ہیں اتنی ہی وہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

پھر دیکھا کچھ لوگ ہیں جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اٹھنے نہ دیتی تھی۔

کچھ اور لوگ دیکھے جن کے کپڑوں میں آگے اور پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح گھاس چر رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ خیرات کچھ نہ دیتے تھے۔

پھر ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ نہیں اٹھتا تو اس میں کچھ اور لکڑیاں بڑھالیتا ہے۔ پوچھا یہ کون احق ہے؟ کہا گیا یہ وہ شخص ہے جس پر امانتوں اور ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اٹھانہ سکتا تھا۔ مگر یہ ان کو کم کرنے کی بجائے اور زیادہ ذمہ داریوں کا بار اپنے اوپر لادے چلا جاتا تھا۔

پھر دیکھا کہ کچھ لوگوں کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کترے جا رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ غیر ذمہ دار مقرر ہیں جو بے تکلف زبان چلاتے اور فتنہ برپا کیا کرتے تھے۔

ایک اور جگہ دیکھا کہ ایک پتھر میں ذرا سا شگاف ہوا اور اس سے ایک بڑا موٹا سا بیل نکل آیا۔ پھر وہ بیل اسی شگاف میں واپس جانے کی کوشش کرنے لگا مگر نہ جاسکا۔ پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ کہا گیا یہ اس شخص کی مثال ہے جو غیر ذمہ داری کے ساتھ ایک فتنہ انگیز بات کر جاتا ہے پھر نادم ہو کر اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کر سکتا۔

ایک اور مقام پر کچھ لوگ تھے جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ دوسروں پر زبانِ طعن دراز کرتے تھے۔

ایک اور مقام پر کچھ اور لوگ تھے جن کے ناخن تانے کے تھے اور وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کرتے اور ان کی عزت پر حملے کیا کرتے تھے۔ کچھ اور لوگ دیکھے جن کے ہونٹ اونٹوں کے مشابہ تھے۔ اور وہ آگ کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ یتیموں کا مال ہضم کرتے تھے۔

پھر دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پیٹ بے انتہا بڑے اور سانپوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ آنے جانے والے ان کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں مگر وہ اپنی جگہ سے بل نہیں سکتے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ سود خوار ہیں۔

پھر کچھ اور لوگ نظر آئے جن کے ایک جانب نفیس چکنا گوشت رکھا تھا اور دوسری جانب سڑا ہوا گوشت جس سے سخت بدبو آرہی تھی۔ وہ اچھا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جنہوں نے حلال بیویوں اور شوہروں کے ہوتے حرام سے اپنی خواہش نفس پوری کی۔

پھر دیکھا کہ کچھ عورتیں اپنی چھاتیوں کے بل لٹک رہی ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کے سر ایسے بچے منڈھ دیے جو ان کے نہ تھے۔

انہی مشاہدات کے سلسلہ میں نبی ﷺ کی ملاقات ایک ایسے فرشتے سے ہوئی جو نہایت ٹرش روئی سے ملا۔ آپ نے جبریل سے پوچھا، اب تک جتنے فرشتے ملے تھے سب خندہ پیشانی اور بشاش چہروں کے ساتھ ملے، ان حضرت کی خشک مزاجی کا کیا سبب ہے؟ جبریل نے کہا اس کے پاس نہی کا کیا کام، یہ تو دوزخ کا داروغہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے دوزخ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے یکا یک آپ کی نظر کے سامنے سے پردہ اٹھا دیا اور دوزخ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ نمودار ہو گئی۔

اس مرحلہ سے گزر کر آپ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ یہاں کے اکابر میں دونو جوان سب سے ممتاز تھے۔ تعارف پر معلوم ہوا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں۔

تیسرے آسمان پر آپ کا تعارف ایک ایسے بزرگ سے کرایا گیا جن کا حسن عام انسانوں کے مقابلہ میں ایسا تھا جیسے تاروں کے مقابلے میں چودھویں کا چاند۔ معلوم ہوا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔

چوتھے آسمان پر حضرت ادریس، پانچویں پر حضرت ہارون، چھٹے پر حضرت موسیٰ آپ سے ملے۔ ساتویں آسمان پر پہنچے تو ایک عظیم الشان محل (بیت المعمور) دیکھا۔ جہاں بے شمار فرشتے آتے اور جاتے تھے۔ اس کے پاس آپ کی ملاقات ایک ایسے بزرگ سے ہوئی جو خود آپ سے بہت مشابہ تھے۔ تعارف پر معلوم ہوا حضرت ابراہیم ہیں۔

پھر مزید ارتقا شروع ہوا یہاں تک کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے جو پیش گاہ رب العزت اور عالم خلق کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیچے سے جانے والے یہاں رُک جاتے ہیں اور اوپر سے احکام اور قوانین براہ راست یہاں آتے ہیں۔ اسی مقام کے قریب آپ کو جنت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اور آپ نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے صالح بندوں کے لیے وہ کچھ مہیا کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی ذہن میں اس کا تصور تک گزر سکا۔

سدرۃ المنتہیٰ پر جبریل ٹھہر گئے اور آپ تنہا آگے بڑھے۔ ایک بلند ہموار سطح پر پہنچے تو بارگاہ جلال سامنے تھی۔ ہم کلامی کا شرف بخشا گیا۔ جو باتیں ارشاد ہوئیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

۲۔ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں تعلیم فرمائی گئیں۔

۳۔ شرک کے سوا دوسرے سب گناہوں کی بخشش کا امکان ظاہر کیا گیا۔

۴۔ ارشاد ہوا کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اس کے حق میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ مگر جو برائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں لکھا جاتا اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔

پیشی خداوندی سے واپسی پر نیچے اترے تو حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے روداد سن کر کہا کہ میں بنی اسرائیل کا تلخ تجربہ رکھتا ہوں، میرا اندازہ ہے کہ آپ کی امت پچاس نمازوں کی پابندی نہیں کر سکتی۔ جائے اور کمی کے لیے عرض کیجیے۔ آپ گئے اور اللہ جل شانہ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پلٹے تو حضرت موسیٰ نے پھر وہی بات کہی۔ ان کے کہنے پر آپ بار بار اوپر جاتے رہے اور ہر بار دس نمازیں کم کی جاتی رہیں۔ آخر پانچ نمازوں کی فرضیت کا حکم ہوا اور فرمایا گیا کہ یہی پچاس کے برابر ہیں۔

واپسی کے سفر میں آپ اسی سڑھی سے اتر کر بیت المقدس آئے۔ یہاں پھر تمام پیغمبر موجود تھے۔ آپ نے ان کو نماز پڑھائی جو غالباً فجر کی نماز تھی۔ پھر براق پر سوار ہوئے اور مکہ واپس پہنچ گئے۔

سب سے پہلے آپ نے اپنی چچا زاد بہن اُمّ ہانی کو یہ روداد سنائی۔ پھر باہر نکلنے کا قصد کیا۔ انہوں نے آپ کی چادر پکڑ لی اور کہا خدا کے لیے یہ قصہ لوگوں کو نہ سنائیے گا ورنہ ان کو آپ کا مذاق اڑانے کے لیے ایک اور شوشہ ہاتھ آ جائے گا، مگر آپ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں ضرور بیان کروں گا۔ حرم کعبہ میں پہنچے تو ابو جہل سے آمنا سامنا ہوا۔ اُس نے کہا۔ کوئی تازہ خبر؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کیا؟ فرمایا کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا تھا۔ کہا بیت المقدس؟ راتوں رات ہو آئے اور صبح یہاں موجود؟ فرمایا ہاں۔ کہا تو م کو جمع کروں، سب کے سامنے یہی بات کہو گے؟ فرمایا ”بیشک“ ابو جہل نے آوازیں دے دے کر سب کو جمع کر لیا اور کہا، لو اب کہو۔ آپ نے سب کے سامنے پورا قصہ بیان کر دیا۔ لوگوں نے مذاق اڑانا شروع کیا۔ دو مہینے کا سفر ایک رات میں؟ ناممکن! محال! پہلے تو شک تھا، اب یقین ہو گیا کہ تم دیوانے ہو گئے ہو۔

آنا فانا یہ خبر تمام مکہ میں پھیل گئی۔ بہت سے مسلمان اس کو سن کر اسلام سے پھر گئے۔ لوگ اس امید پر حضرت ابو بکر کے پاس پہنچے کہ یہ محمد کے دست راست ہیں، یہ پھر جائیں تو اس تحریک کی جان ہی نکل جائے۔ انہوں نے یہ قصہ سن کر کہا کہ

اور واقعی محمد ﷺ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے تو ضرور سچ ہوگا، اس میں تعجب کی کیا بات ہے، میں تو روز سنتا ہوں کہ ان کے پاس آسمان سے پیغام آتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت ابو بکرؓ حرم کعبہ میں آئے۔ رسول اللہ موجود تھے۔ اور انہی اڑانے والا مجمع بھی۔ پوچھا کیا واقعی آپ نے ایسا فرمایا ہے؟ جواب دیا، ہاں۔ کہا بیت المقدس میرا دیکھا ہوا ہے۔ آپ وہاں کا نقشہ بیان کریں۔ آپ نے فوراً نقشہ بیان کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک چیز اس طرح بیان کی گویا بیت المقدس سامنے موجود ہے اور دیکھ دیکھ کر اس کی کیفیت بتا رہے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کی اس تدبیر سے جھٹلانے والوں کو ایک شدید ضرب لگی۔ وہاں بہ کثرت ایسے آدمی موجود تھے جو تجارت کے سلسلہ میں بیت المقدس جاتے رہتے تھے۔ وہ سب دلوں میں قائل ہو گئے کہ نقشہ بالکل صحیح ہے۔ اب لوگ آپ کے بیان کی صحت کا مزید ثبوت مانگنے لگے۔ فرمایا جاتے ہوئے میں فلاں مقام پر فلاں قافلہ پر سے گزرا۔ جس کے ساتھ یہ سامان تھا، قافلہ والوں کے اونٹ براق سے بھڑکے، ایک اونٹ فلاں وادی کی طرف بھاگ نکلا، میں نے قافلہ والوں کو اس کا پتہ دیا۔ واپسی میں فلاں وادی میں فلاں کے قبیلے کا قافلہ مجھے ملا، سب لوگ سو رہے تھے۔ میں نے ان کے برتن سے پانی پیا اور اس بات کی علامت چھوڑ دی کہ اس سے پانی پیا گیا ہے۔ ایسے ہی کچھ اور آتے پتے آپ نے دیے اور بعد میں آنے والے قافلوں سے ان کی تصدیق ہوئی۔ اس طرح زبانیں بند ہو گئیں۔ مگر دل یہی سوچتے رہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آج بھی بہت سے لوگ سوچ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہوا؟

(نثری تقریریں: معراج کا سفرنامہ)

تشریح: یہ وہی واقعہ ہے جو اصطلاحاً ”معراج“ اور ”اسراء“ کے نام سے مشہور ہے۔ اکثر اور معتبر روایات کی رو سے یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیلات بہ کثرت صحابہؓ سے مروی ہیں، جن کی تعداد پچیس تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے مفصل ترین روایات حضرت انس بن مالکؓ، حضرت مالک بن صعصعہؓ، حضرت ابو ذر غفاریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت عائشہؓ اور متعدد دوسرے صحابہؓ نے بھی اس کے بعض اجزا بیان کیے ہیں۔

اس سفر کی کیفیت کیا تھی؟ یہ عالم خواب میں پیش آیا تھا یا بیداری میں؟ اور آیا حضور بذات خود تشریف لے گئے تھے یا اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے محض روحانی طور پر ہی آپ کو یہ مشاہدہ کرا دیا گیا؟ ان سوالات کا جواب قرآن مجید کے الفاظ خود دے رہے ہیں۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِكَ لَيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ بِغَيْرِ مَن رَّكِبٍ وَأَنْتَ الْغَافِيں۔ یہ بیان کی ابتداء کرنا خود بتا رہا ہے کہ یہ کوئی بہت بڑا خارق عادت واقعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرت سے رونما ہوا۔ ظاہر ہے کہ خواب میں کسی شخص کا اس طرح کی چیزیں دیکھ لینا یا کشف کے طور پر دیکھنا یہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اسے بیان کرنے کے لیے اس تمہید کی ضرورت ہو کہ تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو یہ خواب دکھایا یا کشف میں یہ کچھ دکھایا۔ پھر یہ الفاظ بھی کہ ”ایک رات اپنے بندے کو لے گیا“ آپ کے جسمانی سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں۔ خواب کے سفر یا کشفی سفر کے لیے یہ الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتے۔ لہذا ہمارے لیے یہ ماننے بغیر چارہ نہیں کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو کرایا۔

اب اگر ایک رات میں ہوائی جہاز کے بغیر مکہ سے بیت المقدس جانا اور آنا اللہ کی قدرت سے ممکن تھا تو آخر ان دوسری تفصیلات کو ناممکن کہہ کر کیوں رد کر دیا جائے جو حدیث میں بیان ہوئی ہیں؟ ممکن اور ناممکن کی بحث تو صرف اُس صورت میں پیدا ہوتی ہے جب کہ کسی مخلوق کے باختیار خود کوئی کام کرنے کا معاملہ زیر بحث ہو۔ لیکن جب ذکر یہ ہو کہ خدا نے فلاں کام کیا تو پھر امکان کا سوال وہی شخص اٹھا سکتا ہے جسے خدا کے قادر مطلق ہونے کا یقین نہ ہو۔ اس کے علاوہ جو دوسری تفصیلات حدیث میں آئی ہیں ان پر منکرین حدیث کی طرف سے متعدد اعتراضات کیے جاتے ہیں، مگر ان میں سے صرف دو ہی اعتراضات ایسے ہیں جو کچھ وزن رکھتے ہیں۔

ایک یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا کسی خاص مقام پر مقیم ہونا لازم آتا ہے، ورنہ اس کے حضور بندے کی پیشی کے لیے کیا ضرورت تھی کہ اسے سفر کر کے ایک خاص مقام تک لے جایا جاتا؟ دوسرے یہ کہ نبی ﷺ کو دوزخ اور جنت کا مشاہدہ اور بعض لوگوں کے بتلائے عذاب ہونے کا معائنہ کیسے کرادیا گیا جب کہ ابھی بندوں کے مقدمات کا فیصلہ ہی نہیں ہوا ہے؟ یہ کیا کہ سزا و جزا کا فیصلہ تو ابھی ہونا ہے قیامت کے بعد، اور کچھ لوگوں کو سزا دے ڈالی گئی ہے ابھی سے؟

لیکن دراصل یہ دونوں اعتراض بھی قلب فکر کا نتیجہ ہیں۔ پہلا اعتراض اس لیے غلط ہے کہ خالق اپنی ذات میں تو بلاشبہ اطلاقی شان رکھتا ہے، مگر مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنے میں وہ اپنی کسی کمزوری کی بنا پر نہیں بلکہ مخلوق کی کمزوریوں کی بناء پر محدود و سائل اختیار کرتا ہے۔ مثلاً جب وہ مخلوق سے کلام کرتا ہے تو کلام کا وہ محدود طریقہ استعمال کرتا ہے جسے ایک انسان سُن اور سمجھ سکے، حالانکہ بجائے خود اس کا کلام ایک اطلاقی شان رکھتا ہے۔ اسی طرح جب وہ اپنے بندے کو اپنی سلطنت کی عظیم الشان نشانیاں دکھانا چاہتا ہے تو اسے لے جاتا ہے اور جہاں جو چیز دکھانی ہوتی ہے اسی جگہ دکھاتا ہے، کیونکہ وہ ساری کائنات کو بیک وقت اس طرح نہیں دیکھ سکتا جس طرح خدا دیکھتا ہے۔ خدا کو کسی چیز کے مشاہدے کے لیے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہوتی، مگر بندے کو ہوتی ہے۔ یہی معاملہ خالق کے حضور بازیابی کا بھی ہے کہ خالق بذات خود کسی مقام پر متمکن نہیں ہے، مگر بندہ اس کی ملاقات کے لیے ایک جگہ کا محتاج ہے جہاں اس کے لیے تجلیات کو مرکوز کیا جائے ورنہ اُس کی شانِ اطلاق میں اس سے ملاقات بندہ محدود کے لیے ممکن نہیں ہے۔

رہا دوسرا اعتراض تو وہ اس لیے غلط ہے کہ معراج کے موقع پر بہت سے مشاہدات جو نبی ﷺ کو کرائے گئے تھے ان میں بعض حقیقتوں کو کھیل کر کے دکھایا گیا تھا۔ مثلاً ایک فتنہ انگیز بات کی یہ تمثیل کہ ایک ذرا سے شگاف میں سے ایک موٹا سا نیل نکلا اور پھر اس میں واپس نہ جا سکا۔ یا زنا کاروں کی یہ تمثیل کہ ان کے پاس تازہ نفیس گوشت موجود ہے مگر وہ اسے چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں۔ اسی طرح بڑے اعمال کی جو سزائیں آپ کو دکھائی گئیں وہ بھی تمثیلی رنگ میں عالمِ آخرت کی سزاؤں کا پیشگی مشاہدہ تھیں۔

اصل بات جو معراج کے سلسلے میں سمجھ لینی چاہیے وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے ان کے منصب کی مناسبت سے ملکوتِ سلطنت و ارض کا مشاہدہ کرایا ہے اور ماڈی حجابات بیچ میں سے ہٹا کر آنکھوں سے وہ حقیقتیں دکھائی ہیں جن پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت دینے پر وہ مامور کیے گئے تھے، تاکہ ان کا مقام ایک فلسفی کے مقام سے

بالکل ممیز ہو جائے۔ فلسفی جو کچھ بھی کہتا ہے قیاس اور گمان سے کہتا ہے، وہ خود اگر اپنی حیثیت سے واقف ہو تو کبھی اپنی کسی رائے کی صداقت پر شہادت نہ دے گا۔ مگر انبیاء جو کچھ کہتے ہیں وہ براہ راست علم اور مشاہدے کی بناء پر کہتے ہیں، اور وہ خلق کے سامنے یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ ہم ان باتوں کو جانتے ہیں اور یہ ہماری آنکھوں دیکھی حقیقتیں ہیں۔

(تفسیر القرآن ج ۲، بنی اسرائیل، حاشیہ: ۱)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَرَجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطُشْبٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيٍّ بِحِكْمَةٍ وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا جِبْرَائِيلُ قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ، فَقَالَ: أُرْسِلْ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا فَتِحَ عَلُونَا السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوَدَةٌ إِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى فَقَالَ: مَرَحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَائِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَيْنِهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوَدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى. حَتَّى عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ: لِخَازِنِهَا: افْتَحْ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يَثْبُتْ كَيْفَ مَنَازِلَهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ.

قال أنس: فلما مرَّ جبرائيل عليه السلام بالنبي ﷺ بإدريس قال: مرحبًا بالنبي الصالح والأخ الصالح فقلت: من هذا؟ قال: هذا إدريس، ثم مررت بموسى فقال: مرحبًا بالنبي الصالح والأخ الصالح، قلت: من هذا؟ قال: هذا موسى ثم مررت بعيسى فقال: مرحبًا بالنبي الصالح والأخ الصالح، قلت: من هذا؟ قال: هذا عيسى ثم مررت بإبراهيم فقال: مرحبًا بالنبي الصالح والإبن الصالح قلت: من هذا؟ قال هذا إبراهيم.

قال ابن شهاب: فأخبرني بن حزم أن بن عباس وأبا حبة الأنصاري كانا يقولان: قال النبي ﷺ: ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى أسمع فيه صريف الأقدام قال ابن حزم وأنس بن مالك: قال النبي ﷺ: ففرض الله عز وجل على أمي خمسين صلوة فرجعت بذلك حتى مررت على موسى فقال: ما فرض الله لك على أمك؟ قلت: فرض خمسين صلوة.

قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَطِيقُ، فَرَا جَعْتُ فَوَضَعْتُ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى قُلْتُ: وَضَعْتُ شَطْرَهَا فَقَالَ: رَاجِعْ رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَطِيقُ ذَلِكَ، فَرَا جَعْتُ فَوَضَعْتُ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَطِيقُ ذَلِكَ، فَرَا جَعْتُهُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: رَاجِعْ رَبِّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ أَنْطَلَقْتُ بِي حَتَّى أَنْتَهَيْتُ بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَغَشِيَهَا الْوَانُ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا حَبَائِلُ اللَّوْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ - (۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوذر غفاری حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھل گئی۔ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا اور آب زمزم سے اسے دھویا۔ پھر سنہری طشت لایا گیا جو حکمت و ایمان سے لبریز تھا۔ جبریل نے اسے میرے سینے میں انڈیل کر بند کر دیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے چڑھے۔ جب میں آسمان دنیا تک پہنچا تو جبریل نے آسمان کے نگران داروغہ سے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ جبریل ہیں۔ اس نے پلٹ کر پوچھا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جبریل نے جواب دیا ہاں میرے ساتھ محمد ہیں۔ اس نے پوچھا:

کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبریل نے جواب دیا ہاں۔ انہیں بلایا گیا ہے۔ جب دروازہ کھولا گیا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھ گئے۔ وہاں بیٹھا ہوا ایک آدمی نظر آیا جس کے دائیں اور بائیں روحوں کے جھنڈے تھے۔ جب وہ شخص اپنی دائیں طرف نظر اٹھاتا تو مسکرا دیتا اور جب اپنی بائیں جانب دیکھتا تو رو پڑتا۔ جب ان کی نظر محمد پر پڑی تو انہوں نے اے صالح نبی اور صالح بیٹے کے الفاظ سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ میں نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آدم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کے دائیں بائیں لوگوں کے جو گروہ نظر آ رہے ہیں وہ ان کی اولاد ہیں۔ دائیں جانب وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے اور بائیں جانب والے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ اس لیے جب ان کی نظر دائیں جانب اٹھتی ہے تو ہنستے مسکراتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو رو دیتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ جبریل امین مجھے لے کر اوپر چڑھے حتیٰ کہ دوسرے آسمان تک پہنچ گئے۔ اور اس کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھول لے۔ اس نے بھی آسمان دنیا کے کلید بردار کی طرح سوال و جواب کے بعد دروازہ کھولا۔ راوی حدیث حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے آسمانوں میں حضرات آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا۔ آپ نے ان کی منازل کی کیفیت کا ذکر نہیں کیا۔ بس اتنا بتایا کہ آدم علیہ السلام پہلے آسمان پر اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ جب جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کو لے کر ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اے صالح نبی اور صالح برادر کے الفاظ سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ تو میں نے دریافت کیا یہ صاحب کون ہیں؟ جبریل نے بتایا یہ ادریس ہیں۔ پھر میرا گزر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے بھی اے صالح نبی اور صالح بھائی

کہہ کر خیر مقدم کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ جبریل نے بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میرا گزر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے بھی اے صالح نبی اور صالح بھائی کہہ کر استقبال کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ جبریل نے بتایا کہ یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر میرا گزر ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے اے صالح نبی اور صالح بیٹا کہہ کر خوش آمدید کہا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ جبریل نے بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ مجھے ابن حزم نے بتایا کہ ابن عباس اور ابو جحہ الانصاری دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے اور اوپر چڑھایا گیا کہ میں ایک ایسے بلند و بالا ہموار مقام پر پہنچ گیا جہاں سے میں قلموں کے لکھنے کی آوازیں رہا تھا۔ ابن حزم اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ جب میں واپس ہوا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ پچاس نمازیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اپنے پروردگار کے پاس جاؤ تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ معاف کر دیا۔ اس کے بعد پھر میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ وضع کر دیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر مشورہ دیا کہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں واپس جاؤ۔ کیونکہ تمہاری امت اعلیٰ کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں پھر واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ مزید کم فرما دیا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر فرمایا کہ اپنے رب کے حضور واپس جاؤ۔ تمہاری امت اس کی طاقت بھی نہیں رکھتی۔ لہذا میں پھر واپس گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں اور وہ پچاس کے برابر ہیں۔ ساتھ ہی ارشاد باری ہوا۔ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ”میرے ہاں بات میں رد و بدل نہیں ہوا کرتا“ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا تو انہوں نے کہا جاؤ واپس جاؤ اپنے رب کے پاس۔ میں نے عرض کیا اب بارگاہ رب العزت میں جاتے ہوئے شرم و حیا مانع ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے اور سردرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ اس پر اپنے رنگوں کا غلبہ تھا جنہیں میں سمجھنے سے قاصر تھا۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا۔ وہاں موتیوں کے ٹیلے تھے جن کی مٹی مشک تھی۔

(۲) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ، قَالَ: نَاعِمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: نَاثَابُ بْنُ الْبَنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أُتِيْتُ بِالْبَرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبُغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهِ قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتَّى آتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرِبُطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ: قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ، فَجَاءَ نَبِيُّ جِبْرِيلَ بْنِ أَنَسٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٌ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِأَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى

السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، قَالَ: فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِنَبِيِّ الْخَمَالَةِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمْ فَرَحَبًا وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِأَدْرِيسَ عليه السلام فَرَحَبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا. ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ. فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ عليه السلام فَرَحَبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ. قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى عليه السلام فَرَحَبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ عليه السلام مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَإِذَا وَرَقُهَا كَأَذَانِ الْفِيلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَافِ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى إِلَيَّ مَا وَحَى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِينَ صَلَاةً، قَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَطِيقُونَ ذَلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَخَبَّرْتَهُمْ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ: يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَيَّ أُمَّتِي، فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَطِيقُونَ ذَلِكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَأَلَهُ التَّخْفِيفَ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَتَّى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلُّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً، وَمَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُ لَهُ عَشْرًا

وَمَنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ سَيِّئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ: فَنَزَلَتْ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: اِرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَسَأَلَهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ. (۲)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا۔ جس کا رنگ سفید قد گدھے سے بڑا اور نچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا ہر قدم اس کی حد نظر تک پڑتا تھا۔ اس پر میں سوار ہوا اور بیت المقدس پہنچ گیا۔ آپ نے فرمایا: میں نے اسے اس جگہ باندھ دیا جہاں انبیاء سابق اسے باندھتے رہے۔ آپ نے فرمایا: اس کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر باہر نکلا تو جبریل نے دو برتن میرے سامنے پیش کیے۔ ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ ان میں سے میں نے دودھ والا برتن منتخب کیا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا: آپ نے فطرت کا انتخاب کر لیا۔ پھر براق ہمیں آسمان دنیا کی طرف لے گیا۔ جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟ جواب دیا جبریل۔ پھر دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے جواب دیا محمد۔ پوچھا گیا: کیا انہیں دعوت دی گئی ہے۔ جواب ملا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو میں نے اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کے رو برو پایا۔ انہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں دوسرے آسمان پر چڑھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ جبریل، پھر پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد۔ پوچھا گیا کہ انہیں مدعو کیا گیا ہے؟۔ جبریل نے جواب دیا کہ ہاں انہیں مدعو کیا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو میں نے اپنے آپ کو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا صلی اللہ علیہما کے سامنے پایا۔ ان دونوں نے مرحبا کہہ کر خیر مقدم کیا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو؟ جبریل نے کہا کہ میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد۔ پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا ہاں انہیں بلایا گیا ہے؟ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں یوسف علیہ السلام کے سامنے تھا۔ میں نے دیکھا کہ انہیں اہل دنیا کے حسن کا نصف حصہ عطا کیا گیا ہے۔ انہوں نے مرحبا کہہ کر میرا استقبال کیا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد۔ پوچھا گیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا کہ ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو میں نے اپنے آپ کو ادریس علیہ السلام کے سامنے پایا۔ انہوں نے مرحبا کہہ کر میرا خیر مقدم کیا اور دعائے خیر دی۔ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ”ہم نے اسے بلند و بالا مقام و مرتبہ عطا کیا“ اس کے بعد پھر ہمیں پانچویں آسمان کی جانب چڑھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا گیا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد۔ دریافت کیا گیا۔ کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا اور میں ہارون علیہ السلام کے سامنے تھا۔ انہوں نے مجھے مبارکباد دی اور خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ بعد ازاں ہمیں چھٹے آسمان کی طرف

چڑھایا گیا تو جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ محمدؐ۔ پوچھا گیا کہ انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا گیا کہ انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو میں موسیٰ ﷺ کے سامنے تھا۔ انہوں نے مرحبا کہہ کر مجھے خوش آمدید کہا اور دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہمیں ساتویں آسمان کی جانب چڑھایا گیا جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا گیا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب میں بتایا کہ جبریل۔ پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمدؐ۔ دریافت کیا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا گیا کہ ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ تو پھر دروازہ کھولا گیا تو میں نے اپنے آپ کو ابراہیم ﷺ کے سامنے پایا جو بیت المعمور کے ساتھ اپنی پشت لگا کر بیٹھے تھے۔ بیت المعمور وہ ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں مگر دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا جس کے پتے ہاتھی کے کانوں جتنے بڑے تھے اور پھل بڑے مشکوں کے برابر۔ چنانچہ جب اس درخت کو تجلیاتِ الہی نے ڈھانپ لیا تو اس کی حالت ایسی دگرگوں ہو گئی کہ مخلوق میں سے کوئی شخص بھی اس کے حُسن اور خوبصورتی کو بیان نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے وحی فرمائی تھی فرمائی۔ اور مجھ پر شب و روز میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ پس وہاں سے اتر کر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے جواب دیا پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا۔ اپنے رب کے حضور لوٹ جاؤ اور ان میں تخفیف کی استدعا کرو۔ کیونکہ تمہاری امت اس کی استطاعت نہیں رکھے گی۔ میں بنی اسرائیل کو خوب اچھی طرح آزما چکا ہوں۔ مجھے اس کا تلخ تجربہ ہے۔ چنانچہ میں اپنے پروردگار کی خدمت میں واپس لوٹ گیا اور عرض کیا کہ یارب میری امت پر تخفیف فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو میں نے انہیں بتایا کہ میری امت پر پانچ نمازوں کی تخفیف کر دی گئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ اس لیے پھر بارگاہِ رب العزت میں جاؤ اور مزید تخفیف کی درخواست کرو۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اسی طرح اللہ تعالیٰ اور موسیٰ کے مابین آتا جاتا رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ! شب و روز میں پانچ نمازیں ہیں۔ ہر ایک نماز پر دس نمازوں کا ثواب ہے اس طرح وہ پچاس نمازیں ہو گئیں اور جو شخص نیکی و بھلائی کا ارادہ و قصد کرے لیکن عملی جامہ نہ پہنائے تو اس کے کھاتے میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو ارادہ کے ساتھ عملاً بھی انجام دے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو کوئی برائی کا ارادہ (نیت) کرے لیکن اس کا ارتکاب نہ کرے تو اس کے کھاتے میں کچھ نہیں لکھا جاتا مگر جو شخص برائی کی نیت بھی کرے اور عملاً اس کا مرتکب بھی ہو تو اس کے کھاتے میں ایک برائی درج کی جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر میں نیچے اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر یہی فرمایا کہ جاؤ اپنے پروردگار کے حضور اور تخفیف کی استدعا کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ میں اپنے رب کے پاس اتنی بار جا چکا ہوں کہ اب مجھے شرم محسوس ہونے لگی ہے۔

(۳) حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهَا فَرَكِبْتُ وَمَعِيَ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسِرْتُ فَقَالَ: انْزِلْ فَصَلِّ، فَفَعَلْتُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةٍ، وَإِلَيْهَا الْمُهَاجِرَةُ ثُمَّ قَالَ: انْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ

صَلَّيْتُ؟ صَلَّيْتُ بِطُورِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ: أَنْزَلَ فَصَلَ فَتَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتُ؟ صَلَّيْتُ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَجَمَعَ لِي الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي جِبْرَائِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا فِيهَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا فِيهَا إِبْنَةُ الْخَالَةِ عَيْسَى وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّلَاثَةِ فَإِذَا فِيهَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَإِذَا فِيهَا إِدْرِيسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ بِي فَوْقَ سَبْعِ سَمَوَاتٍ فَاتَيْنَا سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى فَفَشِيْتَنِي ضَبَابَةٌ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِي إِنْشَاءً يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَقُمَ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ فَرَجَعْتُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَلَمَّ يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ كَمْ فَرَضَ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ: فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَقُومَ بِهَا أَنْتَ وَلَا أُمَّتُكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي، فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ أَتَيْتُ إِلَى مُوسَى فَامْرَأَتِي بِالرُّجُوعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ أَتَيْتُ مُوسَى، فَامْرَأَتِي بِالرُّجُوعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ رَدَّتْ إِلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّهُ فَرَضَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ صَلَوَاتَيْنِ فَمَا قَامُوا بِهَا فَارْجَعْتُ بِهَا إِلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَسَأَلْتُهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ: إِنَّي يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَخَمْسَ بِخَمْسِينَ فَقُمَ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صِرَى فَارْجَعْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ فَارْجِعْ فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ صِرَى يَقُولُ حَتْمٌ فَلَمْ أَرْجِعْ - (۳)

(۴) حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ، قَالَ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ، فَذَكَرَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأَتَيْتُ بِطُسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَلَانَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَشَقُّ مِنْ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِ الْبَطْنِ ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنَ بِمَاءٍ زَمْزَمَ، ثُمَّ مَلَىءَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، وَأَتَيْتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْجِمَارِ الْبَرَاقِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرَائِيلَ حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرَائِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلِنَحْمَ الْمَجِيئُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ ابْنِ وَنَبِيِّ، فَاتَيْنَا السَّمَاءَ

الثَّانِيَةَ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرَائِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلِنِعْمِ الْمَجِيءِ جَاءَ، فَاتَيْتُ عَلَى عَيْسَى وَيَحْيَى، فَقَالَا: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخِي وَنَبِيِّ، فَاتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّلَاثَةَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرَائِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلِنِعْمِ الْمَجِيءِ جَاءَ فَاتَيْتُ عَلَى يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخِي وَنَبِيِّ فَاتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرَائِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قِيلَ: نَعَمْ، مَرْحَبًا بِهِ، وَلِنِعْمِ الْمَجِيءِ جَاءَ فَاتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخِي وَنَبِيِّ فَاتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرَائِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلِنِعْمِ الْمَجِيءِ جَاءَ فَاتَيْنَا عَلَى هَارُونَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخِي وَنَبِيِّ فَاتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرَائِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهِ وَلِنِعْمِ الْمَجِيءِ جَاءَ فَاتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخِي وَنَبِيِّ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكِي فَقِيلَ: مَا أَبْكَاك؟ قَالَ: يَارَبِّ هَذَا الْغُلَامُ الَّذِي بَعَثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي فَاتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرَائِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلِنِعْمِ الْمَجِيءِ فَاتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ ابْنِ وَنَبِيِّ فَرَفَعَ لِي الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ فَسَأَلْتُ جِبْرَائِيلَ فَقَالَ: هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا آخِرَ مَا عَلَيْهِ وَرَفَعْتُ لِي سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبَقَهَا كَأَنَّهُ قِلَالٌ هَجَرَ وَوَرَقُهَا كَأَنَّهُ إِذَانُ الْفَيْوَلِ فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةٌ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَسَأَلْتُ جِبْرَائِيلَ فَقَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالْفَرَاتُ وَالنَّيْلُ، ثُمَّ فَرَضْتُ عَلَى خَمْسُونَ صَلَاةً، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جِئْتُ مُوسَى فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: فَرَضْتُ عَلَى خَمْسُونَ صَلَاةً، قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ عَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَطِيقُ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَأَلَهُ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ فَجَعَلَهَا أَرْبَعِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ ثُمَّ ثَلَاثِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عَشْرًا فَاتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ: مِثْلَهُ فَجَعَلَهَا خَمْسًا فَاتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: جَعَلْتُهَا خَمْسًا فَقَالَ: مِثْلَهُ قُلْتُ: سَلَّمْتُ فَنُودِيَ أَنِّي قَدْ أَقْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي وَأَجَزْتُ الْحَسَنَةَ عَشْرًا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ - (٤)

مسلم میں يدخل الجنة من امته افضل كل جده اكثر ہے۔

(۵) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَاعِمُ بْنُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِالْبَرَقِ لَيْلَةَ أُسْرَى بِهِ فُلَجِمَا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ ابْمَحْمَدِ تَفْعَلْ هَذَا؟ فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَ عَرَقًا. (۵)

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ۔

ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ اسراء کی رات نبی ﷺ کے پاس لگام ڈال کر اور زین باندھ کر براق لایا گیا۔ وہ آہل کو د کرنے لگا، تو جبریل نے کہا: محمد ﷺ کے ساتھ یہ خرمستی! اللہ کے ہاں ان سے زیادہ قدر و منزلت رکھنے والے نے تجھ پر سواری نہیں کی، کہتے ہیں کہ یہ سن کر اس کا پسینہ چھوٹ گیا۔

(۶) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُتِيهِ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يَعْرُجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَالْيَا يَنْتَهِي مَا يَهْبِطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا، قَالَ: إِذْ يَعْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى قَالَ: فَرَأَشُ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحَمَاتِ۔ (۶)

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کو اسراء (معراج) کرایا گیا تو آپ کو سدرۃ المنتہی پر پہنچایا گیا، یہ چھٹے آسمان پر ہے۔ زمین سے چڑھنے والی چیزیں یہاں پہنچ کر رک جاتی ہیں۔ اور وہاں انہیں وصول کر لیا جاتا ہے اور اس کے اوپر سے آنے والی چیزیں یہاں رک جاتی ہیں۔ اور وہاں سے اُسے زمین پر لانے کے لیے وصول کر لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں اِذْ يَعْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ”جب ڈھانپ لیا سدرہ کو ڈھانپنے والی چیز نے“ سے سونے کے پروانے مراد ہیں جو اسے ڈھانپتے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں دی گئیں۔ پانچ نمازیں، سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور شرک نہ کرنے والے امتیوں کے گناہوں کی مغفرت۔

(۷) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: نَاعَبُدُ الْعَزِيزَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحَجْرِ وَقُرَيْشٍ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلْتَنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُتْبَهَأْ فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ. قَالَ: فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّيُ فَإِذَا رَجُلٌ ضَرَبَ جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّيُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهَ شَبْهًا عُرْوَةَ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّيُ أَشْبَهَ النَّاسِ بِهَ صَاحِبُكُمْ يَمْنِي نَفْسَهُ ﷺ

فَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَأَمَّتُهُمْ فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكُ صَاحِبِ النَّارِ فَسَلِمَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ- (۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مقامِ حجر میں تھا۔ قریش مجھ سے اسراء (معراج) کے بارے میں پوچھنے لگے۔ انہوں نے بیت المقدس کی کچھ چیزوں کے متعلق سوالات کیے۔ مجھے وہ یاد نہیں تھیں تو میں اتنا پریشان ہوا کہ اس سے پہلے اتنا کبھی نہیں ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری آنکھوں کے روبرو کر دیا۔ اب وہ جس چیز کے متعلق سوال کرتے، میں دیکھ کر انہیں بتا دیتا۔ پھر میں نے جماعتِ انبیاء کرامؑ میں اپنے آپ کو پایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ گھنگریالے بالوں والے خوب رُو انسان جو قبیلہ شنوءہ کے آدمیوں کے مشابہ نظر آ رہے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ بن مریم کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں میں ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ بھی کھڑے نماز ادا کر رہے تھے ان کی شکل و صورت اور خلیہ مبارک مجھ سے ملتا جلتا تھا۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت آ گیا۔ میں نے ان سب کو نماز پڑھائی۔ جب میں نماز ادا کر چکا تو کسی کہنے والے نے کہا اے محمدؐ یہ جہنم کے داروغہ ”مالک“ ہیں۔ انہیں سلام کریں، میں نے ان کی جانب رُخ کیا ہی تھا کہ انہوں نے پہلے سلام کیا۔

(۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ أَبِي شَهَابٍ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ الْحِجْرًا فَجَلَى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْخ- (۸)

ترمذی نے اس حدیث کو حضرت انس سے انا نظر تک روایت کیا ہے اور لکھا ہے ہذا حدیث حسن صحیح۔

(۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: نَا لَيْثُ حَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمَحٍ قَالَ: أَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ: قَالَ: عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرَبَ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَاءَ، وَرَأَيْتُ عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهَا عُرْوَةَ ابْنَ مَسْعُودٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهَا صَاحِبِكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهَا دِحْيَةَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمَحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ- (۹)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرامؑ میرے روبرو کیے گئے تو میں نے دیکھا حضرت موسیٰ کی مشابہت انسانوں میں قبیلہ شنوءہ کے مردوں سے بہت زیادہ تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کو دیکھا تو ان کی مشابہت میری نظر میں عروہ بن مسعود ثقفی سے تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو میری صوابدید کے مطابق

۱۔ خانہ کعبہ کی مغربی جانب دیوار کا نام ہے۔ مجمع البحار بحوالہ ترمذی ص ۳۲۸ حاشیہ نمبر ۶۔

ان کی شکل و صورت تمہارے صاحب یعنی خود نبی کریم ﷺ سے مشابہ تھی اور میں نے جبریل کو دیکھا تو ان کی شکل و صورت وحی سے اور ابن ریح کی روایت میں ہے وحید بن خلیفہ سے ملتی جلتی تھی۔

(۱۰) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عُنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِي بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جَبْرَائِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَّثَ أُمَّتَكَ - (۱۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ شبِ اسراء میں مقامِ ایلیاء پر رسول اللہ کے روبرو، دو پیالے، ایک شراب کا اور دوسرا دودھ کا پیش کیے گئے، آپ نے ان دونوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا پھر دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل نے یہ دیکھ کر کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو فطرتِ صحیحہ کی رہنمائی فرمائی۔ اگر آپ جام شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت راہِ راست سے بھٹک جاتی۔

(۱۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، قَالَا: نَاهُشِيمٌ، قَالَ: أَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ: أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى هَابِطًا مِنَ السَّمَاءِ وَلَهُ جَوَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيَةِ، ثُمَّ أَتَى عَلَى ثَنِيَّةٍ هَرُشِي، فَقَالَ: أَيُّ ثَنِيَّةٍ هَذِهِ؟ قَالُوا: ثَنِيَّةُ هَرُشِي، قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يَلْبِي، قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هُشَيْرٌ يَعْنِي لَيْفًا - (۱۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وادیِ ازرق سے گزرے تو آپ نے دریافت فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ازرق نامی وادی ہے۔ آپ نے فرمایا گویا کہ میں موسیٰ کو ٹیلے سے نیچے اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور وہ زور زور سے تلبیہ کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد ہرشی نامی گھاٹی پر آئے اور آپ نے دریافت فرمایا: ”یہ کون سی گھاٹی ہے؟“ عرض کیا گیا ہرشی نامی گھاٹی ہے، فرمایا: ”گویا کہ میں یونس بن متی کو ایک سرخ اور پر گوشت اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں۔ ان کے بدن پر اونٹنی جبہ ہے۔ ان کی اونٹنی کی مہار کھجور کی چھال سے مٹی ہوئی رسی کی ہے اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہیں۔ ابن حنبل کہتے ہیں کہ ہشیم نے کہا کہ ”خُلْبَةٌ“ سے مراد کھجور کی چھال ہے۔

(۱۲) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ، نَا أَبُو تَمِيمَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ جَنَادَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ جَبْرَائِيلُ بِأَصْبَعِهِ فَحَرَقَ بِرِمَا الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبَرَاقَ - (۱۲)

(ہذا حدیث غریب)

ترجمہ: ابن بَریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ہم بیت المقدس پہنچ گئے تو جبریل نے اپنی انگشت کے اشارے سے ایک پتھر میں سوراخ کیا اور اس کے ساتھ براق کو باندھ دیا۔

(۱۳) حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: نَبِيُّ يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا جَاءَ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْبَرَاقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَتْهَا ضَرْبَتْ بِذُنُوبِهَا فَقَالَ لَهَا جِبْرِئِيلُ: مَهْ يَا بَرَاقُ فَوَاللَّهِ إِنْ رَكِبَكَ مِثْلَهُ فَسَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ بِعَجُوزِنَاءَ عَنِ الطَّرِيقِ أَيْ عَلَى جَنْبِ الطَّرِيقِ (قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ يَنْبَغِي أَنْ يُقَالَ نَائِيَةٌ وَلَكِنْ أُسْقِطَ مِنْهَا التَّائِيَةُ) فَقَالَ: مَا هَذِهِ يَا جِبْرِئِيلُ؟ قَالَ: سِرِّيَا مُحَمَّدٌ فَسَارَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسِيرَ فَإِذَا شَيْءٌ يَدْعُوهُ مُتَنَحِّيًا عَنِ الطَّرِيقِ يَقُولُ: هَلُمَّ يَا مُحَمَّدُ قَالَ جِبْرِئِيلُ: سِرِّيَا مُحَمَّدٌ فَسَارَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسِيرَ قَالَ: ثُمَّ لَقِيَهُ خَلْقٌ مِنَ الْخَلَائِقِ فَقَالَ: أَحَدُهُمُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ فَقَالَ لَهُ جِبْرِئِيلُ: أُرِدُّ السَّلَامَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ: فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ لَقِيَهُ الثَّانِي فَقَالَ لَهُ: مِثْلَ مَقَالَةِ الْأَوَّلِينَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَاللَّبَنَ وَالْخَمْرُ، فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّبَنَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِئِيلُ: أَصَبْتَ يَا مُحَمَّدُ الْفِطْرَةَ، وَلَوْ شَرِبْتَ الْمَاءَ لَعَرَفْتَ، وَوَعَرَفْتَ أُمَّتَكَ وَلَوْ شَرِبْتَ الْخَمْرَ لَعَوَيْتَ، وَوَعَوْتَ أُمَّتَكَ ثُمَّ بُعِثَ لَهُ آدَمُ فَمِنْ دُونِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَّهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ اللَّيْلَةَ ثُمَّ قَالَ لَهُ جِبْرِئِيلُ: أَمَّا الْعَجُوزُ الَّتِي رَأَيْتَ عَلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ فَلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا بِقَدْرِ مَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِ تِلْكَ الْعَجُوزِ وَأَمَّا الَّذِي أَرَادَ أَنْ تَمِيلَ إِلَيْهِ فَذَاكَ عَدُوُّ اللَّهِ إِبْلِيسُ أَرَادَ أَنْ تَمِيلَ إِلَيْهِ وَأَمَّا الَّذِينَ سَلَّمُوا عَلَيْكَ فَذَاكَ إِبْرَاهِيمُ وَمُوسَى وَعِيسَى. (۱۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ: جب جبریل علیہ السلام براق لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو براق نے اپنی دم ہلائی (ذرا بدکا) یہ دیکھ کر جبریل نے اس سے کہا کہ رک جاؤ اے براق! کیونکہ بخدا اس جیسا شاہسوار آج تک تجھ پر سوار نہیں ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لے چلے۔ دیکھا کہ راستے میں ایک جانب ایک بڑھیا کھڑی ہے۔ آپ نے جبریل سے اس کے بارے میں دریافت کیا، یہ کون ہے؟ جبریل نے عرض کیا۔ اے محمد (ﷺ) آپ تشریف لے چلیں۔ لہذا آپ چلے جہاں تک خدا کو منظور ہوا۔ پھر راستے کے ایک کنارے سے کسی پکارنے والے نے آواز دی۔ اے محمد (ﷺ) ادھر آئیں۔ جبریل نے اس موقع پر بھی عرض کیا۔ اے محمد (ﷺ) آگے تشریف لے چلیں لہذا آپ آگے وہاں تک تشریف لے گئے جہاں تک خدا کو منظور تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد آپ کو کچھ لوگ ملے۔ ان میں سے ایک نے السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ کے خیر مقدمی الفاظ سے سلام کیا۔ جبریل نے فرمایا اے محمد آپ اس کے سلام کا جواب دیں تو آپ نے

اس کا جواب دیا۔ اس کے بعد پھر دوسرا ملا۔ اس نے بھی اسی طرح سلام کیا جس طرح پہلے لوگوں نے کیا تھا، تا آنکہ آپ بیت المقدس پہنچ گئے۔ یہاں آپ کے سامنے پانی، دودھ، اور شراب پیش کیے گئے۔ آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ جبریل نے کہا اے محمد! آپ نے فطرت کو پالیا۔ اگر آپ پانی پی لیتے تو خود بھی غرق ہوتے اور امت بھی غرق ہوتی اور اگر آپ شراب پی لیتے تو خود بھی گم کردہ راہ ہو جاتے اور امت بھی بدراہ ہوتی۔ پھر آدم علیہ السلام کو آپ کے سامنے لایا گیا، اور باقی انبیاء کو بھی۔ آپ نے ان سب کی اس رات امامت فرمائی۔ اب جبریل علیہ السلام نے (دوران سفر میں پیش آمدہ واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا) کہ رات کے ایک کنارے جو بڑھیا آپ کو نظر آئی تھی اس سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا کی عمر بس اتنی باقی ہے جتنی اس بڑھیا کی۔ اور وہ شخص جس نے آپ کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تھی وہ دشمن خدا ابلیس تھا وہ چاہتا تھا کہ آپ اس کی طرف مائل ہوں اور جن حضرات نے آپ کو سلام کیا تھا وہ حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

ابن کثیر نے ان رکبک مثلہ کے بجائے مار کبک مثلہ نقل کیا ہے۔

(۱۴) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرَّيَّاحِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ غَيْرِهِ (شَكَ أَبُو جَعْفَرٍ) فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، قَالَ:

جَاءَ جَبْرَائِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ مِيكَائِيلُ فَقَالَ جَبْرَائِيلُ لِمِيكَائِيلَ: ائْتِنِي بِطَسْتٍ مِّنْ مَّاءٍ زَمْزَمَ كَيْمَا أَطَهَرَ قَلْبَهُ، وَأَشْرَحَ لَهُ صَدْرَهُ، قَالَ فَشَقَّ عَنْ بَطْنِهِ، فَغَسَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَاخْتَلَفَ إِلَيْهِ مِيكَائِيلُ بِثَلَاثِ طَسَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ زَمْزَمَ فَشَرَحَ صَدْرَهُ وَنَزَعَ مَا كَانَ فِيهِ مِنْ غِلٍّ وَمَلَأَهُ حِلْمًا وَعِلْمًا وَإِيمَانًا وَيَقِينًا وَإِسْلَامًا، وَخَتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ آتَاهُ بِفَرَسٍ فَحَمَلَ عَلَيْهِ كُلَّ خُطْوَةٍ مِنْهُ مُنْتَهَى طَرَفِهِ وَأَقْصَى بَصَرِهِ، قَالَ: فَسَارَ وَسَارَ مَعَهُ جَبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاتَى عَلَى قَوْمٍ يَزْرَعُونَ فِي يَوْمٍ، وَيَحْصِدُونَ فِي يَوْمٍ كُلَّمَا حَصَدُوا عَادَ كَمَا كَانَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا جَبْرَائِيلُ مَا هَذَا؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَضَاعَفَ لَهُمُ الْحَسَنَةُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَمَا أَنْفَقُوا مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ثُمَّ آتَى عَلَى قَوْمٍ تَرْضَخُ رُؤُسُهُمْ بِالصَّخْرِ كُلَّمَا رَضَخَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ لَا يَفْتَرُ عَنْهُمْ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ فَقَالَ: مَا هَؤُلَاءِ يَا جَبْرَائِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ تَتَنَاقَلُ رُؤُسُهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، ثُمَّ آتَى عَلَى قَوْمٍ عَلَى أَقْبَالِهِمْ رِقَاعٌ، وَعَلَى أَدْبَارِهِمْ رِقَاعٌ يَسْرَحُونَ كَمَا تَسْرَحُ الْإِبِلُ وَالْغَنَمُ وَيَأْكُلُونَ الضَّرِيعَ وَالزُّقُومَ وَرَضَفَ جَهَنَّمَ وَجِجَارَتِهِمْ، قَالَ: مَا هَؤُلَاءِ يَا جَبْرَائِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ لَا يُؤَدُّونَ صَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ شَيْئًا وَمَا اللَّهُ بِظَلَامٍ لِلْعَبِيدِ ثُمَّ آتَى عَلَى قَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ لَحْمٌ نَضِيجٌ فِي قُدُورٍ وَلَحْمٌ آخَرُنِيءٌ قَدْرٌ خَبِيثٌ فَجَمَلُوا يَا أَكْلُونَ مِنَ النَّبِيِّ

وَيَدْعُونَ النَّضِيجَ الطَّيِّبَ فَقَالَ: مَا هُوَ لَآءِ يَا جَبْرَيْلُ؟ قَالَ: هَذَا الرَّجُلُ مِنْ أُمَّتِكَ تَكُونُ عِنْدَهُ
 الْمَرَأَةُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ فَيَأْتِي امْرَأَةً حَبِيبَةً فَيَبِيتُ عِنْدَهَا حَتَّى يُصْبِحَ، وَالْمَرَأَةُ تَقُومُ مِنْ عِنْدِ زَوْجِهَا
 حَلَالًا طَيِّبًا فَتَأْتِي رَجُلًا حَبِيبًا فَتَبِيتُ مَعَهُ حَتَّى تُصْبِحَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَى عَلِيَّ حَشْبَةً فِي الطَّرِيقِ لَا يَمُرُّ بِهَا
 ثَوْبٌ إِلَّا شَقَّتُهُ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا خَرَقَتْهُ قَالَ: مَا هَذَا يَا جَبْرَيْلُ؟ قَالَ: هَذَا مَثَلُ أَقْوَامٍ مِنْ أُمَّتِكَ يَقْعُدُونَ
 عَلَى الطَّرِيقِ فَيَقْطَعُونَهُ ثُمَّ قَرَأَ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ الْآيَةَ ثُمَّ أَتَى عَلِيَّ رَجُلٌ
 قَدْ جَمَعَ حُزْمَةَ حَطَبٍ عَظِيمَةٍ لَا يَسْتَطِيعُ حَمْلَهَا وَهُوَ يَزِيدُ عَلَيْهَا فَقَالَ: مَا هَذَا يَا جَبْرَيْلُ؟ قَالَ: هَذَا
 الرَّجُلُ مِنْ أُمَّتِكَ تَكُونُ عِنْدَهُ أَمَانَاتُ النَّاسِ لَا يَقْدِرُ عَلَى آدَائِهَا وَهُوَ يَزِيدُ عَلَيْهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَحْمِلَهَا
 فَلَا يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ ثُمَّ أَتَى عَلِيَّ قَوْمٌ تُقْرَضُ أَلْسِنَتُهُمْ وَشِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضٍ مِنْ حَدِيدٍ كُلَّمَا قَرَضَتْ
 عَادَتْ كَمَا كَانَتْ لَا يَفْتَرُّ عَنْهُمْ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ قَالَ: مَا هُوَ لَآءِ يَا جَبْرَيْلُ؟ فَقَالَ: هُوَ لَآءِ حُطْبَاءِ
 أُمَّتِكَ حُطْبَاءِ الْفِتْنَةِ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ثُمَّ أَتَى عَلِيَّ جُحْرٌ صَغِيرٌ يَخْرُجُ مِنْهُ ثَوْرٌ عَظِيمٌ فَجَعَلَ
 الثَّوْرُ يُرِيدُ أَنْ يَرْجِعَ مِنْ حَيْثُ خَرَجَ فَلَا يَسْتَطِيعُ فَقَالَ: مَا هَذَا يَا جَبْرَيْلُ؟ قَالَ: هَذَا الرَّجُلُ يَتَكَلَّمُ
 بِالْكَلِمَةِ الْعَظِيمَةِ ثُمَّ يَنْدَمُ عَلَيْهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَرُدَّهَا ثُمَّ أَتَى عَلِيَّ وَادٍ فَوَجَدَ رِيحًا طَيِّبَةً بَارِدَةً وَفِيهِ
 رِيحُ الْمِسْكِ وَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: يَا جَبْرَيْلُ مَا هَذِهِ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ الْبَارِدَةُ؟ وَهَذِهِ الرَّايحَةُ الَّتِي
 كَرِيحُ الْمِسْكِ وَمَا هَذَا الصَّوْتُ؟ قَالَ: هَذَا صَوْتُ الْجَنَّةِ تَقُولُ: يَا رَبِّ إِنِّي مَا وَعَدْتَنِي فَقَدْ
 كَثُرْتُ غُرْفِي وَإِسْتَبْرَقِي وَحَرِيرِي وَسُنْدُسِي وَعَبَقْرِي وَلَوْلُؤِي وَمَرْجَانِي وَفِضَّتِي وَذَهَبِي
 وَأَكْوَابِي وَصِحَافِي وَأَبَارِيقِي وَفَوَاكِهِي وَنَخْلِي وَرُمَانِي وَلَبَنِي وَخَمْرِي فَاتِنِي مَا وَعَدْتَنِي فَقَالَ:
 لَكَ كُلُّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ وَمُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَمَنْ آمَنَ بِي وَبِرُسُلِي، وَعَمِلَ صَالِحًا، وَلَمْ يُشْرِكْ بِي
 وَلَمْ يَتَّخِذْ مِنْ دُونِي أَلِدًا، وَمَنْ حَشِينِي فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ وَمَنْ أَقْرَضَنِي جَزَيْتُهُ، وَمَنْ
 تَوَكَّلَ عَلَيَّ كَفَيْتُهُ، إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لَا أُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَقَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ وَتَبَارَكَ اللَّهُ
 أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ. قَالَتْ قَدْرَضِيْتُ. ثُمَّ أَتَى عَلِيَّ وَادٍ فَسَمِعَ صَوْتًا مُنْكَرًا وَوَجَدَ رِيحًا مُنْتَنَةً فَقَالَ:
 مَا هَذِهِ الرِّيحُ يَا جَبْرَيْلُ وَمَا هَذَا الصَّوْتُ؟ قَالَ: هَذَا صَوْتُ جَهَنَّمَ تَقُولُ: يَا رَبِّ إِنِّي مَا وَعَدْتَنِي
 فَقَدْ كَثُرْتُ سَلَابِي وَأَغْلَابِي وَسَعِيرِي وَجَحِيمِي وَضَرِيْعِي وَغَسَاقِي وَعَذَابِي وَعِقَابِي وَقَدْ بَعْدَ
 قَعْرِي وَاشْتَدَّ حَرِّي فَاتِنِي مَا وَعَدْتَنِي قَالَ: لَكَ كُلُّ مُشْرِكٍ وَمُشْرِكَةٍ وَكَافِرٍ وَكَافِرَةٍ وَكُلُّ
 حَبِيبٍ وَحَبِيبَةٍ وَكُلُّ جَبَّارٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ قَالَتْ قَدْ رَضِيْتُ قَالَ: ثُمَّ سَارَحَتِي أَتَى بَيْتَ
 الْمَقْدِسِ فَنَزَلَ فَرَبَطَ فَرَسَهُ إِلَى صَخْرَةٍ ثُمَّ دَخَلَ فَصَلَّى مَعَ الْمَلَائِكَةِ فَلَمَّا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ قَالُوا
 يَا جَبْرَيْلُ مَنْ هَذَا مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. فَقَالُوا: أَوْقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالُوا: حَيَّاهُ اللَّهُ مِنْ آخِ

وَمِنْ خَلِيفَةٍ فِينَعْمَ الْآخِ وَنِعْمَ الْخَلِيفَةُ وَنِعْمَ الْمَجِيئُ جَاءَ ثُمَّ لَقِيَ أَرْوَاحَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَثْنُوا عَلَى رَبِّهِمْ
الحدیث۔ (۱۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں جبریلؑ حاضر ہوئے۔ میکائیلؑ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جبریل نے میکائیل سے کہا کہ آب زمزم کا ایک طشت میرے پاس لاؤ تاکہ میں ان (نبی ﷺ) کا قلب خوب پاک کر دوں اور ان کا سینہ کھول دوں۔ راوی کہتے ہیں کہ جبریل نے آپؐ کا پیٹ چاک کیا اور اسے تین مرتبہ دھویا۔ اس دوران میں میکائیل آب زمزم کا طشت تین مرتبہ لانے کے لیے آتے جاتے رہے۔ جبریل نے آپؐ کا سینہ کھولا اور اس میں جو میل کچیل از قسم غل تھا اسے باہر نکال کر اس میں علم، حلم، ایمان، یقین اور اسلام بھر دیا۔ اور دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر لگادی۔ پھر آپؐ کو ایک گھوڑے کے پاس لا کر اس پر سوار کیا گیا۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا ہر قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی۔ پس آپؐ جبریل کے ساتھ چلے اور ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جو ایک روز کھیتی بوتے تو دوسرے روز اسے کاٹ لیتے ہیں۔ جو نبی کٹائی سے فارغ ہوتے ہیں فضل دوبارہ لہلہانے لگتی ہے۔ نبی ﷺ نے جبریل سے دریافت کیا: جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ ان کی نیکیاں دو گنا سے بڑھا کر سات سو گنا تک ہوتی ہیں۔ اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر لوٹا دیتا ہے وہ بہترین رازق ہے۔ پھر دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں۔ کچلنے کے بعد پھر پہلی طرح ٹھیک ہو جاتے ہیں اور مسلسل ایسا ہو رہا ہے۔ پوچھا یہ کون ہیں اے جبریل؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اٹھنے نہ دیتی تھی۔ پھر کچھ اور لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جن کے کپڑوں میں آگے پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح گھاس چر رہے تھے اور تھوہڑ اور جہنم کے گرم پتھر کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں اے جبریل؟ بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال میں سے صدقہ و خیرات کچھ نہ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ پھر کچھ اور لوگوں کے پاس آئے جن کے ایک طرف نفیس، چکنا، پکا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے اور دوسری طرف سڑا ہوا کچا گوشت رکھا ہے جس سے سخت بدبو آرہی تھی۔ یہ لوگ نفیس اور عمدہ گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ پوچھا اے جبریل یہ کون ہیں؟ جبریل نے بتایا کہ یہ آپؐ کی امت کے وہ مرد اور عورتیں ہیں جنہوں نے حلال شوہروں اور بیویوں کے ہوتے ہوئے حرام سے اپنی خواہش نفس پوری کی۔ پھر راستے میں گاڑی ہوئی ایک لکڑی کے پاس آئے جو کوئی اس کے پاس سے گزرتا ہے اس کا کپڑا پھاڑ دیتی اور جو چیز وہاں سے گزرتی ہے اسے چیر دیتی ہے۔ پوچھا اے جبریل یہ کیا ہے؟ کہا یہ آپؐ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو گزرگاہوں اور راستوں پر بیٹھ کر ڈکیتی کی واردات کرتے ہیں پھر قرآن مجید کی آیت **وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ تِلَاوَتِ فَرْمَانِي**۔ پھر ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ نہیں اٹھتا تو اس میں کچھ اور لکڑیاں بڑھا لیتا ہے۔ پوچھا یہ کون احمق ہے؟ بتایا کہ یہ وہ شخص ہے جس پر امانتوں اور ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اٹھانہ سکتا تھا مگر یہ ان کو کم کرنے کے بجائے اور زیادہ ذمہ داریوں کا بار اپنے اوپر لادے چلا جاتا تھا اور انہیں ادا کرنا چاہتا ہے لیکن اس کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔ پھر کچھ ایسے لوگوں کے پاس آئے جن کے ہونٹ اور زبانیں لوہے کی

قیچیوں سے کترے جارہے تھے۔ اور ہر دفعہ کٹنے کے بعد پھر اسی طرح صحیح سالم ہو جاتے تھے جیسا کہ پہلے تھے۔ اور یہ عمل برابر جاری تھا۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے بتایا یہ غیر ذمہ دار مقرر اور خطیب ہیں جو بے تکلف زبان چلاتے اور فتنہ برپا کیا کرتے تھے۔ اور جو کہتے تھے خود نہ کرتے تھے، پھر ایک چھوٹے پتھر کے پاس آئے دیکھا کہ اس میں ذرا سا شگاف ہے اور اس میں سے ایک بڑا موٹا سا بیل نکل آیا۔ پھر وہ بیل اس سوراخ میں دوبارہ داخل ہونے کی کوشش کرنے لگا مگر نہ جا سکا۔ پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ جبریلؑ نے بتایا یہ اس شخص کی مثال ہے جو غیر ذمہ داری کے ساتھ، ایک فتنہ انگیز بات کر جاتا ہے پھر نادم و پشیمان ہو کر اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کر سکتا۔ پھر ایک ایسی وادی کے پاس پہنچے جس سے ٹھنڈی خوشبودار ہوا آرہی تھی جو کستوری کی بھینی بھینی خوشبو کی طرح تھی اور وہاں ایک آواز بھی سنائی دی۔ آپؐ نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ خوشبو اور یہ آواز کیسی ہے؟ جبریلؑ نے بتایا: کہ یہ آواز تو جنت کی ہے جو اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کر رہی ہے کہ جو وعدہ آپؐ نے مجھ سے فرمایا اسے پورا فرمائیے۔ میرے بالا خانے بے شمار و کثیر ہیں۔ میرے ہاں کالباس نہایت لطیف ریشم کا ہے۔ اس میں اطلس و دیا کالباس ہے۔ موتی، مرجان، سونا، چاندی کی بہتات ہے، آب خورے۔ بڑے بڑے کاسے، چھاگلے اور جام ان گنت ہیں۔ اور میوہ جات، کھجوریں، انار، دودھ، شرابِ طہور اور ماءِ طہور کی نہریں رواں دواں ہیں۔ مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کیجیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تیرے لیے ہر مومن مرد و عورت اور ہر مسلمان مرد و عورت ہے اور ہر وہ جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور عمل صالح کرے۔ اور جس نے میرے سوا کسی کو شریک و ہمسرہ و مقابل نہ بنایا ہو۔ جو مجھ سے خوف زدہ ہو اور امن میں آگیا اور جس نے مجھ سے مانگا میں نے اسے عطا کیا اور جس نے مجھ سے قرض کا تقاضا کیا اسے دیا۔ جس نے مجھ پر بھروسہ و توکل کیا اسے میں کافی ہوں گا۔ میں ایسا الہ ہوں کہ میرے سوا اور کوئی الہ نہیں، میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ مومنین یقیناً فلاح یاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہترین خالق ہے۔ جنت بولی میں راضی ہوں۔ اس کے بعد ایک وادی پر آئے۔ غیر مانوس آواز اور نہایت گندی بو محسوس کی۔ آپؐ نے پوچھا جبریلؑ یہ آواز کیسی ہے؟ اور یہ بدبو کہاں سے آرہی ہے؟ جبریلؑ نے بتایا یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہہ رہی ہے کہ اے پروردگار! مجھ سے جو وعدہ آپؐ نے فرمایا ہے اسے پورا کیجیے۔ میرے پاس بہ کثرت زنجیریں ہیں، طوق ہیں، آتشِ شعلہ بار ہے، گرم کھولتا ہوا پانی ہے، خوراک کے لیے خار و خس خشک و تلخ ہے دوزخیوں کے زخموں سے رستا ہوا پیپ ہے اور میری سخت سزا و عذاب ہے۔ میری گہرائی بہت ہے تپش شدید ہے۔ لائے وعدہ پورا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تیرے واسطے ہر مشرک مرد و عورت اور کافر مرد و عورت اور ہر خبیث و بد باطن مرد و عورت اور ہر سرکش و جابر جو یومِ حساب کو نہیں مانتا تھا۔ جہنم بولی میں راضی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر وہاں سے چلے اور بیت المقدس پہنچے۔ وہاں نیچے اتر کر آپؐ نے اپنا گھوڑا پتھر کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر ملائکہ کے ہمراہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھی جا چکی تو فرشتوں نے جبریلؑ سے پوچھا۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریلؑ نے بتایا کہ ہاں۔ ملائکہ نے دعائیہ انداز میں مبارکباد دی کہ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ کیسے اچھے اور عمدہ بھائی اور خلیفہ ہیں اور آنے والے کیسے بہترین ہیں۔ پھر وہ نبیوں کی ارواح سے ملے، انہوں نے اپنے رب کی شناخت کی۔

(۱۵) قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أُسْرِي بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ آتَاهُ جَبْرِيلُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ دُونَ الْبُغْلِ حَمَلَهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهَا يَنْتَهِي خُفُّهَا حَيْثُ يَنْتَهِي طَرَفُهَا فَلَمَّا بَلَغَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَبَلَغَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ بَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَتَى إِلَى الْحَجَرِ الَّذِي ثَمَّةٌ فَعَمَزَهُ جَبْرِيلُ بِإِصْبَعِهِ فَثَقَبَهُ ثُمَّ رَبَطَهَا ثُمَّ صَعَدَ فَلَمَّا اسْتَوَى فِي صَرْحَةِ الْمَسْجِدِ قَالَ جَبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ سَأَلْتَ رَبَّكَ أَنْ يُرِيكَ الْحُورَ الْعَيْنِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: فَانْطَلِقْ إِلَى أَوْلِيكَ النِّسْوَةِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِنَّ وَهْنِ جُلُوسٍ عَنْ يَسَارِ الصَّخْرَةِ، قَالَ: فَاتَيْتُهُنَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِنَّ فَرَدَدَنَ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْنَ: نَحْنُ خَيْرَاتُ حِسَانِ نِسَاءِ قَوْمِ أَبْرَارٍ نَقُوهَا فَلَمْ يَذَرْنَاهَا وَأَقَامُوا فَلَمْ يَطْعَمُوا وَخَلَدُوا فَلَمْ يَمُوتُوا: قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَلَمْ أَلْبَثُ إِلَّا سِيرًا حَتَّى اجْتَمَعَ نَاسٌ كَثِيرٌ ثُمَّ أَذِنَ مُؤَذِّنٌ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ قَالَ: فَقُمْنَا صُفُوفًا نَنْتَظِرُ مَنْ يَرْمُنَا فَأَخَذَ بِيَدِي جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي فَصَلَّيْتُ بِهِمْ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ قَالَ جَبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ أَتَدْرِي مَنْ صَلَّى خَلْفَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: صَلَّى خَلْفَكَ كُلُّ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْخ. (۱۵) ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو راتوں رات بیت المقدس لے جایا گیا، جبریل علیہ السلام اس رات ایک چوپایہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ جبریل نے آپ کو اس پر سوار کیا۔ سبک رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم منہائے نظر کی حد تک جاتا تھا۔ بیت المقدس میں جب باب محمد ﷺ پر پہنچے تو آپ ایک پتھر کے پاس پہنچے۔ جبریل نے اپنی انگشت مار کر اس میں سوراخ کیا اور اس جانور کو اس کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اوپر چڑھے جب مسجد کے صحن میں پہنچے تو جبریل نے آپ سے پوچھا اے محمد (ﷺ) کیا آپ نے اپنے رب سے حور عین دکھائے جانے کی درخواست کی تھی۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ جبریل نے کہا تو پھر آپ ان عورتوں کی جانب تشریف لے جائیے اور انہیں سلام کہیے۔ اور وہ صحرہ نامی پتھر کے بائیں جانب بیٹھی ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ان کے پاس گیا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے ان سے پوچھا تم کون ہوتی ہو؟ بولیں۔ ہم ”خیرات حسان“ عورتیں، نیک اور پاک گروہ ہیں، پاک صاف ہیں، میلی کچیلی نہیں، مقیم ہیں مسافر نہیں، تادیر زندگی والی، مرنے والی نہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر میں وہاں سے پھرا تو تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ ایک مؤذن نے اذان دی۔ نماز کی اقامت کہی گئی۔ آپ نے فرمایا: ہم نے کھڑے ہو کر صفیں درست کر لیں اور انتظار کرنے لگے کہ امامت کے فرائض کون انجام دیتا ہے۔ اتنے میں جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کر دیا۔ میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ جب میں وہاں سے پلٹا تو جبریل نے مجھ سے پوچھا: اے محمد (ﷺ) جانتے ہیں آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے کون تھے؟ میں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ جبریل نے بتایا کہ تمام انبیاء تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔

ماخذ

- (۱) بخاری ج ۱ کتاب الصلاة باب كيف فرضت الصلوة الخ اور کتاب الانبياء باب ذكر ادريس الخ۔ مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات الخ۔ تفسیر ابن جریر ج ۸ پ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل ☆ ابن کثیر ج ۳ بنی اسرائیل۔
- (۲) کتاب الايمان۔ باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات۔
- (۳) نسائی ج ۱ کتاب الصلاة فرض الصلاة وذكر اختلاف الناقلين في اسناد حديث انس بن مالك الخ۔ ☆ ابن کثیر ج ۳ بحوالہ ابن ابی حاتم۔
- (۴) بخاری ج ۱ کتاب بدأ الخلق، باب ذكر الملائكة۔ ☆ بخاری بنیان الكعبة، باب المعراج۔ ☆ مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات۔ ☆ نسائی کتاب الصلوة باب فرض الصلوة وذكر اختلاف الناقلين في اسناد حديث انس بن مالك واختلاف الفاظهم فيه۔
- (۵) ترمذی ابواب التفسير سورة بنی اسرائیل۔
- (۶) مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب معنى قول الله عز وجل وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزَّلَةً أُخْرَى۔ ☆ نسائی ج ۱ کتاب الصلوة۔ باب فرض الصلاة الخ۔
- (۷) مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات۔
- (۸) بخاری ج ۲ کتاب التفسير سورة بنی اسرائیل باب قوله اسرى بعبدہ ليلاً الخ۔ ☆ مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض صلوات۔ ☆ ترمذی ابواب التفسير سورة بنی اسرائیل۔
- (۹) مسلم ج ۱ کتاب الايمان، باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات۔
- (۱۰) بخاری ج ۲ کتاب التفسير باب قوله اسرى بعبدہ ليلاً الخ۔ ☆ مسند احمد ج ۲۔ ص ۲۷۲۔
- (۱۱) مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات۔
- (۱۲) ترمذی ابواب التفسير سورة بنی اسرائیل۔
- (۱۳) تفسير ابن جرير ج ۸ سورة بنی اسرائیل۔ ☆ ابن کثیر ج ۳ سورة بنی اسرائیل۔
- (۱۴) تفسير ابن جرير ج ۸ سورة بنی اسرائیل۔ ☆ ابن کثیر ج ۳ سورة بنی اسرائیل۔
- (۱۵) تفسير ابن کثیر ج ۳ سورة بنی اسرائیل۔

ختم نبوت اور نزول عیسیٰ ابن مریم

احادیث درباب نزول عیسیٰ ابن مریم

۱۰۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يُنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكْمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ وَيَفِيضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور اتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم حاکم عادل بن کر، پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے۔ اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔ دوسری روایت میں حرب کے بجائے جزیہ کا لفظ ہے، یعنی جزیہ ختم کر دیں گے۔ اور مال کی وہ کثرت ہوگی کہ اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور حالت یہ ہو جائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کر لینا دنیا و ما فیہا سے زیادہ بہتر ہوگا۔“

تشریح: نئی نبوت کی طرف بلانے والے حضرات عام طور پر ناواقف مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ احادیث میں ”مسح موعود“ کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور مسح نبی تھے، اس لیے ان کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی، بلکہ ختم نبوت بھی برحق اور اس کے باوجود مسح موعود کا آنا بھی برحق۔

۱۔ صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی۔ دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (حضرت عیسیٰ) کو صلیب پر ”لغت“ کی موت دی، جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا۔ اور انبیاء کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی۔ حتیٰ کہ خنزیر تک کو حلال کر لیا جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود آ کر اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں، نہ میں نے صلیب پر جان دی، نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لیے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیروں کے لیے سوز حلال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا، تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

۲۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت ملتوں کے اختلافات ختم ہو کر سب لوگ ایک ہی ملتِ اسلام میں شامل ہو جائیں گے۔ اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر جزیہ عائد کیا جائے گا۔

اسی سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ”مسح موعود“ سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم نہیں ہیں۔ اُن کا تو انتقال ہو چکا۔ اور جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ مثیل مسح، یعنی حضرت عیسیٰ کے مانند ایک مسح ہے اور وہ فلاں شخص ہے جو آچکا ہے۔ اس کا ماننا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے ہم یہاں پورے حوالوں کے ساتھ وہ مستند روایات نقل کیے دیتے ہیں، جو اس مسئلے کے متعلق حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان احادیث کو دیکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا تھا اور آج اس کو کیا بنایا جا رہا ہے۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ بْنِ شَهَابٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ بِنُ مَرِيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ وَيَفِيضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَأْ وَإِنْ شِئْتُمْ. وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِدًا۔ (۱)

(۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ بِنُ مَرِيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ۔ (۲)

۱۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرِيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد)

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیسے ہو گے تم جب تمہارے درمیان ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہو گا۔“

تخریج: حَدَّثَنَا بَنُ بَكْبَرٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ نَافِعِ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ بِنُ مَرِيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَابِعَهُ عُقَيْلٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ۔ (۳)

ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ سے ان الفاظ میں مروی ہے:

۱۰۹۔ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرِيَمَ۔ (بخاری، ابن ماجہ)

”قیامت قائم نہ ہوگی جب تک نازل نہ ہو لیس عیسیٰ ابن مریم۔“

یعنی نماز میں حضرت عیسیٰ امامت نہیں کریں گے بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہو گا اسی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے۔

تخریج : عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ فِيكُمْ بَنُ مَرْيَمَ حَكْمًا مُقْسِمًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ - (۴)

(بخاری، ابن ماجہ)

۱۱۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَمْحُوا الصَّلِيبَ وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ وَيُعْطَى الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَ وَيَضَعُ الْخَرَاجَ وَيَنْزِلُ الرُّوحَاءَ فَيُحْجُ مِنْهَا أَوْ يَعْتَمِرُ أَوْ يَجْمَعُهُمَا -

(مسند احمد، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر وہ خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو مٹادیں گے اور ان کے لیے نماز جمع کی جائے گی اور وہ اتنا مال تقسیم کریں گے کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور وہ خراج ساقط کر دیں گے اور روحاء کے مقام پر منزل کر کے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں کو جمع کریں گے۔ (راوی کو شک ہے کہ حضور نے ان میں سے کون سی بات فرمائی تھی)۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا يَزِيدُ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَمْحُوا الصَّلِيبَ وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ وَيُعْطَى الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَ وَيَضَعُ الْخَرَاجَ وَيَنْزِلُ الرُّوحَاءَ فَيُحْجُ مِنْهَا. أَوْ يَعْتَمِرُ أَوْ يَجْمَعُهُمَا الخ - (۵)

(۲) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَعَمْرُو بْنُ النَّاقِدِ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ سَعِيدُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لِيَهْلَنَ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرُّوحَاءِ حَاجًّا أَوْ لَيْسَ فِيهِمَا - (۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ نے نبی ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے آپ کا ارشاد بیان کیا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ابن مریم ضرور فوج الروحاء مقام سے حج کے لیے یا حج و عمرہ دونوں کے لیے تلبیہ کا آغاز کریں گے۔

۱۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (بَعْدَ ذِكْرِ خُرُوجِ الدَّجَالِ) فَبَيْنَاهُمْ يَعْذُونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذَا أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَأَاهُ عَدُوُّ اللَّهِ يَذُوبُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَا نَذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللَّهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ.

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

۱۔ مدینہ سے پہلے ۳۵ میل کے فاصلے پر ایک مقام۔

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے (دجال کے خروج کا ذکر کرنے کے بعد حضور نے فرمایا) اس اثنا میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے، صفیں باندھ رہے ہوں گے اور نماز کے لیے تکبیر اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو جائیں گے۔ اور نماز میں مسلمانوں کی امامت کریں گے۔ اور اللہ کا دشمن (دجال) ان کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے تو وہ آپ ہی گھل کر مر جائے۔ مگر اللہ اس کو ان کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور وہ اپنے نیزے میں اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔“

تخریج: حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَامِعَلِيُّ بْنُ مَنْصُورٍ، نَاسِلِيمَانُ بْنُ بِلَالٍ، نَاسُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (بعد ذکر خروج الدجال) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ... فَبَيْنَاهُمْ يَعْدُونَ لِلْقِتَالِ يُسَوِّرُونَ الصُّفُوفَ إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيُنزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ ﷺ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَأَاهُ عَدُوُّ اللَّهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَأَنْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يُقْتَلُهُ اللَّهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ

فِي حَرْبَتِهِ- (۷)

۱۱۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ (يعني عيسى) وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، بَيْنَ مَمَصْرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيَقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ. فَيَذُقُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمَلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ فَيَمُكُّ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَتَوَفَى فَيُصَلِّيَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ۔

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میرے اور ان (عیسیٰ) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اترنے والے ہیں، پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ وہ ایک میانہ قد آدمی ہیں، رنگ مائل بہ سرخی و سپیدی ہے، دوزر درنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے، حالانکہ وہ بھگے ہوئے نہ ہوں گے۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے۔ صلیب کو پاش پاش کر دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے۔ اور اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹا دے گا، اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے، اور زمین میں وہ چالیس سال ٹھہریں گے۔ پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَدَمَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَعْنِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَعْرِفُوهُ، رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ الْمَمَصْرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ

۱۔ مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کو فوراً پہچان لیں گے۔ جس طرح حضرت مسیح نازل ہوں گے وہ ایسا طریقہ ہوگا کہ مسلمانوں کو ان کے پہچاننے میں کوئی وقت نہ ہوگی۔ ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس وقت دمشق میں مسلمان دجال کے مقابلہ کے لیے صف آرا ہوں گے، اور صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوں گے اور وقت کا مک حضرت مسیح منارہ بیضا کے قریب نازل ہوں گے اور پھر مسلمان ان کو نماز پڑھانے کے لیے کہیں گے۔ (مکاتیب اول: ۵، نزول...)

فَيَقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَيَذُقُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ
الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ فَيَمُوتُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَتَوَفَى
فِيصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ۔ (۸)

۱۱۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ... فَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَى فَصَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمْرَاءُ تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةُ.

(مسلم، مسند احمد)

”حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ... پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کا امیر
ان سے کہے گا کہ آئیے، آپ نماز پڑھائیے، مگر وہ کہیں گے کہ نہیں، تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہوئے یہ وہ اس عزت
کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے جو اللہ نے اس امت کو دی ہے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ، وَهَارُونَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالُوا: نَاحِجًا،
وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ
النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ
عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَى صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمْرَاءُ تَكْرِمَةَ
اللَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةُ۔ (۹)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے خود سنا ہے فرما رہے تھے۔
میری امت میں ایک گروہ ایسا بالضرور ہے گا جو حق کے لیے قتال کرے گا اور قیامت تک غالب رہے گا۔ پھر فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم
نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ آئیے آپ نماز پڑھائیں مگر وہ کہیں گے کہ نہیں، تم لوگ خود ہی
ایک دوسرے کے امیر ہو، یہ وہ اس عزت و تکریم کا لحاظ کرتے ہوئے فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دی ہے۔

۱۱۴۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (فِي قِصَّةِ ابْنِ صِيَادٍ) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذْ دُنِيَ لِي فَأَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَسْتُ صَاحِبَهُ، إِنَّمَا صَاحِبُهُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ، وَإِنْ لَا يَكُنْ فَلَيْسَ لَكَ أَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ۔ (مشکوٰۃ)

”جابر بن عبد اللہ (قصہ ابن صیاد کے سلسلہ میں) روایت کرتے ہیں کہ پھر عمر بن خطاب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے
اجازت دیجیے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر یہ وہی شخص (دجال) ہے تو اس کے

۱۔ یعنی تمہارا امیر خود تمہیں میں سے ہونا چاہیے۔

۲۔ واضح رہے کہ اس زمانے میں جن صاحب کوشیل مسیح قرار دیا گیا ہے انہوں نے اپنی زندگی میں نہ حج کیا نہ عمرہ۔

قتل کرنے والے تم نہیں ہو، بلکہ اسے تو عیسیٰ ابن مریم ہی قتل کریں گے۔ اور اگر یہ وہ شخص نہیں ہے تو تمہیں اہل عہد (ذمیوں) میں سے ایک آدمی کے قتل کر دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، (فِي قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِذْذُنَ لِي فَأَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَسْتُ صَاحِبَهُ إِنَّمَا صَاحِبُهُ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَإِنْ لَا يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ أَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْعَهْدِ الْخ - (۱۰)

(۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَاسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ: نَاجِرِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَرَرْنَا بِصَبْيَانٍ فِيهِمْ ابْنُ صَيَّادٍ فَفَرَّ الصَّبْيَانُ وَجَلَسَ ابْنُ صَيَّادٍ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَرِهَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ تَرَبَّتْ يَدَاكَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَقَالَ: لَا بَلْ تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ذَرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ حَتَّى أَقْتُلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ يَكُنِ الَّذِي يُرَى فَلَنْ تَسْتَطِيعَ قَتْلَهُ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں جا رہے تھے کہ ہمارا گزر رکھتے ہوئے بچوں کے پاس سے ہوا۔ ان میں ابن صیاد بھی تھا۔ عام بچے بھاگ گئے مگر یہ بیٹھ گیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ گویا رسول اللہ ﷺ کو یہ ناگوار گزرا۔ نبی ﷺ نے ابن صیاد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں کیا تو اس بات کی شہادت نہیں دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ وہ بولا نہیں بلکہ تو اس بات کی شہادت دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ (جو اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اسے تہ تیغ کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں تمہارا گمان ہے تو تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔

دوسری روایت میں:

(۳) فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي فَأَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: دَعُهُ فَإِنْ يَكُنِ الَّذِي تَخَافُ لَنْ تَسْتَطِيعَ قَتْلَهُ - (۱۱)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ذرا چھوڑیں کہ میں اس کی گردن تن سے جدا کر دوں۔ فرمایا: چھوڑو اسے، اگر یہ وہ شخص ہے جس کا تمہیں اندیشہ ہے تو تم اسے کسی صورت بھی قتل نہیں کر سکتے۔

مشکوٰۃ میں ہے:

(۴) قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّأَذَنُ لِي فِيهِ أَنْ أُضْرِبَ عُنُقَهُ۔ (۱۲)

۱۱۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (فِي قِصَّةِ الدَّجَالِ) فَإِذَا هُمْ بِعَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَيُقَالُ لَهُ تَقَدَّمْ يَا رُوحَ اللَّهِ فَيَقُولُ لِيَتَقَدَّمَ إِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ فَإِذَا صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ خَرَجُوا إِلَيْهِ. قَالَ فَحِينَ يَرَى الْكُذَّابَ يَنْمَاتُ كَمَا يَنْمَاتُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَيَمْشِي إِلَيْهِ فَيَقْتُلُهُ حَتَّى أَنْ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ يُنَادِي يَا رُوحَ اللَّهِ هَذَا الْيَهُودِيُّ، فَلَا تَتْرُكُ مِمَّنْ كَانَ يَتَّبِعُهُ أَحَدٌ إِلَّا قَتَلَهُ۔

(مسند احمد)

”جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ (دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا) اس وقت یکا یک عیسیٰ ابن مریم مسلمانوں کے درمیان آجائیں گے۔ پھر نماز کھڑی ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ اے روح اللہ! آگے بڑھیے، مگر وہ کہیں گے کہ نہیں، تمہارے امام ہی کو آگے بڑھنا چاہیے۔ وہی نماز پڑھائے۔ پھر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مسلمان دجال کے مقابلے پر نکلیں گے۔ فرمایا جب وہ کذاب حضرت عیسیٰ کو دیکھے گا تو گھٹنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ اور حالت یہ ہوگی کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے کہ اے روح اللہ! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے۔ دجال کے پیروؤں میں سے کوئی نہ بچے گا جو قتل نہ کر دیا جائے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (فِي قِصَّةِ الدَّجَالِ) فَإِذَا هُمْ بِعَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَيُقَالُ لَهُ تَقَدَّمْ يَا رُوحَ اللَّهِ فَيَقُولُ: لِيَتَقَدَّمَ إِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ. فَإِذَا صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ خَرَجُوا إِلَيْهِ قَالَ: فَحِينَ يَرَى الْكُذَّابَ يَنْمَاتُ كَمَا يَنْمَاتُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَيَمْشِي إِلَيْهِ فَيَقْتُلُهُ حَتَّى أَنْ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ يُنَادِي يَا رُوحَ اللَّهِ هَذَا الْيَهُودِيُّ، فَلَا تَتْرُكُ مِمَّنْ كَانَ يَتَّبِعُهُ أَحَدٌ إِلَّا قَتَلَهُ۔ (۱۲)

۱۱۶۔ عَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ (فِي قِصَّةِ الدَّجَالِ) فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَائِكَةٍ إِذَا طَاطَأَ رَأْسَهُ قَطْرٌ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّوْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي إِلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرَفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابٍ لَدَى فَيَقْتُلُهُ۔

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت نواس بن سمعان کلابی (قصہ دجال بیان کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں: اس اثنا میں کہ دجال یہ کچھ کر رہا ہوگا، اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں، سفید مینار کے پاس، زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے، دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے

ہیں، اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کا فر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گی وہ زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابن مریم و جال کا پیچھا کریں گے اور لد کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔“

(ختم نبوت ص ۱۵۳ تا ۱۵۴ شاعت سوم ۱۹۶۲ء)

تخریج: حَدَّثَنِي أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَالُوْلَيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرِ الطَّائِي قَاضِي حِمَصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِي، وَاللَّفْظُ لَهُ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرِ الطَّائِي، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنِ النَّوَاسِ ابْنِ سَمْعَانَ فِي قِصَّةِ الدَّجَالِ - فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِي دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفِّهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَائِكِينَ إِذَا طَاطَأَ رَأْسَهُ قَطْرًا وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّوْلُو فَلَإِيْحَلُ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفْسِهِ الْآمَاتِ وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يَدْرِكَهُ بِبَابٍ لَدَّ فَيَقْتُلُهُ الخ - (۱۴)

۱۱۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو... قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَالُ فِي أُمَّتِي فَيَمُكُّتُ أَرْبَعِينَ (لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا) فَيَبْعَثُ اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمُكُّتُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ۔ (مسلم)

”عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس (میں نہیں جانتا) چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال) رہے گا۔ پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا۔ اُن کا حلیہ عروہ بن مسعود (ایک صحابی) سے مشابہ ہوگا۔ وہ اس کا پیچھا کریں گے اور اُسے ہلاک کر دیں گے۔ پھر سات سال تک لوگ اس حال میں رہیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی عداوت نہ ہوگی۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذِ بْنِ الْعَبْرِي، نَا أَبِي، ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ زَالْتَفِي، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا هَذَا الْحَدِيثُ الَّذِي تُحَدِّثُ بِهِ؟ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ أَوْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ كَلِمَةٌ نَحْوَهَا لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَ أَحَدًا شَيْئًا أَبَدًا إِنَّمَا قُلْتُ

۱۔ واضح رہے کہ لد (LYDDA) فلسطین میں ریاست اسرائیل کے دارالسلطنت تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور یہودیوں نے وہاں بہت بڑا ہوائی اڈہ بنا رکھا ہے۔

۲۔ یہ عبداللہ بن عمرو کا اپنا قول ہے۔

إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا يُحَرِّقُ الْبَيْتَ وَيَكُونُ وَيَكُونُ ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَخْرُجُ الدَّجَالُ فِي أُمَّتِي، فَيَمُكُّ أَرْبَعِينَ لَأَادِرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا،
فَيَبْعَثُ اللَّهُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمُكُّ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ
لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عِدَاوَةٌ الْحَدِيثُ - (۱۵)

۱۱۸۔ عن حذيفة بن أسيد الغفاري قال أطلع النبي ﷺ علينا ونحن نتذاكر فقال ماتدكرون
قالوا نذكر الساعة قال إنها لن تقوم حتى ترون قبلها عشر آيات فذكر الدخان والدجال والدابة
وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى بن مريم وياجوج وماجوج وثلاثة خسوف، خسف
بالمشرق، وخسف بالمغرب، وخسف بجزيرة العرب وأخر ذلك نار تخرج من اليمن تطرد
الناس إلى محشرهم۔
(مسلم، ابوداؤد)

”حذیفہ بن اسید الغفاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے اور ہم آپس میں بات چیت
کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہو رہی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ فرمایا: وہ ہرگز قائم نہ
ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں۔ پھر آپ نے وہ دس نشانیاں یہ بتائیں۔ (۱) دھواں (۲) دجال
(۳) دابۃ الارض (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۵) عیسیٰ ابن مریم کا نزول (۶) یاجوج و ماجوج (۷) تین بڑے
خسف، ایک مشرق میں (۸) دوسرا مغرب میں (۹) تیسرا جزیرۃ العرب میں (۱۰) سب سے آخر میں ایک زبردست آگ
جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔“

تخریج: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، وَاللَّفْظُ
لِزُهَيْرٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَنَا وَقَالَ الْأَخْرَانُ: نَاسُفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ فُرَاتِ بْنِ الْقَرَّازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ
حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: أَطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ: مَا تَذَكُرُونَ؟ قَالُوا
نَذَكُرُ السَّاعَةَ، قَالَ: إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرُونَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ؛ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالذَّجَالَ، وَالذَّابَّةَ
وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ، وَيَا جُوجَ وَمَا جُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ، خَسَفَ
بِالْمَشْرِقِ وَخَسَفَ بِالْمَغْرِبِ وَخَسَفَ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَخْرَ ذَلِكَ نَارًا تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ
النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ۔ (۱۶)

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ۔

ایک اور روایت میں ہے لَا يَذْكُرُ النَّبِيُّ ﷺ۔

وَقَالَ أَحَدُهُمَا فِي الْعَاشِرَةِ نُزُولَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَقَالَ الْآخَرُ وَرِيحٌ تُلْقِي النَّاسَ

فِي الْبَحْرِ۔

۱۱۹۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عَصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى مِنَ النَّارِ۔ عَصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعَصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(نسائی، مسند احمد)

”نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔“

تخریج: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ، قَالَ، حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ الزُّبَيْدِيُّ عَنْ أَخِيهِ، مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى ابْنِ عَدِي الْبَهْرَانِيِّ. عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: عَصَابَتَانِ فِي أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ۔ عَصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعَصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (۱۷)

۱۲۰۔ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْتُلُ بَنَ مَرْيَمَ الدَّجَالَ بِبَابِ لُدٍّ۔

(مسند احمد، ترمذی)

”مجمع بن جاریہ انصاری کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ابن مریم دجال کو لد کے دروازے پر قتل کریں گے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ۔

عَنْ بَنِي عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمِيَّ مُجَمِّعَ بْنَ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: يَقْتُلُ بَنَ مَرْيَمَ الدَّجَالَ بِبَابِ لُدٍّ۔ (۱۸)

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ وَنَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي بَرَزَةَ وَحُدَيْفَةَ ابْنِ أَسِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَكَيْسَانَ وَعُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ وَجَابِرِ وَأَبِي أَمَامَةَ وَابْنَ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ ابْنَ جُنْدَبٍ وَالنَّوَّاسِ بْنَ سَمْعَانَ وَعَمْرٍو بْنَ عَوْفٍ وَحُدَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانَ۔ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۱۔ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ (فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ فِي ذِكْرِ الدَّجَالِ) فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْتَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمْ الصُّبْحَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِمْ عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذَلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ يَمْشِي الْقَهْقَرَى لِيَتَقَدَّمَ عَيْسَى لِيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَيَضَعُ عَيْسَى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ أَقْبِنَتْ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ إِمَامُهُمْ فَإِذَا أَنْصَرَفَ قَالَ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ افْتَحُوا الْبَابَ فَيُفْتَحُ وَوَرَاءَهُ الدَّجَالُ وَمَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ يَهُودِيٍّ كُلُّهُمْ ذُو سَيْفٍ مُحَلَّى وَسَاحٍ فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الدَّجَالُ ذَابَ كَمَا

يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا وَيَقُولُ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ لِي فِيكَ ضَرْبَةٌ لَنْ تَسْبِقَنِي بِهَا فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ اللَّذِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ فَيَهْزِمُ اللَّهُ الْيَهُودَ... وَتَمَلَأُ الْأَرْضُ مِنَ السَّلْمِ كَمَا يُمَلَأُ الْإِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَتَكُونُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً فَلَا يُعْبَدُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى.

(ابن ماجہ)

”ابو امامہ باہلی (ایک طویل حدیث میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں کہ عین اس وقت جب مسلمانوں کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکا ہوگا عیسیٰ ابن مریم ان پر اتر آئیں گے۔ امام پیچھے پلٹے گا تا کہ عیسیٰ آگے بڑھیں، تا کہ عیسیٰ اس کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ کیونکہ یہ تمہارے لیے ہی کھڑی ہوئی ہے، چنانچہ وہی نماز پڑھائے گا۔ سلام پھیرنے کے بعد عیسیٰ کہیں گے کہ دروازہ کھولو، چنانچہ وہ کھولا جائے گا۔ باہر دجال ستر ہزار مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ جونہی کہ عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی نظر پڑے گی وہ اس طرح گھلنے لگے گا جیسے کہ نمک پانی میں گھلتا ہے اور وہ بھاگ نکلے گا۔ عیسیٰ کہیں گے میرے پاس تیرے لیے ایک ایسی ضرب ہے جس سے تونچ کر نہ جاسکے گا۔ پھر وہ اسے لڈ کے مشرقی دروازے پر جالیں گے اور اللہ یہودیوں کو ہر ادے گا... اور زمین امن و سلامتی سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جائے۔ سب دنیا کا کلمہ ایک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الشَّيْبَانِيِّ، يَحْيَى ابْنَ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَكَانَ أَكْثَرَ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا حَدَّثَنَا عَنْ الدَّجَالِ (فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ فِي ذِكْرِ الدَّجَالِ).

فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيكِ بِنْتُ أَبِي الْعُسْكَرِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ فَايْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلْبًا. وَجُلُّهُمْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، وَإِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدِ تَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ، إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذَلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ، يَمْشِي الْقَهْقَرَى لِيَتَقَدَّمَ عَيْسَى يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَيَضَعُ عَيْسَى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: تَقَدَّمَ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ أَقِيمَتْ فَيُصَلِّي بِهِمْ إِمَامُهُمْ فَإِذَا انْصَرَفَ، قَالَ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ افْتَحُوا الْبَابَ، فَيُفْتَحُ، وَوَرَاءَهُ الدَّجَالُ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ يَهُودِيٍّ كُلُّهُمْ ذُو سَيْفٍ مُحَلَّى وَسَاجٍ. فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الدَّجَالُ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا. وَيَقُولُ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِي فِيكَ ضَرْبَةٌ لَنْ تَسْبِقَنِي بِهَا فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ اللَّذِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ فَيَهْزِمُ اللَّهُ الْيَهُودَ... وَتَمَلَأُ الْأَرْضُ مِنَ السَّلْمِ كَمَا يُمَلَأُ الْإِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَتَكُونُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً فَلَا يُعْبَدُ إِلَّا اللَّهُ الخ. (۱۹)

۱۲۲۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ... وَيُنَزِّلُ عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ

عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَيَقُولُ لَهُ أَمِيرُهُمْ رُوحُ اللَّهِ تَقَدَّمَ، صَلَّى، فَيَقُولُ هَذِهِ الْأُمَّةُ أُمَرَاءُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَيَقْدِمُ أَمِيرُهُمْ فَيُصَلِّي فَيُصَلِّي فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ أَخَذَ عِيسَى حَرْبَتَهُ فَيَذْهَبُ نَحْوَ الدَّجَالِ فَإِذَا رَأَاهُ الدَّجَالُ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الرَّصَاصُ فَيَضَعُ حَرْبَتَهُ بَيْنَ تَنَدُوتِهِ فَيَقْتُلُهُ وَيَنْهَزِمُ أَصْحَابُهُ فَلَيْسَ يَوْمئِذٍ شَيْءٌ يُوَارِي مِنْهُمْ أَحَدًا حَتَّى أَنْ الشَّجَرَ لَتَقُولُ يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ وَيَقُولُ الْحَجَرُ يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ۔

(مسند احمد، طبرانی، حاکم)

”عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا... اور عیسیٰ ابن مریم فجر کی نماز کے وقت اتر آئیں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ اے روح اللہ! آپ نماز پڑھائیے۔ وہ جواب دیں گے کہ اس اُمت کے لوگ خود ہی ایک دوسرے پر امیر ہیں۔ تب مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا پھر نماز سے فارغ ہو کر عیسیٰ اپنا حربہ لے کر دجال کی طرف چلیں گے۔ وہ جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح گھلے گا جیسے سیرہ پگھلتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنے حربے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگیں گے مگر کہیں انہیں چھپنے کی جگہ نہ ملے گی، حتیٰ کہ درخت پکاریں گے اے مومن! یہ کافر یہاں موجود ہے اور پتھر پکاریں گے کہ اے مومن! یہ کافر یہاں موجود ہے۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ثنا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: آتَيْنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ لِنُعْرِضَ عَلَيْهِ مُصْحَفًا لَنَا عَلَى مُصْحَفِهِ... سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَيَقُولُ لَهُ أَمِيرُهُمْ رُوحُ اللَّهِ تَقَدَّمَ، صَلَّى، فَيَقُولُ: هَذِهِ الْأُمَّةُ أُمَرَاءُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ. فَيَقْدِمُ أَمِيرُهُمْ فَيُصَلِّي فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ أَخَذَ عِيسَى حَرْبَتَهُ فَيَذْهَبُ نَحْوَ الدَّجَالِ فَإِذَا رَأَاهُ الدَّجَالُ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الرَّصَاصُ فَيَضَعُ حَرْبَتَهُ بَيْنَ تَنَدُوتِهِ فَيَقْتُلُهُ وَيَنْهَزِمُ أَصْحَابُهُ فَلَيْسَ يَوْمئِذٍ شَيْءٌ يُوَارِي مِنْهُمْ أَحَدًا حَتَّى أَنْ الشَّجَرَ لَتَقُولُ: يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ، وَيَقُولُ الْحَجَرُ: يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ۔ (۲۰)

ہذا حدیث صحیح الاسناد علی شرط مسلم بذکر ایوب السخیتیابی یخرجہ۔

متدرک کے الفاظ یہ ہیں:

- (۲) فَلَيْسَ شَيْءٌ يَوْمئِذٍ يَحْبِسُ مِنْهُمْ أَحَدًا حَتَّى أَنْ الْحَجَرَ يَقُولُ: يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ فَاقْتُلْهُ۔ (۲۱)
- (۳) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَامِحَمَدُ بْنُ بِشْرِ، ثنا عُبيدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَتَقَاتِلَنَّ الْيَهُودُ فَلَتَقْتُلَنَّاهُمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ۔
- (۴) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نا أَبُو سَامَةَ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ حَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ:

أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: تَقْتُلُونَ أَنْتُمْ وَيَهُودُ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ تَعَالَ فَاقْتُلُهُ.

(۵) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: تَقَاتِلُكُمْ الْيَهُودُ فَتَسْلِطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاقْتُلُهُ۔ (۲۲)

(۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تَقْرُمُ السَّاعَةَ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلَهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودُ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ أَوِ الشَّجَرِ فَيَقُولَ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلَفِي فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقُ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ۔ (۲۳)

۱۲۳۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ) فَيُصْبِحُ فِيهِمْ عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَهْزِمُهُ اللَّهُ وَجُنُودَهُ حَتَّى أَنْ أَجْزَمَ الْحَائِطِ وَأَصَلَ الشَّجَرَ لِيُنَادِيَ يَا مُؤْمِنُ هَذَا كَافِرٌ يَسْتَتِرُ بِي فَتَعَالَ أَقْتُلْهُ۔

(مسند احمد، حاکم)

”سمرہ بن جندب (ایک طویل حدیث میں) نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: پھر صبح کے وقت مسلمانوں کے درمیان عیسیٰ ابن مریم آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا یہاں تک کہ دیواریں اور درختوں کی جڑیں پکار اٹھیں گی کہ اے مومن! یہ کافر میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اور اسے قتل کر۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا أَبُو كَامِلٍ، ثَنَا زُهَيْرٌ، ثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، ثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ نَالْعَبْدِيُّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: شَهِدْتُ يَوْمًا خُطْبَةً لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ... ثُمَّ يَهْلِكُهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَجُنُودَهُ حَتَّى أَنْ جِذَمَ الْحَائِطُ أَوْ قَالَ أَصَلَ الْحَائِطِ... وَأَصَلَ الشَّجَرَ لِيُنَادِيَ أَوْ قَالَ يَقُولُ يَا مُؤْمِنُ أَوْ قَالَ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ أَوْ قَالَ هَذَا كَافِرٌ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ الخ۔ (۲۴)

متدرک میں ہے:

(۲) فَيَقْتُلُ الدَّجَالَ وَيَهْزِمُ أَصْحَابَهُ حَتَّى أَنْ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ وَالْمَدْرَ يَقُولُ يَا مُؤْمِنُ هَذَا يَهُودِيٌّ عِنْدِي فَاقْتُلْهُ۔ (۲۵)

۱۲۴۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَيُنزِلُ عَيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(مسند احمد)

تفسیریم الاحادیث جلد دوم

”عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو حق پر قائم ہو اور مخالفین پر بھاری ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فیصلہ آجائے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا بَهْزٌ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - (۲۶)

۱۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ (فِي قِصَّةِ الدَّجَالِ) فَيَنْزِلُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَمُكُّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِمَامًا عَادِلًا وَحَكَمًا مُقْسِطًا۔ (مسند احمد)

”حضرت عائشہ (دجال کے قصے میں) روایت کرتی ہیں: پھر عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں ایک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَضْرَمِيُّ بْنُ لَاحِقٍ إِنَّ ذَكَوَانَ أَبَا صَالِحٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ (فِي قِصَّةِ الدَّجَالِ) فَيَنْزِلُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَمُكُّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِمَامًا عَادِلًا وَحَكَمًا مُقْسِطًا۔ (۲۷)

۱۲۶۔ فَيَنْزِلُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهُ اللَّهُ تَعَالَى عِنْدَ عَقْبَةِ أَفِيْقٍ۔ (مسند احمد)

”رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سفینہ (دجال کے قصہ میں) روایت کرتے ہیں: پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دجال کو افیق کی گھائی کے قریب ہلاک کر دے گا۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا أَبُو النَّضْرِ، ثَنَا حَشْرَجٌ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ جَمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ... ثُمَّ يَسِيرُ حَتَّى يَأْتِيَ الشَّامَ فَيُهْلِكُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ عَقْبَةِ أَفِيْقٍ۔ (۲۸)

۱۲۷۔ عَنْ حُدَيْفَةَ (فِي ذِكْرِ الدَّجَالِ) فَلَمَّا قَامُوا يُصَلُّونَ نَزَلَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ أَمَامَهُمْ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ هَكَذَا افْرُجُوا بَيْنِي وَبَيْنَ عَدُوِّ اللَّهِ... وَسَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمِينَ

۱۔ امین جسے آج کل افیق کہتے ہیں۔ شام اور اسرائیل کی سرحد پر موجودہ ریاست شام کا آخری شہر ہے۔ اس کے آگے مغرب کی جانب چند میل کے فاصلہ پر طبریہ نامی تحصیل ہے جس میں سے دریائے اُردن نکلتا ہے اور اس کے جنوب مغرب کی طرف پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی راستہ ہے جو تقریباً ڈیڑھ دو ہزار فٹ تک گہرائی میں اتر کر اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں سے دریائے اُردن طبریہ میں سے نکلتا ہے اس پہاڑی راستے کو عقبہ افیق (افیق کی گھائی) کہتے ہیں۔ (الاحزاب ص ۱۶۲)

فَيَقْتُلُونَهُمْ حَتَّىٰ أَنْ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ لِيَنَادِي يَا عَبْدَ اللَّهِ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ
فَأَقْتُلْهُ فَيُقْبِلُهُمُ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَيُظَهِّرُ الْمُسْلِمُونَ فَيَكْسِرُونَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُونَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُونَ
الْجِزْيَةَ۔

(مستدرک حاکم)

”حضرت حذیفہ بن یمان (دجال کا ذکر کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں: پھر جب مسلمان نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوں گے تو ان کی آنکھوں کے سامنے عیسیٰ ابن مریم اتر آئیں گے اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے پھر سلام پھرنے کے بعد لوگوں سے کہیں گے کہ میرے اور اس دشمن خدا کے درمیان سے ہٹ جاؤ... اور اللہ دجال کے ساتھیوں پر مسلمانوں کو مسلط کر دے گا اور مسلمان انہیں خوب ماریں گے یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے۔ اے عبد اللہ! اے عبد الرحمان! اے مسلمان! یہ بائبلک یہودی، مارات۔ اس طرح اللہ ان کو فنا کر دے گا اور مسلمان غالب ہوں گے، اور صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ساقط کر دیں گے۔“

تخریج: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَابَوَيْهِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ الْجَوْهَرِيُّ، ثنا سَعِيدُ
ابْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، ثنا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ الْأَشْجَعِيُّ، ثنا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ
الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ عِرَاشٍ، عَنْ حُدَيْفَةَ (فِي ذِكْرِ الدَّجَالِ) فَلَمَّا قَامُوا يُصَلُّونَ نَزَلَ عِيسَى بْنُ
مَرْيَمَ أَمَامَهُمْ فَصَلَّىٰ بِهِمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: هَكَذَا افْرُجُوا بَيْنِي وَبَيْنَ عَدُوِّ اللَّهِ وَسَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ
الْمُسْلِمِينَ فَيَقْتُلُونَهُمْ حَتَّىٰ أَنْ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ لِيَنَادِي يَا عَبْدَ اللَّهِ، يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ يَا مُسْلِمُ هَذَا
يَهُودِيٌّ فَأَقْتُلْهُ فَيُقْبِلُهُمُ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَيُظَهِّرُ الْمُسْلِمُونَ فَيَكْسِرُونَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُونَ الْخِنْزِيرَ
وَيَضَعُونَ الْجِزْيَةَ۔ (۲۹)

تشریح: جو شخص بھی ان احادیث کو پڑھے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ ان میں کسی ”مسح موعود“ یا ”مثیل مسیح“ یا ”بروز مسیح“ کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ نہ ان میں اس امر کی کوئی گنجائش ہے کہ کوئی شخص اس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور کسی باپ کے نطفے سے پیدا ہو کر یہ دعویٰ کر دے کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کی سیدنا محمد ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ یہ تمام حدیثیں صاف اور صریح الفاظ میں ان عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے رہی ہیں جو اب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاجواب ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات پا ہی چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھالانے پر قادر ہے۔ وگرنہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزار ہا سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے۔ بہر حال اگر کوئی شخص حدیث کو ماننا ہو تو اُسے یہ ماننا پڑے گا کہ آنے والے

لے جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں انہیں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۹ ملاحظہ فرمائی جاوے جس میں اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ اس نے اپنے ایک بندے کو سو برس تک مردہ رکھا اور پھر زندہ کر دیا۔ فَأَمَّا اللَّهُ فَبِأَنَّهُ غَامٌ لِّمَنْ بَعَثَهُ۔

وہی عیسیٰ ابن مریم ہوں گے۔ اور اگر کوئی شخص حدیث کو نہ مانتا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے کی آمد کا قائل ہی نہیں ہو سکتا، کیونکہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ احادیث کے سوا کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے اور پھر انہی احادیث کی اس تصریح کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ آنے والے عیسیٰ ابن مریم ہوں گے نہ کہ کوئی مثیل مسیح۔

دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی مقرر ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا۔ نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے، نہ ان کو تجدید دین کے لیے دنیا میں لایا جائے گا، نہ وہ آکر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے، اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے۔ وہ صرف ایک کارِ خاص کے لیے بھیجے جائیں گے، اور وہ یہ ہوگا کہ دجال کے فتنے کا استیصال کر دیں۔ اس غرض کے لیے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا کہ

ان علمائے اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ علامہ تفتازانی (۷۷۲ھ سے ۷۹۲ھ) شرح عقائد نفی میں لکھتے ہیں:

ثبت انه اخر الانبياء... فان قيل قد روى في الحديث نزول عيسى عليه السلام بعده قلنا نعم لكنه يتابع محمداً عليه السلام لان شريعته قد نسخت فلا يكون اليه وحى ولا نصب احكام بل يكون خليفة رسول الله عليه السلام۔ (طبع مصر، ص: ۱۳۵)

”یہ ثابت ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں... اگر کہا جائے کہ آپ کے بعد عیسیٰ کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے، تو ہم کہیں گے کہ ہاں، آیا ہے، مگر وہ محمد ﷺ کے تابع ہوں گے، کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے اس لیے نہ ان کی طرف وحی ہوگی اور نہ وہ احکام مقرر کریں گے بلکہ وہ رسول اللہ کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے۔“

اور یہی بات علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں:

ثم انه عليه السلام حين ينزل باق على نبوته السابقة لم يعزل عنها بحال لكنه لا يتعبد بها لنسخها في حق غيره وتكليفه باحكام هذه الشريعة اصلاً وفرعاً فلا يكون اليه عليه السلام وحى ولا نصب احكام بل يكون خليفة لرسول الله ﷺ وحاكماً من حكام ملته بين امته۔

”پھر عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے۔ بہر حال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں گے، مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے کیوں کہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے، اور اب وہ اصول اور فروع میں اس شریعت کی پیروی پر مکلف ہوں گے، لہذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہوگا بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب اور آپ کی امت میں ملت محمدیہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے۔“

امام رازی اس بات کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

انتهاء الانبياء الى مبعث محمد ﷺ فعند مبعثه انتهت تلك المدة فلا يعد ان يصير (ای عیسیٰ ابن مریم) بعد نزوله تبعاً لمحمد۔

(تفسیر کبیر۔ ج ۳، ص: ۳۴۳)

”انبیاء کا دور محمد ﷺ کی بعثت تک تھا۔ جب آپ مبعوث ہو گئے تو انبیاء کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد محمد ﷺ کے تابع ہوں۔“

یہ عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں۔ وہ آکر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے جو بھی مسلمانوں کا امام اس وقت ہوگا اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امیر ہوگا اسی کو آگے رکھیں گے، تاکہ اس شبہ کی کوئی ادنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابق پیغمبرانہ حیثیت کی طرح لہب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر خدا کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اس کا کوئی امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے اور نہ امیر، پس جب وہ مسلمانوں کی جماعت میں آکر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بخود اس امر کا اعلان ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں، اور اس بنا پر ان کی آمد سے مہربنوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہیں ہوگا۔

ان کا آنا بلاشبہ اسی نوعیت کا ہوگا جیسے کہ ایک صدر ریاست کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ایک یہ کہ سابق صدر آکر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کر دے، کیونکہ یہ ان تمام کاموں کے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنی ہوگا جو اس کے دور صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ یہی معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آجانے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ آکر پھر نبوت کا منصب سنبھال لیں اور فرائض نبوت انجام دینے شروع کر دیں، یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئین نبوت کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سدباب کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ زندہ ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ آمد ثانی منصب نبوت کے فرائض انجام دینے کے لیے نہ ہوگی۔

اسی طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ ان کی سابقہ نبوت پر تو آج بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہو جائے۔ محمد ﷺ خود ان کی اس نبوت پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کی ساری امت ابتدا سے ان کی مومن ہے۔ یہی حیثیت اس وقت بھی ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے بلکہ عیسیٰ ابن مریم کی سابقہ نبوت ہی پر ایمان رکھیں گے جس طرح آج رکھتے ہیں۔ یہ چیز نہ آج ختم نبوت کے خلاف ہے نہ اس وقت ہوگی۔

۱۔ اگرچہ دو روایتوں (نمبر ۹۷ اور ۱۱۳) میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد پہلی نماز خود پڑھائیں گے لیکن بیشتر اور قوی تر روایات یہی کہتی ہیں کہ وہ نماز میں امامت کرانے سے انکار کریں گے اور جو اس وقت مسلمانوں کا امام ہوگا اسی کو آگے بڑھائیں گے۔ اسی بات کو محدثین اور مفسرین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے۔

آخری بات جو ان احادیث سے، اور بہ کثرت دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دجال جس کے فتنہ عظیم کا استیصال کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجا جائے گا، یہودیوں میں سے ہوگا اور اپنے آپ کو ”مسح“ کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے درپے تزلزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ آخر کار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینی شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک ”مسح“ آنے والا ہے جو ان کو اس ذلت سے نجات دلانے گا۔ ان پیشین گوئیوں کی بنا پر یہودی ایک مسح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو، لڑکر ملک فتح کرے، بنی اسرائیل کو ملک سے لا کر فلسطین میں جمع کرے، اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے، لیکن ان کی ان توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسح ہو کر آئے تو کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے۔ اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسح موعود (PROMISED MESSIAH) کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ ان کا لٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ربیوں کے ادبیات میں اس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ اُمید لیے بیٹھے ہیں کہ یہ مسح موعود ایک زبردست جنگی و سیاسی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلانے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔

اب اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی ﷺ کی پیشین گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اس دجال اکبر کے ظہور کے لیے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے جو حضور کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا ”مسح موعود“ بن کر اٹھے گا۔ فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کیے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھج کھج کر چلے آ رہے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنسدان اور ماہرین فنون اس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے جا رہے ہیں اور اس کی یہ طاقت گرد و پیش کی مسلمان قوموں کے لیے ایک خطرہ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے کہ وہ اپنی ”میراث کا ملک“ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام، پورا لبنان، پورا اردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندروں، مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں۔ جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے

! مذکورہ یہودی ریاست کا نقشہ تفہیم القرآن ج ۳، ضمیمہ الاحزاب: وہ یہودی... میں ملاحظہ فرمائیں۔

صاف ٹسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی بڑ بونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجال اکبر ان کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی ﷺ نے اکتفا نہیں فرمایا ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا۔ اسی بنا پر آپ ﷺ مسیح دجال سے خود بھی خدا سے پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین کرتے تھے۔

اس مسیح دجال کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کسی مثیل مسیح کو نہیں بلکہ اُس اصلی مسیح کو نازل فرمائے گا جسے آج سے دو ہزار سال پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جسے وہ اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے تھے۔ اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں بلکہ دمشق میں ہوگی کیونکہ یہی مقام اس وقت عین محاذ جنگ پر ہوگا۔ اسرائیل کی سرحد سے دمشق بہ مشکل ۵۰ یا ۶۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں ان کا مضمون اگر آپ کو یاد ہے تو آپ کو یہ سمجھنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی کہ مسیح دجال ۷۰ ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا۔ ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی حصے میں ایک سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ ابن مریم صبح دم نازل ہوں گے اور نماز فجر کے بعد مسلمانوں کو اس کے مقابلے پر لے کر نکلیں گے۔ اُن کے حملے سے دجال پسپا ہو کر اقیق کی گھائی سے (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۱۱۲) اسرائیل کی طرف پلٹے گا۔ اور وہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آخر کار لڈ کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر وہ ان کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ (حدیث نمبر ۱۰۲-۱۰۶-۱۰۷) اس کے بعد یہودی جن جن کو قتل کیے جائیں گے اور ملت یہود کا خاتمہ ہو جائے گا (حدیث نمبر ۱۰۱-۱۰۷-۱۱۳) عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ کی طرف سے اظہار حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی (حدیث نمبر ۹۳-۹۶-۹۸) اور تمام ملتیں ایک ہی ملت مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی (حدیث نمبر ۹۸-۱۰۷)۔

یہ ہے وہ حقیقت جو کسی اشتباہ کے بغیر احادیث میں صاف نظر آتی ہے۔ اس کے بعد اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ ”مسیح موعود“ کے نام سے جو کاروبار ہمارے ملک^۱ میں پھیلا یا گیا ہے وہ ایک جعل سازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ اس جعل سازی کا سب سے زیادہ مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ جو صاحب اپنے آپ کو ان پیشین گوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں انہوں نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کے لیے یہ دلچسپ تاویل فرمائی ہے:

”اس نے (اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمت میں میں نے پرورش پائی... پھر... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا، اور آخر کئی مہینے بعد، جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اُس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح، ص: ۸۹۶۸)

^۱ تفسیر القرآن جلد چہارم ص ۱۶۸ ملاحظہ فرمائیں۔

^۲ مراد پاکستان۔ (مرتب)

یعنی پہلے مریم بنے، پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے۔ اس کے بعد یہ مشکل پیش آئی کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور و معروف مقام ہے اور آج بھی دنیا کے نقشے پر اسی نام سے موجود ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری پر لطف تاویل سے یوں رفع کی گئی۔

”واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے اوپر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلیدی کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں... یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے“۔

(حاشیہ ازالہ اوہام، ص ۶۳-۶۴)

پھر ایک اور الجھن یہ باقی رہ گئی کہ احادیث کی رو سے ابن مریم کو ایک سفید منارہ کے پاس اترنا تھا۔ چنانچہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسیح صاحب نے آکر اپنا منارہ خود بنوالیا۔ اب اسے کون دیکھتا ہے کہ احادیث کی رو سے منارہ ابن مریم کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہیے تھا، اور یہاں وہ مسیح موعود صاحب کی تشریف آوری کے بعد تعمیر کیا گیا۔

آخری اور زبردست الجھن یہ تھی کہ احادیث کی رو سے تو عیسیٰ ابن مریم کو لڈ کے دروازے پر دجال کو قتل کرنا تھا۔ اس مشکل کو رفع کرنے کی فکر میں پہلے طرح طرح کی تاویلیں کی گئیں۔ کبھی تسلیم کیا گیا کہ لڈ بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے (ازالہ اوہام، شائع کردہ انجمن احمدیہ لاہور، بتقطیع خوردص۔ ۲۲۰) پھر کہا گیا کہ ”لڈ“ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑا کرنے والے ہوں... جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔“ (ازالہ اوہام، ص ۷۳۰) لیکن جب اس سے بھی بات نہ بنی تو صاف کہہ دیا گیا کہ لڈ سے مراد لدھیانہ ہے اور اس کے دروازے پر دجال کے قتل سے مراد یہ ہے کہ اشرار کی مخالفت کے باوجود وہیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

(الہدیٰ، ص ۹۱)

ان تاویلات کو جو شخص بھی کھلی آنکھوں سے دیکھے گا اسے معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹے بہروپ (FALSE IMPERSONATION) کا صریح ارتکاب ہے جو علی الاعلان کیا گیا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۲، الاحزاب، ضمیمہ: وہ یہودی...)

ماخذ

- (۱) بخاری ج ۱ کتاب الانبياء باب نزول عيسى بن مريم عليه السلام۔☆مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب نزول عيسى بن مريم عليه السلام۔☆مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عيسى عليه السلام۔
- (۲) ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء في نزول عيسى بن مريم۔☆ابن ماجه کتاب الفتن باب فتنة الدجال و خروج عيسى بن مريم۔☆مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۰ روایت ابی هريرة۔
- (۳) بخاری ج ۱ کتاب المظالم باب كسر الصليب وقتل الخنزير۔☆ابن ماجه ابواب الفتن باب فتنة الدجال۔☆مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۰-۲۷۲ روایت ابی هريرة۔
- (۴) بخاری ج ۱ کتاب الانبياء باب نزول عيسى بن مريم عليه السلام۔مسلم، ج ۱ کتاب الايمان باب نزول عيسى بن مريم۔☆مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۴ ج ۳ ص ۱۰۲، ۱۳۶، ۱۵۴، ۲۴۵۔
- (۵) مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰ روایت ابی هريرة۔
- (۶) مسلم ج ۱ کتاب الحج باب جواز التمتع في الحج والقران۔☆مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۰ روایت ابی هريرة۔
- (۷) مسلم ج ۲ کتاب الفتن و اشراط الساعة۔☆المستدرک للحاکم ج ۴۔ کتاب الفتن و الملاحم ذکر قتل الدجال بيد عيسى عليه السلام۔☆مشکوٰۃ کتاب الفتن و اشراط الساعة۔ فصل في امارات الساعة۔
- (۸) ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال☆مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶ روایت ابی هريرة۔
- (۹) مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب نزول عيسى بن مريم عليه السلام۔☆مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۴ جابر بن عبدالله۔☆مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عيسى عليه السلام۔
- (۱۰) مسند احمد ج ۳ ص ۳۶۸ روایت جابر بن عبدالله۔☆مشکوٰۃ کتاب الفتن باب قصة ابن صياد۔
- (۱۱) مسلم ج ۲ کتاب الفتن و اشراط الساعة باب ذکر ابن صياد۔☆
- (۱۲) مشکوٰۃ باب قصة ابن صياد۔
- (۱۳) مسند احمد ج ۳ ص ۳۶۷، ۳۶۸ روایت جابر بن عبدالله۔
- (۱۴) مسلم ج ۲ کتاب الفتن و اشراط الساعة باب ذکر الدجال۔☆ابوداؤد، کتاب الملاحم باب خروج الدجال۔☆ابن ماجه کتاب الفتن باب فتنة الدجال☆المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الفتن و الملاحم۔
- (۱۵) مسلم ج ۲ کتاب الفتن و اشراط الساعة باب ذکر الدجال۔ مطبوعه اصح المطابع کراچی۔☆المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الفتن و الملاحم ذکر يوم الخلاص۔

- (۱۶) مسلم ج ۲ کتاب الفتن و اشراط الساعة باب فی ظهور عشر آیات۔ ☆ ابو داؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعة۔
☆ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی الخسف۔ ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسْوِقُ
النَّاسَ أَوْ تَحْشُرُ النَّاسَ قَبِيَّتَ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن باب الآيات۔
☆ المستدرک للحاکم ۴ کتاب الفتن و الملاحم لا تقوم الساعة حتی تكون عشر آیات۔ ☆ المعجم الكبير للطبرانی
ج ۴ ص ۱۷۱ تا ۱۷۳۔ حذيفة بن أسيد۔
- (۱۷) نسائی ج ۳ کتاب الجهاد باب غزوة الهند۔ ☆ مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸ روایت ثوبان۔
- (۱۸) ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی قتل عیسی بن مریم الدجال۔ ☆ ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال۔
ابو داؤد نے نو اس بن سمان کی روایت بیان کی ہے۔ ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۰۔ روایت مجمع بن حارثہ۔ مسند احمد میں
أُولَى حَابٍ لَدَّ كَالْفَاظِ بَعِيٌّ هِيَ۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنة الدجال و خروج عیسی بن مریم۔ الحج
- (۱۹) ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنة الدجال و خروج عیسی بن مریم۔
- (۲۰) مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۷۔ روایت عثمان بن ابی العاص۔
- (۲۱) المستدرک للحاکم ج ۴۔ کتاب الفتن و الملاحم۔
- (۲۲) مسلم ج ۲ کتاب الفتن و اشراط الساعة۔ ☆ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی الدجال۔
- (۲۳) مسلم ج ۲ کتاب الفتن و اشراط الساعة۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنة الدجال و خروج عیسی بن مریم
و خروج یاجوج و ماجوج۔ ☆ مسند احمد ج ۲۔ ص ۴۱۷۔
- (۲۴) مسند احمد ج ۵ ص ۱۶ مرویات، سمرة بن جندب۔
- (۲۵) المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۵۳۰ کتاب الفتن و الملاحم۔ ☆ المعجم الكبير للطبرانی ج ۷۔ ۱۹۲، ۱۹۳۔
- (۲۶) مسند احمد ج ۵۔ ص ۴۲۹۔ المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الفتن و الملاحم۔
- (۲۷) مسند احمد ج ۶۔ ص ۷۵۔
- (۲۸) مسند احمد ج ۵۔ ص ۲۲۲ سفینة ابو عبد الرحمن۔ مسلم میں بھی یہ روایت اختصار کے ساتھ آئی ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح
الباری جلد ۶ ص ۳۵۰ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔
- (۲۹) المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الفتن و الملاحم۔

چند توضیحات

کیا صحابہؓ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر فکرِ خلافت میں لگے رہے؟

۱۲۸۔ یہ قنصلہ کہ رسول اللہ ﷺ کا جنازہ بے گور و کفن پڑا تھا اور صحابہ کرامؓ حضورؐ کی تجہیز و تکفین کی فکر چھوڑ کر خلافت کی فکر میں پڑ گئے، درحقیقت بالکل ہی بے سرو پا داستان ہے۔ اصل واقعات یہ ہیں کہ حضورؐ کی وفات پیر کے روز شام کے قریب ہوئی۔ بخاری و مسلم میں حضورؐ کے خادم خاص انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ”آخر یوم“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس سے یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ سانحہ عظیم عصر و مغرب کے درمیان پیش آیا تھا۔ فطری بات ہے کہ اس سے پوری جماعت اہل ایمان کے ہوش پر آئندہ ہو جانے چاہیے تھے، چنانچہ یہی ہوا۔ حضرت عمرؓ کو تو یہی یقین نہ آتا تھا کہ سرور عالم ﷺ واقعی وفات پا گئے ہیں۔ ابو بکرؓ نے جب تقریر کی تو لوگوں کو پوری طرح یقین ہوا کہ وہ ناگزیر بات جو پیش آئی تھی پیش آچکی ہے۔ اتنے میں رات آگئی۔ یہ ممکن اور مناسب نہ تھا کہ راتوں رات تجہیز و تکفین کر کے حضورؐ کو دفن کر دیا جاتا۔ کیونکہ جنازے میں شرکت سے محروم رہ جانا ان ہزاروں مسلمانوں کو ناگوار ہوتا جو مدینہ طیبہ اور اس کی نواحی بستیوں میں رہتے تھے۔ لازماً ان کو شکایت ہوتی، کہ آپ لوگوں نے ہمیں آخری دیدار اور نماز جنازہ کا موقع بھی نہ دیا۔ اس لیے رات بہر حال گزارنی تھی۔ اس رات صحابہ کے مختلف گروہ اپنی اپنی جگہ جمع ہو کر سوچ رہے تھے کہ اب کیا ہوگا۔ ازواج مطہرات حضرت عائشہؓ کے ہاں گریہ و زاری میں مشغول تھیں، جہاں حضورؐ نے وفات پائی تھی۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور دوسرے قرابت داران رسول اللہ ﷺ والیہ السلام سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے گھر جمع تھے۔ مہاجرین کی ایک اچھی خاصی تعداد حضرت ابو بکرؓ کے پاس غمگین و متفکر بیٹھی تھی۔ انصار کے مختلف گروہ اپنے قبیلوں کی چوپالوں — سقیفہ کے اصل معنی چوپال ہی کے ہیں — میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ اتنے میں کسی نے آ کر خبر دی کہ بنی ساعدہ کی چوپال میں انصار کا ایک بڑا گروہ جمع ہے۔ اور وہاں رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کا مسئلہ چھڑ گیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہ بن الجراحؓ جو حضورؐ کے بعد مسلمانوں کی جماعت میں ”بڑے“ (SENIOR) سمجھے اور مانے جاتے تھے، یہ خبر سن کر فکر مند ہوئے، کہ ابھی سردار ملت کی آنکھ بند ہوئی ہے، ساری امت اس وقت بے سر ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے اور جماعت کا نظم از سر نو قائم ہونے سے پہلے ہی بد نظمی اپنے قدم جمالے۔ اس لیے یہ تینوں حضرات فوراً برسرِ موقع پہنچ گئے اور راتوں رات انہوں نے حضورؐ کی جانشینی کے مسئلے کو،

جو ایک فتنہ خیز صورت میں طے ہوا چاہتا تھا، اس صحیح شکل میں سلجھا لیا، جس کے صحیح ہونے پر تاریخ اپنی مہر تصدیق ثبت کر چکی ہے۔ یہ سارا واقعہ اسی رات کا ہے، جس کی شام کو حضورؐ کی وفات ہوئی تھی۔ رات کو بہر حال حضورؐ کی تجہیز و تکفین نہیں کرنی تھی۔ جس کی مصلحت اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اسی رات میں خلافت کا مسئلہ طے کیا گیا۔ صبح سویرے مسجد نبویؐ میں حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا اعلان ہوا۔ مہاجرین و انصار سب نے اسے قبول کر کے جماعت کا نظام بحال کر دیا اور اس کے بعد بلا تاخیر حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین کا کام شروع ہو گیا۔

یہ کہنا بالکل ہی خلاف واقعہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنی خلافت کی فکر میں لگے رہے اور حضورؐ کی تجہیز و تکفین بس آپ کے اہل بیت نے کی۔ یہ تجہیز و تکفین کسی نے بھی پیر اور منگل کی درمیانی شب میں نہ کی تھی۔ اس کا آغاز منگل کی صبح کو اس وقت ہوا ہے جب کہ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت ہو چکی تھی اور یہ کام حضرت عائشہؓ کے حجرے میں ہوا ہے جس کا ایک دروازہ اسی مسجد نبویؐ میں کھلتا تھا، جہاں مدینہ طیبہ کے سارے صحابہ جمع تھے، جہاں گرد و نواح کے لوگ وفات کی خبر سُن کر چلے آ رہے تھے، اور جہاں حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی تھی۔ جن لوگوں کو کبھی مسجد نبویؐ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے، اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حجرہ عائشہؓ (جس میں سرکارِ مدنون ہیں) اور مسجد نبویؐ کا مکانی تعلق کیا ہے، وہ یہ بات سُن کر ہنس دیں گے کہ صحابہؓ مسجد نبویؐ میں اپنی خلافت کی فکر میں لگے ہوئے تھے، اور بیچارے اہل بیت حجرہ عائشہؓ میں حضورؐ کی تجہیز و تکفین کر رہے تھے۔ غلط بات تصنیف کرنی بھی ہو تو اس کے لیے کم از کم کچھ سلیقہ تو چاہیے۔

یہ بات کہ حضورؐ کو غسل و کفن صرف اہل بیت نے دیا یہ بھی واقعہ کے خلاف ہے۔ اس خدمت کو انجام دینے والے حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، فضلؓ بن عباسؓ، شمس بن عباسؓ، اسامہ بن زید اور شقرانؓ (حضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے) اور انہوں نے اس خیال سے حجرے کا دروازہ بند رکھا تھا کہ لوگوں کا ہجوم باہر زیارت کے لیے بے چین کھڑا تھا۔ اگر دروازہ کھلا رہنے دیا جاتا تو اندیشہ تھا کہ زیادہ لوگ اندر آ جائیں گے اور کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پھر بھی انصار نے جب شور مچایا کہ ہمیں بھی تو اس سعادت میں حصہ ملنا چاہیے تو اُن میں سے ایک صاحب (اوس بن خولی) کو اندر بلا لیا گیا۔ کفن پہنانے کے بعد سوال پیدا ہوا کہ حضورؐ کے لیے قبر کہاں تیار کی جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے یہ حدیث پیش کی کہ مَا قَبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ ”نبی کا انتقال جہاں ہوتا ہے وہیں اس کو دفن کیا جاتا ہے“ اور اسی پر فیصلہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ ہی کے حجرے میں آپ کے لیے قبر تیار کی جائے۔ حضرت ابو طلحہؓ زید بن سہل انصاری نے قبر کھودی۔ پھر لوگوں نے گروہ درگروہ اندر جا کر نماز جنازہ پڑھنی شروع کی۔ اور رات تک مسلسل یہ سلسلہ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو نصف شب کے قریب دفن کرنے کی نوبت آئی۔ معلوم نہیں کہ اس پوری مدت میں آخر وہ کون سا وقت تھا جب صرف حضورؐ کے اہل بیت بے یار و مددگار آپ کے جسد اطہر کو لیے بیٹھے رہے اور صحابہ کرامؓ اپنی خلافت کی فکر میں مشغول رہے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم، ص ۴۱۳، ۴۱۸)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ حُطْبَةَ عُمَرَ الْاَخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلٰى الْمِنْبَرِ وَذَلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ تُوْفِي النَّبِيِّ ﷺ فَتَشَهَّدَ وَابُو بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ: كُنْتُ اَرْجُو اَنْ يَّعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يُدْبِرَنَا

يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَكُونَ آخِرَهُمْ، فَإِنَّ يَكُ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهِ هَدَى اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَثَانِيِ اثْنَيْنِ، وَأَنَّ أَوْلَى الْمُسْلِمِينَ بِأُمُورِكُمْ، فَفَعَلُوا بِبَايَعُوهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي سَقِيْفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ - (۱)

قال الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ: اصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کا وہ آخری خطبہ جو انہوں نے نبی ﷺ کی وفات کے دوسرے روز منبر پر بیٹھ کر دیا تھا، اپنے کانوں سے سنا۔ انہوں نے حمد و ثنا پڑھی اور کلمہ شہادت ادا کیا۔ حضرت ابو بکرؓ خاموش بیٹھے تھے کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میرا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے آخر تک دنیا میں رونق افروز ہوں گے۔ پس محمد ﷺ اگر وفات پا چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان ایک روشنی پیدا کر دی ہے اس کے ذریعہ تم راہِ راست پاسکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ہادی بنا کر بھیجا۔ ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ کے رفیق اور ساتھی ہیں (ثانی اثین) ہیں۔ تمہارے معاملات کو چلانے کے لیے سب مسلمانوں سے زیادہ نسب اور موزوں ترین آدمی ہیں۔ لہذا اٹھو! اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ اس سے پہلے ایک گروہ تو سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کی بیعت کر چکا تھا اور اب یہ منبر پر بیعت عام تھی۔ انس بن مالک کہتے ہیں اس روز میں نے سنا حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ سے کہہ رہے تھے منبر پر تشریف رکھیں۔ یہ جملہ حضرت عمرؓ دہراتے ہی رہے تا وقتیکہ حضرت ابو بکرؓ منبر پر چڑھ کر بیٹھ نہ گئے۔ پھر لوگوں نے عام بیعت کی۔

(۲) حَدَّثَنَا مَعْلَى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ فِي كَفْنَتُمْ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالَتْ: يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ: أَرَجُوْا فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ، فَنَظَرَ إِلَى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرِّضُ فِيهِ بِهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ، فَقَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا وَزِيدُوا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِنُونِي فِيهِمَا قُلْتُ: إِنَّ هَذَا خَلَقَ قَالَ: إِنَّ الْحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهَلَّةِ فَلَمْ يَتَوَفَّ حَتَّى أَمْسَى مِنْ لَيْلَةِ الثَّلَاثِ وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ - (۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں (حضرت) ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم لوگوں نے نبی ﷺ کو کتنے کپڑوں کا کفن دیا۔ انہوں نے بتایا کہ یمنی سفید رنگ کے تین کپڑوں میں۔ جن میں نہ تو قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ پھر (حضرت) ابو بکرؓ نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کس روز ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ نے بتایا کہ سوموار کا دن تھا۔ نبیؐ نے دریافت فرمایا تھا کہ کون سا دن ہے۔ حضرت عائشہ نے بتایا کہ سوموار ہے

تفسیریم الاحادیث جلد دوم

(حضور ﷺ نے یہ سن کر) فرمایا امید ہے کہ رات ہی میرے درمیان ہے۔ پھر آپ نے مرض کے دوران اپنے اوپر والے کپڑے کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”میرے اسی کپڑے کو دھو ڈالو (کیونکہ اس میں زعفران کی خوشبو کا اثر تھا) اور مزید دو کپڑے اس کے ساتھ اضافہ کر لینا اور مجھے ان میں کفنا دینا“ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا یہ تو پرانا ہے فرمایا: ”نئے کپڑے کا مرنے والے کی بہ نسبت زندہ زیادہ حق دار ہے یہ کفن کا کپڑا تو میت کی پیپ کے لیے ہوتا ہے“ (اس لیے نیا ضروری نہیں) پس آپ منگل کی رات کو وفات پا گئے اور صبح ہونے سے پہلے ہی آپ کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

(۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَرَسٍ مِنْ مَسْكِنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مَغْشَى بِثَوْبٍ حَبْرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى ثُمَّ قَالَ: يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا۔

قال الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ: اجْلِسْ يَا عُمَرُ فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ، فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكَوا عُمَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ. وَقَالَ وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةَ. حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ. فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ عُمَرَ قَالَ: وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَتَرْتُ حَتَّى مَا تَقَلَّبَنِي رِجْلَايَ وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ مَاتَ۔ (۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ نے خبر دی کہ حضرت ابو بکرؓ مقامِ سَخ پر اپنی قیام گاہ سے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ نیچے اترے اور سیدھے مسجد میں داخل ہوئے۔ لوگوں سے کوئی بات کیے بغیر سیدھے حضرت عائشہ کے پاس پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف (جن پر یمنی چادر ڈالی گئی تھی) گئے، آپ کے رُخ مبارک سے کپڑا ہٹایا، اور آپ پر جھک کر آپ کا بوسہ لیا اور رو پڑے۔ پھر فرمایا: ”میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں خدائے ذوالجلال کی قسم آپ پر اللہ تعالیٰ دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا۔ پس جو موت آپ کے لیے مکتوب تھی وہ آگئی ہے۔“

امام زہری کا بیان ہے کہ مجھے ابوسلمہ نے ابن عباس کے حوالہ سے بتایا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ جب باہر نکلے تو اس وقت حضرت عمرؓ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے، حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ عمرؓ بیٹھ جاؤ مگر وہ نہ بیٹھے۔ لوگ حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت عمرؓ کی طرف سے توجہ ہٹالی پھر حضرت ابو بکرؓ نے خطاب فرمایا: ”اما بعد تم میں سے جو شخص محمد (ﷺ)“

کی عبادت کرتا تھا (تو کان کھول کر سن لو) محمد ﷺ پر موت وارد ہو چکی ہے۔ اور جو تم میں سے اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرتا ہے تو اللہ زندہ جاوید ہے اسے موت کبھی نہیں آئے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”نہیں ہے محمدؐ، مگر ایک رسول، اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔“ آپ نے یہ آیت ”الشاکرین“ تک تلاوت کی۔ راوی کا بیان ہے کہ بخدا اس وقت ایسا محسوس ہوا گویا لوگوں کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس آیت مبارکہ کے تلاوت کرنے سے پتہ چلا۔ پھر سب لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ سے اس آیت کو لے لیا اور اب سب لوگوں کی زبان پر میں نے اس آیت کے سوا اور کوئی چیز نہ سنی۔ مجھے سعید بن المسیب نے خبر دی کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ بخدا میں نے حضرت ابو بکرؓ کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا تو میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ میں خاموش بے جان ساکت کھڑا رہ گیا اور جب میں نے یہ سنا کہ نبی ﷺ وفات پا چکے ہیں تو میں یہ سنتے ہی زمین پر گر پڑا۔

(۳) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، ثَنِي سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَاتَ وَأَبُوبَكْرٍ بِالسُّنْحِ. قَالَ إِسْمَاعِيلُ: يَعْنِي بِالْعَالِيَةِ، فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: وَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِذَا كَانَ وَلِيْبَعَثَنَهُ اللَّهُ فَلْيَقْطَعَنَّ أَيْدِي رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَبَّلَهُ فَقَالَ يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَذِيقُكَ اللَّهُ الْمَوْتَيْنِ أَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: أَيُّهَا الْحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللَّهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: الْأَمْنُ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدِمَات، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَقَالَ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ وَقَالَ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَأَنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ. قَالَ فَشَجَّ النَّاسُ يَبْكُونَ. قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ. فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَاسْكَنَهُ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِي كَلَامِهِ: نَحْنُ الْأَمْرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ. فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ: لَا وَاللَّهِ لَا نَفْعَ لَنَا مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَلَكِنَّا الْأَمْرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا فَبَايَعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَأَنْتَ سَيِّدُنَا، وَخَيْرُنَا، وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ. فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ: قَتَلَهُ اللَّهُ الْحَدِيثُ- (۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت حضرت ابو بکرؓ مقامِ سُخ میں تھے۔ عمر کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ قسم ہے خدائے پاک کی محمد رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ عمر نے کہا بخدا میرے جی میں یہی بات آئی۔ کہ آپ فوت نہیں ہوئے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ تشریف لے آئے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر بوسہ دیا اور فرمایا: ”میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نے پاکیزہ زندگی گزاری اور پاکیزہ موت کے ساتھ رخصت ہوئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز دو مرتبہ موت کا ذائقہ نہیں چکھائے گا۔“ پھر باہر آ کر حضرت عمرؓ سے کہا اے قسم کھانے والے نہٹ جاؤ۔ حضرت ابو بکرؓ نے جب گفتگو شروع کی تو حضرت عمرؓ بیٹھ گئے۔ ابو بکرؓ نے خدا کا شکر ادا کیا اور حمد و ثناء باری کے بعد بولے، سنو! ”جو کوئی محمدؐ کی عبادت کرتا تھا تو محمد ﷺ بلاشبہ وفات پا چکے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو وہ اللہ بلاشبہ زندہ ہے اسے موت لاحق نہیں ہو سکتی“ (پھر حضرت ابو بکرؓ نے قرآن پاک کی دو آیتیں بطور استشہاد پڑھ کر سنائیں) ۱۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ”بلاریب تو بھی مرنے والا ہے اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں“ ۲۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الْخ۔ ”محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ اس پر طبعی موت وارد ہو جائے یا اسے قتل کر دیا جائے تو کیا تم اُلٹے پھر جاؤ گے۔ جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا اللہ تعالیٰ کو وہ ذرہ برابر بھی نقصان و ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ شکر گزار بندوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے اعمال کی جزا دے گا۔“ پس لوگ ایسے رونے لگے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ستیفہ بنی ساعدہ میں لوگ سعد بن عبادہ کو امیر بنانے کی خاطر جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک تم میں سے۔ حضرات ابو بکرؓ، عمرؓ اور ابو عبیدہ بن الجراح تینوں اکٹھے ان کے پاس گئے۔ حضرت عمرؓ گفتگو کا آغاز کرنا چاہتے تھے مگر حضرت ابو بکرؓ نے انہیں خاموش کر دیا۔ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ بخدا میں صرف اس لیے تقریر کرنا چاہتا تھا کہ میں نے اپنے خیال کے مطابق اپنے ذہن میں ایک عمدہ تقریر تیار کر لی تھی اور ڈرتھا کہ شاید ابو بکرؓ کے ذہن میں یہ باتیں نہ آئی ہوں۔ لیکن ابو بکرؓ نے بات کا آغاز کیا اور تمام لوگوں سے بڑھ کر موثر باتیں کہیں۔ فرمایا کہ امراء ہم ہیں اور وزراء تم ہو۔ اس پر حباب بن منذر اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے: ”ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہوگا۔“ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: ”نہیں بھائی ایسا نہیں امراء ہم سے اور وزراء تم سے ہوں گے۔ یہ قریش کے لوگ عرب میں حسب و نسب اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے اونچا مرتبہ رکھتے ہیں لہذا میری تجویز یہ ہے کہ تم عمرؓ کی بیعت کر لو یا ابو عبیدہ کی۔“ حضرت عمرؓ بولے: نہیں ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ ہمارے سردار ہیں۔ ہم سے بہتر ہیں۔ اور ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہیں۔ حضرت عمرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی۔ پھر لوگوں نے بھی آپ کی بیعت کر لی، کسی نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا اسے اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے۔

(۵) حَدَّثَنِي يَحْيَىٰ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تُوْفِيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلَيْهِ النَّاسُ اَفْذَاذَا لَا يَوْمُهُمْ اَحَدٌ فَقَالَ نَاسٌ: يُدْفَنُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، وَقَالَ الْاُخْرُونَ: يُدْفَنُ بِالْبَقِيعِ

فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَا دَفِنَ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا فِي مَكَانِهِ الَّذِي تُوْفِيَ فِيهِ فَحُفِرَ لَهُ فِيهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ غُسْلِهِ أَرَادُوا نَزْعَ قَمِيصِهِ فَسَمِعُوا صَوْتًا يَقُولُ: لَا تَنْزِعُوا الْقَمِيصَ فَلَمْ يُنْزَعِ الْقَمِيصُ وَغُسِلَ وَهُوَ عَلَيْهِ ﷺ. (۵)

ترجمہ: امام مالک بیان کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو فوت ہوئے اور بروز منگل انہیں دفن کیا گیا اور صحابہ نے جنازہ الگ الگ پڑھا، کسی نے ان کی امامت نہیں کرائی پھر اختلاف رائے پیدا ہوا اور بعض کی رائے تھی کہ آپ کو منبر رسول (ﷺ) کے پاس ہی دفن کیا جائے اور بعض کا خیال تھا کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ اسی اثناء میں حضرت ابو بکرؓ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جس جگہ پر فوت ہوا اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس فرمان کی روشنی میں جہاں آپ نے وفات پائی تھی وہیں قبر کھودی گئی۔ نیز یہ کہ غسل دینے کے وقت صحابہ نے آپ کی قمیص اتارنی چاہی تو انہوں نے یہ آواز سنی کہ قمیص جسم مبارک سے مت اتارو۔ لہذا قمیص کو نہیں اتارا گیا اور اسی حالت میں آپ کو غسل دیا گیا۔

(۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ امْرَأَتِهِ ابْنَةَ خَارِجَةَ بِالْعَوَالِي فَجَعَلُوا يَقُولُونَ لَمْ يَمُتِ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّمَا هُوَ بَعْضُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ عِنْدَ الْوَحْيِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَقَالَ: أَنْتَ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُمِيتَكَ مَرَّتَيْنِ قَدْ وَاللَّهِ مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَعَمَرُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يَقُولُ وَاللَّهِ مَامَاتِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا يَمُوتُ حَتَّى يُقَطَعَ أَيْدِي أَنْاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ كَثِيرٍ، وَأَرْجُلُهُمْ فَتَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَمْ يَمُتْ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا، فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ قَالَ عُمَرُ: فَلَكَا نَبِيٌّ لَمْ أَقْرَأْ هَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ. (۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت ابو بکرؓ عوالی میں اپنی بیوی بنت خاریجہ کے پاس تھے۔ لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ نبی ﷺ کا انتقال نہیں ہوا بلکہ یہ وہی کیفیت ہے جو بعض اوقات نزول وحی کے وقت آپ پر طاری ہوتی ہے۔ (یہ باتیں ہو رہی تھیں) کہ حضرت ابو بکرؓ تشریف لے آئے۔ انہوں نے آپ کے رُخ منور سے کپڑا ہٹایا اور دونوں آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا: ”اللہ عز وجل کے ہاں آپ سب سے زیادہ معزز و مکرم ہیں وہ آپ پر دو مرتبہ موت وارد نہیں فرمائے گا۔ خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ اسی دوران میں حضرت عمرؓ مسجد کے کونے میں کھڑے یہ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ پر موت وارد نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی (جو ایسی بات منہ سے نکالے گا) وہ منافقین میں سے ہے اور ان لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔ (یہ سن کر) حضرت ابو بکرؓ اٹھے

اور منبر پر چڑھ کر خطاب فرمایا ”(لوگو! سن او) جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ عزوجل تو زندہ ہے اسے کبھی موت لاحق نہیں ہوگی۔ البتہ جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو محمد ﷺ پر تو موت وارد ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ”نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول (خدا نہیں ہیں) ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر آپ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اُلٹے پاؤں بھڑ جاؤ گے۔ (یاد رکھو) جو الٹا پھرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔“ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا: مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ آیت میں نے آج سے پہلے پڑھی ہی نہیں تھی۔

(۷) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ بِالْجَهْضِيِّ، أَنبَأَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، ثنا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ قَالَ: لَمَّا ارَادُوا أَنْ يَحْفَرُوا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعَثُوا إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَكَانَ يَضْرُحُ كَضْرِيحِ أَهْلِ مَكَّةَ. وَبَعَثُوا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ هُوَ الَّذِي يَحْفَرُ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ. وَكَانَ يُلْحَدُ. فَبَعَثُوا إِلَيْهِمَا رَسُولَيْنِ فَقَالُوا: اللَّهُمَّ! خِرْ لِرَسُولِكَ. فَوَجَدُوا أَبَا طَلْحَةَ فَجِئِيءَ بِهِ، وَلَمْ يُوْجَدْ أَبُو عُبَيْدَةَ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَلَمَّا فَرَعُوا مِنْ جِهَازِهِ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ، وَضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي بَيْتِهِ. ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَالًا^۱ يَصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا فَرَعُوا أَدْخَلُوا النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا فَرَعُوا أَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ وَلَمْ يَوْمِ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ. لَقَدْ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُحْفَرُ لَهُ. فَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ، وَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا قَبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ. قَالَ: فَوَضَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي تُوْفِيَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوا لَهُ ثُمَّ دُفِنَ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ وَسَطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْأَرْبَعَاءِ. وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ وَقَتْمُ أَخُوهُ وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ أَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ، وَهُوَ أَبُو لَيْلَى، لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنشَدَكَ اللَّهُ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ عَلِيُّ: إِنزِلْ وَكَانَ شُقْرَانُ مَوْلَاهُ أَخَذَ قَطِيفَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلْبَسُهَا فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ وَاللَّهِ لَا يَلْبَسُهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ أَبَدًا فَدَفِنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جب صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے لیے قبر مبارک کھودنا چاہی تو انہوں نے ابو عبیدہ بن الجراح کو جو اہل مکہ کی طرز پر گور کنی کرتے تھے، اور ابو طلحہ کو جو اہل مدینہ کی طرز پر لحد والی گور کنی کرتے تھے، بلوانے کے لیے دو آدمی بھیجے اور ساتھ ہی انہوں نے دعا بھی کی کہ الہی اپنے رسول کے لیے ان دونوں میں سے بہتر کو منتخب فرمائے۔ چنانچہ ابو طلحہ نہیں مل گئے اور انہیں بلا لیا اور ابو عبیدہ نہ ملے۔ ابو طلحہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد والی قبر کھودی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام آپ کے غسل اور کفن سے فارغ ہوئے تو منگل کے دن آپ کا جسد مبارک

۱۔ ارسالا جمع رسل بفتحین ای افواجاً و فرقا متقطعة يتبع بعضهم بعضاً۔ (مرتب)

آپ کے گھر میں ایک چار پائی پر رکھ دیا گیا۔ پھر لوگ گردہ ہوں اور ٹولیوں کی صورت میں اندر داخل ہوتے اور نماز جنازہ پڑھ کر باہر نکل جاتے۔ جب مرد نماز سے فارغ ہو گئے تو خواتین داخل ہوئیں۔ پھر ان کے فارغ ہونے کے بعد بچوں کی باری آئی رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کرائی۔ انفرادی طور پر سب نے پڑھی۔ پھر لوگوں میں اس بات پر اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپ کو دفن کس جگہ کیا جائے۔ کچھ نے یہ رائے دی کہ مسجد نبوی میں دفن کیا جائے اور کچھ نے کہا کہ ان کے ساتھیوں کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ نبی کا انتقال جس جگہ ہوتا ہے اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے۔ پس صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا جس پر آپ نے وفات پائی تھی اور آپ کی قبر کھودی گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو بدھ کی نصف شب کو دفن کیا گیا۔ علیؓ بن ابی طالب، فضل بن عباسؓ، قثم اور ان کے بھائی شقران رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام، آپ کی قبر میں اترے۔ اوس بن خولی نے حضرت علیؓ سے کہا ہمارا بھی اس سعادت میں حصہ ہے۔ حضرت علیؓ نے انہیں اجازت دے دی کہ وہ بھی قبر میں اتر جائیں اور شقران مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی چادر مبارک جو آپ پہنا کرتے تھے اٹھا کر آپ کے ساتھ ہی قبر میں یہ کہہ کر دفن کر دی کہ خدان قسم! آپ کے بعد اسے کوئی اور نہیں پہنے گا۔

(۸) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ نُبَيْطٍ، أَخْبَرَنَا عَنْ نَعِيمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شَرِيْطٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: أَعْمَى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَالُوا: نَعَمْ، فَقَالَ: مُرُوا بِبِلَالٍ فَلْيُؤَدِّنْ وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ أَوْ قَالَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَعْمَى عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَالُوا: نَعَمْ، فَقَالَ: مُرُوا بِبِلَالٍ فَلْيُؤَدِّنْ وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ ذَلِكَ الْمَقَامَ بَكَى فَلَا يَسْتَطِيعُ فَلَوْ أَمَرْتُ غَيْرَهُ. قَالَ: ثُمَّ أَعْمَى عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ: مُرُوا بِبِلَالٍ فَلْيُؤَدِّنْ وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَإِنَّ كُنَّ صَوَاحِبَ أَوْ صَوَاحِبَاتِ يُوسُفَ قَالَ: فَأَمَرَ بِبِلَالٍ فَأَذَّنَ وَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى لِلنَّاسِ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَدَ خِيفَةً فَقَالَ: انظُرُوا إِلَيَّ مِنْ أَيْمَانِي عَلَيْهِ فَجَاءَتْ بَرِيرَةُ وَرَجُلٌ آخَرَ فَاتَكَمَا عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيُنْكِصَ فَأَوْمَى إِلَيْهِ أَنْ يَثْبُتَ مَكَانَهُ حَتَّى قَضَى أَبُو بَكْرٍ صَلَاتَهُ ثُمَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبِضَ فَقَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ لَا أَسْمَعُ أَحَدًا يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبِضَ الْأَضْرِبَتَهُ بِسَيْفِي هَذَا، قَالَ: وَكَانَ النَّاسُ أُمَيِّينَ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ نَبِيٌّ قَبْلَهُ فَأَمْسَكَ النَّاسُ قَالُوا: يَا سَالِمُ انْطَلِقْ إِلَى صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَادْعُهُ فَاتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَيْتُهُ أَبِي ذَهْشَارَ (متحيراً) فَلَمَّا رَأَى قَالِ لِي: أَقْبِضْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ: إِنَّ عُمَرَ يَقُولُ لَا أَسْمَعُ أَحَدًا يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبِضَ الْأَضْرِبَتَهُ بِسَيْفِي هَذَا فَقَالَ لِي انْطَلِقْ فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ فَجَاءَهُ هُوَ وَالنَّاسُ قَدْ دَخَلُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْرَجُوا لِي

فَافْرَجُوا لَهُ فَجَاءَ حَتَّى أَكَبَّ عَلَيْهِ وَمَسَّهُ فَقَالَ: إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ، ثُمَّ قَالُوا: يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقْبِضْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: نَعَمْ، فَعَلِمُوا أَنْ قَدْ صَدَقَ قَالُوا: يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْصَلِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا: وَكَيْفَ؟ قَالَ: يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُونَ وَيَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ ثُمَّ يَخْرُجُونَ ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَدْعُونَ ثُمَّ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَدْخُلَ النَّاسُ، قَالُوا: يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيْدِفُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا: أَيْنَ؟ قَالَ: فِي الْمَكَانِ الَّذِي قَبِضَ اللَّهُ فِيهِ رُوحَهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَقْبِضْ رُوحَهُ إِلَّا فِي مَكَانٍ طَيِّبٍ فَعَلِمُوا أَنْ قَدْ صَدَقَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَغْسِلَهُ بِنُورِ أَبِيهِ وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ يَتَشَاوَرُونَ فَقَالُوا: انْطَلِقْ بِنَا إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ نَدْخُلُهُمْ مَعَنَا فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ لَهُ مِثْلُ هَذِهِ الثَّلَاثِ ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْهُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا مَنْ هُمَا؟ قَالَ ثُمَّ بَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ بَيْعَةً حَسَنَةً جَمِيلَةً۔ (۸)

ترجمہ: سالم بن عبید ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر مرض کی شدت کی وجہ سے غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو پوچھا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا ”کہ بلالؓ سے کہو کہ اذان دے اور ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔“ اس کے بعد پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو پوچھا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں نماز کا وقت ہو گیا ہے آپ نے پھر فرمایا: ”بلالؓ سے کہو کہ اذان دے اور ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔“ حضرت عائشہؓ بولیں میرے ابا جان رفیق القلب اور نرم مزاج انسان ہیں جب اس مقام پر کھڑے ہوں گے تو رو پڑیں گے اور نماز نہیں پڑھاسکیں گے۔ اگر آپ کسی دوسرے کو حکم دیں تو بہتر ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ پر پھر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا، تو فرمایا: ”بلالؓ سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابو بکرؓ نماز پڑھائے۔“ بلاشبہ تم عورتیں وہی ہو جنہوں نے یوسف کو ورغلا یا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ بلالؓ کو اذان کہنے کا حکم دیا گیا اور حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا۔ بلالؓ نے اذان دی اور ابو بکرؓ نے نماز پڑھائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ذرا تخفیف محسوس کی تو فرمایا: ”کوئی ایسا شخص دیکھو جس کا میں سہارا لے سکوں۔“ بریرہ اور ایک دوسرا آدمی آگئے۔ آپ نے ان دونوں کا سہارا لیا اور مسجد میں پہنچ گئے۔ جب حضرت ابو بکرؓ نے دیکھا کہ آپ تشریف لارہے ہیں تو اپنی جگہ سے پیچھے ہٹنا چاہا تو آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو اور ابو بکرؓ نے نماز پوری کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت عمرؓ بولے خدا کی قسم! اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح قبض ہو گئی ہے تو میں اس کی گردن اپنی اس تلوار سے مار دوں گا۔ راوی کہتا ہے، لوگ ان پڑھ یعنی اُمی تھے کوئی نبی ان میں پہلے آیا نہیں تھا، لہذا وہ ایسا کہنے سے باز آگئے۔ لوگوں نے سالم نے عرض کیا۔ کہ اے سالم! رسول اللہ ﷺ کے رفیق اور ساتھی کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ۔ میں حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا وہ اس وقت مسجد میں تھے اور حیرانگی اور سراپیمگی کے عالم میں روتا ہوا ان کے پاس پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ عمرؓ کہتے ہیں کہ جس کو میں نے یہ کہتے سنا کہ

رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں، میں اپنی اس تلوار سے اس کی گردن اڑادوں گا۔ یہ سن کر ابو بکرؓ نے مجھے کہا کہ چلو۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ آئے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو چکے تھے۔ ابو بکرؓ نے لوگوں سے کہا کہ میرے لیے راستہ کشادہ کرو۔ انہوں نے راستہ کشادہ کر دیا۔ ابو بکرؓ آئے اور آپ پر جھکے اور ہاتھ سے چھو کر دیکھا اور کہا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُونَ۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی کیا آپ کی روح قبض ہو چکی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ”ہاں آپ کی روح مبارک پرواز کر چکی ہے۔“ تب انہیں معلوم ہوا کہ جو واقعہ پیش آنا تھا وہ آچکا ہے۔ پھر لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا کہ اے صاحب رسول اللہ ﷺ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھیں؟ ابو بکرؓ نے جواب دیا ”ہاں پڑھو۔“ پھر لوگوں نے پوچھا نماز کس طرح پڑھی جائے؟ بتایا کہ کچھ لوگ اندر حجرے میں داخل ہوں تکبیر کہیں، دُعا مانگیں اور آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجیں اور باہر نکل آئیں۔ پھر کچھ لوگ داخل ہوں اسی طرح تکبیر، دعا اور صلوٰۃ و سلام سے فارغ ہو کر باہر آجائیں۔ پھر پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا جائے گا؟ ابو بکرؓ نے کہا ”ہاں آپ کو دفن کیا جائے گا۔“ پوچھا کس جگہ دفن کیا جائے گا؟ بتایا کہ اس جگہ دفن کیا جائے گا جس جگہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح نہایت عمدہ مقام پر قبض کی ہے۔ لوگ بولے کہ سچ فرمایا۔ پھر انہیں حکم دیا کہ آپ کو غسل آپ کے دوھیال والے دیں۔ ادھر مہاجرین نے مجلس مشاورت منعقد کی اور ابو بکرؓ سے عرض کیا ہمارے ساتھ انصار بھائیوں کے پاس چلیں۔ اس امر میں ہم انہیں اپنے ساتھ شامل کر لیں۔ انصار نے نعرہ لگایا ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ”وہ کون ہے جسے یہ تین فضائل حاصل ہوں؟“ دو میں کا دوسرا جب دونوں غار ثور میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھی (ابو بکرؓ) کو تسلی دیتے ہوئے فرما رہے تھے خوف نہ کھا اللہ بلاشبہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ دونوں کون تھے؟ راوی کا بیان ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ کا ہاتھ پھیلا کر بیعت کر لی۔ پھر دوسرے لوگوں نے بھی نہایت عمدہ طریقہ سے بیعت کر لی۔

(۹) حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَشَفَ السِّتَارَةَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةٌ صُحُفٍ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَأَشَارَ إِلَى النَّاسِ أَنْ ائْتُوا وَأَبُو بَكْرٍ يَوْمُهُمْ وَالْقَى السَّجْفَ وَتُوْفِيَ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ۔ (۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کا آخری دیدار اس وقت کیا جب سوموار کے روز حضورؐ نے پردہ اٹھایا میں نے آپ کے روئے مبارک پر نظر ڈالی تو چہرہ مبارک مصحف کا ورق معلوم ہوتا تھا۔ لوگ حضرت ابو بکرؓ کی امامت و اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ قائم و ثابت رہیں۔ حضرت ابو بکرؓ ان کی امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آپ نے دروازے کا پردہ ڈال دیا۔ اس دن کے آخری حصہ میں آپ نے وفات پائی۔

(۱۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُبِضَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَمَكَتْ ذَالِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ الْاِثْنَاءِ وَدُفِنَ مِنَ اللَّيْلِ وَقَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ
غَيْرُهُ يُسْمَعُ صَوْتُ الْمَسَاجِي مِنْ اِخْرِ اللَّيْلِ - (۱۰)

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز فوت ہوئے۔ اس روز اور منگل کی رات تک تدفین نہ ہوئی اور رات جسد مبارک کو دفن کیا گیا۔ یہ سفیان سے مروی روایت کے مطابق ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ رات کے آخری حصہ میں کدالوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔

(۱۱) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ هُوَ ابْنُ
الْمَلِيكِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ فَقَالَ
أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا مَانَسِيْتُهُ قَالَ: مَا قَبِضَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي
يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ اِدْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ - (۱۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپ کو دفن کہاں کیا جائے۔ ابو بکرؓ نے بتایا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے میں اسے بھولا نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا تھا ”اللہ تعالیٰ نبی کی روح اسی جگہ قبض کرتا ہے جہاں اسے دفن کیا جانا محبوب ہوتا ہے۔“ لہذا رسول اللہ ﷺ کو آپ کے بستر کی جگہ میں دفن کرو۔

خلافتِ ابی بکرؓ صدیق اور حضرت علیؓ

معاملہ خلافت مسجد نبوی میں نہیں، بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اس رات طے ہوا تھا جس کی شام کو حضور ﷺ کا انتقال ہوا۔ اس وقت مہاجرین و انصار میں سے کوئی بھی وہاں بلایا ہوا نہیں گیا تھا۔ دراصل انصار کا ایک بڑا گروہ اس جگہ جمع ہو گیا تھا اور خلافت کے مسئلے کو طے کرنا چاہتا تھا۔ جونہی کہ ان کے اس اجتماع اور ارادے کی اطلاع حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ کو ہوئی وہ فوراً وہاں پہنچ گئے اور ایک فتنہ عظیم کا دروازہ بند کرنے کے لیے انہوں نے اسی وقت انصار کی اس جماعت کو سمجھا بھجا کر اس مسئلے کا ایک ایسا فیصلہ تسلیم کرایا جس میں امت کی خیر تھی۔ وہ وقت آدمی بھیج بھیج کر لوگوں کو گھروں سے بلانے کا نہ تھا، اگر یہ تینوں حضرات ذرا سی تاخیر بھی کر گئے ہوتے تو وہاں مسلمانوں کے درمیان ایک بڑی خانہ جنگی کی بنا پڑ گئی ہوتی، جو بعد کے فتنہ ارتداد میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے مہلک ثابت ہوتی۔ اس حالت میں کوئی صاحب عقل آدمی یہ تجویز لے کر نہیں اٹھ سکتا تھا، کہ صاحبو، دو چار روز اس معاملے کو ملتوی رکھو۔ کل رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر ایک کانفرنس کا اعلان کریں گے۔ اور پھر اس میں یہ مسئلہ طے کر لیا جائے گا کہ حضورؐ کا جانشین کون ہو؟ اس طرح کی تجویز پیش کرنے کے معنی یہ ہوتے کہ ایک طرف تو سرکار رسالت مآب کے وفات پا جانے کی خبر عرب کے مختلف حصوں میں اس تصریح کے ساتھ پھیلتی کہ کوئی شخص آپ کی جگہ امت کا کام سنبھالنے کے لیے مقرر نہیں ہوا ہے۔ اور یہ چیز ان عناصر کی ہمتیں کئی گنا زیادہ بڑھادیتی جو اسلام کے خلاف بغاوت برپا کرنے کے لیے موقع کے منتظر بیٹھے تھے۔ اور دوسری طرف مجوزہ کانفرنس کے

انعتاد سے پہلے انصار کے درمیان یہ رائے پختہ ہو چکی ہوتی کہ خلیفہ یا تو کوئی انصاری ہونا چاہیے، یا پھر ایک امیر انصار میں سے اور ایک مہاجرین میں سے ہونا چاہیے۔ حضرت عمرؓ کی بصیرت اس غلطی کے نتائج کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی، اس لیے انہوں نے وہیں اسی وقت مسئلے کا تصفیہ کرایا ضروری سمجھاتا کہ کسی فتنے کو پرورش پانے کا موقع نہ ملے، اور بلا تاخیر اس شخص کی خلافت پر بیعت کرائی جسے تمام عرب رسول اللہ ﷺ کے دست راست کی حیثیت سے جانتا تھا، جس کے متعلق دوست اور دشمن، سب ہی یہ رائے رکھتے تھے کہ مسلمانوں میں حضور اکرم ﷺ کے بعد اگر دوسرے درجے کی کوئی شخصیت ہے تو اسی کی ہے۔

دوسرے روز صبح کو مسجد نبوی میں جو اجتماع ہوا، وہ بیعت عام کے لیے تھا نہ کہ مسئلہ خلافت کے تصفیہ کرنے کے لیے اس وقت خلافت کے اس مسئلے کو جو رات بڑی مشکل سے طے ہوا تھا، از سر نو بحث کرنے کے لیے کھولنے کے کوئی معنی ہی نہ تھے۔ یہ اگر بحث کے لیے کھل سکتا تھا تو اسی طرح کہ امام مسلمان رات کی قرارداد کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے لیکن جب انہیں اس فیصلے سے مطلع کیا گیا تو سب نے اسے بخوشی قبول کر لیا اور بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے۔ سوال یہ ہے کہ اس قبول عام کی صورت میں آخر کیوں اسے نئے سرے سے ایک تصفیہ طلب مسئلہ بنا کر بحث کے لیے سامنے رکھا جاتا؟

اس اجتماع میں کوئی بھی گھر سے نہیں بلایا گیا تھا۔ سارے لوگ دُور دُور سے آکر اس لیے اکٹھے ہوئے تھے کہ حضورؐ کے انتقال کی خبر سن کر لامحالہ انہیں اسی مسجد نبوی کا رخ کرنا تھا جس سے متصل حجرہ عائشہؓ میں حضورؐ کا جسد اطہر آرام فرما تھا۔ رہا یہ سوال کہ حضرت علیؓ نے کب حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مدوح نے اسی روز سب مسلمانوں کے ساتھ بیعت کی تھی۔ طبری نے سعید بن زید کے حوالے سے، بیہقی نے ابو سعید خدریؓ کے حوالے سے، اور موسیٰ بن عقبہ صاحب المغازی نے عبدالرحمان بن عوفؓ کے حوالے سے عمدہ سند کے ساتھ یہ روایات نقل کی ہیں۔ اس کے بعد آنجناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس خاطر سے چھ مہینے خانہ نشین رہے۔ اور پھر ان کی وفات کے بعد دوبارہ تجدید بیعت کر کے کاروبار خلافت میں ویسی ہی دلچسپی لینی شروع کی، جیسی ان کے شایان شان تھی۔ طبری نے اپنی تاریخ میں اور علامہ ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ کی بیعت ہو چکی تو بوسفیان نے آکر ان سے کہا کہ ”یہ کیا غضب ہو گیا؟“ قریش کے سب سے چھوٹے قبیلے کا آدمی کیسے خلیفہ بنا دیا گیا؟ ”اے علیؓ! اگر تم چاہو تو خدا کی قسم! میں اس وادی کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں۔“ اس پر انہوں نے جو جواب دیا وہ سننے کے قابل ہے۔ فرمایا: ”اے بوسفیان! تم ساری عمر اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی کرتے رہے، مگر تمہاری دشمنی سے نہ اسلام کا کچھ بگڑ سکا، نہ اہل اسلام کا۔ ہم ابو بکرؓ کو اس منصب کا اہل سمجھتے ہیں۔“ (رسائل و مسائل سوم، اختلافی مسائل: اہل سنت ...)

حدیث اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ كِي عِلْمِي تَحْقِيق

۱۲۹۔ اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِينَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

”میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ پس جو شخص شہر میں آنا چاہے وہ اس کے دروازے سے آئے۔“

تشریح: احادیث سے استناد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے روایت کے اعتبار سے دیکھا جائے کہ وہ کہاں تک

قابل اعتماد ذرائع سے مروی ہوئی ہیں۔ پھر ان کے معنی پر غور کیا جائے اور یہ سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ بشرطِ صحت، ان کا صحیح مدعا کیا ہو سکتا ہے۔ کسی حدیث کا کوئی ایسا مفہوم لے لینا جو حضور کے دوسرے بہت سے ارشادات سے ٹکراتا ہو، یا جس سے بہت سی قباحتیں لازم آتی ہوں، کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ اس کے بجائے اس کا اگر کوئی ایسا مفہوم ہو سکتا ہو جو آنحضرت ﷺ کے دوسرے ارشادات سے مطابقت بھی رکھتا ہو اور ہر قباحت سے بھی خالی ہو، تو ایک ذی فہم آدمی کے لیے وہی قابل قبول ہونا چاہیے۔ اس قاعدے کو نگاہ میں رکھ کر پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ حدیث اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا کا بہ لحاظ روایت کیا مقام ہے۔ صحاح میں سے اس کو صرف ترمذی نے لیا ہے اور اس میں اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ کے بجائے یہ الفاظ ہیں۔ اَنَا ذَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا ”میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے“ راوی اس کے خود علیؑ ہیں۔ امام ترمذی اس کو نقل کرنے کے بعد اس کی روایتی حیثیت پر جو تبصرہ کرتے ہیں وہ یہ ہے:

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مُنْكَرٌ. رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصَّنَابِجِيِّ. وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثَّقَاتِ غَيْرِ شَرِيكٍ.

— یہ حدیث غریب اور منکر ہے۔ بعض راویوں نے اسے صرف شریک (تابعی) سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں صنابجی کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ شریک کے سوا تمام ثقات میں سے کسی نے بھی اس کو روایت کیا ہو۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْهَرَوِيُّ بِالرَّمْلَةِ ثنا أَبُو الصَّلْتِ عَبْدِ السَّلَامِ بْنُ صَالِحٍ، ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِينَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے، پس جو اس شہر میں آنا چاہے وہ دروازے سے آئے۔“

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ — وَأَبُو الصَّلْتِ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ مُحَمَّدَ بْنَ يَعْقُوبَ فِي التَّارِيخِ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ بْنَ مُحَمَّدٍ نَالِدَ دُورِي يَقُولُ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مُعِينٍ عَنْ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ فَقَالَ: ثِقَةٌ فَقُلْتُ أَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ فَقَالَ: قَدْ حَدَّثَ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ الْقَيْدِيِّ وَهُوَ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ سَمِعْتُ أَبَانَ صِرَاحِمَةَ بْنَ سَهْلِ الْفَقِيهِ الْقُبَانِيِّ إِمَامَ عَصْرِهِ بِبُخَارَى يَقُولُ: سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبِ الْحَافِظِ يَقُولُ وَسُئِلَ عَنْ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ فَقَالَ: دَخَلَ يَحْيَى بْنُ مُعِينٍ وَنَحْنُ مَعَهُ عَلَى أَبِي الصَّلْتِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمَّا خَرَجَ تَبِعْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ مَا تَقُولُ رَحِمَكَ اللَّهُ فِي أَبِي الصَّلْتِ فَقَالَ هُوَ صَدُوقٌ فَقُلْتُ لَهُ أَنَّهُ يَرَوِي حَدِيثَ الْأَعْمَشِ عَنْ

مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَإِنْ أَرَادَ الْعِلْمَ
فَلْيَأْتِهَا مِنْ بَابِهَا فَقَالَ قَدَرَوِي هَذَا ذَاكَ الْفَيْدِيُّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ
كَمَا رَوَاهُ أَبُو الصَّلْتِ۔

(۲) حَدَّثَنَا بِصِحَّةٍ مَا ذَكَرَهُ الْإِمَامُ أَبُو زَكْرِيَّا، يَحْيَى بْنُ مُعِينٍ، ثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ
تَمِيمِ الْقَنْطَرِيِّ، ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ فَهْمٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الضَّرِّ لَيْسَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ
الْفَيْدِيِّ، ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِينَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

قال الحسين بن فهم حدثنا أبو الصلت الهروي عن أبي معاوية قال الحاكم ليعلم
المستفيد لهذا العلم أن الحسين بن فهم بن عبد الرحمن ثقة مأمون حافظ۔

(۳) وَلِهَذَا الْحَدِيثِ شَاهِدٌ بَيْنَ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ بِإِسْنَادِ الصَّحِيحِ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ
الْفَقِيهَ الْإِمَامَ الشَّاشِيَّ الْقَفَّالَ بِيُحَارِي وَأَنَا سَأَلْتُهُ. حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ الْهَارُونَ الْبَلَدِيُّ بِلَدِّهِ مِنْ أَصْلِ
كِتَابِهِ. ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْحَرَّابِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ
بْنِ خَيْثَمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّمِيمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ: أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔ (۱۲)

(۴) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى نَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الرُّومِيُّ، نَاشِرِيكَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ، عَنْ
سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنِ الصَّنَابِجِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ
وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ (۱۳)

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مُنْكَرٌ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ
الصَّنَابِجِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثَّقَاتِ غَيْرِ شَرِيكَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

حدیث غریب اور حدیث منکر

غریب، اصطلاح علم حدیث میں اس روایت کو کہتے ہیں جس کا مدار سند کے کسی مرحلہ میں صرف ایک راوی پر رہ جائے۔
اور منکر اس روایت کو کہتے ہیں جو زری غریب ہی نہ ہو بلکہ اس کا راوی بھی ضعیف ہو۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ سند کے لحاظ
سے ترمذی کی اس روایت کا پایہ کیا ہے اور اس پر سارے دین کی بنا رکھ دینا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

المستدرک کا معتبر کتب احادیث میں مقام

ترمذی کے بعد اس مضمون کی روایات کا سارا دارو مدار حاکم کی مستدرک پر رہ جاتا ہے جو بجائے خود ہی حدیث کی معتبر کتابوں میں

شمار نہیں ہوتی۔ اس میں وہ ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے دو روایتیں مختلف الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ ابن عباس والی روایت کے الفاظ ہیں ”أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بِأُيُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِينَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ“ ”میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ پس جو شخص شہر میں آنا چاہے وہ اس کے دروازے سے آئے“ اور جابر بن عبد اللہ والی روایت میں آخری فقرہ یہ ہے: ”فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ“ جو علم حاصل کرنا چاہے، اسے دروازے پر آنا چاہیے۔“

حدیث مذکور علماء ناقدین حدیث کی نظر میں

حاکم نے ان دونوں حدیثوں کے صحیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن علم حدیث کے بڑے بڑے ناقدین کی رائے میں نہ صرف یہ دونوں، بلکہ اس مضمون کی ساری روایات ساقط الاعتبار ہیں۔ ابن عباس والی روایت کے متعلق حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ صحیح ہونا تو درکنار، یہ تو موضوع ہے۔ اور جابر بن عبد اللہ والی روایت پر وہ یہ رائے دیتے ہیں:

الْعَجَبُ مِنَ الْحَاكِمِ وَجُرْأَتِهِ فِي تَصْحِيحِهِ هَذَا وَأَمثَالِهِ مِنَ الْبَوَاطِيلِ، وَأَحْمَدُ هَذَا دَجَالٌ كَذَّابٌ۔

”حاکم پر سخت تعجب ہے کہ کس جرأت کے ساتھ وہ اس روایت اور ایسی ہی دوسری باطل روایتوں کو صحیح کہہ دیتا ہے یہ احمد یعنی احمد بن عبد اللہ بن یزید الحزنی جس کی سند سے یہ روایت حاکم نے نقل کی ہے۔ دجال اور سخت جھوٹا ہے۔“

یحییٰ بن معین اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ ”لَا أَصْلَ لَهُ“ ”اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے“ بخاری کی رائے ہے اِنَّهُ مَنْكُرٌ، وَلَيْسَ لَهُ وَجْهٌ صَحِيحٌ۔ ”یہ منکر روایت ہے اور اس کی نقل کا کوئی طریقہ بھی صحیح نہیں ہے“ نووی اور جزری اس کو موضوع کہتے ہیں۔ ابن دینق العید کے نزدیک بھی یہ ثابت نہیں ہے۔ ابن جوزی نے مفصل بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ”أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ“ والی روایت جتنے طریقوں سے بھی مروی ہوئی ہے سب کے سب موضوع ہیں۔

لائق اعتناء بات

لائق غور بات یہ ہے کہ جس حدیث کا سند کے اعتبار سے یہ حال ہو اس پر اتنے بڑے فیصلے کی بنا رکھ دینا کہاں تک درست ہو سکتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے دین کے احکام صرف حضرت علیؑ کے واسطے سے حاصل کریں گے اور دوسرے صحابہ کو حصول علم کا ذریعہ سرے سے مانیں گے ہی نہیں؟ ظاہر ہے یہ کوئی معمولی فیصلہ نہیں ہے۔ قرآن مجید کے بعد ہمارے لیے ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ اگر کوئی ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے اور صحابہ کرامؓ وہ ذریعہ ہیں جن کے واسطے سے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ حضور ﷺ نے زندگی کے مختلف حالات میں کیا رہنمائی فرمائی ہے۔ اب اگر ہم اس حدیث پر اعتماد کر کے اس علم کے لیے صرف ایک سیدنا علیؑ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر انحصار کر لیں تو لامحالہ ہمیں علم کے اس بڑے حصے سے محروم

۱۔ مستدرک کے ذیلی حاشیہ پر ذہبی کی تخصیص ہے وہاں یہ عبارت منقول ہے۔ المستدرک ج ۳ ص ۱۲۶-۱۲۷ کے ذیلی حاشیہ پر ذہبی کی یہ رائے ابو الصلت لا والله لائقة ولا مامون مرقوم ہے۔

ہونا پڑے گا جو دوسرے صحابہ کے ذریعے سے منقول ہوا ہے۔ کیا عقل یہ مطالبہ نہیں کرتی کہ اتنا بڑا فیصلہ کرنے کے لیے حضور ﷺ کا ارشاد ہم کو اس حدیث کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی اور مستند و معتبر ذریعہ سے پہنچنا چاہیے تھا؟ بلکہ اسے تو بہت سی صحیح اور مضبوط سندوں سے مروی ہونا چاہیے تھا، یہاں تک کہ اس کی صحت میں کسی شک کی گنجائش باقی نہ رہتی؟

ظاہری الفاظ سے مترشح مفہوم لینے کی قباحت

اب دیکھیے کہ اگر اس حدیث کا وہی مفہوم لیا جائے جو اس کے ظاہر الفاظ سے مترشح ہوتا ہے تو وہ نبی ﷺ کے بہ کثرت ارشادات سے اور آپ کی زندگی بھر کے عمل سے کس طرح ٹکراتا ہے۔ حضور ﷺ نے بہت سے صحابہ کو اپنی حیات طیبہ میں فوج کا افسر بنا کر مہمات پر بھیجا۔ مملکت اسلامیہ کے مختلف علاقوں پر عامل مقرر کیا۔ تحصیل صدقات کے منصب پر مامور کیا۔ نماز پڑھانے کی خدمت سپرد کی۔ تعلیم اور تبلیغ کے لیے اطراف و نواحی میں روانہ فرمایا۔ یہ تاریخی حقائق ہیں جن سے انکار کرنا کسی کے لیے ممکن نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب خدمات کیا علم دین کے بغیر ہی انجام دی جاتی تھیں؟ یا یہ سارے صحابہ رسول اللہ ﷺ کے نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے؟ اگر یہ دونوں باتیں غلط ہیں تو پھر صحیح بات صرف یہی ہو سکتی ہے کہ ان صحابہ نے ”مدینۃ العلم“ یا ”دار الحکمة“ سے براہ راست علم و حکمت کی تعلیم حاصل کی تھی اور یہ سب بھی حضرت علی کی طرح شہر علم اور دار حکمت کے دروازے تھے۔

پھر جس شخص نے بھی سیرت پاک کا کبھی مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ نبوت کے منصب پر سرفراز ہونے کے بعد سے حیات دنیوی کی آخری ساعت تک حضور براہ راست خود دین کی تعلیم و تبلیغ فرماتے رہے اور جو لوگ بھی دین کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے تھے، وہ بلا واسطہ حضور ﷺ ہی سے پوچھتے اور جواب حاصل کرتے رہے۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ حضور ﷺ کو خدا کی طرف سے جو احکام پہنچے ہوں وہ آپ نے صرف حضرت علی کو بتائے ہوں اور دنیا تک انہیں پہنچانے کی خدمت تنہا حضرت علی نے انجام دی ہو؟ یا کوئی شخص حضور ﷺ سے دین کی کوئی بات پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ علی سے جا کر پوچھو، یا علی کے توسط سے میرے پاس آؤ؟ اگر نبوت کی ۲۳ سالہ زندگی میں کبھی ایسا نہیں ہوا تو آخر اس قول کا کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ مدینۃ العلم کا صرف ایک دروازہ ہے اور وہ حضرت علی ہیں؟

خود حاکم جنہوں نے اس حدیث کو بڑے زور سے صحیح قرار دیا ہے، اپنی مستدرک میں ہزاروں حدیثیں دوسرے صحابہ سے نقل کرتے ہیں، اور ان میں سے بہ کثرت احادیث ایسی ہیں جن کی ہم معنی کوئی حدیث حضرت علی سے ان کی کتاب میں منقول نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر حاکم کے نزدیک یہ حدیث صحیح تھی اور مدینۃ العلم تک پہنچنے کا دروازہ صرف ایک ہی تھا تو یہ دوسرے بہت سے دروازے کہاں سے پیدا ہو گئے اور وہ کیوں ان پر گئے؟

حضرت علی کا اپنا دعویٰ بھی یہ نہیں تھا کہ انہیں حضور نے کوئی ایسا علم دیا تھا جو دوسروں کو نہ دیا ہو۔ بخاری، مسلم، اور مسند احمد میں صحیح سندوں کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ حضرت علی نے بار بار برسر عام ان لوگوں کے خیال کی تردید فرمائی تھی جو ایسا سمجھتے تھے۔ آپ نے اپنی تلوار کے پرتلے سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکال کر لوگوں کو دکھایا تھا کہ اس کے سوا کوئی خاص چیز

ایسی نہیں ہے جو میں نے حضور سے سُن کر ثبت کی ہو۔ اور اُس پُرزے میں صرف چار پانچ فقہی احکام تھے۔ مسند احمد میں ۱۳ مختلف سندوں سے حضرت علیؑ کا یہ ارشاد منقول ہوا ہے۔ ان سب روایتوں کو جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ممدوح نے متعدد مواقع پر عوام کی اس غلط فہمی کو خود رفع فرمایا تھا کہ نبی ﷺ اپنے داماد کو راز میں دین کے کچھ اسرار تعلیم فرما گئے ہیں، جو دوسروں کو آپ نے نہیں بتائے۔ بہت سے لوگوں نے آنجناب کی اپنی زبان سے اس باطل خیال کی تردید سنی۔ اور یہ تردید اتنی مختلف سندوں سے محدثین کو پہنچی کہ اس کی صحت میں مشکل ہی سے شک کیا جاسکتا ہے!

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَافِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ قُلْتُ: وَمَافِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَكَ الْآسِيرُ. وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔ (۱۴)

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آیا آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ (یعنی لکھی ہوئی کوئی چیز ہے) انہوں نے جواب دیا کہ کتاب اللہ کے سوا ہمارے پاس تو اور کوئی کتاب نہیں ہے یا پھر وہ فہم ہے جو ایک مسلمان کو عطا کیا جاتا ہے یا پھر یہ صحیفہ ہے۔ میں نے عرض کیا یہ صحیفہ کیسا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اس میں دیت کا ضابطہ اور قیدیوں کی رہائی کے چند احکام ہیں۔ نیز یہ کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے۔

۱۳۰۔ اس کے بعد جب ہم ان بہت سی احادیث کو دیکھتے ہیں جو دوسرے صحابہؓ کے متعلق نبی ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ حدیث ان سب کے خلاف ہے۔ مسند احمد اور ترمذی کی روایت ہے کہ حضور نے زید بن ثابتؓ کے متعلق فرمایا أَفْرَضُهُمْ "یعنی صحابہ میں علم میراث کے وہ سب سے بڑے ماہر ہیں۔" معاذ بن جبل کے متعلق فرمایا أَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ۔ "حلال و حرام کو وہ سب سے زیادہ جانتے ہیں۔" ابی بن کعب کے متعلق فرمایا أَفْرَوْهُمْ۔ "قرآن کے سب سے بڑے قاری ہیں۔"

تخریج: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ، نَاحِمِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ دَاوُدَ الْعَطَّارِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللَّهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَفْرَوْهُمْ أَبِي بْنُ كَعْبٍ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔ (۱۵)

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا سب سے زیادہ رحم و مہربانی کرنے والا شخص ابو بکرؓ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت آدمی عمرؓ ہے اور سب سے زیادہ شرم و حیا کرنے والا عثمانؓ ہے اور حلال و حرام کو سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبلؓ ہے اور علم میراث کے سب سے بڑے ماہر زید بن ثابتؓ ہیں اور قرآن پاک کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعبؓ ہیں اور ہر امت میں ایک امین ہے۔ اس امت کا امین (نہایت امانتدار) ابوبکرؓ بن الجراح ہے۔“

۱۳۱۔ مسند احمد میں خود حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَأَمَرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ - ”اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو بلا مشورہ امیر بنانے والا ہوتا تو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) کو بناتا۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو سَعِيدٍ ثَنَا إِسْرَائِيلُ، ثَنَا أَبُو سَحَاقٍ عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ قُلْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا دُونَ مَشُورَةِ الْمُؤْمِنِينَ لَأَمَرْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ - (۱۶)۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ. عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ اسْتَخَلَفْتُ أَحَدًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَأَسْتَخَلَفْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ - (۱۷)۔

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ الْأَعْمَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَأَمَرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ - (۱۸)۔

۱۳۲۔ ترمذی میں حضرت خذیفہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: لَا أَدْرِي مَا بَقَائِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔

”میں نہیں جانتا کہ میں کب تک تمہارے درمیان رہوں گا۔ تم میرے بعد ان دو آدمیوں کی پیروی کرنا، ابو بکرؓ اور عمرؓ کی۔“

تخریج: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِالْأَمْرِيِّ، نَاوَكَيْعٌ عَنْ سَالِمِ أَبِي الْعَلَاءِ الْمُرَارِيِّ عَنْ عُمَرَ وَبْنِ هَرَمٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُدَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَدْرِي مَا بَقَائِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ - (۱۹)۔

۱۳۳۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ - فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَابُوبَكْرٍ وَعُمَرُ۔

اللَّهُ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِيه يَا ابْنَ الْخَطَابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ - (۲۲)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص کے بیٹے نے بیان کیا کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ عمر بن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی۔ اس وقت حضور کی خدمت میں قریش کی کچھ خواتین حاضر تھیں اور آپ سے بے تکلف باتیں کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں حضور کی آواز سے بلند سنائی دیتی تھیں۔ حضرت عمر کو آپ نے اندر آنے کی اجازت دے دی اور جو نبی وہ اندر داخل ہوئے ان خواتین نے دوڑ کر اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیں۔ حضور نے یہ صورت حال دیکھ کر ہنس دیے۔ حضرت عمر نے عرض کیا کہ خدا کرے آپ ہمیشہ ہنستے مسکراتے ہی رہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ ”یہ میرے پاس جو قریش کی عورتیں بیٹھی تھیں میں ان کی حرکت پر تیراں ہوں جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً پردہ کرنے کے لیے لپکیں۔“ یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ وہ آپ سے ڈریں۔ اس کے بعد عمر نے روئے سخن ان کی طرف کر کے فرمایا: ”اپنی جان کی دشمنو! کیا مجھ سے ڈرتی ہو، اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔“ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم تم سے ڈرتی ہیں کیونکہ تم رسول اللہ ﷺ کی بہ نسبت سخت کلام اور سخت گیر آدمی ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جس راستے میں بھی شیطان کی تجھ سے ٹڈ بھیسڑ ہو جاتی ہے، اس کو چھوڑ کر وہ کسی ایسے راستے پر چلا جاتا ہے جہاں تو اس کے سامنے نہ ہو۔“

۱۳۶۔ ابوداؤد میں حضرت ابو ذرؓ کا ارشاد روایت کرتے ہیں کہ: إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ۔

”اللہ نے حق عمرؓ کی زبان پر رکھ دیا ہے۔ اسی کے مطابق وہ بات کرتا ہے۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، ثَنَا زُهَيْرٌ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ غَضِيفِ بْنِ الْحَرِثِ. عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ - (۲۳)

ترجمہ: حضرت ابو ذرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق عمرؓ کی زبان پر رکھ دیا ہے، اسی کے مطابق وہ بات کرتا ہے۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَائِدٍ، ثَنَا الْوَلِيدُ، ثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنِي فِيمَا حَدَّثَنَا ابْنُ لَعْدِيٍّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيُّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ: إِنَّ مَنْ سَأَلَ عَنْ مَوَاضِعِ الْفَيْءِ فَهُوَ مَا حَكَمَ فِيهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَأَاهُ الْمُؤْمِنُونَ عَدْلًا مُوَافِقًا لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ جَعَلَ اللَّهُ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ الخ - (۲۴)

ترجمہ: عمر بن عبدالعزیز نے (اپنے کسی عامل کو لکھا) کہ جو فئے کے مصارف کے بارے میں پوچھے تو اسے حضرت عمر بن الخطابؓ

کے فیصلوں سے آگاہ کر دیا جائے کیونکہ حضرت عمرؓ کے بارے میں اہل ایمان لوگوں کی رائے یہ ہے کہ وہ عدل و انصاف کرنے والے اور کتاب و سنت کے موافق فیصلہ کرنے والے ہیں۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے حق عمر بن خطاب کی زبان اور اس کے دل میں رکھ دیا ہے۔“

۱۳۷۔ بخاری و مسلم میں ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضورؐ نے فرمایا: رات میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور وہ چھوٹے بڑے کرتے پہنے ہوئے ہیں۔ کسی کا گرتا سینے تک ہے، کسی کا زیادہ نیچے تک، اور عمرؓ میرے سامنے پیش کیے گئے تو ان کا گرتا زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ حاضرین نے پوچھا کہ پھر حضور ﷺ نے اس کی کیا تاویل فرمائی؟ ارشاد ہوا کہ گرتے سے مراد دین ہے۔

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، ثنا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ بِنِ شَهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو أَمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنِيفٍ. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: بَيْنَ أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَهُ قَالُوا: فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الْدِّينَ. (۲۵)

مسلم نے غرضوا علی کی جگہ يعرضون علی اور غرض علی عمر کی جگہ مر عمر بن الخطاب وعلیه قميص یجره تمل کیا ہے۔

یہ روایات تو دوسرے صحابہؓ کی ہیں۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو نہایت صحیح اور معتبر روایتیں کتب حدیث میں وارد ہوئی ہیں وہ ملاحظہ ہوں:

۱۳۸۔ بخاری میں حضرت علیؓ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا کہ نبی ﷺ کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا، ابوبکرؓ۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کون؟ فرمایا عمرؓ۔ اس کے بعد مجھے اندیشہ ہوا کہ میں پھر یہی سوال کروں گا تو کہہ دیں گے عثمانؓ۔ اس لیے میں نے پوچھا، ان کے بعد کیا آپ ہیں؟ فرمایا: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ ”میں کچھ نہیں ہوں مگر بس مسلمانوں میں سے ایک آدمی۔“ یہ جواب ٹھیک اس بلند اور پاکیزہ سیرت کے مطابق ہے جو سیدنا علیؓ کی تھی۔ اُن جیسے عالی ظرف انسان کا یہی مقام تھا کہ اپنے مرتبے کی فضیلت بیان کرنے سے اجتناب فرماتے اور اپنی ذات کو عام مسلمانوں کی صف ہی میں رکھتے۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَنَا سُفْيَانُ، ثنا جَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ، ثنا أَبُو يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أَيْ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ. قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ. وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. (۲۶)

۱۳۹۔ مسند احمد میں امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ (اور یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے) ان کے والد سیدنا علیؓ نے بیان کیا: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ يَا عَلِيُّ هَذَا سَيِّدَا كَهَوْلِ أَهْلِ

الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّينَ الْمُرْسَلِينَ۔" میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا، اتنے میں ابو بکرؓ اور عمرؓ سامنے سے آتے نظر آئے۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا: اے علیؓ! یہ دونوں پیغمبروں کے بعد تمام کن رسیدہ اور جوان اہل جنت کے سردار ہیں۔" (مسند احمد)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةِ الْوَاسِطِيِّ، ثنا عَمْرُو بْنُ يُونُسَ يَعْنِي الْيَمَامِيَّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْيَمَامِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَسَنِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: يَا عَلِيُّ هَذَا سَيِّدَا كَهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ۔ (۲۷)

ترندی نے بروایت حارث عن علی مندرجہ ذیل الفاظ بیان کیے ہیں:

(۲) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كَهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَا خَلَا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرُهُمَا يَا عَلِيُّ۔ (۲۸)

ایک روایت میں ماخلاً کی جگہ الّا بھی آیا ہے۔

ابن ماجہ نے لَا تُخْبِرُهُمَا يَا عَلِيُّ کے ساتھ مَاذَا مَا حَيِّنَ بھی نقل کیا ہے۔

۱۴۰۔ ایک اور حدیث جو مسند احمد، بزار اور طبرانی میں حضرت علیؓ سے بسند صحیح منقول ہوئی ہے، یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضورؐ کے بعد کون امیر ہوگا؟ آپؐ نے جواب دیا: اِنْ تَوَقَّرُوا اَبَا بَكْرٍ تَجِدُوهُ اَمِيْنَا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا اِلَى الْاٰخِرَةِ، وَاِنْ تَوَقَّرُوا عُمَرَ تَجِدُوهُ قَوِيًّا اَمِيْنَا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةً لَّا تَمُ، وَاِنْ تَوَقَّرُوا عَلِيًّا وَلَا اَرَ اَكُم فَاَعْلِيْنَ، تَجِدُوهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُ بِكُمْ الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ "اگر تم ابو بکرؓ کو امیر بناؤ گے تو اسے امین، دنیا کے معاملہ میں زاہد اور آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر عمرؓ کو امیر بناؤ گے تو اسے طاقتور، امین، اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہ کرنے والا پاؤ گے، اور اگر علیؓ کو امیر بناؤ گے، اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو اسے ہادی و مہدی پاؤ گے۔ جو تم کو سیدھے راستے پر چلائے گا۔" (مسند احمد)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا أسودُ بنُ عامرٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بنُ أَبِي جَعْفَرٍ يَعْنِي الْفَرَاءَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يَشِيْعَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ يُؤَمِّرُ بَعْدَكَ؟ قَالَ: اِنْ تَوَقَّرُوا اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَجِدُوهُ اَمِيْنَا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ، وَاِنْ تَوَقَّرُوا عُمَرَ تَجِدُوهُ قَوِيًّا اَمِيْنَا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةً لَّا تَمُ، وَاِنْ تَوَقَّرُوا عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَا اَرَ اَكُم فَاَعْلِيْنَ تَجِدُوهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُ بِكُمْ الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ (۲۹)

۱۴۱۔ اسی مسند احمد میں ۲۶ صحیح سندوں سے یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک تقریر میں برسر منبر صاف صاف فرمایا کہ نبی ﷺ کے بعد امت کے بہترین آدمی ابو بکرؓ ہیں اور ان کے بعد عمرؓ۔ ان روایات میں سے اکثر کے تمام راوی ثقہ ہیں اور کسی پر کوئی جرح نہیں ہے۔ ۲۳ روایتیں فن حدیث کے لحاظ سے صحیح اور ۲ حسن ہیں۔ صرف ایک ضعیف ہے۔ ان میں سے

۱۲ کے راوی حضرت ابو جحیفہ صحابی ہیں جو حضرت علیؑ کے دور حکومت میں پولیس اور بیت المال کے افسر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے دورانِ تقریر میں سوال کیا کہ جانتے ہو، نبی ﷺ کے بعد اس امت کا سب سے بہتر انسان کون ہے؟ میں نے عرض کیا: امیر المؤمنین آپ ہیں۔ فرمایا: نہیں حضور ﷺ کے بعد اس امت کے بہترین انسان ابو بکرؓ ہیں اور ان کے بعد عمرؓ۔“ ایک اور راوی عبد خیر ہمدانی ہیں جن تک ۱۳ روایتوں کا سلسلہ پہنچتا ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے حضرت علیؑ کا یہ ارشاد خود ان کی زبان سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا ”میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے اس کو خود ان کی زبان سے نہ سنا ہو۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، ثنا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الدِّيَّانِ. حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ أَبِي مِنْ شُرْطِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ تَحْتَ الْمِنْبَرِ فَحَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَعْنِي عَلِيًّا فَحَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى وَاتَّسَى عَلَيْهِ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَالثَّانِي عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. (۳۰)

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنبَانَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي الْغَدَانِي الْأَشْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو جُحَيْفَةَ الَّذِي كَانَ عَلِيٌّ يُسَمِّيهِ وَهَبَ الْخَيْرِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ يَا أَبَا جُحَيْفَةَ! الْإِخْبَرُكَ بِأَفْضَلِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: وَلَمْ أَكُنْ أَرَى أَنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبَعْدَهُمَا آخِرُ ثَالِثٌ وَلَمْ يُسَمِّهِ. (۳۱)

ترجمہ: حضرت علیؑ نے فرمایا۔ ”اے ابو جحیفہ! کیا میں تجھے نبی ﷺ کے بعد اس امت کا سب سے بہترین آدمی نہ بتاؤں؟“ میں نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیں، تو انہوں نے فرمایا مجھے ان سے افضل آدمی نظر نہیں آیا۔ فرمایا: اس امت کے نبی یعنی نبی ﷺ کے بعد اس امت کا افضل آدمی ابو بکرؓ ہیں۔ اور ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں اور ان دونوں کے علاوہ ایک اور تیسرا ہے۔ اس کا انہوں نے نام نہیں لیا۔

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ بِمَكَّةَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الطَّنَافِسِيِّ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ الْبَجَلِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَهَبِ السُّوَالِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ فَقُلْتُ: أَنْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: لَا، خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَا نُبَعْدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. (۳۲)

ترجمہ: حضرت وہب سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے خطاب فرمایا اور پوچھا کہ نبی (رسول اللہ ﷺ) کے بعد اس امت کا سب سے بہترین آدمی کون ہے؟ تو میں نے جواب میں عرض کیا آپ ہی ہیں اے امیر المؤمنین! فرمایا نہیں، نبی ﷺ کے بعد اس امت کا بہترین آدمی ابو بکرؓ پھر عمرؓ ہیں۔ ہم لوگ اس بات کو بعید نہیں سمجھتے کہ سکینت عمرؓ کی زبان سے بولتی ہو۔

— ایک روایت میں أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ کے الفاظ ہیں۔

۱۴۲۔ ایک اور راوی ابراہیم نخعی ہیں جو کہتے ہیں کہ علقمہ نے زکوفی کی مسجد کے منبر پر ہاتھ مار کر کہا کہ اس منبر پر میں نے حضرت علیؑ کو خطبے میں یہ فرماتے سنا ہے کہ خَيْرُ النَّاسِ كَانَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

۱۴۳۔ تہنقی اور مسند احمد میں حضرت علیؑ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ۔ ”ہم لوگ اس بات کو بعید نہیں سمجھتے کہ سکینت عمرؓ کی زبان سے بولتی ہو۔“

۱۴۴۔ بخاری و مسلم اور مسند احمد میں ابن عباس کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہو گیا اور آپ کو غسل دینے کے لیے تختے پر لاکر رکھا گیا تو چاروں طرف لوگ کھڑے ہوئے ان کے حق میں دعائے خیر کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص پیچھے سے میرے شانے پر کہنی ٹیک کر جھکا اور کہنے لگا: ”اللہ تم پر رحمت فرمائے، تمہارے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق میرے دل میں یہ تمنا ہو کہ میں اس کا سانامہ اعمال لے کر اپنے اللہ کے حضور حاضر ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تم کو ضرور اپنے دونوں رفیقوں (رسول اکرم ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ) کے ساتھ ہی رکھے گا کیونکہ میں اکثر حضور ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ فلاں جگہ میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ تھے۔ فلاں کام میں نے اور ابو بکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ فلاں جگہ میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ گئے۔ فلاں جگہ سے میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ نکلے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ علیؑ بن ابی طالب تھے۔“

تشریح: اب غور طلب بات یہ ہے کہ اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ اگر صحیح ہے اور وہی کچھ اس کا مطلب ہے جو اس سے لیا جاتا ہے تو آخر اتنی کثیر التعداد احادیث کے متعلق کیا کہا جائے گا جو دوسرے صحابہ کرام کے متعلق اس سے بہت زیادہ قوی اور معتبر سندوں کے ساتھ وارد ہوئی ہیں؟ کس دلیل سے اس کمزور اور نہایت مشتبہ سند کی حدیث کے مقابلے میں ان سب کو جھٹلایا جائے گا؟ اور اگر انہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا تو ان کی کیا ایسی تاویل کی جائے گی جس سے حضرت علیؑ مدینۃ العلم کے باب واحد بھی رہیں اور پھر دوسرے صحابہ کے متعلق نبی ﷺ کے اور خود علیؑ کے یہ ارشادات بھی سچے قرار پائیں؟ میں عرض کرتا ہوں کہ اول تو سیدنا علیؑ کرم اللہ وجہہ کی شان میں صحیح اور معتبر حدیثوں کی کمی نہیں ہے کہ خواہ مخواہ ایک ایسی حدیث ان کے حق میں لانے کی کوشش کی جائے جو سند کے لحاظ سے ضعیف کے مرتبے سے بھی گری ہوئی ہے۔ تاہم اگر کسی کو اس کی صحت پر اصرار ہی ہو تو اس کا یہ حصہ بالکل غلط ہے کہ ”جس کو اس شہر میں آنا ہو وہ اس دروازے سے آئے۔“ کیونکہ یہ حضورؐ کے بہت سے ارشادات اور آپؐ کی زندگی بھر کے عمل کے خلاف ہے اور حضرت علیؑ کے اپنے ارشادات سے بھی ٹکراتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کے پہلے حصے یعنی اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا كَوَصِيحٍ مانا جاسکتا ہے اور وہ بھی اس معنی میں نہیں کہ اس شہر کا صرف ایک ہی دروازہ ہے اور وہ علیؑ ہے، بلکہ اس معنی میں کہ اس شہر کے دروازوں میں سے ایک دروازہ علیؑ ہے۔ یہ معنی حق بھی ہیں اور حضورؐ کے دوسرے اقوال اور آپؐ کے عمل سے مطابقت بھی رکھتے ہیں۔ (رسائل و مسائل سوم، چند مزید اعتراضات: حدیث انا...)

۱۔ ان روایات کے لیے ملاحظہ ہو مسند احمد، احادیث نمبر ۸۳۷۲۸۳۳-۸۳۷۲۸۳۴-۸۳۷۲۸۳۵-۸۳۷۲۸۳۶-۸۳۷۲۸۳۷-۸۳۷۲۸۳۸-۸۳۷۲۸۳۹-۸۳۷۲۸۴۰-۸۳۷۲۸۴۱-۸۳۷۲۸۴۲-۸۳۷۲۸۴۳-۸۳۷۲۸۴۴-۸۳۷۲۸۴۵-۸۳۷۲۸۴۶-۸۳۷۲۸۴۷-۸۳۷۲۸۴۸-۸۳۷۲۸۴۹-۸۳۷۲۸۵۰-۸۳۷۲۸۵۱-۸۳۷۲۸۵۲-۸۳۷۲۸۵۳-۸۳۷۲۸۵۴-۸۳۷۲۸۵۵-۸۳۷۲۸۵۶-۸۳۷۲۸۵۷-۸۳۷۲۸۵۸-۸۳۷۲۸۵۹-۸۳۷۲۸۶۰۔

تخریج: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، ثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي حُسَيْنِ الْمَكِّيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَا اللَّهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدَّوْضِعَ عَلَيَّ سَرِيرُهُ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدَّوْضِعَ مِرْفَقُهُ عَلَيَّ مِنْكِبِي يَقُولُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ أَنْ كُنْتُ لَارْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبِيكَ لِأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنْ كُنْتُ لَارْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَهُمَا فَالْتَفْتُ فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ - (۳۳)

واقعہ قرطاس کی تحقیق

۱۴۵۔ ذَرُونِي فَأَلِدِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ. قَوْمُوا عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ۔
”مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ، میرے پاس جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ نِ الْأَحْوَالِ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: يَوْمَ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمَ الْخَمِيسِ؟ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَ دَمْعُهُ الْحَصَى، قُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمَ الْخَمِيسِ؟ قَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِكَتْفٍ، أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا۔

فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازُعٍ، فَقَالُوا: مَا لَهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهَمُوهُ، فَقَالَ: ذَرُونِي الَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ (تَدْعُونِي) فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ، فَقَالَ: أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مِمَّا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ وَالثَّلَاثَةُ، أَمَا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَأَمَا أَنْ قَالَهَا فَتَسِيئَتُهَا قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ - (۳۴)

ترجمہ: سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو فرماتے سنا: جمعرات کا دن، ہائے جمعرات کا دن! کس قدر مصیبت کا دن ہے۔ یہ کہہ کر آپ اتار روئے کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا اے ابوالعباس! یہ جمعرات کے دن کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس دن نبی کریم ﷺ کے مرض نے انتہائی شدت اختیار کر لی تھی اور آپ نے فرمایا تھا: کوئی کاغذ لاؤ۔ میں تم کو ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

آپ کا یہ ارشاد سن کر حاضرین میں باہم اختلاف ہو گیا حالانکہ نبی کریم ﷺ کے حضور جھگڑنا مناسب نہیں تھا۔ کچھ لوگ کہنے لگے کہ آپ سے پھر دریافت کر لو۔ کہیں یہ بات آپ نے غلبہ مرض کی حالت میں گھبراہٹ میں نہ فرمائی ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا: مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو،

میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے تین باتوں کا حکم دیا: (۱) یہ کہ جزیرۃ العرب سے مشرکوں کو نکال دیا جائے۔
(۲) اور مہمانوں کی اس طرح خاطر مدارت کرو جس طرح میں کرتا ہوں اور تیسری بات یا تو آپ نے فرمائی نہیں یا فرمائی
تو میں بھول گیا۔

تشریح: اس واقعہ کے متعلق امام بخاری نے کتاب العلم، کتاب الجزیہ اور کتاب المغازم میں، امام
مسلم نے کتاب الوصیۃ میں اور امام احمد نے مسند ابن عباس میں متعدد روایات مختلف سندوں سے نقل کی ہیں جن کا
سلسلہ ابن عباس پر تمام ہوتا ہے۔ کسی دوسرے صحابی سے اس باب میں کوئی صریح روایت منقول نہیں ہوئی ہے۔ خلاصہ ان سب
روایات کا یہ کہ وفات سے چار روز پہلے جمعرات کے دن حضور نبی کریم ﷺ پر مرض کی شدید تکلیف طاری تھی، اور آخری
وقت قریب معلوم ہو رہا تھا۔ اس حالت میں آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ لکھنے کا سامان لاؤ، میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ
دوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ اس وقت گھر میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ اس وقت
تخت تکلیف میں ہیں۔ ہمارے پاس قرآن موجود ہے، اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے، اس پر اختلاف ہو گیا۔
بعض لوگوں نے کہا، نہیں، سامان کتابت لے آنا چاہیے تاکہ حضورؐ وہ چیز لکھوادیں جس کے بعد ہم گمراہ نہ ہو سکیں۔ اور بعض اصحاب
نے حضرت عمرؓ کے خیال کی تائید کی۔ کچھ اور لوگوں نے کہا کہ حضورؐ سے پھر دریافت کر لو، آپ واقعی کچھ لکھوانا چاہتے ہیں یا
یہ بات آپ نے غلبہ مرض کی وجہ سے گھبراہٹ میں فرمائی ہے۔ اس طرح بعض لوگ آپس میں بحث کرنے لگے۔ اور بعض
حضورؐ سے اس کا مدعا پوچھنے میں لگ گئے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا:

ذُرُونِي فَأَلَذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ. فَوُمُوا عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي
التَّزَاوُعُ.

”مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں جس حالت میں ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو،
میرے پاس سے اٹھ جاؤ، میرے پاس جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔“

اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ایک یہ کہ مشرکین کو جزیرۃ عرب سے
نکال دینا۔ دوسرے یہ کہ جو وفود باہر سے آئیں ان کی اسی طرح خاطر داری کرنا جس طرح میں کرتا تھا۔ اور تیسری بات یا تو
حضورؐ ہی کی زبان سے ادا نہ ہوئی، یا راوی سے فراموش ہو گئی۔ روایات اس باب میں بھی واضح نہیں ہیں کہ ابن عباسؓ نے
اس کو فراموش کیا یا بیچ کے کسی راوی نے۔

یہ ہے کل کائنات اس قصے کی۔ اگر کوئی سیدھے طریقے سے یہ بات سمجھنا چاہے تو اصل صورت معاملہ کے سمجھنے میں
کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی۔ اپنے محبوب ترین پیشوا اور رہبر کو دنیا سے رخصت ہوتے دیکھ کر سب لوگوں پر اضطراب کا

۱۔ اصل الفاظ ہیں۔ مَا شَأْنُهُ أَهْجَرُ؟ اسْتَفْهَمُوهُ۔ بعض لوگوں نے غلطی سے اَهْجَرُ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ تمام معتبر روایات میں اَهْجَرُ آیا ہے، یعنی
اس میں ہمزہ استنبہام کا ہے۔ اور اَهْجَرُ يَهْجُرُ کے معنی ہیں وہ باتیں جو مریض غلبہ مرض کی حالت میں گھبراہٹ کی وجہ سے یا بے حواسی کے عالم میں
کرتا ہے۔ نیز یہ قول کسی روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی طرف منسوب نہیں کیا گیا ہے بلکہ قالوا کے ساتھ منقول ہوا ہے۔ یعنی جو لوگ وہاں موجود تھے، ان
میں سے بعض نے یہ کہا۔

تفسیریم الاحادیث جلد دوم

عالم طاری تھا۔ مرض شدت پکڑ چکا تھا۔ سب کی آنکھوں کے سامنے حضور صحت کرب کی حالت میں مبتلا تھے۔ ابن عباس کا اپنا یہ حال تھا کہ اس واقعہ کے ساہا سال بعد ایک روز شاگردوں کے سامنے ان کی زبان پر جمعرات کا لفظ آیا اور یکا یک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ شاگردوں نے پوچھا، جمعرات کا کیا قصہ ہے جسے یاد کر کے آپ یوں بد حال ہوئے جا رہے ہیں۔ فرمایا: ”وہ دن آنحضرت ﷺ پر سخت تکلیف کا تھا“ اشتد بالنبی ﷺ وجعه“ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عین اس وقت جب کہ حضور پر یہ حالت طاری تھی۔ آپ کے جاں نثار خادموں پر کیا گزر رہی ہوگی۔ اس حالت میں قلم دوات منگوانے کے لیے حضور نے ارشاد فرمایا اور غرض یہ بیان فرمائی کہ ایسی کوئی چیز لکھوادیں جس سے امت بعد میں گمراہ نہ ہونے پائے۔ مرض کی شدت میں ممکن ہے کہ بات صاف بھی زبان مبارک سے ادا نہ ہوئی ہو۔ اسی وجہ سے بعض حاضرین کو شبہ ہوا کہ گھبراہٹ میں آپ نے کچھ فرمادیا ہے جسے پھر پوچھ کر تحقیق کرنا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع پر جو کچھ کہا، اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ حضور اس وقت سخت تکلیف میں مبتلا ہیں، اس حالت میں آپ امت کے لیے فکر مند ہو رہے ہیں اور کچھ لکھوانے کی زحمت اٹھانا چاہتے ہیں، تاکہ لوگ آپ کے بعد گمراہ نہ ہونے پائیں۔ لیکن اس وقت آپ کو یہ زحمت دینی مناسب نہیں ہے۔ امت کی ہدایت کے لیے قرآن موجود ہے۔ ان شاء اللہ وہی گمراہی سے بچانے کے لیے کافی ہوگا۔ ممکن ہے اس کے ساتھ حضرت عمرؓ کو یہ بھی اندیشہ ہوا ہو کہ اگر تحریر لکھواتے لکھواتے حضور کا وقت آن پورا ہوا، اور بات ادھوری رہ گئی تو کہیں وہ الٹی فتنے ہی کا موجب نہ بن جائے۔ بہر حال یہ بالکل فطری امر تھا کہ اس موقع پر کوئی علم اور ہدایت کی حرص میں اس بات کا طالب ہوا کہ حضور سے ضرور کچھ لکھوالیا جائے، اور کسی نے محبت کی وجہ سے بھی اور دراندیشی کی بنا پر بھی آپ کو یہ زحمت دینا مناسب نہ سمجھا، اور کوئی اس شک میں پڑ گیا کہ حضور کچھ لکھوانا ہی چاہتے ہیں یا شدت مرض کی وجہ سے گھبراہٹ میں کچھ فرما رہے ہیں۔ ان تینوں قسم کے لوگوں میں سے کسی کی بات بھی ایسے موقع پر نہ تو خلاف توقع ہی تھی اور نہ اسے نامناسب کہا جاسکتا ہے۔

اب رہ گئی یہ بات کہ حضور جو کچھ لکھوانا چاہتے تھے۔ آیا اس کی نوعیت عام نصائح کی تھی یا کسی ایسے اہم حکم کی، جسے ثبت کر دینا امت کی ہدایت کے لیے ضروری تھا، تو اس کا فیصلہ بعد کے واقعات نے خود ہی کر دیا۔ حضور اس واقعہ کے بعد بھی چار دن تک زندہ رہے۔ ان دنوں میں مرض کی شدت کا حال بھی یکساں نہیں رہا۔ اور اس زمانے وہی سب لوگ آپ کے پاس بیٹھے بھی نہیں رہے جو جمعرات کے دن اس وقت خاص پر موجود تھے، بلکہ اس مدت میں آپ کو مسجد نبوی میں تشریف لے جانے اور جماعت صحابہ سے خطاب کرنے کا موقع بھی ملا تھا۔ اگر واقعی کوئی اہم حکم ایسا ہوتا جسے ضبط تحریر میں لانا ضروری تھا تو حضور ان دنوں میں کسی وقت بھی اپنے کاتبوں میں سے یا خود اہل بیت میں سے کسی کو بلا کر لکھوا سکتے تھے۔ یا زبانی ارشاد فرما سکتے تھے۔ اس سے حضرت عمرؓ کے موقف کی صحت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ انہوں نے ٹھیک سمجھا تھا کہ شدت مرض میں امت کی فلاح کے لیے حضور فکر مند ہو رہے ہیں اور کچھ نصائح لکھوانا چاہتے ہیں، کسی بنیادی مسئلے کا فیصلہ لکھوانا اس حالت میں پیش نظر نہیں ہے۔ اس لیے اس تکلیف اور کرب کے عالم میں حضور کو یہ زحمت دینا ٹھیک نہیں، ہمیں قلم دوات لانے کے بجائے حضور کو یہ اطمینان دلانا چاہیے کہ آپ ہمارے لیے پریشان نہ ہوں، آپ اپنی امت کو وہ کتاب ہدایت دے کر جا رہے ہیں جو ان شاء اللہ اسے کبھی گمراہ نہ ہونے دے گی۔

آخر میں حضرت علیؑ کی بھی ایک روایت ملاحظہ فرمائی جائے، جسے مسند احمد میں نقل کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا بَكْرُ بْنُ عَيْسَى الرَّاسِبِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ الْفَضْلِ، ثنا نَعِيمُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَتِيَهُ بِطَبَقٍ يَكْتُبُ فِيهِ مَا لَا تَضِلُّ أُمَّتَهُ مِنْ بَعْدِهِ. قَالَ: فَخَشِيتُ أَنْ تَفُوتَنِي نَفْسُهُ، قَالَ: قُلْتُ إِنِّي أَحْفَظُ وَأَعْي، قَالَ أَوْصِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔ (مسند احمد)

”مکتب نبی ﷺ نے حکم دیا کہ شانے کی ایک ہڈی لے آؤں، تاکہ آپ اس میں ایک ایسی چیز لکھ دیں، جس سے آپ کی امت آپ کے بعد گمراہ نہ ہونے پائے۔ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کے لاتے لاتے آپ کی وفات نہ ہو جائے۔ اس لیے میں نے مرض کیا۔ آپ فرمائیں میں یاد رکھوں گا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: میں وصیت کرتا ہوں نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرنے کی اور ان غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی جو تمہاری ملک میں ہوں۔“ (رسائل و مسائل سوم: اخلاقی مسائل)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمَ الْخَمِيسِ؟ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ: ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا، فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازُعٍ فَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهَمُوهُ فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ فَقَالَ: دَعُونِي فَإِلَذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ: أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُمْ أُجِيزُهُمْ، وَسَكَّتْ عَنِ الثَّلَاثَةِ أَوْ قَالَ فَتَسِيَّتُهَا۔ (۳۵)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ابن عباس کی زبان پر جمعرات کا لفظ آیا (پوچھا) جمعرات کا کیا قصہ ہے؟ (انہوں نے بتایا) کہ اس روز رسول اللہ ﷺ پر سخت تکلیف تھی (اسی حالت میں) فرمایا: ”لاؤ میرے پاس (قلم و دوات) کہ میں تمہارے لیے ایسی چیز لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔“ (اس کا نتیجہ یہ ہوا) کہ سامعین میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ حالانکہ نبی ﷺ کے پاس جھگڑا مناسب نہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ سے ہی دریافت کر لیں کہ یہ بات آپ نے غلبہ مرض کی وجہ سے گھبراہٹ میں فرمائی ہے۔ اس طرح بعض لوگ حضور ﷺ سے اس کا مدعا پوچھنے لگے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں جس حالت میں ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو، اور آپ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ایک یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا۔ دوسرے یہ کہ جو وفد باہر سے آئیں ان کی اسی طرح خاطر داری کرنا جس طرح میں کرتا تھا اور تیسری بات یا تو حضور ہی نے بیان نہ فرمائی یا راوی نے کہا کہ میں بھول گیا۔

(۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عِنْدَ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ قَالَ بَعْضُهُمْ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ
الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ، فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرَّبُوا
يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْإِخْتِلَافَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَوْمُوا. فَكَانَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ الرِّزِيَّةَ كُلَّ الرِّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ لِإِخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ۔ (۳۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی موت کا وقت قریب تھا، اس وقت گھر میں کچھ لوگ
موجود تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لاؤ! میں تمہارے لیے ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔“ بعض لوگوں
نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر شدت درد و تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور خدا کی کتاب ہی ہمارے لیے
کافی ہے۔ گھر والوں یعنی گھر میں موجود لوگوں کی آراء مختلف ہو گئیں جس وجہ سے جھگڑے کی صورت پیدا ہو گئی۔ جس کے
نتیجہ میں کچھ حضرات کی رائے تھی کہ مطلوب چیز آپ کے قریب کر دو۔ آپ ایسی تحریر لکھ دیں کہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ
ہو گے۔ اور کچھ نے اس کے خلاف رائے دی۔ جب اختلاف رائے کی وجہ سے ہنگامہ کی صورت پیدا ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا ”سب اٹھ جاؤ“۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ ابن عباس کہا کرتے ہیں کہ شدت مرض کی وجہ سے انتہائی تکلیف تھی۔ اور
آپ کے کسی تحریر کا نہ لکھوانے کا باعث بھی ان کا اختلاف اور شور و غل ہی تھا۔

(۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قَالَ: ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ
لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ، قَالَ عُمَرُ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللَّهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوا
وَكَثُرَ اللَّغَطُ، قَالَ: قَوْمُوا عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ الرِّزِيَّةَ كُلَّ
الرِّزِيَّةِ. مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ وَبَيْنَ كِتَابِهِ۔ (۳۷)

ابو جہل کی بیٹی کو حضرت علیؑ کا پیغام نکاح

اس واقعہ کو امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور ابو ملیکہ نے حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس کی تائید
حضرت عبداللہ بن زبیر کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔ نیز ابو حنظلہ اور سوید بن عقلہ کی مرسل روایات بھی اس کی مؤید ہیں۔
امام بخاری نے کتاب فرض الخمس، کتاب فضائل اصحاب النبی اور کتاب النکاح میں۔ مسلم نے کتاب فضائل الصحابة
میں، ابوداؤد نے کتاب النکاح میں، ابن ماجہ نے بھی کتاب النکاح میں، ترمذی نے کتاب المناقب میں اور حاکم
نے کتاب معرفة الصحابة میں متعدد سندوں سے ان روایات کو نقل کیا ہے۔

تفصیل اس قصے کی یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب ابو جہل کا خاندان مسلمان ہو گیا تو حضرت علیؑ نے اس کی بیٹی سے
(جس کا نام کسی نے جویریہ، کسی نے عوراء، اور کسی نے جمیلہ بیان کیا ہے) نکاح کرنا چاہا۔ لڑکی کے خاندان والوں نے کہا کہ

ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی پر بیٹی نہ دیں گے، جب تک آپ سے پوچھ نہ لیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کا ذکر حضور سے کیا۔ ایک روایت کی رو سے خود حضرت علیؑ نے بھی اشارۃً کنیۃً حضور سے اجازت طلب کی اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے بھی ان باتوں کا چرچا سن لیا اور جا کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض کیا کہ ”آپ کی قوم کے لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی پروا نہیں ہے۔ دیکھیے یہ علیؑ ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنے والے ہیں۔“ اس پر حضور نے ایک خطبہ میں فرمایا:

۱۴۶۔ اِنَّ بِنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةَ اسْتَاذَنُونِي اَنْ يَنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ فَلَا اَذْنَ ثُمَّ لَا اَذْنَ، ثُمَّ لَا اَذْنَ اِلَّا اَنْ يُرِيْدَ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ اَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِيَ بِضْعَةٌ مِّنِّي، يُرِيْبُنِي مَا اَرَابَهَا وَيُوْذِنِي مَا اَذَاهَا۔

”بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اس بات کی اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی علیؑ ابن ابی طالب کے نکاح میں دیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا، نہیں دیتا، نہیں دیتا۔ اے یہ کہ ابو طالب کا بیٹا میری لڑکی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر لے۔ میری لڑکی میرا ٹکڑا ہے۔ جو کچھ اسے ناگوار ہوگا، وہ مجھے ناگوار ہوگا، اور جو چیز اسے تکلیف دے گی، وہ مجھے تکلیف دے گی۔“

تخریج: (۱) عَنْ أَبِي حَنْظَلَةَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنَّ عَلِيًّا خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ فَقَالَ لَهُ أَهْلُهَا لَا تَزَوِّجِكِ عَلِيَّ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّمَا فَاطِمَةٌ مُضْغَةٌ مِّنِّي فَمَنْ أَذَاهَا فَقَدْ أَذَانِي۔ (۳۸)

ترجمہ: ابو حنظلہ مکہ کے ایک آدمی ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ لڑکی کے خاندان والوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی پر بیٹی نہ دیں گے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا: ”فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے تکلیف دے گی وہ مجھے تکلیف دے گی۔“

(۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، اِنَّ بِنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةَ اسْتَاذَنُونِي فِي اَنْ يَنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ فَلَا اَذْنَ ثُمَّ لَا اَذْنَ اِلَّا اَنْ يُرِيْدَ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ اَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِيَ بِضْعَةٌ مِّنِّي يُرِيْبُنِي مَا اَرَابَهَا وَيُوْذِنِي مَا اَذَاهَا هَكَذَا۔ (۳۹)

(۳) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، ثنا بِنُ عِيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِي۔ (۴۰)

ترجمہ: حضرت مسور نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ میرا ٹکڑا ہے پس جس کسی نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔“

(۴) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ ابْنَ عَلِيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّي يُوْذِنُنِي مَا اَذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا انْصَبَهَا۔ (۴۱)

(هذا حديث حسن صحيح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے ابو جہل کی بیٹی کا ذکر کیا۔ یہ بات نبی ﷺ تک بھی پہنچ گئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے تکلیف دیتی اور باعثِ اذیت بنتی ہے، وہ میرے لیے بھی باعثِ اذیت ہے اور جو چیز اس کے لیے موجبِ کوفت ہوگی وہ میرے لیے بھی باعثِ کوفت ہوگی۔“

۱۴۷۔ وَإِنِّي لَسْتُ أَحْرَمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنَّ وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ أَبَدًا۔

”میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتا۔ مگر خدا کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔“

۱۴۸۔ (وفی رواية) إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تَفْتِنَ فِي دِينِهَا۔

(ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا) ”فاطمہ مجھ سے ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں اپنے دین کے معاملے میں فتنے میں نہ پڑ جائے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثَنَا أَبِي أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّوَلِيِّ، حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ، حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ لَقِيَهُ الْمَسُورُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ فَقُلْتُ لَهُ: لَا، فَقَالَ لَهُ: هَلْ أَنْتَ مُعْطَى سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَإِيْمُ اللَّهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لَا يَخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حَتَّى تُبَلِّغَ نَفْسِي أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ عَلِيٍّ فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخُطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مَنبَرِهِ هَذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ لِمُحْتَلِمٍ فَقَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تَفْتِنَ فِي دِينِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَتْنِي عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي وَإِنِّي لَسْتُ أَحْرَمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنَّ وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ أَبَدًا۔ (۵۲)

ترجمہ: ابن شہاب کا بیان ہے کہ علی بن حسین نے مجھ سے بیان کیا کہ شہادتِ حسین کے بعد جب ام یزید کے ہاں سے مدینہ واپس پہنچے تو مسور بن مخرمہ مجھ سے ملے اور انہوں نے کہا کہ آپ کی کوئی ضرورت و حاجت اگر میرے لائق ہو تو ارشاد فرمائیں۔ میں نے کہا کوئی ایسی حاجت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی شمشیر عنایت فرما سکتے ہیں؟ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ آپ پر غلبہ پالیں گے۔ (اور شمشیر رسالتاً چھین لیں گے) اگر آپ یہ مجھے عنایت فرمادیں تو میں تادمِ زیست اس کی حفاظت کروں گا اور کوئی شخص اسے مجھ سے نہ چھین سکے گا (اور مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ) علی بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؑ کی موجودگی میں ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا۔ میں (اس روز محترم تھا) نے

رسول اللہ ﷺ کو اسی منہ پر ارشاد فرماتے سنا کہ: ”بلاشبہ فاطمہ مجھ سے ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں اپنے دین کے معاملہ میں فتنے میں نہ پڑ جائے۔“ پھر آپ نے اپنے ایک داماد کا ذکر فرمایا جو بنی عبدالمطلب سے تھا، آپ نے اس کی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ اس نے مجھ سے جو بات کی اسے سچا کر دکھایا اور جو وعدہ مجھ سے کیا اسے پورا کیا۔ اور فرمایا کہ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کر رہا۔ مگر خدا کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔“

(۲) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ آتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي جَهْلٍ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشْهَدُ ثُمَّ قَالَ: أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةً مِنِّي وَإِنَّمَا أَكْرَهُ أَنْ يَفْتَنُوهَا وَإِنَّهَا وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا قَالَ فَتَرَكَ عَلِيُّ الْخُطْبَةَ - (۴۳)

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے ابو جہل کی بیٹی کے لیے پیغام نکاح دیا، جب کہ نبی ﷺ کی صاحبزادی ان کے نکاح میں پہلے سے موجود تھیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہ نے یہ بات سنی تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کے لوگ باتیں کرتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کی خاطر ناراض نہیں ہوتے۔ دیکھیے یہ علی، ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنے والے ہیں۔ حضرت مسور کا بیان ہے کہ اس پر حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا جس میں تشہد پڑھا پھر فرمایا کہ ”میں نے ابو العاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اس نے مجھ سے جو بات کی اسے سچا کر دکھایا۔ اور فاطمہ بنت محمد میرے جگر کا ٹکڑا ہے میں اس کے کسی آزمائش میں مبتلا ہونے کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ خدا کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور کا یہ خطبہ سن کر حضرت علی نے نکاح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔“

تشریح: اس واقعہ پر آدمی کو یہ شبہ لاحق ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی بہت سی شادیاں کیں اور عام لوگوں کو بھی چار تک بیویاں بیک وقت رکھنے کی اجازت دی۔ مگر خود اپنی بیٹی پر ایک سوکن کا آنا بھی آپ نے گوارا نہ کیا۔ سوکن کے آنے سے جو اذیت آپ کی بیٹی کو، اور بیٹی کی خاطر خود آپ کو ہو سکتی تھی، وہی اذیت دوسری عورتوں اور ان کے ماں باپ کو بھی تو لاحق ہوتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنے حق میں تو اسے برداشت نہ کیا اور دوسروں کے حق میں اسے جائز رکھا۔

بظاہر یہ ایک سخت اعتراض ہے اور معاملے کی سادہ صورت دیکھ کر آدمی بڑی الجھن میں پڑ جاتا ہے۔ لیکن تھوڑا سا غور کیا جائے، تو اس کی حقیقت سمجھ میں آ جاتی ہے۔ یہ بات ناقابل انکار ہے کہ ایک عورت کا شوہر اگر دوسری بیوی لے آئے تو اس عورت کو فطرۃ یہ ناگوار ہوتا ہے اور اس کے ماں باپ، بھائی بہن اور دوسرے رشتہ داروں کو بھی اس سے اذیت ہوتی ہے۔ شریعت نے ایک سے زیادہ نکاحوں کی اجازت اس مفروضے پر نہیں دی ہے کہ یہ چیز اس عورت کو اور اس کے

رشتہ داروں کو ناگوار نہیں ہوتی جس پر سوکن آئے۔ بلکہ اس امر واقعہ کو جانتے ہوئے شریعت نے اسے اس لیے حلال کیا ہے کہ دوسری اہم تر اجتماعی اور معاشرتی مصلحتیں اس کو جائز کرنے کی متقاضی ہیں۔ شریعت یہ بھی جانتی ہے کہ سوکنیں بہر حال سہیلیاں اور شوہر شریک بہنیں بن کر نہیں رہ سکتیں۔ ان کے درمیان کچھ نہ کچھ کشمکش اور چپقلش ضرور ہوگی۔ اور خانگی زندگی تلخیوں سے محفوظ نہ رہ سکے گی۔ لیکن یہ انفرادی قباحتیں اُس عظیم تر اجتماعی قباحت سے کم تر ہیں جو یک زوجی کو بطور قانون لازم کرنے سے پورے معاشرے میں پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے شریعت نے تعددِ اِزواج کو حلال قرار دیا ہے۔

اب دیکھیے کہ رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں کیا پیچیدگی واقع ہوئی ہے۔ شرعاً آپ کی بیٹی پر بھی سوکن لانا آپ کے داماد کے لیے حلال تھا۔ اسی لیے حضرت علیؑ نے ایسا کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اسی وجہ سے حضور ﷺ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ ان کے لیے یہ فعل حرام ہے۔ بلکہ آپ نے خود تصریح فرمائی کہ میں حلال کو حرام نہیں کرتا۔ لیکن یہاں حضور کی ایک ہی شخصیت میں دو مختلف حیثیتیں جمع تھیں۔ ایک حیثیت میں آپ انسان تھے اور فطرۃً یہ ممکن نہ تھا کہ آپ کی صاحبزادی کے گھر میں سوکن آنے سے جو تلخی پیدا ہو اس کا تھوڑا بہت اثر آپ کی طبیعت پر نہ پڑے۔ دوسری حیثیت میں آپ اللہ کے رسول تھے اور رسول کی حیثیت سے آپ کا مقام یہ تھا کہ آپ کے ساتھ اگر کسی شخص کے تعلقات خراب ہو جائیں اور کوئی شخص بھی آپ کے لیے موجبِ اذیت ہو جائے تو اس کے دین و ایمان کی بھی خیر نہ تھی۔ اسی وجہ سے حضور نے حضرت علیؑ کو اور بنی ہشام بن مغیرہ کو بھی اس کام سے روک دیا۔ کیونکہ اگرچہ شرعاً یہ حلال تھا مگر اس کے کرنے سے یہ اندیشہ تھا کہ یہ چیز حضرت علیؑ اور ان کی دوسری بیوی اور اس کے خاندان والوں کے ایمان اور ان کی عاقبت کو خطرے میں ڈال دے گی۔

ایک اور بات جس کا حضور نے اپنے خطبے میں ذکر فرمایا وہ یہ تھی کہ بنی ہشام بن مغیرہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بدترین دشمن رہ چکے تھے اور فتح مکہ کے بعد تازہ تازہ مسلمان ہوئے تھے۔ خود اس لڑکی کے باپ ابو جہل کے متعلق تو سب کو معلوم ہے کہ حضور کی دشمنی میں وہ تمام کفار سے بازی لے گیا تھا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ جنگِ بدر میں وہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا اور اس کا خاندان برسوں اس کے جذبہٴ انتقام میں تڑپتا رہا۔ اب اگرچہ یہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے، لیکن یہ تحقیق ہونا بھی باقی تھا کہ یہ قبولِ اسلام واقعی پورے اخلاص اور قلوب کی مکمل تبدیلی کا ثمرہ ہے، یا محض شکست کا نتیجہ۔ اس حالت میں اس خاندان کی لڑکی، اور وہ بھی خاص ابو جہل کی بیٹی کا اس گھر میں پہنچ جانا، جہاں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ملکہ بیت تھیں، بڑے فتنوں کا سبب بن سکتا تھا۔ ان لوگوں کی تالیفِ قلب تو کی جاسکتی تھی، اور کی بھی گئی، لیکن اسلام کے ساتھ ان کے تعلق کا حال جب تک ٹھیک ٹھیک معلوم نہ ہو جائے، انہیں عین خاندانِ رسالت میں گھسالا نا اور خود رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادی کے بالمقابل لاکھڑا کرنا سخت نامناسب اور پرخطر تھا۔ اس وجہ سے بھی حضور نے اس رشتے کو ناپسند فرمایا اور علی الاعلان کہا کہ خدا کے رسول کی بیٹی اور خدا کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ نیز اس بات کی طرف بھی آپ نے اشارہ فرمادیا کہ اس سے فاطمہؑ کے فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص کو اپنی بیاہ شادی کے معاملے میں (اگرچہ وہ بجائے خود حلال ہی سہی) ایسی آزادی نہیں دی جاسکتی جس سے ایک پوری ملت کے لیے فتنہ و شر کا خطرہ پیدا ہو جائے۔

بے شک یہاں یہ اعتراض اٹھ سکتا ہے کہ ابو جہل کے خاندان سے ابوسفیان کا خاندان اسلام کی عداوت میں کچھ کم نہ تھا، پھر اگر ابو جہل کے خاندان کی لڑکی کا خانوادہ رسالت میں آنا موجب فتنہ بن سکتا تھا تو ابوسفیان کی صاحبزادی (حضرت اُم حبیبہؓ) کا خود نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں شامل ہو جانا کیوں خطرے سے خالی تھا؟ لیکن دونوں کے حالات کا فرق نگاہ میں ہو تو یہ اعتراض آپ سے آپ ختم ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابو جہل کی لڑکی اور ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کا سرے سے کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ ابو جہل کی لڑکی اور اس کے چچا اور بھائی، سب کے سب فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے۔ ان کے بارے میں یہ امتحان ہونا ابھی باقی تھا کہ ان کا ایمان کس حد تک اخلاص پر مبنی ہے۔ اور کہاں تک اس میں شکست خوردگی کا اثر ہے۔ بخلاف اس کے حضرت اُم حبیبہؓ اس بڑے سے بڑے امتحان سے گزر کر جو اکابر صحابہ میں سے بھی کم ہی کسی کو پیش آیا تھا، اپنے کمال اخلاص اور اپنی صداقتِ ایمانی کا پورا ثبوت دے چکی تھیں۔ انہوں نے دین کی خاطر وہ قربانیاں کی تھیں، جن کی نظیر مشکل ہی سے کہیں اور نظر آ سکتی ہے۔ ذرا غور کیجیے، ابوسفیان کی بیٹی، ہند بنت عتبہ (مشہور ہند جگر خوار) کی لختِ جگر، جس کی پھوپھی وہ عورت تھی جسے قرآن میں حمالة الحطب کا خطاب دیا گیا ہے۔ جس کا نانا عتبہ بن ربیعہ نبی ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ اس خاندان سے اور اس ماحول سے نکل کر وہ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ سے بھی پہلے ایمان لاتی ہیں، اپنے شوہر کو مسلمان کرتی ہیں، خاندان والوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مہاجرین حبشہ کے ساتھ ہجرت کر جاتی ہیں۔ حبش جا کر شوہر عیسائی ہو جاتا ہے اور وہ دین کی خاطر اس کو بھی چھوڑ دیتی ہیں۔ غریب الوطنی کی حالت میں تنہا ایک چھوٹی سی بچی کے ساتھ رہ جاتی ہیں اور ان کے عزمِ ایمانی میں ذرہ برابر تزلزل نہیں آتا۔ کئی برس اس حالت میں جب گزر جاتے ہیں اور ایک بے سہارا خاتون دیار غیر میں ہر طرح کے مصائب جھیل کر یہ ثابت کر دیتی ہے کہ دین کو جس پائے کا خلوص، جس مرتبے کی اسیرت اور جس درجے کا کردار مطلوب ہے، وہ سب یہاں موجود ہے۔ تب نبی ﷺ کی نگاہ انتخاب ان پر پڑتی ہے۔ اور آپے حبش ہی میں ان کو نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں۔ غزوہ خیبر کے بعد وہ حبش سے واپس آ کر حرمِ نبوی میں داخل ہوتی ہیں۔ اس کے تھوڑی ہی مدت بعد قریش صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور ان کو اندیشہ ہوتا ہے کہ نبی ﷺ اب مکے پر چڑھائی کر دیں گے۔ اس موقع پر ابوسفیان صلح کی بات چیت کے لیے مدینے آتا ہے اور اس امید پر بیٹی کے ہاں پہنچتا ہے کہ اس کے ذریعہ صلح کی شرائط طے کرنے میں سہولت ہوگی۔ برسوں کی جدائی کے بعد پہلی مرتبہ باپ سے بیٹی کو ملنے کا موقع ملتا ہے۔ مگر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے فرش پر بیٹھنے کا ارادہ کرتا ہے تو بیٹی فوراً یہ کہہ کر فرش اٹھا لیتی ہے کہ رسول کے فرش پر ایک دشمنِ اسلام نہیں بیٹھ سکتا۔ ایسی خاتون کا خانوادہ رسالت میں داخل ہونا تو ہیرے کا ہار میں ٹھیک اپنی جگہ پالینا تھا۔ اس سے کسی فتنے کے رونا ہونے کا کوئی بعید تر امکان کیا، وہم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ البتہ اس لڑکی کا اس خاندان میں آنا ضرور فتنے کے امکانات اپنے اندر رکھتا تھا جسے اور جس کے خاندان کو صرف فتح نے اسلام میں داخل کیا تھا اور اسلام میں آئے ہوئے جس کو ابھی صرف چند مہینے ہی ہوئے تھے۔ اسی کے بارے میں یہ سوال ہو سکتا تھا کہ اسلام اور نبی ﷺ کی عداوت کے اثرات سے اس کا اور اس کے خاندان والوں کا دل پوری طرح پاک ہوا ہے یا نہیں۔

(رسائل و مسائل سوم: اختلافی مسائل)

قرآن وحدیث کی رو سے اہل بیت سے کیا مراد ہے؟

۱۴۹۔ تَسَالِنِي عَنْ رَجُلٍ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ وَكَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَتُهُ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْهِ... اللَّهُمَّ هَذَا أَهْلُ بَيْتِي فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرَّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا۔

”حضرت عائشہ سے ایک مرتبہ حضرت علیؑ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ”تم اس شخص کے متعلق پوچھتے ہو جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور جس کی بیوی حضورؐ کی وہ بیٹی تھی جو آپ کو سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔“ اس کے بعد انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ حضورؐ نے حضرت علیؑ اور فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا اور دعا فرمائی: ”خدا یا یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے گندگی کو دور کر دے اور انہیں پاک کر دے۔“ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ میں بھی تو آپ کے اہل بیت میں سے ہوں (مجھے بھی اس کپڑے میں داخل کر کے میرے حق میں دعا فرمائیے) حضورؐ نے فرمایا: ”تم الگ رہو، تم تو خیر ہو، ہی۔“

تشریح: اس سے ملتے جلتے مضمون کی بہ کثرت احادیث مسلم، ترمذی، احمد، ابن جریر، حاکم، بیہقی وغیرہ محدثین نے ابوسعید خدریؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت وائلہ بن اسقع اور بعض دوسرے صحابہؓ سے نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو اپنا اہل بیت قرار دیا۔ لہذا ان لوگوں کا خیال غلط ہے جو ان حضرات کو اس سے خارج ٹھہراتے ہیں۔ (چنانچہ) اگر کوئی یہ کہے کہ اہل بیت کا لفظ صرف ”ازواج“ کے لیے استعمال ہوا ہے اور اس میں دوسرا کوئی داخل نہیں ہو سکتا تو یہ بات غلط ہوگی۔ صرف یہی نہیں کہ ”گھر والوں“ کے لفظ میں آدمی کے سب اہل و عیال شامل ہوتے ہیں بلکہ نبی ﷺ نے خود اس کی تصریح فرمائی کہ وہ بھی شامل ہیں۔

تخریج: (۱) قَالَ بِنُ أَبِي حَاتِمٍ : حَدَّثَنَا أَبِي ، حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الْعَوَّامِ يَعْنِي ابْنَ حَوْشَبٍ ، عَنْ عَمِّ لَهْ قَالَ : دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلِيٍّ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنْ عَلِيٍّ فَقَالَتْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : تَسَالِنِي عَنْ رَجُلٍ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَتُهُ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْهِ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَا عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَأَلْفَى عَلَيْهِمْ ثَوْبًا ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ هَذَا أَهْلُ بَيْتِي ، فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرَّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا ، قَالَتْ : فَدَنَوْتُ مِنْهُمْ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ وَانَامِنُ أَهْلَ بَيْتِكَ فَقَالَ ﷺ تَنَحَّى فَإِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ۔ (۴۴)

(۲) حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَبْسِيُّ ثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ النَّهْدِيُّ ، ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ ، عَنْ أَبِي الْجَعْفَانِ ، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ ، قَالَ : دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلِيٍّ عَائِشَةَ فَسُئِلْتُ أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ : فَاطِمَةُ ، قِيلَ : فَمِنْ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ : زَوْجُهَا إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُهُ صَوَّامًا قَوَّامًا۔ (۴۵)

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.

ترجمہ: جمیع بن نمیر بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی چچی کے ہمراہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ام المومنین سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کو کون سی شخصیت سب سے زیادہ محبوب تھی؟ آپ نے فرمایا: حضرت فاطمہؓ۔ پوچھا گیا: اور مردوں میں سے محبوب کون تھے؟ آپ نے فرمایا ان کے شوہر حضرت علیؓ۔ کیونکہ میرے علم کی حد تک وہ بہت روزے رکھنے والے اور قیام اللیل کرنے والے (تہجد گزار) تھے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

(۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَيْبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلَى خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا۔

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ: أَنْتِ عَلَى مَكَانِكَ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ۔ (۴۶)

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ۔

ترجمہ: حضرت عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پر قرآن مجید کی آیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا نازل ہوئی تو اس وقت آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ کے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اس وقت حضرت فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور ان پر ایک چادر ڈال دی۔ اس وقت حضرت علیؓ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے ان پر بھی چادر ڈال دی۔ پھر دعا فرمائی۔ خدایا! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے گندگی کو دور کر دے اور انہیں اچھی طرح پاک کر دے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ فرمایا ”تم اپنی جگہ کھڑی رہو،

تم تو خیر ہو ہی۔“

(۴) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: تَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشْرِ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مَرَحَلٌ مِنْ شَعْرِ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيُّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ (۴۷)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک صبح نبی ﷺ گھر سے نکلے تو ان پر سیاہ بالوں سے بنی ہوئی منقش گرم چادر تھی۔ اتنے میں حسن بن علیؓ آگے نہیں آپ نے اپنی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حسینؓ آ نکلے تو انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر فاطمہؓ آ گئیں تو انہیں بھی ان کے ساتھ چادر میں داخل کر لیا۔ آخر میں حضرت علیؓ بھی آگئے۔ ان کو بھی ان کے ساتھ چادر میں

داخل کر لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد تلاوت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اے اہل بیت، اور تمہیں خوب اچھی طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔

کیا ازواج اہل بیت میں شامل نہیں؟

اسی طرح ان لوگوں کی رائے بھی غلط ہے جو مذکورہ بالا احادیث کی بنیاد پر ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج ٹھیراتے ہیں۔ اول تو جو چیز صراحۃً قرآن سے ثابت ہو اسے کسی حدیث کے بل پر رد نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرے خود ان احادیث کا مطلب بھی وہ نہیں ہے جو ان سے نکالا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض روایات میں جو یہ بات آئی ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ کو حضور نے اس چادر کے نیچے نہیں لیا، جس میں حضور نے ان چاروں اصحاب کو لیا تھا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضور نے ان کو اپنے ”گھر والوں“ سے خارج قرار دیا تھا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیویاں تو اہل بیت میں شامل تھیں ہی کیونکہ قرآن نے (سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں اہل بیت کہہ کر) ان ہی کو مخاطب کیا تھا، لیکن حضور کو اندیشہ ہوا کہ ان دوسرے اصحاب کے متعلق ظاہر قرآن کے لحاظ سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ یہ اہل بیت سے خارج ہیں، اس لیے آپ نے تصریح کی ضرورت ان کے حق میں محسوس فرمائی نہ کہ ازواج مطہرات کے حق میں۔

اہل البیت کا عربی میں صحیح استعمال

علاوہ بریں ”اہل البیت“ کا لفظ عربی زبان میں ٹھیک انہیں معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں ہم ”گھر والوں“ کا لفظ بولتے ہیں، اور اس کے مفہوم میں آدمی کی بیوی اور اس کے بچے دونوں شامل ہوتے ہیں۔ بیوی کو مستثنیٰ کر کے اہل خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔ خود قرآن مجید میں (تین مقامات پر) یہ لفظ آیا ہے اور (تینوں) جگہ اس کے مفہوم میں بیوی شامل، بلکہ مقدم ہے۔ (سورۃ احزاب میں جہاں نبی کی بیویوں سے خطاب فرمایا اس میں فرمایا کہ اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔) ”اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔“

سورۃ ہود میں جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں تو ان کی اہلیہ اسے سن کر تعجب کا اظہار کرتی ہیں کہ بھلا اس بڑھاپے میں ہمارے ہاں بچہ کیسے ہوگا۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں اَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ۔ ”کیا تم اللہ کے اس امر پر تعجب کرتی ہو؟ اس گھر کے لوگو! تم پر تو اللہ کی رحمت ہے اور اس کی برکتیں ہیں۔“

سورۃ قصص میں جب حضرت موسیٰ ایک شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی اتا کی تلاش ہوتی ہے جس کا دودھ بچہ پی لے تو حضرت موسیٰ کی بہن جا کر کہتی ہیں هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ۔ ”کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ نہ دوں جو تمہارے لیے اس بچے کی پرورش کا ذمہ لیں۔“ پس

مجاورہ اور قرآن کے استعمالات، اور آیات (کے) سیاق و سباق، ہر چیز اس بات پر قطعی دلالت (کرتے ہیں) کہ نبی ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں۔
(تفسیر القرآن ج ۳، الاحزاب، حاشیہ: ۵۰)

آپ کے متعلق ایک بے اصل روایت کی حقیقت

۱۵۰۔ يَا أَبَا الْحَسَنِ إِنَّ هَذَا الشَّرُفَ بَاقٍ مَا دُمْنَ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى فَائْتُهُنَّ عَصَبِ اللَّهِ تَعَالَى بَعْدِي بِالْخُرُوجِ عَلَيْكَ فَطَلَّقَهَا مِنَ الْأَزْوَاجِ وَأَسْقَطَهَا مِنْ شَرَفِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ۔

”اے ابوالحسن! یہ شرف تو اسی وقت تک باقی ہے، جب تک وہ سب اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں۔ لہذا میری بیویوں میں سے جو بھی میرے بعد تیرے خلاف خروج کر کے اللہ کی نافرمانی کرے اسے تو طلاق دے دیجو اور اس کو امہات المؤمنین کے شرف سے ساقط کر دیجو۔“

تشریح: اصول روایت کے اعتبار سے تو یہ روایت سراسر بے اصل ہے ہی، لیکن اگر آدمی سورہ احزاب کی آیات ۲۸، ۲۹ اور ۵۱، ۵۲ پر غور کرے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ روایت قرآن کے بھی خلاف پڑتی ہے۔ کیونکہ آیت تخییر کے بعد جن ازواج مطہرات نے ہر حال میں رسول اللہ ﷺ ہی کی رفاقت کو اپنے لیے پسند کیا تھا انہیں طلاق دینے کا اختیار حضور کو باقی نہ رہا۔

علاوہ بریں ایک غیر متعصب آدمی اگر محض عقل ہی سے کام لے کر اس روایت کے مضمون پر غور کرے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ انتہائی لغو اور رسول پاک کے حق میں سخت توہین آمیز افتراء ہے۔ رسول کا مقام تو بہت بالا و برتر ہے، ایک معمولی شریف آدمی سے بھی یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنی وفات کے بعد بیوی کو طلاق دینے کی فکر کرے گا اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنے داماد کو یہ اختیار دے جائے گا کہ اگر کبھی تیرا اس کے ساتھ جھگڑا ہو تو میری طرف سے تو اسے طلاق دے دیجو۔

۱۔ سورہ الاحزاب کی آیت ۳۳ کے حعلق ابن عباس اور عروہ بن زبیر اور عمر کہتے ہیں کہ اس آیت میں اہل البیت سے مراد ازواج النبی ﷺ ہیں۔

۲۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكِ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسْرِحُكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا. وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا۔

”اے نبی! اپنی بیویوں سے کہو، اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ، میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کی طالب ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو نیکو کار ہیں اللہ نے ان کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔“

۳۔ تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۗ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۗ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعَجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا۔

”تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو۔ جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلا لو۔ اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس طرح زیادہ متوقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ رنجیدہ نہ ہوں گی اور جو کچھ بھی تم ان کو دو گے اس پر وہ سب راضی رہیں گی۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگوں کے دلوں میں ہے اور اللہ علیم و حلیم ہے۔ اس کے بعد تمہارے لیے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں، اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کی جگہ اور بیویاں لے آؤ، خواہ ان کا حسن تمہیں کتنا ہی پسندیدہ ہو، البتہ لونڈیوں کی تمہیں اجازت ہے۔ اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اہل البیت کی محبت کے مدعی ہیں ان کے دلوں میں صاحب البیت کی عزت و ناموس کا پاس کتنا کچھ ہے، اور اس سے بھی گزر کر خود اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا وہ کتنا احترام کرتے ہیں۔

ایسی روایت کے وضع کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

(دراصل) ایک گروہ نے جب حضرت علی و فاطمہؑ اور ان کی اولاد کو مرکز دین بنا کر سارا نظام دین انہیں کے گرد گھمادیا، اور اس بنا پر دوسرے بہت سے صحابہؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کو بھی ہدف لعن و طعن بنایا تو ان کی راہ میں قرآن مجید کی یہ آیت حائل ہو گئی جس کی رو سے ہر اس شخص کو انہیں اپنی ماں تسلیم کرنا پڑتا ہے جو ایمان کا مدعی ہو۔ آخر کار اس مشکل کو رفع کرنے کے لیے یہ عجیب و غریب دعویٰ کیا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؑ کو یہ اختیار دے دیا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات میں سے جس کو چاہیں آپ کی زوجیت پر باقی رکھیں اور جسے چاہیں آپ کی طرف سے طلاق دے دیں۔ ابو منصور احمد بن ابوطالب طبری نے کتاب الاحتجاج میں یہ بات لکھی ہے اور سلیمان بن عبد اللہ البحرانی نے اسے نقل کیا ہے۔

وَمِمَّا يَقْضِي مِنْهُ الْعَجَبُ مَا رَأَيْتَهُ فِي بَعْضِ كُتُبِ الشَّيْعَةِ مِنْ أَنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بَعْدَ تِلْكَ الْوَقْعَةِ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْأَمِيرِ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ قَدْ أَذِنْتُ لَكَ أَنْ تُخْرِجَ بَعْدَ وَفَاتِي مِنَ الزَّوْجِيَّةِ مَنْ شِئْتَ مِنْ أَزْوَاجِي، فَأَخْرَجَهَا كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ مِنْ ذَلِكَ لَمَّا صَدَرَ مِنْهَا مَعَهُ مَا صَدَرَ الْخِـ

وَذَكَرَ فِي الْمَوَاهِبِ أَنَّ فِي حَلٍّ مِنْ اخْتَارَتْ مِنْهُنَّ الدُّنْيَا لِلْأَزْوَاجِ طَرِيقَيْنِ أَحَدُهُمَا طَرْدُ الْخِلَافِ وَالثَّانِي الْقَطْعُ بِالْحِلِّ وَاخْتَارَ هَذَا الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ وَحَكَى الْقَوْلَ بِأَنَّ الْمُطَلَّقَةَ لَا يَثْبُتُ لَهَا هَذَا الْحُكْمُ عَنِ الشَّيْعَةِ۔

وَقَدْ رَأَيْتُ فِي بَعْضِ كُتُبِهِمْ نَفْيَ الْأُمُومَةِ عَنِ عَائِشَةَ قَالُوا لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَّ إِلَى عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ أَنْ يَبْقَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ أَزْوَاجِهِ وَيُطَلِّقَ مَنْ يَشَاءُ مِنْهُنَّ بَعْدَ وَفَاتِهِ وَكَأَلَّةً عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ طَلَّقَ عَائِشَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ فَخَرَجَتْ عَنِ الْأَزْوَاجِ وَلَمْ يَبْقَ لَهَا حُكْمُهُنَّ۔

وَبَعْدَ أَنْ كَتَبْتُ هَذَا اتَّفَقَ لِي أَنْ نَظَرْتُ فِي كِتَابِ الْفَهِّ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَحْرَانِيِّ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى مَا يَسْتَحِقُّ فِي مَثَلِ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ حَاشَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ فَرَأَيْتُ مَا نَصَّهُ رَوَى أَبُو مَنْصُورٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الطَّبْرَسِيُّ فِي كِتَابِ الْإِحْتِجَاجِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَائِمَ الْمُنتَظِرَ وَهُوَ طِفْلٌ فِي حَيَاةِ أَبِيهِ فَقَالَ لَهُ يَا مَوْلَانَا وَابْنَ مَوْلَانَا رَوَى لَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَعَلَ طَلَّاقَ نِسَائِهِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ

۱۔ تفسیر القرآن ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۷۳۔

۲۔ روح المعانی ج ۱۶/۱۸ پ ۱۸ ص ۱۱۹ مطبوعہ تہران۔

تَعَالَى وَجْهَهُ حَتَّى أَنَّهُ بَعَثَ فِي يَوْمِ الْجَمَلِ رَسُولًا إِلَى عَائِشَةَ وَقَالَ إِنَّكَ أَدْخَلْتِ
الْهَلَكَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَأَهْلَهُ بِالْغَشْرِ الَّذِي حُصِلَ مِنْكَ وَأُورِدْتِ أَوْلَادَكَ فِي مَوْضِعِ
الْهَلَكَ بِالْجِهَالَةِ فَإِنْ امْتَنَعْتَ وَالْأَطْلَقُكَ. فَأَخْبَرْنَا يَا مَوْلَانَا عَنْ مَعْنَى الطَّلَاقِ الَّذِي
فَوَّضَ حُكْمَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ أَنَّ اللَّهَ تَقَدَّسَ اسْمُهُ عَظُمَ شَأْنُ
نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَصَّهِنَّ بِشَرَفِ الْأُمَّهَاتِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَا أَبَا الْحَسَنِ إِنَّ
هَذَا الشَّرْفَ بَاقٍ مَا دُمْنَ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى فَآيْتُهُنَّ عَصَبِ اللَّهِ تَعَالَى بَعْدِي بِالْخُرُوجِ
عَلَيْكَ فَطَلَّقَهَا مِنَ الْأَزْوَاجِ وَأَسْقَطَهَا مِنْ شَرَفِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ. ثُمَّ قَالَ وَرَوَى
الطَّبْرَسِيُّ أَيْضًا فِي الْإِحْتِجَاجِ مِنْ الْبَاقِرِ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ وَقَدْ رَشَقَ هُودَجُ
عَائِشَةَ بِالنَّبْلِ قَالَ عَلَى كَرَمِ اللَّهِ تَعَالَى وَجْهَهُ.

وَاللَّهُ مَا أَرَانِي إِلَّا مُطَلِّقَهَا فَأَنْشَدَ اللَّهُ تَعَالَى رَجُلًا سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَا عَلِيُّ أَمْرُ نِسَائِي
بِيَدِكَ مِنْ بَعْدِي لَمَّا قَامَ فَشَهِدَ فَقَامَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَشَهِدُوا بِذَلِكَ الْحَدِيثِ - (۴۸)

عترت رسول

۱۵۱ - إني تارك فيكم الثقلين، كتاب الله وعترتي.

”میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں پہلی کتاب اللہ اور دوسری میری عترت۔“

تشریح: یہ حدیث مختلف الفاظ میں مختلف سندوں سے بیان ہوئی ہے۔ جن میں سے بعض ضعیف ہیں اور بعض قوی۔ سب سے
زیادہ قوی سند سے اور تفصیل کے ساتھ جو روایت آئی ہے وہ حضرت زید بن ارقم سے مسلم میں مروی ہے۔ اس میں یہ بیان ہوا
ہے کہ نبی ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ: لوگو! ”میں ایک انسان ہوں، ہو سکتا ہے کہ اللہ کا فرستادہ
(قضا کا پیغام لے کر) جلد ہی آجائے، اور میں اس پر لپیک کہوں (دنیا سے رخصت ہو جاؤں) میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں
چھوڑ رہا ہوں۔ پہلی اس میں سے کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ پس تم کتاب اللہ کو لو اور اسے مضبوط تھامو۔“
اس سلسلے میں آپ نے حاضرین کو کتاب اللہ کی پیروی پر ابھارا اور اس کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا: ”اور دوسری چیز
میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملے میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔“ اس حدیث میں کوئی اشارہ اس طرف
نہیں ہے کہ کتاب اللہ کے بعد بس میرے اہل بیت ہی ہیں جن سے تمہیں اپنا دین سیکھنا چاہیے اور جن کی پیروی پر
حصر کرنا چاہیے۔ بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کو ثقلین (بھاری چیزیں) دو الگ الگ معنوں میں
فرمایا گیا ہے۔ کتاب اللہ اس لیے بھاری چیز ہے کہ وہی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور اسے چھوڑنا یا اس سے منحرف ہونا تباہی و ضلالت
کا موجب ہے۔ اور اہل بیت کو بھاری اس لیے فرمایا کہ ہمیشہ اکابر نوع انسانی کے اہل بیت ان کے پیروؤں کے لیے
سخت وجہ آزمائش ثابت ہوئے ہیں۔ کسی نے ان کے حق میں افراط کی ہے اور غلو کر کے پیرزادوں کو معبود بنا ڈالا ہے

اور کسی نے اُن کے حق میں تفریط کی ہے اور اُن پر ظلم و ستم ڈھائے ہیں تاکہ اُمت کو جو فطری عقیدت اپنے رہبر اور ہادی کے خاندان والوں سے ہوتی ہے اس کو زبردستی دبایا جائے۔ اسی غرض کے لیے حضورؐ نے فرمایا کہ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تم کو خدا کی یاد دلاتا ہوں۔ یعنی اُن کے معاملے میں خدا سے ڈرو اور افراط و تفریط کے پہلو اختیار کرنے سے بچو۔

دوسرے، اگر بالفرض مان لیا جائے کہ حضورؐ نے اپنی عمرت یا اہل بیت (دونوں ہی الفاظ حدیث میں آئے ہیں) سے دین سیکھنے کا ہی حکم دیا ہے، تو ان الفاظ کا مفہوم آخر صرف اولادِ علیؑ تک ہی کیوں محدود کر دیا گیا؟ اس میں از روئے قرآن ازواجِ نبیؑ بھی داخل ہیں اور ان میں آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ عباس اور تمام بنو ہاشم بھی داخل ہیں جن پر حضورؐ نے صدقہ حرام کیا۔

تیسرے یہ کہ حضورؐ نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ تَرَكَتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ... بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ عَلَيكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْتَدِينَ ”میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر چلو“ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اصْحَابِي كَالنُّجُومِ بَايِهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ ”میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے، ہدایت پاؤ گے“ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ حضورؐ کے ایک ارشاد کو تو لیا جائے اور دوسرے ارشادات کو چھوڑ دیا جائے؟ کیوں نہ اہل بیت سے بھی علم حاصل کیا جائے اور ان کے ساتھ خلفاء راشدین اور اصحابِ نبی رضی اللہ عنہم سے بھی؟

چوتھے یہ کہ عقل بھی کسی طرح یہ باور نہیں کر سکتی کہ تیس سال کے دوران میں جو عظیم الشان کام نبی ﷺ نے سینکڑوں، ہزاروں آدمیوں کی شرکت و رفاقت میں سرانجام دیا اور جسے لاکھوں آدمیوں نے اپنی آنکھوں سے ہوتے دیکھا، اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں صرف آپ کے گھر والوں پر ہی حصر کر لیا جائے۔ اور ان بہت سے دوسرے لوگوں کو نظر انداز کر دیا جائے، جو اس کام میں شریک ہوئے اور جنہوں نے اسے دیکھا۔ حالانکہ حضورؐ کے گھر والوں میں سے خواتین کو اگر موقع ملا ہے تو زیادہ تر آپ کی خانگی زندگی دیکھنے کا موقع ملا ہے، اور مردوں میں ایک حضرت علیؑ کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جسے آپ کی رفاقت کا اتنا موقع ملا ہو جتنا حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان، ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور دوسرے بہت سے صحابہؓ کو ملا۔ پھر آخر محض اہل بیت ہی پر حصر کر لینے کی کون سی معقول وجہ ہے؟

اس سوال کو رد کرنے کے لیے بالآخر ایک گروہ کو یہ کہنا پڑا کہ گنتی کے چند آدمیوں کے سوا باقی تمام صحابہ معاذ اللہ منافق تھے۔ مگر یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو تعصب میں اندھا ہو چکا ہو جسے نہ اس بات کی پروا ہو کہ تاریخ اُس کی تمام خاک اندازیوں کے باوجود کس طرح اس کے قول کو جھٹلا رہی ہے اور نہ اس امر کی پروا ہو کہ اس قول سے خود سرکار رسالت مآب اور آپ کے مشن پر کیسا سخت حرف آتا ہے۔ کون معقول آدمی یہ تصور کر سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے ۲۳ سال تک اپنے جن رفقاء پر پورا اعتماد کیا اور جنہیں ساتھ لے کر عرب کی اصلاح کا اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا وہ سب منافق تھے؟ کیا حضورؐ ان کے نفاق سے آخروقت تک بے خبر رہے؟ اگر سچ ہے تو حضور ﷺ کی مردم شناسی و فراست مشتبہ ہوئی جاتی ہے (معاذ اللہ) اور اگر یہ غلط ہے اور یقیناً غلط ہے تو آخر کیوں دین کا علم حاصل کرنے میں ان سب کی معلومات معتبر نہ ہوں۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۲۲۷-۲۲۸)

تخریج: (۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَشَجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، قَالَ: زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَيَّانَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ

وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ فَلَمَّا جَلَسْتُ إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ لَقَيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ لَقَيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا حَدَّثَنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي وَاللَّهِ لَقَدْ كَبِرْتُ سِنِي، وَقَدِمْتُ نَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعْيُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَأَقْبَلُوا وَمَا لَأَفْلَاكُ كَلْفُونِيهِ ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى حُمًا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعِظَ وَذَكَرَ ثُمَّ قَالَ: أَمَا بَعْدُ أَلَا يَهَى النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأَجِيبُ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ تَقَلِّينِ أَوْلَهُمَا كِتَابَ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَيَّ كِتَابَ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي أَذْكَرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكَرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكَرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكَرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاءُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاءُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مِنْ حُرْمِ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ بَعْدَهُ. قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرْمِ الصَّدَقَةِ قَالَ: نَعَمْ. (۴۹)

ترجمہ: یزید بن حیان بیان کرتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم تینوں زید بن ارقم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے عرض کیا کہ اے زید بن ارقم آپ نے خیر کثیر پایا ہے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان کے ارشاد سماعت فرمائے ہیں۔ غزوات میں ان کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔ ان کی اقتداء و امامت میں نمازیں پڑھی ہیں۔ بلاشبہ اے زید بن ارقم خیر کثیر پایا ہے آپ نے۔ رسول اللہ ﷺ سے جو احادیث آپ نے سنی ہیں وہ ہمیں سنائیں۔ زید نے کہا: بھتیجے! خدا شاہد ہے کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میرا زمانہ ماضی کی نذر ہو چکا ہے۔ بعض ارشادات نبوی جو میں نے سنے تھے، بھول چکا ہوں۔ اب میں تمہیں جو کچھ سناؤں اسے قبول کرو اور جو نہ سناؤں تم مجھے خواہ مخواہ مشقت میں نہ ڈالو۔ پھر خود بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز غدیر خم کے چشمہ پر ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا (یہ خم مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کا ایک گھاٹ ہے) پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی پھر وعظ و نصیحت کی اور تذکیر کی۔ بعد میں فرمایا لوگو! میں بھی ایک انسان ہی ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا فرشتہ پیغام اجل لیے میرے پاس آئے اور میں قبول کر لوں۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے ایک تو کتاب اللہ ہے اس میں رشد و ہدایت اور نور و روشنی ہے پس تم کتاب اللہ کو پکڑ لو اور مضبوطی سے اس کے ساتھ چمٹ جاؤ، پھر آپ نے کتاب اللہ کے بارے میں ترغیب دلائی اور ابھارا۔ پھر فرمایا دوسری میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے گھر والوں کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں اور اس کی یاد دلاتا ہوں۔ تین مرتبہ آپ نے یہی کلمات دہرائے۔ حصین نے ان سے دریافت کیا کہ اہل بیت سے کیا مراد ہے؟ کیا خواتین خانہ اہل بیت نہیں؟ انہوں نے جواب دیا خواتین خانہ تو اہل بیت ہیں ہی۔ لیکن اہل بیت سے مراد وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ اس نے پھر پوچھا وہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ ان میں آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس ہیں۔ اس نے دریافت کیا۔ کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔

(۲) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكُوفِيُّ، نَزِيدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقُصْوَاءَ يَخُطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَنْ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا، كِتَابُ اللَّهِ وَعِترَتِي وَأَهْلُ بَيْتِي۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَحَدِيفَةَ بْنِ أَسِيدٍ۔
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَزَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ قَدْ رَوَى عَنْهُ سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج کے ایام میں عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر لوگوں کو خطاب فرماتے سنا، فرما رہے تھے۔ لوگو! میں تم میں وہ چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھام لیا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایک کتاب اللہ اور دوسرے میرے اہل بیت۔

(۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ، نَامِحْمَدُ بْنُ فَضِيلٍ، نَالِ الْأَعْمَشُ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَالْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخِرِ. كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَّمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِترَتِي وَأَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضُ فَاَنْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِيهِمَا؟ (۵۰)

مسند میں ابی تارک فیکم الثقلین احدثہما اکبر من الآخر بھی ہے۔ ایک روایت میں خلیفتین بھی ہے۔ (ج ۵، ص ۱۸۲)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم نے انہیں خوب پکڑ لیا تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں سے ایک دوسری سے کہیں عظیم تر ہے۔ کتاب اللہ جس کا سر رشتہ آسمان سے زمین تک ہے، اور میرے اہل بیت۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے تا وقتیکہ حوض کوثر پر مجھے آلیں۔ پس غور کر لو کہ تم ان دونوں کے بارے میں میرا حق نیابت کس طرح ادا کرتے ہو۔
(۴) حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ۔ (۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”میں نے تمہارے درمیان دو امور چھوڑے ہیں جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک کتاب اللہ، دوسرے اللہ کے نبی کی سنت۔

(۵) قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ كَعْبٍ بْنِ عَجْرَةَ، عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبِ بِنْتِ كَعْبٍ، وَكَانَتْ عِنْدَ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِي

سَعِيدُ بْنُ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَقَدْ تَرَكَتُ فِيكُمْ مَا إِنْ اغْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا
أَمْرًا بَيْنَا كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ. (۵۲)

ترجمہ: میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ یہ واضح فرمان ہے
کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

مستدرک میں امراً بینا نہیں ہے۔

ابوداؤد نے بَابُ صِفَةِ حَاجَةِ النَّبِيِّ ﷺ کے تحت روایت بیان کی ہے۔ طویل روایت ہے۔ اس میں بطن
وادئ میں حضور ﷺ کا خطبہ نقل کیا ہے۔ اس کے مندرجات میں یہ بھی ارشاد گرامی ہے:

(۶) وَإِنِّي قَدْ تَرَكَتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنْ اغْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابِ اللَّهِ. (۵۳)

ترجمہ: بلاشبہ میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے،
وہ ہے کتاب اللہ۔

ایک واقعہ کی اصل حقیقت

۱۵۲۔ (بعض مفسرین جو سورۃ الذہر یا اس کی بعض آیات کو مدنی قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ خیال اس روایت کی بنا پر ہے)
جو عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے۔
رسول اللہ ﷺ اور بہت سے صحابہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ بعض صحابہ نے حضرت علیؑ کو مشورہ دیا کہ آپ
دونوں بچوں کی شفا کے لیے اللہ تعالیٰ سے کوئی نذر مانیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور ان کی خادمہ فضہؑ نے نذر مانی کہ
اگر اللہ نے دونوں بچوں کو شفاء عطا فرمادی تو یہ سب شکرانے کے طور پر تین دن کے روزے رکھیں گے، اللہ کا فضل ہوا کہ
دونوں تندرست ہو گئے اور تینوں صاحبوں نے نذر کے روزے رکھنے شروع کر دیے۔ حضرت علیؑ کے گھر میں کھانے کو کچھ
نہ تھا۔ انہوں نے تین صاع جو قرض لیے (اور ایک روایت میں ہے محنت مزدوری کر کے حاصل کیے) پہلا روزہ کھول کر جب
کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک مسکین نے کھانا مانگا۔ گھر والوں نے سارا کھانا اسے دے دیا اور خود پانی پی کر سو رہے۔ دوسرے دن
پھر افطار کے بعد کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک یتیم آ گیا اور اس نے سوال کیا۔ اُس روز بھی سارا کھانا انہوں نے اس کو دے دیا
اور پانی پی کر سو رہے۔ تیسرے دن روزہ کھول کر ابھی کھانے کے لیے بیٹھے ہی تھے کہ ایک قیدی نے آ کر وہی سوال کر دیا اور
اُس روز کا بھی پورا کھانا اسے دے دیا گیا۔ چوتھے روز حضرت علیؑ دونوں بچوں کو لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہوئے تو حضورؐ نے دیکھا کہ بھوک کی شدت سے تینوں باپ بیٹوں کا بُرا حال ہو رہا ہے۔ آپ اٹھ کر اُن کے ساتھ
حضرت فاطمہؑ کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ وہ بھی ایک کونے میں بھوک سے نڈھال پڑی ہیں۔ یہ حال دیکھ کر حضورؐ پر رقت طاری ہو گئی۔
اتنے میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ لیجیے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اہل بیت کے معاملہ میں آپ کو
مبارکباد دی ہے۔ حضورؐ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں پوری سورہ الذہر آپ کو پڑھ کر سنائی۔ ابن مہران کی

روایت میں ہے کہ: إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ سے لے کر آخر تک کی آیات سنائیں۔ مگر ابن مردودہ نے ابن عباس سے جو روایت نقل کی ہے اس میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ آیت وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ... حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس قصے کا اُس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ پورا قصہ علی بن احمد الواحدی نے اپنی تفسیر البسيط میں بیان کیا ہے اور غالباً اسی سے زنجیری رازی اور نیسا بوری وغیرہم نے اسے نقل کیا ہے۔

تخریج: وَمِنْ رِوَايَةِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرَضَا فَعَادَهُمَا جَدُّهُمَا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَادَهُمَا مِنْ عَادَهُمَا مِنَ الصَّحَابَةِ. فَقَالُوا لِعَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ يَا أَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلِيَّ وَلَدَيْكَ فَنَذَرَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَفَضَّةٌ جَارِيَةٌ لَهُمَا إِنْ بَرَأِمَا بِهِمَا أَنْ يَصُومُوا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ شُكْرًا فَالْبَسَ اللَّهُ تَعَالَى الْغُلَامَيْنِ ثَوْبَ الْعَافِيَةِ وَلَيْسَ عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ فَانْطَلَقَ عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ إِلَى شَمْعُونِ الْيَهُودِيِّ الْخَيْبَرِيِّ فَاسْتَقْرَضَ مِنْهُ ثَلَاثَةَ أَصْوَعٍ مِنْ شَعِيرٍ فَجَاءَ بِهَا فَقَامَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا إِلَى صَاعٍ فَطَحَنَتْهُ وَخَبَزَتْ مِنْهُ خَمْسَةَ أَقْرَاصٍ عَلَى عَدَدِهِمْ وَصَلَّى عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَتَى الْمَنْزِلَ فَوَضَعَ الطَّعَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ۔

فَوَقَفَ بِالْبَابِ سَائِلٌ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَا مِسْكِينٌ مِنْ مَسَاكِينِ الْمُسْلِمِينَ أَطْعَمُونِي أَطْعَمَكُمْ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّةِ فَاتْرُوهُ وَبَاتُوا لَمْ يَذُوقُوا شَيْئًا إِلَّا الْمَاءَ وَأَصْبَحُوا صِيَامًا ثُمَّ قَامَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا إِلَى صَاعٍ آخَرَ فَطَحَنَتْهُ وَخَبَزَتْهُ وَصَلَّى عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَتَى الْمَنْزِلَ فَوَضَعَ الطَّعَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَوَقَفَ يَتِيْمٌ بِالْبَابِ وَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَتِيْمٌ مِنْ أَوْلَادِ الْمُهَاجِرِينَ أَطْعَمُونِي أَطْعَمَكُمْ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّةِ فَاتْرُوهُ وَمَكْتُوًا يَوْمِينَ وَلَيْلَتَيْنِ لَمْ يَذُوقُوا شَيْئًا إِلَّا الْمَاءَ الْقَرَّاحَ وَأَصْبَحُوا صِيَامًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الثَّلَاثِ قَامَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا إِلَى الصَّاعِ الثَّلَاثِ وَطَحَنَتْهُ وَخَبَزَتْهُ وَصَلَّى عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ فَاتَى الْمَنْزِلَ فَوَضَعَ الطَّعَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَوَقَفَ أَسِيرٌ بِالْبَابِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَا أَسِيرٌ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَطْعَمُونِي أَطْعَمَكُمْ اللَّهُ فَاتْرُوهُ وَبَاتُوا لَمْ يَذُوقُوا إِلَّا الْمَاءَ الْقَرَّاحَ فَلَمَّا أَصْبَحُوا أَخَذَ عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَأَقْبَلُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَأَاهُمْ يَرْتَعِشُونَ كَالْفَرَّاحِ مِنْ شِدَّةِ الْجُوعِ قَالَ يَا أَبَا الْحَسَنِ مَا أَشَدَّ مَا يَسُوءُنِي مَا أَرَى بِكُمْ وَقَامَ فَانْطَلَقَ مَعَهُمْ إِلَى فَاطِمَةَ

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فَرَأَاهَا فِي مِحْرَابِهَا قَدِ انْتَصَقَ بَطْنُهَا بِظَهْرِهَا وَغَارَتْ عَيْنُهَا مِنْ شِدَّةِ الْجُوعِ فَرَقَّ
لِذَلِكَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاءَ هَذَا ذَلِكَ، فَهَبِطَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ خُذْهَا
يَا مُحَمَّدُ هُنَاكَ اللَّهُ تَعَالَى فِي أَهْلِ بَيْتِكَ قَالَ وَمَا آخُذُ يَا جِبْرِيلُ! فَأَقْرَأَهُ هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ
السُّورَةُ وَفِي رِوَايَةٍ بِنِ مِهْرَانَ فَوَثَبَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ يَبْكِي فَهَبِطَ
جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآيَةِ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ إِلَى آخِرِهِ۔

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ الشَّعِيرَ كَانَ عَنْ أُجْرَةٍ سَقَى نَحْلًا وَأَنَّهُ جَعَلَ فِي كُلِّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مِنْهُ
مَصِيدَةً فَأَثَرُوا بِهَا وَأَخْرَجَ ابْنُ مَرْدُوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَيُطْعَمُونَ نَزَلَتْ فِي
عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكَرْ
الْقِصَّةَ۔ (۵۰)

وَالْخَبْرُ مَشْهُورٌ بَيْنَ النَّاسِ وَذَكَرَهُ الْوَالِدِيُّ فِي كِتَابِ الْبَسِيطِ۔

روایت باعتبار سند

یہ روایت اول تو سند کے لحاظ سے نہایت کمزور ہے۔ پھر روایت کے لحاظ سے دیکھیے تو یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ
ایک مسکین، ایک یتیم اور ایک قیدی اگر آ کر کھانا مانگتا ہے تو گھر کے پانچوں افراد کا پورا کھانا اس کو دے دینے کی کیا معقول وجہ
ہو سکتی ہے۔ ایک آدمی کا کھانا اس کو دے کر گھر کے پانچ افراد چار آدمیوں کے کھانے پر اکتفا کر سکتے تھے۔ پھر یہ بھی باور کرنا
مشکل ہے کہ دو بچے جو ابھی ابھی بیماری سے اٹھے تھے اور کمزوری کی حالت میں تھے، انہیں بھی تین دن بھوکا رکھنے کو حضرت علیؑ
اور حضرت فاطمہؑ جیسی کامل فہم دین رکھنے والی ہستیوں نے نیکی کا کام سمجھا ہوگا۔ اس کے علاوہ قیدیوں کے معاملہ میں یہ طریقہ
اسلامی حکومت کے دور میں کبھی نہیں رہا کہ انہیں بھیک مانگنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ وہ اگر حکومت کی قید میں ہوتے تو
حکومت ان کی خوراک اور لباس کا انتظام کرتی تھی، اور کسی شخص کے سپرد کیے جاتے تو وہ شخص انہیں کھلانے پلانے کا ذمہ دار
ہوتا تھا۔ اس لیے مدینہ طیبہ میں یہ بات ممکن نہ تھی کہ کوئی قیدی بھیک مانگنے کے لیے نکلتا۔ (تفسیر القرآن ج ۶، الدر: زمانہ نزول)

ماخذ

- (۱) بخاری ج ۲ کتاب الاحکام باب الاستخلاف۔
- (۲) بخاری کتاب الجنائز ج ۱ باب موت يوم الاثنين۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۳ کتاب معرفة الصحابة۔
- (۳) بخاری ج ۲ کتاب المغازی باب مرض ﷺ ووفاته وقوله تعالى إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ۔ ☆ نسائی کتاب الجنائز باب تقبيل الميت۔ نسائی في تقديمها۔
- (۴) بخاری ج ۱ کتاب المناقب باب فضل ابي بكر۔
- (۵) مؤطا امام مالك کتاب الجنائز باب ماجاء في دفن رسول الله ﷺ۔
- (۶) ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء في ذكر مرض رسول الله ﷺ۔
- (۷) ابن ماجه کتاب الجنائز باب ذكر وفاته ودفنه ﷺ۔
- (۸) ترمذی شمائل ترمذی باب ماجاء في وفات رسول الله ﷺ۔
- (۹) شمائل ترمذی باب ماجاء في وفاة رسول الله ﷺ۔ ☆ ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء في ذكر مرض رسول الله ﷺ۔ ☆ نسائی کتاب الجنائز باب الموت يوم الاثنين۔
- (۱۰) ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء في وفاة رسول الله ﷺ۔
- (۱۱) ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء في وفاة رسول الله ﷺ۔
- (۱۲) المستدرک للحاکم ج ۳ کتاب معرفة الصحابة انا مدينة العلم وعلى بابها۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۹ عن ابن عباس بحواله الطبرانی فيه عبدالسلام ابن صالح الهروي وهو ضعيف۔
- (۱۳) ترمذی کتاب المناقب۔ مناقب علي بن ابي طالب رضی الله عنه۔
- (۱۴) بخاری ج ۱ کتاب العلم باب كتابة العلم ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۷۹ مرويات علي بن ابي طالب۔
- (۱۵) ترمذی ابواب المناقب۔ مناقب معاذ بن جبل وزيد بن ثابت وابي بن كعب وابي عبيدة بن الجراح۔ ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۴ روایت انس بن مالك ☆ مسند احمد كى جگہ روایت میں فی امر الله كى جگہ فی دين الله ہے۔
- (۱۶) مسند احمد ج ۱ مرويات علي بن ابي طالب۔
- (۱۷) مسند احمد ج ۱ ص ۹۵۔
- (۱۸) مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۷۔
- (۱۹) ترمذی ابواب المناقب۔ باب مناقب ابي بكر الصديق۔ ابن ماجه في فضائل اصحاب النبي فضل ابي بكر ☆ المستدرک للحاکم ج ۳ کتاب معرفة الصحابة، فضائل احاديث الشيخين۔

- (۲۰) ترمذی ابواب المناقب۔ مناقب ابی بکر الصدیق۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۱۔
- (۲۱) ترمذی ابواب المناقب۔ مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔
- (۲۲) بخاری ج ۱ کتاب المناقب۔ مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی العدوی۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب من فضائل عمر بن الخطاب۔
- (۲۳) ابوداؤد کتاب الخراج ج ۳ باب فی تدوین العطاء۔ ☆ ابن ماجہ المقدمہ فضل عمر رضی اللہ عنہ۔
- (۲۴) ابوداؤد کتاب الخراج ج ۳ باب فی تدوین العطاء۔ ☆ ترمذی کتاب المناقب۔ مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۳ کتاب معرفة الصحابة ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه۔
- (۲۵) بخاری ج ۱ کتاب المناقب۔ مناقب عمر بن الخطاب۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الفضائل۔ باب من فضائل عمر بن الخطاب۔ ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۸۶۔ روایت ابی سعید خدری۔
- (۲۶) بخاری ج ۱ کتاب المناقب۔ باب مناقب المهاجرين وفضلهم منهم ابو بکر۔ ☆ ابوداؤد کتاب السنة باب فی التفضيل۔ مسند احمد ج ۱ مرویات علی۔
- (۲۷) ترمذی ابواب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۳۔ ☆ ابن ماجہ مقدمہ فی فضائل اصحاب النبی ﷺ فضل ابی بکر الصدیق۔ مسند احمد ج ۱ مرویات علی۔
- (۲۸) مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۶۔
- (۲۹) مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۶۔
- (۳۰) مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۶۔
- (۳۱) مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۶۔
- (۳۲) مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۶ مرویات علی۔
- (۳۳) بخاری ج ۱ کتاب المناقب، مناقب المهاجرين وفضلهم منهم ابو بکر۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب فضائل عمر۔
- (۳۴) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد باب اخرج اليهود من جزيرة العرب۔ ☆ بخاری ج ۱ کتاب الجهاد باب جوائز الوفد کے تحت سليمان الاحول سے یہی روایت مروی ہے۔ اس روایت میں ذُرُونِي كے بجائے دَعُونِي قَالَ ذِي اَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي اِلَيْهِ الخ ہے۔ ☆ مسلم ج ۲ پر یہی روایت منقول ہے اس میں دَعُونِي قَالَ ذِي اَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي اِلَيْهِ الخ وَالدَّوَاةُ اَوِ اللُّوْحِ وَالدَّوَاةُ روایت کیا گیا ہے۔
- (۳۵) بخاری ج ۲ کتاب المغازی باب مرض رسول اللہ ﷺ ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۲ عن ابن عباس۔
- (۳۶) بخاری ج ۱ کتاب العلم باب کتاب العلم۔
- (۳۷) بخاری ج ۲ کتاب المغازی باب مرض رسول اللہ ﷺ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الوصية۔
- (۳۸) المستدرک للحاکم ج ۳۔ کتاب معرفة الصحابة منع عليًا عن نكاح بنت ابی جهل۔
- (۳۹) بخاری ج ۲ کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنته فی الغيرة والانصاب۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب من فضائل فاطمة رضی اللہ عنہا۔ ☆ ابوداؤد کتاب النکاح باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء۔ ☆ ترمذی ابواب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمة رضی اللہ عنہا۔ ☆ ابن ماجہ ابواب النکاح باب الغيرة۔ ☆ مسند احمد ج ۴ روایت مسور بن مخزوم ☆ المستدرک للحاکم ج ۳ کتاب معرفة الصحابة منع النبي عليًا عن النكاح بنت ابی جهل۔ انما فاطمة بضعة مني يؤذيني من اذاها وينصبني من انصبها۔

- (۴۰) بخاری ج ۱ کتاب المناقب۔ مناقب فاطمةؑ الخ۔
- (۴۱) ترمذی ابواب المناقب۔ باب ماجاء فی فضل فاطمة رضی اللہ عنہا۔☆ المستدرک للحاکم ج ۳ کتاب معرفة الصحابة منع النبی علیاً عن النکاح بنت ابی جہل۔
- (۴۲) بخاری ج ۱ کتاب الجہاد باب ما ذکر من درع النبی ﷺ الخ☆ مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب من فضائل فاطمةؑ۔ مسلم نے فائنی کی جگہ فاحسن اور آثر میں وَلَکِنَّ وَاللّٰہُ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰہِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰہِ مَکَانًا وَاحِدًا بیان کیا ہے۔☆ ابوداؤد کتاب النکاح۔ باب ما یکرہ ان یجمع بینہن من النساء۔☆ مسند احمد ج ۴ مسور بن مخرمة۔
- (۴۳) مسلم ج ۲ کتاب الفضائل۔ باب من فضائل فاطمة رضی اللہ عنہا۔☆ بخاری ج ۱ کتاب المناقب باب ذکر اصهار النبی ﷺ ابوالعاص بن الربیع۔☆ ابن ماجہ ابواب النکاح باب الغیرۃ۔ ابن ماجہ نے فترک کی جگہ فنزل او ان یفتوها کی جگہ ان تفتوها نقل کیا ہے۔
- (۴۴) ابن کثیر ج ۳ سورۃ الاحزاب۔ بحوالہ ابن ابی حاتم۔
- (۴۵) المستدرک للحاکم ج ۳ کتاب معرفة الصحابة۔
- (۴۶) ترمذی ابواب التفسیر سورۃ الاحزاب☆ ابن جریر ج ۲۳/۲۲ جلد ۱ ص ۷۔☆ ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۴، ص ۴۸۵۔☆ المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب التفسیر سورۃ احزاب۔☆ مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۷ واثلة بن اسقع اور ج ۱ ص ۳۳۱۔ ج ۳ ص ۲۵۹، ۲۸۵۔ ج ۶ ص ۲۹۲، ۲۹۸، ۳۰۴۔
- (۴۷) مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب من فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما۔
- (۴۸) روح المعانی ج ۲۱ سورۃ الاحزاب۔
- (۴۹) مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب فضائل علیؑ۔
- (۵۰) ترمذی ابواب المناقب، مناقب اہل بیت النبی ﷺ۔☆ کنز العمال ج ۱ ص ۶۳۴ بحوالہ بویعلی۔ طبری۔☆ المستدرک للحاکم ج ۳ کتاب معرفة الصحابة۔☆ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۶۳۔☆ مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۔
- (۵۱) مؤطا امام مالک، کتاب الجامع۔ النهی عن القول فی القدر ج ۲۔
- (۵۲) سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۶۰۴۔ خطبۃ الرسول فی حجۃ الوداع۔ المستدرک للحاکم ج ۱ کتاب العلم باب خطبۃ النبی فی حجۃ الوداع۔
- (۵۳) ابوداؤد کتاب المناسک باب صفة حجۃ النبی ﷺ۔☆ حیاة الصحابة ج ۳ ص ۴۰۲ خطباتہ ﷺ۔☆ مستدرک ج ۱ ص ۹۳۔ کتاب العلم۔
- (۵۴) روح المعانی جز ۳۰/۲۸ ج ۱۰ ص ۱۹۸۔

کتاب الآخرۃ

فصل اول:

قیامت کی نشانیاں

قیامت کی آمد میں کتنی دیر ہے؟

۱۔ (بخاری، مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں حضرت انس، حضرت سہل بن سعد ساندی اور حضرت بریدہ کی روایات منقول ہیں کہ حضورؐ نے اپنی انکشت شہادت اور بیچ کی انگلی کھڑی کر کے فرمایا: **بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ** ”میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔“

تشریح: اس سے مراد قرب قیامت ہے، یعنی اب وہ وقت دور نہیں ہے جب لوگوں کو اپنا حساب دینے کے لیے اپنے رب کے آگے حساب دینا پڑے گا۔ محمد ﷺ کی بعثت اس بات کی علامت ہے کہ نوع انسانی کی تاریخ اب اپنے آخری دور میں داخل ہو رہی ہے۔ اب وہ اپنے آغاز کی بہ نسبت اپنے انجام سے قریب تر ہے۔ آغاز اور وسط کے مرحلے گزر چکے ہیں۔ اور آخری مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔ اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ بالا حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی میرے بعد بس قیامت ہی ہے۔ کسی اور نبی کی دعوت بیچ میں حائل نہیں ہے۔ سنبھلنا ہے تو میری دعوت پر سنبھل جاؤ، کوئی اور ہادی اور بشیروندیر آنے والا نہیں ہے۔

تخریج: (۱) **حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنِ سَهْلِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هَكَذَا وَيُشِيرُ بِأَصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّهُمَا۔** (۱)
حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت:
(۲) **بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔**

کیا حیات بعد الموت بعید از امکان ہے؟

۲۔ ابن عباس، قتادہ اور سعید بن جبیر کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک موقع پر کفارِ مکہ کے سرداروں میں سے ایک شخص قبرستان سے کسی مردے کی ایک بوسیدہ ہڈی لیے ہوئے آگیا اور اس نے نبی ﷺ کے سامنے اسے توڑ کر اور اس کے منتشر اجزاء ہوا میں اڑا کر آپ سے کہا۔ ”اے محمدؐ، تم کہتے ہو کہ مردے پھر زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ بتاؤ، ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟“

تشریح: کفار کا یہ سوال کہ ”قیامت کی دھمکی کب پوری ہوگی؟“ کچھ اس غرض کے لیے نہ تھا کہ وہ قیامت کے آنے کی تاریخ معلوم کرنا چاہتے تھے، بلکہ اس بنا پر تھا کہ وہ مرنے کے بعد انسانوں کے دوبارہ اٹھانے جانے کو بعید از امکان، بلکہ بعید از عقل سمجھتے تھے۔

مکہ میں جو لوگ اس کا انکار کرتے تھے وہ بار بار یہ کہتے تھے کہ آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو مرے ہوئے سینکڑوں ہزاروں برس گزر چکے ہیں، جن کے جسم کا ذرہ ذرہ خاک میں مل کر پراگندہ ہو چکا ہو، جن کی ہڈیاں تک بوسیدہ ہو کر نہ معلوم زمین میں کہاں کہاں منتشر ہو چکی ہوں، جن میں سے کوئی جل مرا ہو کوئی درندوں کے پیٹ میں جا چکا ہو، کوئی سمندر میں غرق ہو کر مچھلیوں کی غذا بن چکا ہو، ان سب کے اجزائے جسم پھر سے جمع ہو جائیں۔ اور ہر انسان پھر وہی شخص بن کر اٹھ کھڑا ہو جو دس بیس ہزار برس پہلے کبھی وہ تھا؟ اس کا نہایت معقول اور پر زور جواب اللہ تعالیٰ نے اس مختصر سے سوال کی شکل میں دے دیا ہے کہ ”کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو کبھی جمع نہ کر سکیں گے؟“ یعنی اگر تم سے یہ کہا گیا ہوتا کہ تمہارے یہ منتشر اجزائے جسم کسی وقت آپ سے آپ جمع ہو جائیں گے اور تم آپ سے آپ اسی جسم کے ساتھ جی اٹھو گے، تو بلاشبہ تمہارا اس کو ناممکن سمجھنا بجا ہوتا۔ مگر تم سے تو کہا یہ گیا ہے کہ یہ کام خود نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا۔ اب کیا واقعی یہ سمجھ رہے ہو کہ کائنات کا خالق، جسے تم خود بھی خالق مانتے ہو اس کام سے عاجز ہے، یہ ایسا سوال تھا جس کے جواب میں کوئی شخص جو خدا کو خالق کائنات مانتا ہو، نہ اس وقت یہ کہہ سکتا تھا اور نہ آج یہ کہہ سکتا ہے کہ تم آج جس جسم میں اس وقت موجود ہو اس کے بے شمار اجزاء کو ہوا اور پانی اور مٹی اور نہ معلوم کہاں کہاں سے جمع کر کے اس خدا نے کیسے یہ جسم بنا دیا جس کے متعلق تم یہ کہہ رہے ہو کہ وہ پھر ان اجزاء کو جمع نہیں کر سکتا۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا بَشْرٌ قَالَ: ثَنَا زَيْدٌ قَالَ: ثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَوْلُهُ تَعَالَى مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ. ذَكَرْنَا أَنَّ أَبِي بَنَ خَلْفِ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْظِمٍ حَائِلٍ فَفَتَهُ ثُمَّ ذَرَاهُ فِي الرِّيحِ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَنْ يُحْيِي هَذَا وَهُوَ رَمِيمٌ قَالَ: اللَّهُ يُحْيِيهِ الْخ-

ترجمہ: حضرت قتادہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد من یحیی العظام وہی رمیم کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ ابی بن خلف ایک نہایت بوسیدہ ہڈی لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور اپنی انگلیوں سے اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اسے ہوا میں اڑا دیا اور کہنے لگا ”اے محمد! (ﷺ) کیا اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکا ہے دوبارہ زندہ کرے گا۔“ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ہاں اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ اٹھائے گا۔“

(۲) حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: جَاءَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّهْمِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْظِمٍ حَائِلٍ فَفَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَيَّتُكَ اللَّهُ هَذَا حَيًّا بَعْدَ مَا أَرَمَ؟ قَالَ: نَعَمْ يَبْعَثُ اللَّهُ هَذَا. (۲)

دس نشانیاں

۳۔ حدیث بن اسید الغفاری کہتے ہیں کہ ایک روز ہم قیامت کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے، اتنے میں حضورؐ برآمد ہوئے اور فرمایا ”قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دس علامات یکے بعد دیگرے ظاہر نہ ہو لیں گی: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں، دابہ، یاجوج و ماجوج کا خروج، عیسیٰ ابن مریم کا نزول، زمین کا دھنسا مشرق میں، مغرب میں اور جزیرۃ العرب میں۔ اور عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو ہانکتی ہوئی لے جائے گی۔“ (تفسیر القرآن ج ۳، الدخان، حاشیہ: ۱۳)

تشریح: رسول اللہ ﷺ نے جو پیشین گوئیاں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے کسی کے ظہور کی تاریخ نہیں بتائی گئی ہے بلکہ صرف ان حالات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن میں کوئی واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اس طرح کے بیانات کی بناء پر قطعیت کے ساتھ کسی وقت بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کب کس پیشین گوئی کا لہور ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم جن حالات کو دیکھ کر یہ رائے قائم کریں کہ یہ فلاناں پیشین گوئی کے ظہور کا وقت ہے مگر ان کے بارے میں ہمارا اندازہ غلط ہو۔ ویسے تو ظہور قیامت کی علامات بھی اب بڑی حد تک دنیا میں پائی جاتی ہیں، لیکن قطعیت کے ساتھ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ اب اس کے برپا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

تخریج: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَاللَّفْظُ لَزُهَيْرٍ قَالَ إِسْحَاقُ: أَنَا وَقَالَ الْآخِرَانِ نَاسُفِيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ فُرَاتِ الْقَزَازِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حَدِيفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغَفَارِيِّ قَالَ: إِطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَكَّرُ. فَقَالَ: مَا تَذْكُرُونَ؟ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ: إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرُونَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ. فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالذَّجَالَ وَالذَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ﷺ وَيَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٍ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٍ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٍ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ۔ (۳)

ایک روایت میں نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ اور ایک دوسری روایت میں وَرِيحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

۴۔ كَالْحَامِلِ الْمُتِمِّ لَا يَدْرِي أَهْلُهَا مَتَى تَفْجُوهُمْ بِوَلَدِهَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا۔

۱۔ یاجوج ماجوج سے مراد ایشیا کے شمال مشرقی علاقے کی وہ قومیں ہیں جو قدیم زمانے سے متمدن ممالک پر غارت گرانہ حملے کرتی رہی ہیں۔ اور جن کے سیلاب وقتاً فوقتاً اٹھ کر ایشیا اور یورپ، دونوں طرف رخ کرتے رہے ہیں۔ بائبل کی کتاب پیدائش (باب: ۱۰) میں ان کو حضرت نوح کے بیٹے یافث کی نسل میں شمار کیا گیا ہے، اور یہی بیان مسلمان مؤرخین کا بھی ہے۔ حزقی ایل کے صحیفے (باب: ۳۸، ۳۹) میں ان کا علاقہ روس اور توبل (موجودہ توبالسک) اور مسک (موجودہ ماسکو) بتایا گیا ہے اسرائیلی مؤرخ یوسیفوس ان سے مراد سیٹھین قوم لیتا ہے جس کا علاقہ بحر اسود کے شمال اور مشرق میں واقع تھا۔ جیرم کے مطابق ماجوج کا کیشیا کے شمال میں بحر خزر کے قریب آباد تھے۔ (تفسیر القرآن ج ۳، الکھف، حاشیہ: ۶۹)

۲۔ تشریحات از سید مودودی، ص: ۱۵۹، اشاعت سوم مطبوعہ مکتبہ ذکری راپور۔

تفسیریم الاہاربت جلد دوم

”ایک اور حدیث میں یاجوج ماجوج کی یورش کا ذکر کر کے حضورؐ نے فرمایا: اُس وقت قیامت اس قدر قریب ہوگی جیسے پورے پیٹوں کی حاملہ کہہ سکتے کب وہ بچہ جن دے، رات کو یادن کو۔“

تشریح: یاجوج ماجوج کے کھول دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گے جیسے کوئی شکاری درندہ یکا یک پنجرے یا بندھن سے چھوڑ دیا گیا ہو، ”وعدہ حق پورا ہونے کا وقت قریب آگے۔“ یعنی یاجوج ماجوج کی یہ عالمگیر یورش آخری زمانہ میں ہوگی اور اس کے بعد جلد ہی قیامت آجائے گی۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا هُشَيْمٌ أَنَا الْعَوَّامُ عَنْ جُبَلَةَ بْنِ سُهَيْمٍ عَنْ مُؤْتِرِ بْنِ مُفَازَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَقِيتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِيْ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى قَالَ: فَتَذَاكَرُوا أَمْرَ السَّاعَةِ فَرَدُّوا أَمْرَهُمْ إِلَى اِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: لَا عَلِمَ لِيْ بِهَا فَرَدُّوا الْأَمْرَ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: لَا عَلِمَ لِيْ بِهَا فَرَدُّوا الْأَمْرَ إِلَى عِيسَى فَقَالَ: أَمَّا وَجَبَّتْهَا فَلَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ ذَلِكَ فِيمَا عَهَدَ إِلَى رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ. إِنَّ الدَّجَالَ خَارِجٌ قَالَ وَمَعِيَ قَضِيَّانِ فَإِذَا رَأَيْتَ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الرِّصَاصُ قَالَ فَيُهْلِكُهُ اللَّهُ حَتَّى أَنْ اَلْحَجَرَ وَالشَّجَرَ لِيَقُولُ يَا مُسْلِمُ إِنَّ تَحْتِيْ كَافِرًا فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ قَالَ فَيُهْلِكُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ يَرْجِعُ النَّاسُ إِلَى بِلَادِهِمْ وَأَوْطَانِهِمْ قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَخْرُجُ يَاجُوجُ وَمَاجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَطُونُ بِلَادَهُمْ لَا يَأْتُونَ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا أَهْلَكُوهُ وَلَا يَمْرُونَ عَلَى مَاءٍ إِلَّا شَرِبُوهُ ثُمَّ يَرْجِعُ النَّاسُ إِلَى فَيْشُكُونَهُمْ فَاذْعُرُوا اللَّهَ عَلَيْهِمْ فَيُهْلِكُهُمُ اللَّهُ وَيَمِيْتُهُمْ حَتَّى تَجْرِي الْأَرْضُ مِنْ تَتْنِ رِيْحِهِمْ قَالَ فَيَنْزِلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَطَرَ فَتَجْرِفُ أَجْسَادَهُمْ حَتَّى يَقْدِفَهُمْ فِي الْبَحْرِ قَالَ ففِيمَا عَهَدَ إِلَى رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ ذَلِكَ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَإِنَّ السَّاعَةَ كَالْحَامِلِ الْمُتِمِّ الَّتِي لَا يَدْرِيْ أَهْلُهَا مَتَى تَفْجُوهُمْ بِوِلَادِهَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا۔ (۴)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس رات مجھے آسمانوں کا مشاہدہ کرایا گیا اس شب میری ملاقات حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سے ہوئی اور فرمایا کہ قیامت کے بارے میں ان کے مابین مذاکرہ ہوا۔ سب نے یہ معاملہ حضرت ابراہیمؑ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا ”مجھے اس کا علم نہیں۔“ پھر حضرت موسیٰ کے آگے پیش کیا۔ انہوں نے بھی فرمایا مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ کے آگے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا۔ ”قیامت آئے گی تو ضرور مگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں۔“ اور جو کچھ میرے پروردگار نے مجھے بتایا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ دجال ظاہر ہونے والا ہے اور میرے ساتھ دو قزیب (اونٹنیاں یا چھڑیاں یا شمشیر براں) ہوں گی۔ جب اس کی نظر مجھ پر پڑے گی تو سیسہ کی طرح پگھل جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دے گا اور صورت حال یہ ہوگی کہ حجر و شجر بھی پکارا نہیں گے اے مسلم! میرے نیچے کافر چھپا بیٹھا ہے اور اسے قتل کر۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دے گا۔ پھر لوگ اپنے اپنے وطنوں اور گھروں کو واپس ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا ”اس وقت یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا اور وہ ہر بلند جگہ سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے

اور شہروں کو روند ڈالیں گے، جس چیز پر ان کا گزر ہوگا اسے تباہ و برباد کر دیں گے۔ جس چشمہ پر وارد ہوں گے اس کا سارا پانی پی جائیں گے۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور ان کی شکایت کریں گے اور میں اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت و موت کی دعا کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک فرمادے گا اور وہ اس طرح مر مر کر گریں گے کہ ان کے گلنے سڑنے کی بدبو سے زمین بھر جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے گا، جو ان کے اجساد کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ اسی موقع کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ ایسا وقت ہوگا جب قیامت بالکل قریب ہوگی جیسے پورے پیٹوں کی حاملہ کہ نہیں کہہ سکتے کہ کب بچہ جنم دے دن کو یارات کو۔“

۵۔ نبی ﷺ نے دھوکے کو علامت قیامت میں شمار کیا ہے، اور یہ بھی حضور نے فرمایا ہے کہ وہ دھواں جب چھا جائے گا تو مومن پر اس کا اثر صرف زکام جیسا ہوگا اور کافر کی نس میں وہ بھر جائے گا اور اس کے ہر منفذ سے نکلے گا۔

تخریبج: (۱) قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا خَلِيلٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَهْبِجُ الدُّخَانُ بِالنَّاسِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَأْخُذُهُ الزَّكْمَةُ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُنْفِخُهُ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ كُلِّ مَسْمَعٍ مِنْهُ. (۵)

یہ روایت سعید بن ابی عمرو اور سعید بن عوف کے واسطے سے ابو سعید خدری سے موقوف بھی بیان کی گئی ہے۔

(۲) حَدَّثَنِي عِصَامُ بْنُ رَوَادٍ بْنِ الْجَرَّاحِ، قَالَ: ثَنِي أَبِي، قَالَ: ثَنَسُفِيَانُ بْنُ سَعِيدِ الثَّوْرِيِّ قَالَ: ثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: سَمِعْتُ حُدَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوَّلَ الْآيَاتِ الدَّجَالُ وَنُزُولُ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنِ ابْنِ تَسْوُفِ النَّاسِ إِلَى الْمَحْشَرِ تَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا: وَالِدُ الدُّخَانِ قَالَ: حُدَيْفَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الدُّخَانُ؟ فَتَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْآيَةَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ يَمُكُّ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَلَيْلَةً أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَصِيبُهُ مِنْهُ كَهَيْئَةِ الزَّكَامِ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيَكُونُ بِمَنْزِلَةِ السَّكَرَانِ يَخْرُجُ مِنْ مَنْخَرِيهِ وَأُذُنِيهِ وَذُبُرِيهِ. (۶)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانیاں، دجال کا خروج، عیسیٰ بن مریم کا نزول اور آگ ہوگی جو عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی جہاں لوگ قیلولہ کریں گے، وہیں وہ بھی ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی (جہاں لوگ تھک ہار کر آرام کے لیے ٹھہر جائیں گے وہیں آگ بھی ٹھہر جایا کرے گی) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! دخان سے کیا مراد ہے؟ آپ نے قرآن مجید کی آیت یَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ پڑھی۔ اور فرمایا کہ یہ دھواں مشرق و مغرب کے مابین ہر چیز کو بھروسے گا۔ چالیس شب و روز زمین پر ٹھہرے گا۔ اور وہ جب زمین پر چھائے گا تو مومن پر اس کا اثر صرف زکام جیسا ہوگا اور کافر کی نس میں سرایت کر جائے گا جس سے کافر مدہوش ہو جائے گا اور اس کے دونوں نتھنوں، کانوں اور ذہن سے خارج ہوگا۔

(۳) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ، قَالَ: ثَنِي أَبِي قَالَ: ثَنِي
 ضَمُضَمُ ابْنُ زُرْعَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ
 رَبَّكُمْ أَنْذَرَكُمْ ثَلَاثًا الدُّخَانَ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَالزَّكْمَةِ وَيَأْخُذُ الْكَافِرَ فَيَنْتَفِخُ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ كُلِّ
 مَسْمَعٍ مِنْهُ وَالثَّانِيَةَ الدَّابَّةُ وَالثَّلَاثَةَ الدَّجَالُ - (۷)

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پروردگار نے تمہیں تین چیزوں
 سے ڈرایا ہے۔ پہلا، وہ دھواں جو ایک مومن پر زکام کی طرح اثر انداز ہوگا اور کافر کو ایسا پکڑے گا کہ اس کا جسم پھول جائے گا
 اور اس کی ایک ایک نس سے یہ دھواں خارج ہوگا۔ دوسرا وہ جانور ہے جسے دابۃ الارض کہتے ہیں اور تیسرا دجال ہے۔
 ان احادیث کی تائید ابو مالک اشعری کی وہ روایت کرتی ہے جسے ابن جریر اور طبرانی نے نقل کیا ہے اور
 ابوسعید خدری کی روایت جسے ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔ (تفسیر القرآن ج ۱۲، الدخان، حاشیہ: ۱۳)

قیامت کیسے بپا ہوگی؟

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ راستوں پر چل رہے ہوں گے،
 بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، اپنی مجلسوں میں بیٹھے گفتگو میں کر رہے ہوں گے۔ ایسے میں یکا یک صور پھونکا
 جائے گا۔ کوئی کپڑا خرید رہا ہوگا تو ہاتھ سے کپڑا رکھنے کی نوبت نہ آئے گی کہ ختم ہو جائے گا۔ کوئی اپنے جانوروں کو پانی پلانے
 کے لیے حوض بھرے گا اور ابھی پلانے نہ پائے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ کوئی کھانا کھانے بیٹھے گا اور لقمہ اٹھا کر منہ تک
 لے جانے کی بھی اسے مہلت نہ ملے گی۔

تشریح: ایسا نہیں ہوگا کہ قیامت آہستہ آہستہ آرہی ہے اور لوگ دیکھ رہے ہیں کہ وہ آرہی ہے۔ بلکہ وہ اس طرح آئے گی کہ
 لوگ پورے اطمینان کے ساتھ اپنی دنیا کے کاروبار چلا رہے ہیں اور ان کے حاشیہ خیال میں بھی یہ تصور موجود نہیں ہے کہ دنیا کے
 خاتمہ کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ اس حالت میں اچانک ایک زور کا کڑا کا ہوگا اور جو جہاں تھا وہیں دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔
 (تفسیر القرآن ج ۴، یس، حاشیہ: ۴۶)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ
 وَرَأَاهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذَلِكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمِنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي
 إِيْمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتْبَاعِيَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ
 السَّاعَةُ وَقَدْ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحِيهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي
 فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أَكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا - (۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی تا وقتیکہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔ پھر جب سورج مغرب سے نکلے گا تو سب لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے۔ مگر اس وقت کا ایمان لانا نفع بخش نہیں ہوگا۔ یہی بات اس آیت میں ارشاد فرمائی گئی ہے: لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَوْ كَانَتْ مِنْ قَبْلِ هَذِهِ الْيَوْمِ إِلَّا مَنْ هَدَىٰ. یعنی کسی نفس کو جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ایمان لانے کے بعد بھلائی نہ کی ہو، اس کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ قیامت بالضرور قائم ہو کر رہے گی اور حالت یہ ہوگی کہ دو شخص خرید و فروخت کے لیے اپنے سامنے کپڑا پھیلائے بیٹھے ہوں گے مگر خرید و فروخت کا عمل پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا ہوگا اور نہ وہ اسے لپیٹ سکے ہوں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ قیامت لازماً برپا ہو کر رہے گی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر واپس گھر چلے رہا ہوگا کہ قیامت برپا ہو جائے گی مگر وہ اسے پی نہ سکے گا۔ قیامت ضرور قائم ہوگی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک شخص اپنا حوض مرمت کر رہا ہوگا (لیپ رہا ہوگا) مگر اس میں سے پی نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ قیامت قائم ہو جائے گی ایسی حالت میں کہ ایک آدمی نے کھانے کے لیے لقمہ اٹھایا ہوگا مگر اسے کھانے کے لیے نہ سکے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔

(۲) حَدَّثَنَا بَشَّارٌ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: ثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ أَبِي الْمُغِيرَةَ الْقَوَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَيُفْخَنَ فِي الصُّورِ وَالنَّاسُ فِي طُرُقِهِمْ وَأَسْوَاقِهِمْ وَمَجَالِسِهِمْ حَتَّىٰ أَنْ الثُّرْبَ لَيَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ يَتَسَاوَمَانِ فَمَا يُرْسِلُهُ أَحَدُهُمَا مِنْ يَدِهِ حَتَّىٰ يُفْخَنَ فِي الصُّورِ وَحَتَّىٰ أَنْ الرَّجُلَ لَيَعْدُوا مِنْ بَيْتِهِ فَلَا يَرْجِعُ حَتَّىٰ يُفْخَنَ فِي الصُّورِ وَهِيَ أَطْلَتِي قَالَ اللَّهُ مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صِيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةَ الْآيَةِ- (۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ صور میں لازماً پھونکا جائے گا۔ اور حالت یہ ہوگی کہ لوگ راستوں اور بازاروں میں چل پھر رہے ہوں گے اور اپنی مجلسوں میں بیٹھے خوش گپیوں میں مشغول ہوں گے، حتیٰ کہ دو شخصوں کے درمیان کپڑا خرید و فروخت کی غرض سے رکھا ہوگا، بھاؤ لگا رہے ہوں گے مگر ان میں سے کوئی ایک بھی کپڑے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑنے نہ پائے گا کہ صور پھونک دیا جائے گا۔ اور حتیٰ کہ ایک شخص صبح اپنے گھر سے نکلا ہوگا واپس گھر نہ آنے پائے گا کہ صور پھونک دیا جائے گا۔ یہی وہ صورت حال ہے جس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ یس) میں کھینچا ہے۔ ”یہ لوگ بس ایک چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں آ پکڑے گی ایسی حالت میں کہ وہ باہم لڑ جھگڑ رہے ہوں گے۔ انہیں اتنی مہلت بھی نہ ملے گی کہ وصیت ہی کر سکیں۔“

دابة الارض کا ظہور

۷۔ ”دابة الارض“ کے نکلنے کا وقت کون سا ہوگا اس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور ایک روز دن دھاڑے یہ جانور نکل آئے گا۔ ان میں سے جو نشانی بھی پہلے ہو وہ بہر حال دوسری کے قریب ہی ظاہر ہوگی۔ (مسلم)

۸۔ دوسری روایات جو مسلم، ابن ماجہ، ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں آئی ہیں ان میں حضورؐ نے بتایا ہے کہ قیامت کے قریب زمانے میں دجال کا خروج، دلبۃ الارض کا ظہور، دخان (دھواں) اور آفتاب کا مغرب سے طلوع وہ نشانیاں ہیں جو یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گی۔

تشریح: ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ اس وقت ہوگا جب زمین میں کوئی نیکی کا حکم کرنے والا اور بدی سے روکنے والا باقی نہ رہے گا۔ ابن مردویہ نے ایک حدیث ابو سعید خدری سے نقل کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ یہی بات انہوں نے خود حضورؐ سے سنی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب انسان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیں گے تو قیامت قائم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ایک جانور کے ذریعے سے آخری مرتبہ اپنی حجت قائم فرمائے گا۔ یہ بات واضح نہیں ہے کہ یہ ایک ہی جانور ہوگا یا ایک خاص قسم کی جنس حیوان ہوگی جس کے بہت سے افراد روئے زمین پر پھیل جائیں گے۔ (سورۃ النمل: ۲۸ میں) ذَابَّةٌ مِّنَ الْأَرْضِ كَالْفَاظِ هِيَ جَنُّ مِّنْ دُونَ مَعْنُوكَ كَالْحَمَلِ هِيَ۔ بہر حال جو بات وہ کہے گا وہ یہ ہوگی کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ان آیات پر یقین نہیں کرتے تھے جن میں قیامت کے آنے اور آخرت برپا ہونے کی خبریں دی گئی تھیں، تو لو اب اس کا وقت آن پہنچا ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات سچی تھیں۔ سورۃ النمل: ۲۸ کے یہ الفاظ إِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ۔ ”لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔“ یا تو اس جانور کے اپنے کلام کی نقل ہے، یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے کلام کی حکایت۔ اگر یہ اسی کے الفاظ کی نقل ہے تو ”ہماری“ کا لفظ وہ اسی طرح استعمال کرے گا جس طرح ایک حکومت کا ہر کارندہ ”ہم“ کا لفظ اس معنی میں بولتا ہے کہ وہ اپنی حکومت کی طرف سے بات کر رہا ہے نہ کہ اپنی شخصی حیثیت میں۔

اس جانور کی ماہیت، شکل و صورت، نکلنے کی جگہ اور ایسی ہی دوسری تفصیلات کے متعلق طرح طرح کی روایات نقل کی گئی ہیں جو باہم بہت مختلف اور متضاد ہیں۔ ان چیزوں کے ذکر سے بجز ذہن کی پراگندگی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور ان کے جاننے کا کوئی فائدہ بھی نہیں کیونکہ جس مقصد کے لیے قرآن میں یہ ذکر کیا گیا ہے اس سے ان تفصیلات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

رہا کسی جانور کا انسانوں سے انسانی زبان میں کلام کرنا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ وہ جس چیز کو چاہے نطق کی طاقت بخش سکتا ہے۔ قیامت سے پہلے تو وہ ایک جانور ہی کو نطق بخشے گا۔ مگر جب وہ قیامت قائم ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں انسان کی آنکھ اور کان اور اس کے جسم کی کھال تک بول اٹھے گی جیسا کہ قرآن میں بہ تصریح بیان ہوا ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ... وَقَالُوا لَوْلَا جُلُودُهُمْ لَمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (حم السجدہ: ۲۱، ۲۰)۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النحل، حاشیہ: ۱۰۱)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو سَخَّاقٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي حَاتِمٍ، ثنا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ ثنا أَبُو سَامَةَ عَنْ إِدْرِيسَ بْنِ يَزِيدَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ بْنِ عَمْرٍو فِي قَوْلِهِ وَإِذَا وَقَعَ

دجال کے خروج پر بحث ”پیشین گوئیاں“ کے تحت تفصیل سے درج ہے۔

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ قَالَ إِذَا لَمْ يَأْمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَلَمْ يَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (۱۰)

ابن کثیر نے ج ۳ ص ۲۲۳-۲۲۴ پر دابة الارض کے بارے میں کافی تفصیلات نقل کی ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: عظیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ کا وقت ان پر آیا ہوئے گا تو ہم ان کے لیے ایک جانور زمین سے نکالیں گے۔ بارے میں یہ کہ یہ خروج دابة الارض اس وقت ہوگا جب لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیں گے۔

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَامُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا لَمْ أَنْسَهُ بَعْدُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجَ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوجَ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحَى وَأَيْهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتَيْهَا فَأَلَا خُرَى عَلَى آثَرِهَا قَرِيبٌ (۱۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی جسے پھر کبھی نہیں بھولا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کی اولین نشانیوں میں سے سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونا اور دن دہاڑے دابة الارض کا لوگوں کے سامنے نکلنا۔ ان میں سے جو نشانی بھی پہلے ہو دوسری اس کے فوراً بعد اور قریب ہی ہوگی۔

(۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: نَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتَّةَ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدُّخَانُ وَالدَّجَالُ وَالدَّابَّةُ وَخَاصَّةُ أَحَدِكُمْ وَأَمْرُ الْعَامَةِ (۱۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھ چیزوں کی آمد سے پہلے جلدی جلدی عمل کر لو، سورج کا مغرب سے طلوع، دھواں، دجال کا خروج، دابة الارض کے ظہور اور ہر ایک کا اپنی موت اور قیامت کے برپا ہونے سے پہلے۔

نفخ صور

۹۔ اس طویل حدیث سے وہی بات معلوم ہوتی ہے جو ابن جریر اور طبرانی اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے نقل کی ہے۔ اس میں نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ نفخ صور کے تین مواقع ہیں۔ ایک نفخ فزع، دوسرا نفخ صعق اور تیسرا نفخ قیام رب العالمین۔ پہلے نفخ کی تفصیلی حالت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ۔ اس وقت زمین کی حالت اس کشتی کی سی ہوگی جو موجوں کے تھپڑے کھا کر ڈگمگا رہی ہو یا اس معلق قندیل کی سی جس کو ہوا کے جھونکے بری طرح جھنجھوڑ رہے ہوں۔

تشریح: قیامت کے پناہونے کی ابتدائی کیفیات زلزلہ قیامت کی ابتدائی کیفیات میں سے ہے اور اغلب یہ ہے کہ اس کا وقت وہ ہوگا جب کہ زمین یکا یک الٹی پھرنی شروع ہو جائے گی اور سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ یہی بات قدیم مفسرین میں سے علامہ اور شععی نے بیان کی ہے کہ **يَكُونُ ذَلِكَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا**۔ حدیث بالا میں نفلح کے تین مواقع بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا نفلح عام سرا سیمگی پیدا کرے گا۔ دوسرے نفلح پر سب گر کر مرجائیں گے اور تیسرے نفلح پر سب لوگ زندہ ہو کر خدا کے حضور پیش ہو جائیں گے۔

اس وقت زمین کی آبادی پر جو کچھ گزرے گی اس کا نقشہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر کھینچا گیا ہے۔ فرمان ربانی ہے:

فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْحَةً وَاحِدَةً وَحَمَلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً
فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔

(الحاقة)

”پس جب صور میں ایک پھونک ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں توڑ دیے جائیں گے تو وہ واقعہ عظیم پیش آجائے گا۔“

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا۔ (الزلزال)

”جب کہ زمین پوری کی پوری ہلا ماری جائے گی اور وہ اپنے پیٹ کے بوجھ نکال پھینکے گی اور انسان کہے گا کہ یہ اس کو کیا ہو گیا ہے۔“

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ۔ (النازعات)

”جس روز ہلا مارے گا زلزلے کا ایک جھٹکا اور اس کے بعد دوسرا جھٹکا، اس دن دل کانپ رہے ہوں گے اور نگاہیں خوف زدہ ہوں گی۔“

إِذَا رَجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًّا۔ (الواقعة)

”جس روز زمین چھوڑ ڈالی جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی طرح اڑنے لگیں گے۔“

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا نَالِ سَّمَاءٍ مُنْفَطِرًا م بہ۔ (المزمل: ۱۷، ۱۸)

”اگر تم نے پیغمبر کی بات نہ مانی تو کیسے بچو گے اس دن کی آفت سے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گی اور جس کی شدت سے آسمان پھٹا پڑتا ہوگا۔“

اگرچہ بعض مفسرین نے اس زلزلے کا وقت وہ بتایا ہے جب کہ مردے زندہ ہو کر اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے اور اس کی تائید میں متعدد احادیث بھی نقل کی ہیں، لیکن قرآن کے صریح بیانات ان روایات کو قبول کرنے میں مانع ہیں۔ قرآن اس کا وقت وہ بتاتا ہے کہ جب مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتے پلاتے چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوں گی اور پیٹ والیوں کے پیٹ گر جائیں گے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ آخرت کی زندگی میں نہ کوئی عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہوگی اور نہ کسی حاملہ کے وضع حمل یا استقاط کا کوئی موقع ہوگا کیونکہ قرآن کی واضح تصریحات کی رُو سے وہاں سب رشتے منقطع ہو چکے ہوں گے اور ہر شخص اپنی انفرادی حیثیت سے خدا کے سامنے جواب دینے کے لیے کھڑا ہوگا۔ لہذا قابل ترجیح وہی روایت ہے جو ہم نے پہلے نقل کی ہے۔

اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔ مگر قرآن سے مطابقت اس کے ضعف کو دور کر دیتی ہے اور یہ دوسری روایات گو سندا قوی تر ہیں لیکن قرآن کے ظاہر بیان سے عدم مطابقت ان کو ضعیف کر دیتی ہے۔

(تفسیر القرآن ج ۳، ص ۱۰۳، حاشیہ ۱)

تخریج : حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعِ الدَّنَدِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرْظِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَمَّا فَرَعَ اللَّهُ مِنَ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ خَلَقَ الصُّورَ فَأَعْطَاهُ إِسْرَافِيلَ فَهَوَّ وَاصْعَهُ عَلَى فِيهِ شَاحِصٌ بِبَصَرِهِ إِلَى الْعَرْشِ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الصُّورُ؟ قَالَ: قَرْنٌ، قَالَ: وَكَيْفَ هُوَ؟ قَالَ: قَرْنٌ عَظِيمٌ يُنْفَخُ فِيهِ ثَلَاثُ نَفْحَاتٍ، الْأُولَى نَفْحَةُ الْفَزَعِ وَالثَّانِيَةُ نَفْحَةُ الصَّعْقِ وَالثَّلَاثَةُ نَفْحَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ يَا مَرْءَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِسْرَافِيلُ بِالنَّفْحَةِ الْأُولَى فَيَقُولُ: انْفُخْ نَفْحَةَ الْفَزَعِ فَيَفْزَعُ أَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ وَيَأْمُرُهُ اللَّهُ فَيَدِيمُهَا وَيُطَوِّلُهَا فَلَا يَفْتَرُ وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ مَا يَنْظُرُ هَوْلًا إِيَّ الْأَصِيحَّةَ وَاحِدَةً مَالَهَا مِنْ فَوَاقٍ. فَيَسِيرُ اللَّهُ الْجِبَالَ فَتَكُونُ سَرَابًا وَتَرُجُّ الْأَرْضُ بِأَهْلِهَا رَجًّا وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوبٌ يَوْمئِذٍ وَاجِفَةٌ فَتَكُونُ الْأَرْضُ كَالسَّفِينَةِ الْمُرْبِقَةِ فِي الْبَحْرِ تَضْرِبُهَا الْأَمْوَاجُ تَكْفًا بِأَهْلِهَا أَوْ كَالْقُنْدِيلِ الْمُعَلَّقِ بِالْعَرْشِ تَرْجَحُهُ الْأَرْوَاحُ فَتَمِيذُ النَّاسُ عَلَى ظَهْرِهَا فَتَدْخُلُ الْمَرَاضِعُ وَتَضَعُ الْحَوَامِلُ وَتَشِيْبُ الْوِلْدَانُ الخ- (۱۳)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان یعنی کائنات کے پیدا کرنے کے بعد صور کو پیدا کیا اور اسے اسرافیل کے سپرد کر دیا۔ وہ اُسے اپنے منہ سے لگائے ہوئے ہیں اور عرش الہی کی طرف ٹکٹکی باندھے اس انتظار میں ہیں کہ کب صور چھوکنے کا حکم ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ صور کیا ہے؟ فرمایا ”یہ ایک سینگ ہے۔“ پھر ابو ہریرہ نے عرض کیا، یہ کیسا ہے؟ آپ نے بتایا یہ بڑا زنگھا ہے، اس میں تین مرتبہ چھونکا جائے گا۔ پہلا نَفْحَةُ الْفَزَعِ، دوسرا نَفْحَةُ الصَّعْقِ اور تیسرا نَفْحَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل کو نَفْحَةُ الْأُولَى کا حکم دے کر فرمائے گا۔ نَفْحَةُ الْفَزَعِ کے لیے پھونکو! تو سب اہل ارض و سما پر گھبراہٹ اور خوف زدگی کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ صرف وہ بچ رہیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا اور پھر انہیں حکم ملے گا تو اسے اور لمبا کر دیں گے۔ اور اس کے تسلسل میں وقفہ نہیں ہوگا۔ ہاں یہ موقع ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا يَنْظُرُ هَوْلًا إِلَّا الْأَصِيحَّةَ وَاحِدَةً مَالَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ ”یہ لوگ بس ایک دھماکے کے منتظر ہیں جس کے بعد دوسرا کوئی دھماکہ نہ ہوگا“ پھر پہاڑ چلیں گے اور مٹی کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور زمین اپنے باسیوں کو لے کر شدت سے جنبش کرے گی اور یہی موقع ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَوْمَ تَرْجُفُ... وَاجِفَةٌ جس روز ہلا مارے گا زلزلے کا جھٹکا اور اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا پڑے گا۔ کچھ دل ہوں گے جو اس روز خوف سے کانپ رہے ہوں گے۔“ اس وقت زمین کی حالت

اس کشتی کی سی ہوگی جو موجوں کے تھپیڑے کھا کر ڈگمگا رہی ہو یا اس معلق قندیل کی سی جس کو ہوا کے جھونکے بری طرح جھنجھوڑ رہے ہوں۔ پس لوگ اس کی پیٹھ پر پھیل جائیں گے۔ دودھ پلانے والی دودھ پلانا بھول جائے گی۔ عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ”اسرافیل صور پر منہ رکھے عرش کی طرف دیکھ رہے ہیں اور منتظر ہیں کہ کب پھونک مارنے کا حکم ہوتا ہے۔“ یہ صور، تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلا نَفْحَةُ الْفَرْعِ جو زمین و آسمان کی ساری مخلوق کو سہادے گا۔ دوسرا نَفْحَةُ الصَّعِقِ جسے سنتے ہی سب ہلاک ہو کر گر جائیں گے۔ پھر جب اللہ واحد صمد کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا تو زمین بدل کر کچھ کی کچھ کر دی جائے گی اور اسے عکاظی بساط کی طرح ایسا پاٹ کر دیا جائے گا کہ اس میں کوئی ذرا سی سلوٹ تک نہ رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی خلق کو بس ایک جھڑکی دے گا جسے سنتے ہی ہر شخص جس جگہ مر کر گرا تھا اسی جگہ وہ اس بدلی ہوئی زمین پر اٹھ کھڑا ہوگا اور یہی نَفْحَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ہے۔

تشریح: پہلے صور اور دوسرے صور کے درمیان کتنا زمانہ ہوگا، اس کے متعلق کوئی معلومات ہمیں حاصل نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ زمانہ سینکڑوں اور ہزاروں برس طویل ہو۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُحَارَبِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرْظِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ لَمَّا فَرَعَ مِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ خَلَقَ الصُّورَ فَأَعْطَاهُ إِسْرَافِيلَ فَهُوَ وَاصِعُهُ عَلَى فِيهِ شَاحِصٌ يَبْصُرُهُ إِلَى الْعَرْشِ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الصُّورُ؟ قَالَ: قَرْنٌ، قَالَ: وَكَيْفَ؟ قَالَ: قَرْنٌ عَظِيمٌ يُنْفَخُ فِيهِ ثَلَاثُ نَفْحَاتٍ، الْأُولَى نَفْحَةُ الْفَرْعِ، وَالثَّانِيَةُ نَفْحَةُ الصَّعِقِ، وَالثَّلَاثَةُ نَفْحَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ. يَأْمُرُ اللَّهُ إِسْرَافِيلَ بِالنَّفْحَةِ الْأُولَى فَيَقُولُ انْفُخْ نَفْحَةَ الْفَرْعِ فَيَفْزَعُ أَهْلُ السَّمَوَاتِ وَأَهْلُ الْأَرْضِ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ، وَيَأْمُرُهُ اللَّهُ فَيَدِيمُهَا وَيُطَوِّلُهَا فَلَا يَفْتُرُ وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ وَمَا يَنْظُرُ هَوْلَاءِ الْأَصِيحَةِ وَاحِدَةً مَالَهَا مِنْ فَوَاقٍ. ثُمَّ يَأْمُرُ اللَّهُ إِسْرَافِيلَ بِنَفْحَةِ الصَّعِقِ فَيَقُولُ انْفُخْ نَفْحَةَ الصَّعِقِ. فَيَصْعَقُ أَهْلُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ. ثُمَّ يُمِيتُ مَنْ بَقِيَ فَإِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ بَدَلَ الْأَرْضِ غَيْرِ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ فَيَبْسُطُهَا وَيَسْطُحُهَا وَيَمُدُّ مَدَّ الْأَدِيمِ الْعُكَاطِي لَاتَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا امْتًا، ثُمَّ يَزْجِرُ اللَّهُ الْخَلْقَ زَجْرَةً فَإِذَا هُمْ فِي هَذِهِ الْمُبَدَّلَةِ فِي مِثْلِ مَوَاضِعِهِمْ مِنَ الْأُولَى مَا كَانَ فِي بَطْنِهَا كَانَ فِي بَطْنِهَا وَمَا كَانَ عَلَى ظَهْرِهَا كَانَ عَلَى ظَهْرِهَا. (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ جب آسمانوں اور زمین یعنی کائنات کی تخلیق سے فارغ ہوا تو پھر اس نے صور کو پیدا کیا اور اسرائیل کے سپرد کر دیا، چنانچہ اب اسرائیل اسے اپنے منہ سے لگائے، عرض معلیٰ کی جانب نظریں جمائے، اس انتظار میں ہیں کہ انہیں کب اس میں پھونک مارنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ ابو ہریرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ صور کیا ہے؟ فرمایا ”یہ ایک سینگ ہے۔“ پھر ابو ہریرہؓ نے عرض کیا یہ کیسا ہے؟ ارشاد ہوا ایک بہت بڑا سینگ ہے۔ اس میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا پہلا نفخۃ الفزع، دوسرا نفخۃ الصعق اور تیسرا نفخۃ القیام لرب العالمین۔ پہلے نفخہ کے وقت اللہ تعالیٰ اسرائیل کو حکم فرمائیں گے کہ نفخۃ الفزع کے لیے صور پھونکو (تعمیل ارشاد الہی میں اسرائیل صور پھونکیں گے) تو آسمانوں اور زمین کی ہر شے بجز اس کے جسے اللہ چاہے گا باقی سب تہم جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اسرائیل کو حکم فرمائیں گے کہ اسے بالکل ہموار شکل میں دراز کر دو اور اس کے تسلسل میں وقفہ نہ ہونے پائے۔ یہ وہی نقشہ احوال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے ”بس یہ لوگ صرف ایک دھماکے کے منتظر ہیں جس کے بعد کوئی دوسرا دھماکہ نہ ہوگا۔“ پھر اللہ تعالیٰ اسرائیل کو نفخۃ الصعق کا حکم فرمائیں گے کہ وہ نفخۃ الصعق پھونکیں (چنانچہ تعمیل ارشاد میں وہ صور پھونکیں گے) جس کے نتیجے میں آسمانوں اور زمین یعنی ساری کائنات کی مخلوق بے ہوش ہو کر گر جائے گی بجز اس کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ بس وہ سب بچھ کر رہ جانے والے ہو جائیں گے۔ پھر باقی ماندہ مرجائیں گے۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی باقی نہیں بچے گا تو اللہ تعالیٰ زمین اور آسمانوں کی موجودہ حالت کو بدل دے گا اور اسے عکاظی بساط کی طرح ایسا پاٹ کر دیا جائے گا کہ اس میں ذرا سی سلوٹ تک نہ رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی خلق کو بس ایک جھڑکی دے گا جسے سنتے ہی ہر شخص جس جگہ مر کر گرا تھا، اسی جگہ وہ اس بدلی ہوئی زمین پر اٹھ کھڑا ہوگا۔ اس کے پیٹ والا پیٹ میں اور اس کی پشت والا پشت پر رہ جائے گا۔“

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: ثنا الْمُحَارِبِيُّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعِ الْمَدَنِيِّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ الْقُرْظِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ثَلَاثُ نَفْحَاتٍ الْأُولَى نَفْحَةُ الْفَزَعِ وَالثَّانِيَةُ نَفْحَةُ الصَّعِقِ، وَالثَّلَاثَةُ نَفْحَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. يَأْمُرُ اللَّهُ إِسْرَافِيلَ بِالنَّفْحَةِ الْأُولَى فَيَقُولُ انْفُخْ نَفْحَةَ الْفَزَعِ فَتَفْرَعُ أَهْلُ السَّمَوَاتِ وَأَهْلُ الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ اسْتَشَى حِينَ يَقُولُ فَفَزَعٌ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ؟ قَالَ: ”أُولَئِكَ الشُّهَدَاءُ“ وَإِنَّمَا يَصِلُ الْفَزَعُ إِلَى الْأَحْيَاءِ أُولَئِكَ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ وَقَاهُمْ اللَّهُ فَزَعٌ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَآمَنَهُمْ ثُمَّ يَأْمُرُ اللَّهُ إِسْرَافِيلَ بِنَفْحَةِ الصَّعِقِ فَيَقُولُ انْفُخْ نَفْحَةَ الصَّعِقِ فَيَهْلِكُ أَهْلُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ثُمَّ يَأْتِي مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى الْجَبَّارِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيَقُولُ: يَا رَبِّ قَدَمَاتِ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شِئْتَ فَيَقُولُ لَهُ وَهُوَ

أَعْلَمُ فَمَنْ بَقِيَ؟ فَيَقُولُ: بَقِيَتْ أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَبَقِيَ حَمَلَةُ عَرْشِكَ وَبَقِيَ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَسْكُتْ إِنِّي كَتَبْتُ الْمَوْتَ عَلَى مَنْ كَانَ تَحْتَ عَرْشِي ثُمَّ يَأْتِي مَلَكُ الْمَوْتِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ قَدَمَاتِ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ فَيَقُولُ اللَّهُ وَهُوَ أَعْلَمُ فَمَنْ بَقِيَ فَيَقُولُ بَقِيَتْ أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَبَقِيَ حَمَلَةُ عَرْشِكَ وَبَقِيَتْ أَنَا فَيَقُولُ اللَّهُ فَلَيَمُتْ حَمَلَةُ الْعَرْشِ فَيَمُوتُونَ وَيَأْمُرُ اللَّهُ تَعَالَى الْعَرْشَ فَيَقْبِضُ الصُّورَ فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ قَدَمَاتِ حَمَلَةُ عَرْشِكَ فَيَقُولُ مَنْ بَقِيَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَيَقُولُ: بَقِيَتْ أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَبَقِيَتْ أَنَا قَالَ: فَيَقُولُ اللَّهُ أَنْتَ مِنْ خَلْقِي خَلَقْتُكَ لَمَّا رَأَيْتُ فَمَتَّ لِاتَّحِيْبِي فَيَمُوتُ الخ- (۱۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ پہلا نفخہ الفزع دوسرا نفخہ الصعق اور تیسرا نفخہ القیام لرب العالمین۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا کہ نفخہ الفزع کا صور پھونکو۔ وہ پھونکیں گے تو اہل ارض و سما جز ان کے سب سہم جائیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ خود پہچانا چاہے گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب اہل ارض و سما سب سہمے ہوئے ہوں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ پہچانا چاہے گا، حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا: اس وقت اس سے کوئی مستثنیٰ بھی ہوگا؟ آپ نے فرمایا ”وہ شہداء ہوں گے۔ یہ گھبراہٹ اور سہم جانے کی کیفیت و حالت صرف دنیا میں زندوں پر طاری ہوگی۔ یہ شہداء اللہ تعالیٰ کے پاس بقید حیات ہوں گے، وہاں رزق پارہے ہوں گے۔ اس دن کی گھبراہٹ سے اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ و مامون رکھے گا۔“ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو نفخہ الصعق کا حکم دیں گے کہ نفخہ الصعق پھونکو! وہ پھونکیں گے تو سب اہل ارض و سما سنتے ہی ہلاک ہو جائیں گے صرف وہ بچ رہیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ پہچانا چاہے گا۔ اس کے بعد ملک الموت اللہ تعالیٰ جبار کے پاس حاضر ہو کر عرض کرے گا۔ پروردگار سوائے اس کے جسے تو نے پہچایا ہے، باقی ساری کائنات والے مر گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا باوجودیکہ اسے صحیح علم ہے کون زندہ بچ گیا ہے، کون باقی رہ گیا ہے؟ اسرافیل عرض کریں گے آپ کی ذات الازوال و لایزل، حاملین عرش، اور جبریل و میکائیل زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”چپ رہو میں نے تحت العرش فرشتوں پر بھی موت لکھ دی ہے۔“ ملک الموت پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر عرض کرے گا یا رب جبریل و میکائیل بھی مر چکے ہیں۔ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کو بخوبی معلوم ہے کہ کون باقی رہ گیا ہے ان سے دریافت فرمائے گا کہ کون باقی بچ گیا ہے؟ وہ عرض کریں گے آپ کی زندہ جاوید و لازوال ذات اقدس اور حاملین عرش معلیٰ اور میں باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ حاملین عرش کو حکم دے گا کہ وہ مرجائیں۔ حکم پاتے ہی وہ سب مرجائیں گے اب عرض سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ صور کو تھام لے وہ یہ عمل ارشاد الہی صور کو پکڑ کر عرض کرے گا۔ اے میرے رب! حاملین عرش تو مر چکے ہیں باوجودیکہ اسے بخوبی علم ہوگا کہ کون باقی رہ گیا ہے، دریافت فرمائے گا، کون باقی رہ گیا ہے؟ وہ عرض کرے گا آپ کی واجب الوجود و لازوال ذات مقدس اور میں باقی ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، ”تو بھی میری مخلوق میں سے ہے میں نے تجھے پیدا کیا ہے لہذا تو بھی مرجا۔ زندہ مت رہ، پس وہ بھی مر جائے گا۔“

(۳) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ. قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا؟ قَالَ: آيَاتُ، قَالُوا: أَرْبَعِينَ شَهْرًا؟ قَالَ: آيَاتُ قَالُوا: أَرْبَعِينَ سَنَةً؟ قَالَ: آيَاتُ ثُمَّ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ. قَالَ: وَلَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ لَا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہے۔ شاگردوں نے ابو ہریرہ سے پوچھا چالیس سے چالیس دن مراد ہیں؟ ابو ہریرہ بولے کہ میں اس بارے میں اثبات میں جواب دینے سے انکاری ہوں۔ پھر پوچھا چالیس مہینے؟ انہوں نے پھر کہا میں اثبات میں جواب دینے سے انکاری ہوں۔ پھر پوچھا چالیس سال؟ جواب میں پھر وہی کہا کہ میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ پھر آسمان سے بارش ہوگی تو یہ لوگ ساگ کی پھیری کی طرح زمین سے اُگ آئیں گے اور فرمایا کہ ریڑھ کی ہڈی کے نچلے مہرہ کے سوا انسان کی کوئی شے باقی نہ رہے گی۔ سب گل سرور کو بوسیدہ ہو جائے گی، اسی مہرے سے قیامت کے روز اسے پھر جوڑ دیا جائے گا۔

اُس روز لوگ کس حالت میں اٹھیں گے؟

۱۱۔ احادیث میں مختلف طریقوں اور سندوں سے یہ روایت آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے روز سب اُگ نکلے ہوئے اٹھیں گے۔“ آپ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے (بروایت بعض حضرت عائشہ نے) اور بروایت بعض حضرت سودہ، اور بروایت بعض ایک خاتون نے گھبرا کر پوچھا، یا رسول اللہ کیا ہمارے ستر اُس روز سب کے سامنے کھلے ہوں گے؟ حضور نے سورہ بئس کی یہ آیت کہ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (بئس: ۳۷) ”ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آئے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔“ تلاوت فرما کر بتایا کہ اس روز کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا۔

(تفہیم القرآن ج ۶، بئس، حاشیہ: ۲۳)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَائِحِي بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرْلًا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ قَالَ: يَا عَائِشَةُ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ. (۱۷)

مسنہ میں یا عائشہ اَنَّ الْأَمْرَ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَهْمَهُمْ ذَلِكَ بَيَانِ هُوَ.

(۲) قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارِ بْنِ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ أَبُو زَيْدِ الْعَبَادَانِيُّ عَنْ هِلَالَ بْنِ حَبَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحْشَرُونَ حُفَاةَ عُرَاةٍ مَشَاةَ غُرْلًا قَالَ: فَقَالَتْ زَوْجَتُهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَنْظُرُ أَوْ يَرَى

بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ؟ قَالَ: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ أَوْ قَالَ مَا اشْغَلَهُ عَنِ النَّظَرِ - (۱۸)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز لوگ ننگے دھڑنگے اٹھیں گے۔ نہ جسم پر لباس ہوگا اور نہ پاؤں میں جوتیاں اور ناخنوں ہوں گے۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم ایک دوسرے کے قابل ستر اعضا کو دیکھیں گے۔ فرمایا اس روز ہر شخص پر ایسا وقت آن پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا یا فرمایا اس روز کسی طرف دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا۔

(۳) قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ أَيْضًا حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَائِدِ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي. إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَدِيثٍ فَتُخْبِرُنِي أَنْتَ بِهِ قَالَ إِنْ كَانَ عِنْدِي مِنْهُ عِلْمٌ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهُ كَيْفَ يُحْشَرُ الرِّجَالُ؟ قَالَ: حُفَاةٌ عُرَاةٌ قَالَتْ: وَأَسْوَأُ تَاهَ مِنْ يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: وَعَنْ آيٍ ذَلِكَ تَسْأَلِينَ إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ عَلَى آيَةٍ لَا يَضُرُّكَ كَانَ عَلَيْكَ ثِيَابٌ أَوْ لَا يَكُونُ قَالَتْ: آيَةٌ آيَةٌ هِيَ يَا نَبِيَّ اللَّهُ؟ قَالَ: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ - (۱۹)

قال أبو حاتم الرازي عائض بن شريح ضعيف وفي حديثه ضعف -

ترجمہ: حضرت انس بن مالک نے بتایا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں میں آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتی ہوں آپ بتائیں۔ فرمایا اگر مجھے اس کا علم ہوگا تو ضرور بتاؤں گا۔ پوچھا یا نبی اللہ! قیامت کے روز لوگ حشر میں کس طرح اکٹھے کیے جائیں گے؟ فرمایا مادر زاد ننگے۔ حضرت عائشہؓ نے اظہار تائف کرتے ہوئے کہا ہائے قیامت کے دن لوگوں کی شرمگاہوں کا کیا بنے گا۔ آپ نے فرمایا: تم پوچھنا کیا چاہتی ہو؟ مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ تمہارے جسم پر لباس ہو یا نہ ہو اس وقت کسی کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ عرض کیا وہ کون سی آیت ہے۔ فرمایا: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ۔

(۴) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةٌ عُرَاةٌ غُرْلًا كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ الْآيَةَ الخ - (۲۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ قیام فرما ہوئے اور خطاب فرمایا کہ ”تم سب قیامت کے روز اسی طرح ننگے بوچھے اکٹھے کیے جاؤ گے جس طرح پیدائش کے وقت تھے۔“

(۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَامُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، نَائِبُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: تُحْشَرُونَ حُفَاةٌ عُرَاةٌ غُرْلًا فَقَالَتْ امْرَأَةٌ: أَيَبْصُرُ أَوْ يَرَى بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ؟ قَالَ: يَا فُلَانَةُ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ - (۲۱)

هذا حديث حسن صحيح قد روى من غير وجه عن ابن عباس -

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا ”تمہیں ننگے بوچے اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔“ ایک عورت نے عرض کیا، کیا ہم ایک دوسرے کے ستر دیکھیں گے؟ فرمایا: ”اے خاتون اس روز ہر شخص پر ایسا وقت آن پڑا ہوگا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔“

(۶) أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ أَحْمَدُ بْنُ سَلْمَانَ الْفَقِيهِ بَغْدَادَ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ. عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يُبْعَثُ النَّاسُ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرْلًا يُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ وَيَبْلُغُ شَحْمَةَ الْأُذُنِ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَسْوَأَ تَاهُ يَنْظُرُ بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ. قَالَ: شَغَلَ النَّاسُ عَنْ ذَلِكَ وَتَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ يَفِرُّ الدَّرُّ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ. (۲۲)

ہذا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ بِهَذَا اللَّفْظِ وَاتَّفَقَا عَلَى حَدِيثِ خَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ عَائِشَةَ مُخْتَصِرًا۔

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت سودہؓ روایت بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”حشر کے دن لوگ ننگے بوچے نامختون اٹھیں گے۔ پسینے میں شرابور ہوں گے حتیٰ کہ پسینہ کانوں کی لوتک پہنچ چکا ہوگا۔“ فرماتی ہیں میں نے افسوس کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ! ہم برہنہ ہوں گے اور ایک دوسرے کے ستر کو دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ”اس روز کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا ہوش نہیں ہوگا۔“ پھر قرآن کی یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ ”اس روز آدمی اپنے بھائی سے، اپنی ماں سے، اپنے باپ سے، اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے دور بھاگے گا“ ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آ پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔“

(۷) أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّبَيْدِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرْلًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ بِالْعُزْرَاتِ؟ فَقَالَ: لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ. (۲۳)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے روز لوگوں کو ننگے بوچے اور نامختون اٹھایا جائے گا۔“ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ پھر قابل ستر اعضاء کا کیا ہوگا؟ فرمایا ”اس روز ہر شخص پر ایسا وقت آن پڑا ہوگا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔“

خواہشات نفس کی پیروی اور تنگ ولی کی غلامی

۱۲۔ حَتَّىٰ إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ فَعَلَيْكَ بِخَوِيصَةِ نَفْسِكَ۔

”جب تو دیکھے کہ لوگ اپنی تنگ دلی کے غلام اور خواہشاتِ نفس کے پیرو بن گئے ہیں۔ اور ہر شخص خود رائی میں مبتلا ہے تو پھر تجھے چاہیے کہ بس اپنی نجات کی فکر کرے۔“

تشریح: یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ کسی پوری قوم میں یا ساری کی ساری دنیا میں ”شیخ مطاع“ اور ”ہوائے متبع“ کے سوا اب کچھ بھی نہیں رہا، تجربے کی ضرورت ہے نہ کہ اپنی جگہ سمجھ بیٹھنے کی۔ اگر کوئی شخص حق کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور تبلیغ کا جو حق ہے وہ ادا کرے۔ اور پھر تجربے سے ثابت ہو کہ کوئی بھی اپنی ہوائے نفس کی پیروی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے اور سب کے سب باطل پرستی پر مصر ہیں، تب اس حدیث کے منشا کے مطابق آدمی کے لیے یہ درست ہو سکتا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے اور صرف اپنی نجات سے غرض رکھے لیکن عملاً کوشش کیے بغیر پہلے ہی سے یہ سمجھ لینا کہ دعوت اور تبلیغ و تذکیر سے کچھ حاصل نہیں ہے، محض ادائے فرض سے جی چرانے کا ایک بہانہ ہے۔ آج اگر ہم اس حدیث کو حجت بنا کر اپنا وہ فرض ادا کرنے کی کوشش نہ کریں جو مومن ہونے کی حیثیت سے ہم پر عائد ہوتا ہے۔ تو دنیا میں ہم اپنے نفس کو مطمئن کر سکتے ہیں لیکن قیامت کے روز اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی باز پرس کے جواب میں یہ حدیث معذرت کے طور پر پیش کی اور نبی ﷺ نے اسی وقت ہمارے منہ پر اس کی تردید کر دی کہ میرا مدعا یہ نہ تھا اور ان لوگوں نے میری حدیث سے غلط معنی نکال کر محض حیلہ بازی کی تھی تو ہمارے پاس جواب دہی کے لیے کیا باقی رہ جائے گا؟

(رسائل و مسائل اول، اشاعت سوم، ص ۵۹، ۶۰)

تخریج: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ اللَّحْمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو أُمِيَّةَ الشَّعْبَانِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيَّ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ، كَيْفَ تَقُولُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ (عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ)؟ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْهَا خَبِيرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: بَلِ انْتَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤَثَّرَةً وَأَعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ فَعَلَيْكَ — يَعْنِي بِنَفْسِكَ — وَدَعَّ عَنْكَ الْعَوَامَ.

فَإِنَّ مِنْ وِرَائِكُمْ أَيَّامَ (الصَّبْرِ) الصَّبْرُ فِيهِ مَثَلُ قَبْضِ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِيهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ وَزَادَنِي غَيْرُهُ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ؟ قَالَ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ. (۲۴)

ابن ماجہ نے وَأَعْجَابُ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ کے بعد وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا يَدَانِ لَكَ بِهِ فَعَلَيْكَ خَوِصَّةً نَفْسِكَ بیان کیا ہے۔

۱۔ دراصل اس حدیث کا یہ منشا ہے ہی نہیں کہ بحیثیت مجموعی کسی پوری آبادی کے متعلق یہ قیاس کر لیا جائے کہ اس میں شیخ مطاع اور ہوائے متبع کے سوا کچھ نہیں ہے لہذا نصیحت اور تذکیر سے کچھ حاصل نہیں، بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یا کوئی گروہ ایسا ہو جس کے سامنے دعوت حق کو ٹھیک ٹھیک طریقے سے پیش کیا جائے اور پھر اس کے رویے سے یہ معلوم ہو کہ وہ اپنی شیخ اور اپنی ہوائے نفس کا بندہ بنا ہوا ہے تب اس کے اوپر تذکیر میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔ یہ وہی بات ہے جو قرآن مجید میں جگہ جگہ آئی ہے کہ ”أَعْرَضَ عَنِ الْجَاهِلِينَ“ اور ”فَذَجُرْ إِنَّ نَفْعَ الذُّكْرِ“ جو لوگ جہالت پر اتر آئیں ان کے پیچھے نہ پڑو۔ اور نصیحت کرو اگر نصیحت نافع ہو۔“

(رسائل و مسائل اول، ص ۵۲)

ترجمہ: ابوامیہ شعبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالعبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم کے بارے میں ان سے پوچھا کہ آپ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ابوالعبلہ نے جواب دیا کہ بخدا آپ نے جاننے والے سے پوچھا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں نہایت باخبر ہستی یعنی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ”تم لوگ نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو حتیٰ کہ جب تم دیکھو کہ لوگ اپنی نیک دلی کے غلام اور خواہشات نفس کے پیرو بن گئے ہیں، دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص خود رانی میں مبتلا ہے تو سمجھو کہ معاملہ تمہارے اختیار سے باہر ہو گیا ہے تو پھر تمہیں چاہیے کہ بس اپنی ذات کی فکر کرو۔ اور لوگوں کو اپنے سے دور کر دو۔“

تمہارے بعد ایسے ایام آنے والے ہیں کہ جن میں (حق پر) جسے رہنا ایسا ہوگا جیسے انکارہ منہی میں لینا۔ ایسے حالات میں جو شخص عمل کرے گا اس کا عمل پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ صحابی نے پوچھا، یا رسول اللہ! اس وقت کے پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا؟ آنحضرت نے فرمایا کہ ”تم میں سے پچاس کے برابر ہوگا۔“

پچھلی امتوں کی روش پر چلنے کی پیشین گوئی

۱۳۔ آپ نے فرمایا کہ تم بھی آخر کار پچھلی امتوں ہی کی روش پر چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی اسی میں گھسو گے۔ صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اور کون؟“

تشریح: نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد محض ایک توخ نہ تھا بلکہ اللہ کی دی ہوئی بصیرت سے آپ یہ جانتے تھے کہ انبیاء کی امتوں میں بگاڑ کن کن راستوں سے آیا اور کن کن شکلوں میں ظہور کرتا رہا۔

اس سے پیروان محمد ﷺ کو سبق دینا مقصود ہے کہ وہ اس انحطاط کے گڑھے میں گرنے سے بچیں جس میں پچھلے انبیاء کے پیرو گئے۔ یہودیوں کی اخلاقی کمزوریوں، مذہبی غلط فہمیوں اور اعتقادی عملی گمراہیوں میں سے ایک ایک کی نشاندہی کر کے اس کے بالمقابل دین حق کے مقتضیات بیان کیے گئے ہیں تاکہ مسلمان اپنا راستہ صاف دیکھ سکیں اور غلط راہوں سے بچ کر چلیں۔

(تفہیم القرآن ج ۱، البقرہ، حاشیہ: ۵۶)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الصَّنْعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَتَبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شَبْرًا شَبْرًا وَذِرَاعًا ذِرَاعًا حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جَحْرَ صَبِّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالَ: فَمَنْ؟ (۲۵)

(۲) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ ابْنُ اَسْلَمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَتَبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شَبْرًا شَبْرًا وَذِرَاعًا ذِرَاعًا حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جَحْرَ صَبِّ سَلَكْتُمُوهُ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، قَالَ: فَمَنْ؟ (۲۶)

(۳) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، نَاسُفِيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانَ، عَنْ أَبِي وَاقِدِ بْنِ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ إِلَى حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِينَ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ يَغْلِقُونَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سُبْحَانَ اللَّهِ هَذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرْكَبَنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔ (۲۷)

(هذا حديث حسن صحيح)

ترجمہ: ابو واقد لیشی روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف نکلے تو آپ کا گزر مشرکین کے ایک ذات انواط نامی درخت کے پاس سے ہوا۔ جس پر وہ برکت کے لیے اپنا اسلحہ لٹکا دیا کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس طرح مشرکین کا یہ درخت ہے اسی طرح کا ہمارے لیے بھی متعین فرمادیں۔ آپ نے فرمایا ”سبحان اللہ۔ یہ تو اسی طرح کا تقاضا ہے جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کیا تھا کہ ہمارے لیے بھی ایک ایسا ہی الہ بنا دیں جیسے ان کے الہ ہیں۔ تم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم بھی آخر کار لازماً اپنے سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے راستہ پر چلو گے۔“

(۴) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْدِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا شَبْرًا بِشَبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَفَارِسٍ وَالرُّومِ قَالَ: وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أَوْلَئِكَ؟ (۲۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری امت بھی پہلے لوگوں کی روش اختیار نہ کرے گی۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! فارس اور روم کے لوگوں کی؟ فرمایا: ”ان لوگوں کے علاوہ اور کون ہیں؟“

قیامت کا منظر

۱۴۔ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظَرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأَى عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ، وَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ۔

”حضرت عبد اللہ بن عمر نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ ”جو شخص چاہتا ہو کہ روز قیامت کو اس طرح دیکھ لے جیسے آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے تو وہ سورہ تکویر، اور سورہ انفطار اور سورہ انشقاق کو پڑھ لے۔“

(تفہیم القرآن ج ۶، الانفطار: موضوع اور مضمون)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ نَاعِبُ الرَّزَّاقِ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُجَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهُوَ بِنُ يَزِيدَ الصَّنَعَانِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ بِنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظَرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأَى عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ۔ (۲۹)

قیامت کی آمد سے پہلے اس کے لیے تیاری کی ضرورت

۱۵۔ وَيُحَكُّ أَنَّهَا كَائِنَةٌ لَّامَحَالَّةٌ فَمَا أَعَدَدْتُ لَهَا؟

” (سحاح اور سنن اور مسانید میں حدیث تو اترا کو پہنچی ہوئی روایت ہے کہ) ایک مرتبہ حضورؐ سفر میں کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک شخص نے دور سے پکارا یا محمد! آپ نے فرمایا بولو کیا کہنا ہے؟ اس نے کہا قیامت کب آئے گی؟ آپ نے جواب دیا ”بندۂ خدا وہ تو بہر حال آئی ہی ہے۔ تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“

تشریح: اس ارشاد سے سامعین کو احساس دلایا گیا ہے کہ قیامت کے آنے کی تاریخ معلوم کرنے کی فکر میں کہاں پڑے ہو، فکر اس بات کی کرو کہ جب وہ آئے گی تو انہیں ان گمراہیوں کا تمہیں کیا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۴، ج ۴، ح ۶۲، حاشیہ: ۶۲)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ: وَيَلَاكُ وَمَا أَعَدَدْتُ لَهَا؟ قَالَ: مَا أَعَدَدْتُ لَهَا إِلَّا إِنِّي أَحْبَبْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ: إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتِ الْخ. (۳۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی بدوی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”افسوس تجھ پر! تو نے اس کی آمد کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“ عرض کیا۔ میں نے تو اس کے لیے اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کے سوا کچھ بھی تیار نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا ”بلاشبہ تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔“

(۲) حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: نَأَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَارِجِينَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَقِينَا رَجُلًا عِنْدُ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا أَعَدَدْتُ لَهَا؟ قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ اسْتَكْبَانَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا كَثِيرَ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتِ. (۳۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور رسول اللہ ﷺ مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ مسجد کے دروازے پر ہمیں ایک آدمی ملا۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: ”تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے۔“ راوی کا بیان ہے اس جواب کو اس نے ہلکا سمجھا۔ تھوڑی دیر بعد خود ہی بولا۔ یا رسول اللہ! میں نے اس کی تیاری کے لیے نہ تو بہت نمازیں پڑھی ہیں، نہ کثرت سے روزے رکھے ہیں، اور نہ ہی بہت زیادہ صدقہ و خیرات ہی کیا ہے۔ لیکن مجھے اللہ اور اس کا رسول نہایت محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا ”تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کی ہے۔“

(۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى قِيَامُ السَّاعَةِ؟ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا نَضَى صَلَاتَهُ قَالَ: أَيُّ السَّائِلِ عَنْ قِيَامِ السَّاعَةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: مَا أَعَدَدْتُ لَهَا؟ قَالَ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صَلَوةٍ وَلَا صَوْمٍ إِلَّا إِنِّي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتِ" فَمَا رَأَيْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرِحْتُمْ بِهَا - (۳۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ! قیامت کب برپا ہوگی؟ نبی ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے جب نماز پوری کر لی اور فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ "وہ سائل کہاں ہے جو قیامت کی آمد کے متعلق پوچھ رہا تھا۔" وہ بولا میں ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے پوچھا "تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟" بولا یا رسول اللہ! میں نے اس کے لیے صوم و صلاۃ تو زیادہ جمع نہیں کیے الایہ کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔" راوی کا بیان ہے کہ اسلام کے بعد آج تک مسلمان کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے تھے جتنے اس جواب سے ہوئے۔

قیامت سے پہلے کا دورِ پُرفتن

۱۶۔ الْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ -

"فتنے کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ "اس میں کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور بیٹھ جانے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہے۔"

تشریح: اس فتنے سے مراد مسلمانوں کی وہ باہمی لڑائی ہے جس میں فریقینِ عصبیت اور حمیتِ جاہلیہ اور طلبِ دنیا کے لیے لڑ رہے ہوں اور دونوں میں سے کوئی بھی حق پرندہ ہو۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَحَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَتَكُونُ فِتْنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَشَرَّفَ فَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً وَمَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ - (۳۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "عنقریب فتنوں کا آغاز ہوگا۔ ان میں بیٹھے والا کھڑے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ جس نے جھانک کر اسے دیکھا، اسے وہ اچک لیس گے جو شخص ان حالات میں کوئی جائے پناہ پائے اسے چاہیے کہ اس میں پناہ لے لے۔"

(۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَامِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يَكُونُ الْمُضْطَجِعُ فِيهَا خَيْرًا مِنَ الْجَالِسِ وَالْجَالِسُ خَيْرًا مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرًا مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي خَيْرًا مِنَ السَّاعِي قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَأْمُرُنِي؟

قال: "مَنْ كَانَتْ لَهُ اِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِاِبِلِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْحَضٌ فَلْيَلْحَقْ بِاَرْحَضِهِ" قَالَ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ فَلْيَعْمِدْ اِلَى سَيْفِهِ فَلْيَضْرِبْ بِحَدِّهِ عَلَى حَرَّةٍ ثُمَّ لِيُنْجِزْ مَا اسْتَطَاعَ النَّجَاةَ۔ (۳۴)

ترجمہ: حضرت ابو بکر سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ، غنم قریب فتنوں کا آغاز ہوگا۔ اس میں اپنے والا نیچے ہوئے سے، اور بیٹھا ہوا کھڑے سے، اور کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے لیے کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جس کے پاس اونٹ ہو، اسے چاہیے کہ اپنے اونٹ سے ملحق ہو جائے اور جس کے پاس اپنی بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں سے ملحق ہو جائے اور جس کے پاس زمین ہو اسے اپنی زمین سے ملحق ہو جانا چاہیے حضرت ابو بکر نے کہا کہ جس کے پاس ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ فرمایا، جس کے پاس ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہو، وہ اپنی تلوار کو پتھر پر مار کر گند کر لے اور جہاں تک ہو سکے اپنی نجات کی فکر کرے۔

(۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا عَبْدُ الرَّاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، ثنا عَاصِمُ الْأَحْوَالِ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ كُونُوا أَمْلَاسٍ بِيُوتِكُمْ۔ (۳۵)

ترجمہ: ابو کبشہ بیان کرتے ہیں میں نے ابو موسیٰ اشعری کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”تمہارے سامنے فتنے شب تاریک کے ٹکڑوں کی طرح آئیں گے۔ اس دورِ فتن میں ایک آدمی صبح مؤمن ہوگا شام ہوگا کافر۔ شام حالتِ ایمان میں ہوگی تو صبح حالتِ کفر میں طلوع ہوگی۔ بیٹھنے والا اس میں کھڑا رہنے والے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے، اور چلنے والا بھاگنے دوڑنے والے سے بہتر ہے۔“ عرض کیا ہمارے لیے آپ کا ارشاد کیا ہے؟ فرمایا ”تم اپنے گھروں سے چمٹے رہنا۔“

(۴) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي: فَكَبِّرُوا قَسِيكُمْ وَقَطِّعُوا أوتَارَكُمْ وَاضْرِبُوا بِسُيُوفِكُمُ الْحِجَارَةَ فَإِنْ دَخَلَ عَلَى أَحَدِكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ بَنِي آدَمَ۔ (۳۶)

ماخذ

- (۱) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة كنهاتين الخ۔ کتاب الطلاق و کتاب التفسیر سورة النازعات، عن سهل بن سعد۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الفتن باب قرب الساعة اور کتاب الجمعة۔ ☆ ابوداؤد الطيالسی عن انس۔ ☆ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة كنهاتين۔ ☆ مسند احمد ج ۲ روایت ابی ہریرة ج ۴ ص ۳۰۹ ج ۵ ص ۱۰۸، ۱۰۳، ۹۳۔ ☆ طبرانی کبیر ج اول ص ۲۵۷۔ ☆ دارمی کتاب الرقاق باب فی قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة كنهاتين۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن باب اشراط الساعة اور المقدمة۔ ☆ کنز العمال ج ۱۴ ص ۱۹۵، ۹۵۔
- (۲) تفسیر ابن جریر ج ۱۰ پ ۳ سورة یس۔ ☆ ابن کثیر ج ۳ سورة یس بحوالہ ابن ابی حاتم۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب التفسیر سورة یس۔
- (۳) مسلم ج ۲ کتاب الفتن باب امارات الساعة۔ ☆ ابوداؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعة۔ ☆ ترمذی ابواب الفتن باب فی الخسف۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن باب الآيات۔ ☆ مستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الفتن والملاحم باب لا تقوم الساعة حتى تكون عشر آيات۔ ☆ تفسیر ابن کثیر ج ۳ سورة نمل۔ ☆ ابوداؤد الطيالسی ص ۱۴۳ عن حذیفہ بن اسید غفاری۔ ☆ طبرانی کبیر ج ۳ ص ۱۷۱-۱۷۲ ☆ مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۲۸۔
- (۴) مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵ عبدالله بن مسعود۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۵۴۶ کتاب الفتن۔ ☆ ابن ماجہ ابواب الفتن باب فتنة الدجال و خروج عيسى بن مريم و ياجوج و ماجوج۔ ☆ ابن کثیر ج ۳ سورة الانبياء۔
- (۵) ابن کثیر ج ۴ ص ۱۲۹۔
- (۶) ابن جریر ج ۲۷/۲۴ سورة الدخان۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ ص ۱۳۹۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۴۵۸ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔
- (۷) ابن جریر ج ۲۷/۲۴ سورة الدخان ☆ ابن کثیر ج ۴ ص ۱۳۹۔ ☆ طبرانی ج ۳ ص ۲۹۲ عن ابی مالک اشعری۔
- (۸) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الفتن باب قرب الساعة۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۹۔ عن ابی ہریرة۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۴ عن عقبہ ابن عامر مختصر اور لفظی اختلاف۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۳۱ عن ابی ہریرة۔
- (۹) تفسیر ابن جریر ج ۱۰ پ ۲۳۔ سورة یس۔ ☆ فتح القدير للشوکانی ج ۴ ص ۳۷۵ بحوالہ عبدالرزاق، الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردويه، وغيره نے الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ اسی معنی کی روایات نقل کی ہیں۔

- (۱۰) المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الفتن والملاحم۔ ☆ افتح القدير للشوکانی ج ۴ بحوالہ ابن المبارک فی الزهد، عبدالرزاق، الفریابی، ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ عن ابن عمر۔ ☆ اخرج ابن مردویہ من حدیث ابی سعید الخدری مرفوعاً یتروک الامر بالمعروف والنهی عن المنکر۔ ☆ لروح المعانی ج ۲۰ ص ۱۹ سورة النمل۔ ☆ ابن جریر ج ۲۳/۲ پ ۲۰ ص ۱۰۔
- (۱۱) مسلم ج ۲ کتاب الفتن باب ذکر الدجال۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن ☆ ابو داؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعة۔ مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۴-۲۰۱ عمرو بن العاص۔
- (۱۲) مسلم ج ۲ کتاب الفتن۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن باب طلوع الشمس من مغربها۔ ☆ ترمذی ابواب الفتن باب ما جاء فی الخسف۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۷۔
- (۱۳) ابن جریر ج ۱۹/۱۷ ج ۹ سورة الحج۔ ☆ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۳۔
- (۱۴) ابن جریر جز ۲۳ ص ۱۰ سورة یسین۔
- (۱۵) تفسیر ابن جریر ج ۲۷/۲۴ ص ۲۰-۲۱ سورة الزمر۔
- (۱۶) مسلم ج ۲ کتاب الفتن و اشراط الساعة۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۲ عن ابی هريرة۔ ☆ تفسیر ابن جریر ج ۱۱ پ ۲۴ ص ۲۱۔
- (۱۷) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب کیف الحشر۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها باب فناء الدنيا و بیان الحشر يوم القيامة۔ ☆ مسند احمد ج ۶ ص ۵۳ عن عائشة صديقة۔
- (۱۸) ابن کثیر ج ۴ بحوالہ ابن ابی حاتم۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۲ عن سهل بن سعد۔
- (۱۹) ابن کثیر ج ۴ بحوالہ ابن ابی حاتم۔ ابن جریر ج ۱۲ پ ۳۰ سورة عبس۔
- (۲۰) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب کیف الحشر ☆ مسلم ج ۲ کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها۔ ☆ ترمذی ابواب صفة الجنة باب فی شان الحساب والقصاص۔ ☆ نسائی کتاب الجنائز باب البعث۔
- (۲۱) ترمذی ابواب التفسیر سورة عبس۔
- (۲۲) المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب التفسیر سورة عبس۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۳۳ عن سودة۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ ص ۴۷۴ بحوالہ تفسیر البغوی۔ ☆ لروح المعانی ج ۱۰ پ ۳۰ ص ۴۸ سورة عبس بحوالہ طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی۔
- (۲۳) نسائی کتاب الجنائز باب البعث مسند احمد ج ۶ ص ۹۰ روایت عائشة۔ ابن کثیر ج ۴ ص ۴۷۴۔
- (۲۴) ابو داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنهی۔ ☆ ابن ماجہ ج ۲ کتاب الفتن باب قوله تعالى يا ايها الذين امنوا عليكم انفسكم ☆ ترمذی ابواب التفسیر۔ سورة المائدة ☆ المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الفتن والملاحم۔
- (۲۵) بخاری ج ۲ کتاب الاعتصام باب قول النبي ﷺ لتبعن سنن من كان قبلكم۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب العلم۔ باب النهی عن اتباع متشابه الخ۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۱ کتاب الايمان اتباع هذه الامة سنن من قبلهم۔ ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۸۴۔
- (۲۶) بخاری ج ۱ کتاب الانبياء باب ما ذكر عن بني اسرائيل۔

(۲۷) ترمذی ابواب الفتن باب لتركبن سنة من كان قبلکم۔

(۲۸) بخاری ج ۲ کتاب الاعتصام باب قول النبی ﷺ لَتَبِعَنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلُكُمْ ☆ مسند احمد ج ۲ مرویات ابی ہریرہ ص ۳۲۷، ۴۵۰، ۵۱۱، ۵۲۷، ج ۳ ص ۸۴، ۸۹، ۹۴ ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن باب افتراق الامم۔

(۲۹) ترمذی ابواب التفسیر سورة اذا الشمس كَوَّرَتْ۔ ☆ مسند احمد بن حنبل ج ۲ مرویات ابن عمر۔ ☆ المستدرک للحاکم میں یہ روایت بایں الفاظ منقول ہے۔ مَنْ احبَّ ان ينظر الى يوم القيامة فليقرأ اذا الشمس كَوَّرَتْ۔ ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم يخرجاه۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب التفسیر سورہ اذا الشمس كَوَّرَتْ۔ ☆ الارواح المعانی ج ۲۰۔ سورة التکویر۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ سورة الانفطار اور سورة تکویر۔

(۳۰) بخاری ج ۲ کتاب الادب باب ماجاء فی قول الرجل ويلك۔

(۳۱) بخاری ج ۲ کتاب الاحکام۔ باب القضاء والفتيا فی الطريق۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب البر والصلة باب المرء مع من احب۔ ☆ مسند ابوداؤد الطيالسي ص ۲۸۴ عن انس۔

(۳۲) ترمذی ابواب الزهد باب المرء مع من احب۔ ☆ مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۶۵۔ انس بن مالک۔ مسند میں مااعدت لها من کبير احمد عليه نفسی کے الفاظ ہیں جسے مسلم نے بھی کتاب البر والصلة باب المرء مع من احب میں بیان کیا ہے۔ ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۱۶۷ پر ويحك وما اعدت لها قال اعدت لها حب الله ورسوله الخ ہے۔ یہ حدیث مسند احمد ج ۳ مرویات انس بن مالک میں قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ درج ذیل صفحات پر بھی ہے۔ ۱۱۰، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۸، ۱۹۲، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۲۶، ۲۲۷۔ ۲۲۸، ۲۵۵، ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۸۔

(۳۳) بخاری ج ۲ کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ تكون فتنة القاعد فيها خير من القائم۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الفتن واثراط الساعة باب ظهور الفتن كمواقع القطر القاعد فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي۔ ☆ مستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الفتن۔ اس میں والساعي کے بعد والساعي خير من الراكب والراكب خير من الموضوع کا اضافہ ہے۔

(۳۴) ابوداؤد کتاب الفتن والملاحم باب فی النهی عن السعی فی الفتنة۔

(۳۵) ابوداؤد کتاب الفتن والملاحم باب فی النهی عن السعی فی الفتنة۔

(۳۶) ابن ماجہ کتاب الفتن باب التثبت فی الفتنة۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الفتن والملاحم قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ۔

سکرات الموت سے عالم برزخ تک

سکرات الموت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی

۱۷۔ اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُعْرُغِرْ۔

”اللہ بندے کی توبہ بس اسی وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ آثارِ موت شروع نہ ہوں۔“

تشریح: توبہ کے معنی پلٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں۔ گناہ کے بعد بندے کا خدا سے توبہ کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ایک غلام، جو اپنے آقا کا نافرمان بن کر اس سے منہ پھیر گیا تھا، اب اپنے کیے پر پشیمان ہے اور اطاعت و فرمانبرداری کی طرف پلٹ آیا ہے۔ اور خدا کی طرف سے بندے پر توبہ یہ معنی رکھتی ہے کہ غلام کی طرف سے مالک کی نظرِ عنایت جو پھر گئی تھی وہ از سر نو اس کی طرف منعطف ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ہاں معافی صرف ان بندوں کے لیے ہے جو قصداً نہیں بلکہ نادانی کی بنا پر قصور کرتے ہیں، اور جب آنکھوں پر سے جہالت کا پردہ ہٹتا ہے تو شرمندہ ہو کر اپنے قصور کی معافی مانگ لیتے ہیں۔ ایسے بندے جب بھی اپنی غلطی پر نادم ہو کر اپنے آقا کی طرف پلٹیں گے اس کا دروازہ کھلا پائیں گے کہ۔

ایں درگہ مادرگہ نو میدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مگر توبہ اُن کے لیے نہیں ہے جو اپنے خدا سے بے خوف اور بے پروا ہو کر تمام عمر گناہ پر گناہ کیے چلے جائیں۔ اور پھر عین اس وقت جب کہ موت کا فرشتہ سامنے کھڑا ہو معافی مانگنے لگیں۔ کیونکہ امتحان کی مہلت جب پوری ہو گئی اور کتابِ زندگی ختم ہو چکی تو اب پلٹنے کا کون سا موقع ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص کفر کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جائے اور دوسری زندگی کی سرحد میں داخل ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ معاملہ اُس کے برعکس ہے جو وہ دنیا میں سمجھتا رہا تھا تو اس وقت معافی مانگنے کا کوئی موقع نہیں۔

(تفسیر القرآن ج ۱، النساء، حاشیہ: ۲۷)

اُس وقت (اس سے) یہ نہیں کہا جائے گا کہ اب اپنے رب سے اپنے قصوروں کی معافی مانگ کیونکہ وہ فیصلے کا وقت ہو گا معافی طلب کرنے کا وقت گزر چکا ہو گا۔ قرآن اور حدیث دونوں اس معاملہ میں ناطق ہیں کہ توبہ و استغفار کی جگہ دنیا ہے نہ کہ آخرت۔ اور دنیا میں بھی اس کا موقع صرف اسی وقت تک ہے جب تک آثارِ موت طاری نہیں ہو جاتے۔ جس وقت آدمی کو یقین ہو جائے کہ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے اُس وقت کی توبہ ناقابلِ قبول ہے۔ موت کی سرحد میں داخل ہوتے ہی آدمی کی مہلتِ عمل ختم ہو جاتی ہے اور صرف جزا و سزا ہی کا استحقاق باقی رہ جاتا ہے۔

(تفسیر القرآن ج ۲، النحل، حاشیہ: ۸۳)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، نَاعِلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ، الْحَمِصِيُّ، نَاعِبُ الدَّرْحَمَنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثُوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيْرٍ، عَنْ بِنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرِغْ۔ (۱)

(۲) حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيْدِ الرَّمْلِيِّ، اَنْبَاؤُا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ بِنِ ثُوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرِغْ۔ (۲)

عذابِ قبر کا ذکر قرآن مجید میں

۱۸۔ ابن جریر، ترمذی اور ابن المنذر وغیرہ محدثین نے حضرت علیؑ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”ہم عذابِ قبر کے بارے میں برابر شک میں پڑے رہے یہاں تک کہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی۔“

تشریح: اس کو سورہٴ تکاثر کے مدنی ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے کہ عذابِ قبر کا ذکر مدینے ہی میں ہوا تھا، مکہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوا تھا مگر یہ بات غلط ہے۔ قرآن کی مکی سورتوں میں بکثرت مقامات پر قبر کے عذاب کا ایسے صریح الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے کہ شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہوا الانعام: ۹۳، النحل: ۲۸، المؤمنون: ۹۹، المؤمن: ۴۵، ۴۶ یہ سب مکی سورتیں ہیں۔ اس لیے حضرت علیؑ کے ارشاد سے اگر کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو وہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا مکی سورتوں کے نزول سے پہلے سورہٴ تکاثر نازل ہو چکی تھی اور اس کے نزول نے عذابِ قبر کے بارے میں صحابہ کے شک کو دور کر دیا تھا۔

(تفسیر القرآن ج ۶، التکاثر: زمانہ نزول)

تخریج: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ نَاحُكَاْمُ بْنُ مُسْلِمٍ نِ الرَّازِيُّ عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَبِي قَيْسٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ ابْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا زِلْنَا نَشْكُ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ حَتَّى نَزَلَتْ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ۔ (۳)

قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ مُرَّةً عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمِنْهَالِ، هَذَا حَدِيثٌ غَرِيْبٌ۔

لفظ ”قبر“ کا عالم برزخ کے لیے مجازاً استعمال

حدیث میں قبر کا لفظ مجازاً عالم برزخ کے لیے استعمال ہوا ہے، اور اس سے مراد وہ عالم ہے جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر بعث بعد الموت کے پہلے جھٹکے تک انسانی ارواح رہیں گی۔ منکرین حدیث کو اس پر اصرار ہے کہ یہ عالم بالکل عدم محض کا عالم ہے۔ جس میں کوئی احساس اور شعور نہ ہوگا اور کسی قسم کا عذاب یا ثواب نہ ہوگا۔

کفار کی روحيں جب قبض کی جاتی ہیں تو وہ موت کی سرحد کے پار کا حال بالکل اپنی توقعات کے خلاف پا کر سرا سیمہ ہو جاتی ہیں اور فوراً اسلام ٹھونک کر ملائکہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم کوئی بُرا کام نہیں کر رہے تھے۔ جواب میں ملائکہ

ان کو ڈانٹ بتاتے ہیں اور واصل جہنم ہونے کی پیشگی خبر دیتے ہیں۔ دوسری طرف اتقیاء کی رو میں جب قبض کی جاتی ہیں تو ملائکہ ان کو سلام بجالاتے ہیں اور جنتی ہونے کی پیشگی مبارک باد دیتے ہیں۔ کیا برزخ کی زندگی، احساس، شعور، عذاب اور ثواب کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا کوئی ثبوت درکار ہے۔ قرآن میں سورہ نساء: ۹۷، سورہ مومن: ۴۶ اور سورہ النحل: ۲۹ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ سورہ مومن میں ارشادِ باری ہے کہ ”ایک سخت عذاب اُن کو گھیرے ہوئے ہے“ یعنی صبح و شام وہ آگ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، پھر جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں موت اور قیامت کی درمیانی حالت کا نقشہ

حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث، دونوں سے موت اور قیامت کے درمیان کی حالت کا ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ موت محض جسم و روح کی علیحدگی کا نام ہے نہ کہ بالکل معدوم ہو جانے کا۔ جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد روح معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اُس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی و اخلاقی اکتسابات سے بنی تھی۔ اُس حالت میں روح کے شعور، احساس، مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب میں ملتی جلتی ہوتی ہے۔ ایک مجرم روح سے فرشتوں کی باز پرس اور پھر اُس کا عذاب اور اذیت میں مبتلا ہونا اور دوزخ کے سامنے پیش کیا جانا، سب کچھ اُس کیفیت سے مشابہ ہوتا ہے جو ایک قتل کے مجرم پر پھانسی کی تاریخ سے ایک دن پہلے ایک ڈراؤنے خواب کی شکل میں گزرتی ہوگی۔ اسی طرح ایک پاکیزہ روح کا استقبال، اور پھر اُس کا جنت کی بشارت سننا اور اُس کا جنت کی ہواؤں اور خوشبوؤں سے متمتع ہونا، یہ سب بھی اُس ملازم کے خواب سے ملتا جلتا ہوگا جو حسن کارکردگی کے بعد سرکاری بلاوے پر ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہوا اور وعدہ ملاقات کی تاریخ سے ایک دن پہلے آئندہ انعامات کی امیدوں سے لبریز ایک سہانا خواب دیکھ رہا ہو۔ یہ خواب یک لخت نفع و سودوم سے ٹوٹ جائے گا اور یکا یک میدانِ حشر میں اپنے آپ کو جسم و روح کے ساتھ زندہ پا کر مجرمین حیرت سے کہیں گے کہ:

۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفَّیْهُمْ الْمَلٰئِکَةُ ظَالِمِیْنَ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ ؕ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضَعِّفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَّاسِعَةً فَتَہٰجِرُوْا فِیْہَا ؕ قَالُوْا لَنْکَ مَا وَّهْمُ جَہَنَّمَ ؕ وَنَسَاۗءٌ مِّنْ مَّصِیْرًا۔ (النساء: ۹۷)

”جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی رو میں جب فرشتوں نے قبض کی تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔“

النَّارُ یُعْرَضُونَ عَلَیْہَا غُدُوًّا وَعَشِیًّا وَیَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اُدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (المومن: ۴۶)

”اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم میں داخل کیا اور انہیں جہنم میں داخل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم میں داخل کیا اور انہیں جہنم میں داخل کیا۔“

”اب جاؤ، جہنم کے دروازوں میں گھس جاؤ وہیں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔“ پس حقیقت یہ ہے کہ بڑا ہی بُرا ٹھکانا ہے متکبرین کے لیے۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت، جس میں قبض روح کے بعد متقیوں اور ملائکہ کی گفتگو کا ذکر ہے۔ قرآن مجید کی ان متعدد آیات میں سے ہے جو صریح طور پر عذاب و ثواب قبر کا ثبوت دیتی ہیں۔ (تفسیر القرآن ج ۲، النحل، حاشیہ: ۲۶)

يُوَيْلِنَا مَنْ بَعَثْنَا مِنْ مُرْقِدِنَا "ارے یہ کون ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھالایا" مگر اہل ایمان پورے اطمینان سے کہیں گے کہ هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ "یہ وہی چیز ہے جس کا رحمن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کا بیان سچا تھا" بحرین کا فوری احساس اُس وقت یہ ہوگا کہ وہ اپنی خواب گاہ میں — جہاں بستر موت پر انہوں نے دنیا میں جان دی تھی — شاید کوئی ایک گھنٹہ بھر سوئے ہوں گے اور اب اچانک اس حادثہ سے آنکھ کھلتے ہی کہیں بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ مگر اہل ایمان پورے ثباتِ قلب کے ساتھ کہیں گے کہ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّكُمْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ "اللہ کے دفتر میں تو تم روزِ حشر تک ٹھہرے رہے ہو اور یہی روزِ حشر ہے مگر تم اس چیز کو جانتے نہ تھے۔"

(تفسیر القرآن ج ۲، النحل، ماشیہ: ۲۶)

موت کے بعد روح کی کیفیت

مرنے کے بعد آدمی کی روح زندہ رہتی ہے، اس میں پورا شعور موجود رہتا ہے۔ نیک آدمی قیامت تک سرکاری مہمان (STATE GUEST) کی حیثیت سے رہتا ہے اور بد انسان زیرِ حراست ملزم (UNDER TRIAL PRISONER) کی حیثیت سے۔ (مکاتیب، ص: ۴۰)

برزخ

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ لغت کے اعتبار سے برزخ کا مفہوم کیا ہے۔ دو چیزوں کے درمیان جو چیز واقع ہو، اور ان کو باہم ملنے سے روک دے یا ان کو الگ الگ کر دے وہ عربی زبان میں "برزخ" کہلاتی ہے، خواہ وہ پردہ ہو یا اوٹ ہو یا زمانہ یا کوئی اور شے۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ اور جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا۔ میں برزخ سے مراد وہ روک ہے جو دو سمندروں کو ملنے سے باز رکھتی ہے۔ ایک حدیث میں ذکر آیا ہے کہ أَنَّهُ صَلَّى بِقَوْمٍ فَاسْوَى بَرْزَخًا۔ یعنی آپ نے ایک جماعت کو نماز پڑھائی اور قرأت پڑھتے پڑھتے ایک مقام سے سلسلہ منقطع فرما کر دوسرے مقام سے تلاوت شروع کر دی۔ یہاں اس حصہ کو جو چھوڑ دیا گیا تھا "برزخ" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے ایک دوسری حدیث میں وساوس کو برزخ الایمان کہا گیا ہے یعنی شک اور یقین کی درمیانی حالت۔ مفسرین اور ائمہ لغت نے برزخ کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ:

○ الْبَرْزَخُ، الْحَاجِزُ وَالْمُهَلَّةُ مُتَقَارِبَاتُ الْمَعْنَى۔ (ابن جریر)

○ الْبَرْزَخُ، مَا بَيْنَ كُلِّ شَيْئَيْنِ مِنْ حَاجِزٍ۔ (نہایۃ لابن اثیر)

○ الْبَرْزَخُ، الْحَاجِزُ وَالْحَدْبَيْنِ الشَّيْئَيْنِ۔ (راغب)

اصطلاحی معنی

اس لفظ کو قرآن مجید نے اصطلاحاً اس مدت یا اس حالت کے لیے استعمال کیا ہے جو انسان کی موت سے لے کر قیامت کے دن تک ہے۔ جس آیت میں یہ لفظ وارد ہے وہ خود اس کے اصطلاحی معنی کو واضح کرتی ہے:

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ
كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ (المومنون: ۹۹، ۱۰۰)

”یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ پروردگار مجھے واپس کر دیجیے۔ امید ہے کہ میں اس زندگی میں جس کو چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں گا۔ ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہے جو وہ کہتا ہے اور ان کے آگے ایک برزخ ہے اس وقت تک جب کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہے اس کا نام برزخ ہے۔ آپ چاہیں تو اسے روک یا آڑ کہہ سکتے ہیں، لیکن اگر یہ آڑ ہے بھی تو میت اور دنیا کے درمیان ہے یا میت اور قیامت کے درمیان ہے۔ خدا اور بندے کے درمیان ہرگز نہیں ہے۔ قرآن مجید میں کوئی اشارہ ایسا نہیں ملتا جس سے یہ مفہوم نکلتا ہو کہ برزخ میں مردے اپنے رب کی حضوری سے آڑ میں رکھے جاتے ہیں۔ یہ محض ایک بے بنیاد قیاس ہے۔

برزخ کی کیفیت

اب سوال یہ ہے کہ برزخ کی کیفیت کیا ہے۔ آیا اس میں انسان کے لیے کوئی زندگی ہے یا نہیں؟ وہاں صالحین کے لیے کوئی راحت اور فاسقین کے لیے اذیت ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ برزخ میں نفسِ انسانی کس حال میں رہتا ہے؟

۱۔ (کیا) مرنے والے برزخ میں اپنے رب کی حضوری سے آڑ میں رکھے جاتے ہیں اور صرف قیامت کے روز ان کی پیشی ہوگی؟

۲۔ (کیا) برزخ مطلقاً عالمِ ممات ہے جس میں حیات، علم، احساس، شعور کچھ نہیں ہوتا، اور اس لیے عذاب و ثواب اور راحت و اذیت بھی وہاں نہیں ہے؟

۳۔ (کیا) برزخ میں رہنے سے مراد اللہ کے نوشتے میں رہنا ہے۔ یعنی انسان اس دنیا میں آخری سانس لینے کے بعد معدوم ہو جاتا ہے، اور صرف اس کا اندراج اللہ کے دفتر میں رہتا ہے۔ پھر جب قیامت ہوگی تو ان سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا جو اس دفتر میں مندرج ہیں۔ پس موت سے قیامت تک نفس یا روح کی حالت ایک معدومیت اور فنایت کی حالت ہے۔ اور اس کے لیے اگر موجودیت ہے تو وہ صرف کتاب اللہ میں ہے؟

۴۔ (کیا) صرف وہ لوگ جو نبیل اللہ جنگ کر کے مارے جاتے ہیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں، اپنے رب کی حضوری سے آڑ میں نہیں رکھے جاتے بلکہ اسی وقت حاضر کر دیے جاتے ہیں اور ان کو روزی ملنے لگتی ہے؟

ہم کو دیکھنا ہے کہ یہ (مستثنیٰ ہونے کا) دعویٰ قرآن سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ اور قرآن مجید کی رو سے مذکورہ بالا سوالات کا صحیح حل کیا ہے؟

موت اور حیات کا مفہوم

اس بحث میں پہلا حل طلب سوال یہ ہے کہ زندگی اور موت سے کیا مراد ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ - (البقرہ: ۲۸)

”تم مردہ تھے، پھر تم کو زندہ کیا، پھر وہ تم کو مارے گا پھر وہ تم کو جلانے گا۔“

اس آیت میں دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر کیا گیا ہے :

۱۔ پہلی موت سے مراد وہ حالت ہے جو قالبِ خاکی میں نفخِ روح سے پہلے تھی۔ جیسا کہ آیت **وَبَدَأُ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ... ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ (السجدة: ۹۱-۷)** سے معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ پہلی زندگی سے مراد وہ حالت ہے جو جسم میں روح کے پھونکے جانے کے بعد ہوتی ہے اور جس میں انسان اپنے جسمانی کانوں سے سنتا، جسمانی آنکھوں سے دیکھتا اور جسمانی دل و دماغ سے سوچتا ہے اس کی طرف بھی آیت مذکورہ بالا اشارہ کرتی ہے۔

۳۔ دوسری موت سے مراد وہ حالت ہے جو جسدِ خاکی سے نفس یا روح کے سلب کر لیے جانے کے بعد ہوتی ہے۔ **اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا (الزمر: ۴۲)** اور **وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمْرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ - (الانعام: ۹۳)**

۴۔ دوسری زندگی سے مراد وہ حالت ہے جس میں قیامت کے روز وہی جان جو موت کے وقت جسم سے نکالی گئی تھی دوبارہ جسم میں پھونکی جائے گی۔ اس پر **وَإِذَا النُّفُوسُ رُؤِجَتْ (التکویر: ۷)** اور **كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ (الانبیاء: ۱۰۴)** اور ایسی ہی بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں۔

جسمانی موت کے بعد روحانی زندگی

پس معلوم ہوا کہ قرآن مجید نے عموماً موت سے جسم و روح کا انفصال اور زندگی سے جسم و روح کا اتصال مراد لیا ہے۔ لیکن اس معنی میں جس حالت کو وہ موت کہتا ہے اس سے مراد عدم نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک طور کی زندگی ہے جن میں روح بولتی اور سنتی اور شعور و ادراک رکھتی ہے چنانچہ خود قرآن مجید سے اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ دیکھیے پہلی موت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا - (الاعراف: ۱۷۲)

”اور جب کہ تیرے رب نے بنی آدم سے ان کی پیٹھوں میں سے ان کی ذریت کو نکالا اور خود ان کے اوپر ان کو گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں، ہم گواہ ہوئے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب رو جس جسموں میں پھونکی نہ گئی تھیں، اور جب کہ ان پر موت طاری تھی اس وقت بھی وہ اس معنی میں مردہ نہ تھیں کہ ان میں سماعت اور گویائی اور علم و شعور نہ تھا۔ حق تعالیٰ نے ان سے جو سوال کیا اس کو انہوں نے سنا، اس کا جواب دیا، اور جوابِ علم کی بنا پر دیا۔ پس وہ موت محض اجساد سے جدائی کا اعتبار کرتے ہوئے تھی، ورنہ حقیقت میں وہ بھی زندگی ہی تھی، کیونکہ علم اور سماعت اور گویائی کی صفات زندگی ہی میں پائی جاتی ہیں۔

پھر دوسری موت کی حالت میں بھی ارواح کا ان اوصاف سے متصف ہونا، قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہوتا ہے فرمایا:

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ - (المؤمنون: ۹۹، ۱۰۰)

”یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ پروردگار! مجھ کو واپس کر دیجیے، امید ہے کہ میں اس زندگی میں جس کو میں چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں گا، ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہے جو وہ کہتا ہے اور ان کے آگے برزخ ہے اٹھائے جانے کے دن تک۔“

اس آیت میں اِرْجَعُون اور فِيمَا تَرَكَتُمْ اور مِنْ وَّرَاءِ هُمْ بَرَزَخِ کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذکر اس حالت کا ہے جب دنیا چھوٹ چکی ہے، برزخ اس کے اور دنیا کے درمیان حائل ہو چکی ہے اور دنیا میں رہنے کا نہیں بلکہ دنیا میں واپس جانے کا مسئلہ درپیش آ گیا ہے۔ اس حالت موت میں انسان اپنے رب سے کلام کرتا ہے اور دنیا میں واپسی کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں خوف ورجا کے جذبات ہوں گے، اپنی دنیوی زندگی کے کارنامے اسے یاد ہوں گے، ان پرندامت اور مستقبل کے خطرات کا احساس ہوگا، اپنے پروردگار کو وہ جانتا ہوگا، اور اس میں گویائی کی قوت بھی ہوگی، جمعی تو وہ ایسی بات کہے گا۔ کیا یہ مطلق عالم ممتا ہو سکتا ہے جس کے متعلق (بعض لوگ) کہتے ہیں کہ اس میں حیات کا کوئی شائبہ نہیں؟ دوسری آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں:

وَإِنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّن قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ۔
(المنافقون: ۱۰)

”اور خرچ کرو اس رزق میں سے جو ہم نے تم کو عطا کیا ہے قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے پھر وہ کہے کہ پروردگار! کاش تو مجھے تھوڑی مہلت اور دنیا میں خیرات کرتا اور صالحین میں سے ہوتا۔“

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَا كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا۔
(النساء: ۹۷)

جن لوگوں کی جانیں ملائکہ نے اس حال میں قبض کیں کہ وہ (کفار کی سر زمین میں رہ کر) اپنے اوپر آپ ظلم کر رہے تھے۔ ان سے ملائکہ نے کہا کہ تم یہ کس حال میں پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زمین میں بے بس تھے۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ کی زمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟“

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ رَسُولُنَا يُتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوا أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ۔ قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ فِي النَّارِ۔
(الاعراف: ۳۷، ۳۸)

”یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے فرستادے ان کی روح قبض کرنے کو پہنچ گئے تو کہا کہ کہاں ہیں وہ تمہارے معبود جن کو تم خدا کے سوا پکارتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ وہ ہمارا ساتھ چھوڑ گئے اور انہوں نے اپنے اوپر گواہی دی کہ وہ کافر تھے۔ خدا نے کہا کہ تم بھی ان قوموں کے ساتھ آگ میں داخل ہو جاؤ جو از قسم جن و انس تم سے پہلے گزر چکی ہیں۔“

الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔
(النحل: ۳۲)

”جن لوگوں کی جانیں ملائکہ اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک تھے، تو ان سے کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو! جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔“

الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقُوا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلَى إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فَاذْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا۔ (النحل: ۲۸، ۲۹)

”جن لوگوں کی جانیں ملائکہ اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے، تو وہ ان سے دوستی ڈالیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو کوئی بر عمل نہ کرتے تھے اس پر کہا جائے گا کہ ہاں خدا جانتا ہے جو کچھ تم کرتے تھے پس تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جہاں تم ہمیشہ رہو گے۔“

وَلَوْ تَرَى إِذِتَوَفَّيَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَذْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ۔ (الانفال: ۵۰)

”اور کاش تو دیکھتا جب کہ ملائکہ ان لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے، وہ ان کو آگے اور پیچھے سے مارتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ عذاب دوزخ کے مزے چکھو۔“

یہ اور ایسی بہت سی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عرف عام میں جس انفصال روح و جسم پر لفظ موت کا اطلاق ہوتا ہے وہ ایسی موت نہیں ہے جس میں مطلق کسی قسم کا احساس و شعور اور شائبہ حیات موجود نہ ہو۔ برعکس اس کے اس حالت میں بھی روح میں زندگی کے وہ تمام آثار موجود ہوتے ہیں، جو جسمانی زندگی میں ہوا کرتے ہیں، البتہ ان کا طور و انداز بدلا ہوا ہوتا ہے، اور جسمانی زندگی سے وہ حالت مختلف ہوتی ہے۔

عرفی موت پر زندگی کا اطلاق

چونکہ انسان کے نزدیک زندگی سے مراد جسمانی زندگی ہے اور موت سے مراد جسمانی موت ہے اور اسی مفہوم کے لیے انسانی زبان میں موت اور حیات کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں اس وجہ سے حق تعالیٰ نے بھی اپنے کلام میں عموماً موت اور حیات کو جسمانی موت اور جسمانی حیات کے معنی میں استعمال کیا ہے لیکن بعض مواقع ایسے بھی آئے ہیں جہاں انسان کے اس جاہلانہ خیال کی تردید کرنا ضروری ہو گیا کہ زندگی حقیقت میں جسمانی زندگی ہے، اور جسمانی موت حقیقی موت ہے جس میں ”حیات کا کوئی شائبہ“ نہیں۔ جب حق کی خاطر جان دینے کا سوال پیش آتا ہے تو یہ جاہلانہ خیال انسان کی ہمت کو پست کر دیتا ہے۔ وہ اس وقت اپنی جان قربان کرتے ہوئے ہچکچاتا ہے، اور سمجھتا ہے کہ اگر مارے گئے تو زندگی کے مزے چھوٹ جائیں گے اور جسم سے جان نکلتے ہی ہم فنا ہو جائیں گے۔ ایسے موقع پر حق تعالیٰ اس حقیقت کو بے نقاب کرتا ہے کہ جس کو تم موت کہتے ہو اور سمجھتے ہو وہ حقیقت میں موت نہیں ہے۔ ہماری راہ میں جان دے کر تم ”مطلق عالم ممت میں نہ چلے جاؤ گے بلکہ پھر بھی زندہ ہی رہو گے اور ہمارے رزق کے مزے اس حال میں بھی تم کو نصیب ہوں گے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔ (ال عمران: ۱۶۹)

”اور تو ان لوگوں کو جو خدا کی راہ میں مارے جاتے ہیں مرا ہوا نہ سمجھ، وہ تو زندہ ہیں۔ ان کے رب کے پاس انہیں رزق دیا جاتا ہے۔“

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ. (البقرہ: ۱۵۳)

”اور تم ان لوگوں کو مردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں، وہ تو زندہ ہیں مگر تم جانتے نہیں ہو۔“

ان مواقع پر چونکہ پردہ پڑا رہنے سے ایک بڑی مصلحت فوت ہو رہی تھی، اس لیے حقیقت کو بے نقاب کر دیا گیا۔ مگر غور سے دیکھیے۔ یہ نہیں کہا کہ جو لوگ فی سبیل اللہ مارے جاتے ہیں، ان پر وہ موت طاری نہیں ہوتی جس کو عرف عام میں موت کہا جاتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ان کی موت کو حقیقی موت نہ سمجھو اور نہ کہو۔ وہ مارے ضرور جاتے ہیں، ان کے جسم سے جان ضرور نکلتی ہے، وہ دنیا سے رخصت ضرور ہوتے ہیں، ان کو دفن بھی کیا جاتا ہے، ان کی عورتیں بیوہ اور ان کے بچے یتیم بھی ہو جاتے ہیں، ان کے ترکے تقسیم بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام حیثیتوں سے وہ دنیا اور دنیا والوں کے لیے مر جاتے ہیں۔ مگر اس جسمانی موت کے بعد بھی ایک زندگی ہے جو ان کو حاصل رہتی ہے، اور اس کے بعد بھی اللہ کے رزق اور اس کی بخششوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اگرچہ تم کو اس کا شعور نہیں ہے۔

(بعض) لوگ اس نکتہ کو نہ سمجھ سکے۔ انہوں نے عرفی موت اور حقیقی موت میں فرق نہ کیا۔ انہوں نے اس مصلحت پر بھی غور نہ کیا کہ خاص شہداء کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے اس فرق کو کس لیے واضح کیا ہے۔ ان کی نظر ان آیات کے معانی تک بھی نہ پہنچ سکی جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرق محض شہداء کے لیے مخصوص نہیں ہے، بلکہ تمام مرنے والوں کے لیے عرفی موت کے بعد بھی ایک روحانی زندگی ہے جس میں احساس، شعور، سمع، گویائی وغیرہ قوتیں بدستور باقی رہتی ہیں۔ اس پہلی اور بنیادی غلطی نے ان کو پے در پے غلطیوں میں مبتلا کر دیا اور آخر تک ان کے قیاسات غلط ہوتے چلے گئے۔

برزخ میں روحوں کے مقامات

جسمانی موت کے بعد روحانی زندگی کا ثبوت مل چکا۔ اب ہم کو آگے بڑھ کر یہ دیکھنا ہے کہ مرنے کے بعد انسانی نفوس کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے اور وہ کہاں رکھے جاتے ہیں۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ برزخ میں نفوس کے مقام کا انحصار ان کی دنیوی زندگی کے اعمال پر ہے۔ جو نفوس دنیا میں تقویٰ اور عمل صالح کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں وہ اتنے لطیف ہو جاتے ہیں کہ مقامات رفیعہ کی طرف پرواز کرنے لگتے ہیں۔ جسم سے نکلتے ہی فرشتے ان کو کامیابی کی خوشخبری سناتے ہیں۔ ان کا نام عالم بالا کے دفتر میں لکھا جاتا ہے، اور یوم الفصل کے انتظار کی مدت وہ ایسی بلند منزلوں میں گزارتے ہیں جہاں ان کو جنت کی خوشبوئیں آتی ہیں، بلکہ درحقیقت وہ جنت ہی کی ابتدائی منازل ہوتی ہیں:

الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

(النحل: ۳۲)

”جن لوگوں کی جانیں ملائکہ اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک تھے، ان سے وہ کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو، جنت میں داخل ہوا اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔“

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقْنَهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ

اللَّهُ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ لِيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ۔ (الحج: ۵۸، ۵۹)

”اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مر گئے، اللہ ان کو اچھا رزق عطا کرے گا اور حقیقت میں اللہ ہی بہتر رزق دینے والا ہے۔ وہ ضرور ان کو ایسی جگہ داخل کرے گا جس سے وہ خوش ہو جائیں گے۔“

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ۔
وَلَئِنْ مُتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَأَلِيَّ اللَّهُ تَحْشُرُونَ۔ (ال عمران: ۱۵۷، ۱۵۸)

”اور یقین رکھو کہ اگر تم راہِ خدا میں مارے گئے یا مر گئے تو اللہ کی مغفرت اور رحمت اس مال و دولت سے بہتر ہے جو لوگ دنیا میں جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ ہی کی طرف لے جائے جاؤ گے۔“

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ... إِنِّي أَنُتُّ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ۔ (يس: ۲۱، ۲۵، ۲۶)

”اور ایک شخص شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اور بولا کہ لوگو! رسول کی پیروی کرو... میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں، میری بات سنا (اس پر لوگوں نے اسے قتل کر دیا) اس سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا۔“

إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّنَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ. كِتَابٌ مَرْقُومٌ. يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ۔ (المطففين: ۱۸ تا ۲۱)

”نیک لوگوں کا دفتر علیین میں ہے اور علیین کو تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہے؟ وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی، مقررین اس کی نگرانی کرتے ہیں۔“

بخلاف اس کے جو لوگ فسق و فجور میں جان دیتے ہیں ان کی روحمیں گندی ہو جاتی ہیں۔ ان کے لیے مقامات عالیہ کے دروازے نہیں کھلتے۔ جسم سے نکلتے ہی ان پر سختیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ان کو ذلت اور مصیبت کے قید خانوں میں رکھا جاتا ہے جہاں ان کو اپنے ہولناک انجام کے آثار نظر آنے لگتے ہیں، اور وہ کٹافنتیں جو دنیوی زندگی کے بُرے اعمال سے انہوں نے سمیٹ لی تھیں ان کو بے چین و بے قرار رکھتی ہیں۔

۱۔ ان دونوں آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام صالحین کے ساتھ ایک ہی معاملہ ہوتا ہے اور اس میں شہید و غیر شہید کا کوئی فرق نہیں ہے۔ نیز (اس سے

ان لوگوں کے) اس خیال کی بھی تردید ہو جاتی ہے کہ شہداء کے سوا باقی تمام روحمیں برزخ میں اپنے رب کی حضوری سے آڑ میں دکھی جاتی ہیں۔

۲۔ قرآن مجید میں اس شخص کے مارے جانے کا ذکر نہیں ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے قتل کر دیا گیا تھا اور جو شخص روایات کو ظنی اور ناقابل اعتبار سمجھتا ہو اس کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس شخص کو جنت میں داخل ہونے کا حکم مرنے کے بعد دیا گیا۔

۳۔ (بعض لوگوں نے) اس آیت اور اس سلسلہ کی ایک دوسری آیت کا مفہوم نہیں سمجھا۔ علیین کے دو معنی ہو سکتے ہیں یا تو اس سے مراد منازل عالیہ ہیں۔

یا عالی مقام لوگ۔ اسی طرح صحیحین سے مراد یا قید خانہ ہے یا قیدیوں کا گروہ۔ صالحین و ابرار کے نام اس دفتر میں لکھے جاتے ہیں جو علیین کے لیے مخصوص ہیں

اور فاسقین و فجار کے نام صحیحین کے دفتر میں مندرج ہوتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نفوس فنا ہو جاتے ہیں اور صرف رجسٹر میں نام رہ جاتے ہیں بلکہ

اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی روحمیں علیین و صحیحین میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ مدرسہ میں بچہ کا نام لکھا گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بچہ غائب

ہو گیا اور صرف اس کا نام رجسٹر میں رہ گیا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَأُفَتِّحَنَّ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ. (الاعراف: ۴۰)

”جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔“

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَذْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ۔ (الانفال: ۵۰)

”اور کاش تو دیکھتا جب کہ ملائکہ ان لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے، وہ ان کو آگے اور پیچھے سے مارتے جاتے ہیں کہ آگ کے عذاب کا مزہ چکھو۔“

إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سَجِينٍ. ر. ا. اذْرَاكَ مَا سَجِينٌ. كِتَابٌ مَّرْقُومٌ۔ (المطففين: ۴، ۵)

”بدکاروں کے نام (قیدیوں کے دفتر) سَجِين میں لکھے جاتے ہیں۔ اور تو کیا جانے کہ سَجِين کیا ہے! وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔“

ان کے علاوہ متعدد آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسقین پر موت کے بعد ہی سختیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً آل فرعون کے متعلق ارشاد ہے کہ:

وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (المومن: ۴۵، ۴۶)

”اور آل فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا۔ وہ آگ کا عذاب ہے جس پر وہ صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو اس سے سخت تر عذاب میں داخل کرو۔“

اس آیت کے الفاظ اتنے واضح ہیں کہ مفہوم میں کسی قسم کا الجھاؤ نہیں۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ غرق ہوتے ہی آل فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا۔ اب وہ دائماً آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو اس سے زیادہ سخت عذاب دیا جائے گا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ (بعض لوگوں نے) پہلے سے چند نظریات قائم کر لیے ہیں جو قرآن مجید کی بعض آیات کے غلط مفہوم پر مبنی ہیں، اور بجائے اس کے کہ وہ ایسی صاف اور صریح آیات کو دیکھ کر ان نظریات میں ترمیم کرتے، وہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان کی تاویل کر کے ان غلط نظریوں کے مطابق ڈھال لیں۔ یہی وہ ذہنیت ہے جو انسان کو قرآن کا صحیح مفہوم سمجھنے نہیں دیتی۔

اسی کے قریب المعنی وہ آیت ہے جو مدینہ اور گرد و پیش کے منافقین کے حق میں نازل ہوئی ہے:

سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابِ الْيَمِّ۔ (التوبة: ۱۰۱)

”عنقریب ہم ان کو دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر وہ زیادہ بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔“

یہاں بھی الفاظ صریح اور مفہوم واضح ہے۔ عذاب کے تین مرتبے بتائے گئے ہیں۔ ایک دنیا کا عذاب کہ وہ

مسلمانوں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوئے اور ان کی ساری تدبیریں ناکام کر دی گئیں۔ دوسرا برزخ کا عذاب اور تیسرا عذاب عظیم جو قیامت کے بعد ہوگا۔ لیکن یہاں پھر (ان لوگوں) کے نظریات نے ان کو ایک صاف بات سمجھنے سے روک دیا۔

چند غلط نظریات

(ان لوگوں) کے نظریات میں پہلا نظریہ یہ ہے کہ وہ برزخ کو مطلق عالم مہمات سمجھتے ہیں جس میں حیات کا کوئی شائبہ نہیں۔ اسی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ برزخ میں نہ راحت ہے اور نہ اذیت۔ لیکن اس کی تائید میں جو آیات وہ پیش کرتے ہیں وہ ان کے مدعا کی تائید نہیں کرتیں۔ بالفرض اگر قرآن مجید میں مشرکین و کفار کے معبودوں سے مراد انبیاء، اولیاء، صلحاء، اور دوسرے انسان ہیں جو وفات پا چکے ہیں تب بھی ان آیات سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ آدمیوں کی پکار نہیں سنتے، ان کی دعاؤں سے غافل ہیں، اور ان کو جواب نہیں دے سکتے۔ مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ بجائے خود بے حس، بے جان، بے شعور، بے علم اور بالکل غافل و بے خبر ہیں؟ اگر وہ اس عالم کی باتیں نہیں سنتے اور اس عالم کے لوگوں کو جواب نہیں دے سکتے، تو اس سے یہ نتیجہ کیوں کر نکالا جاسکتا ہے کہ جس عالم میں وہ ہیں، وہاں بھی ان میں بولنے اور سننے اور محسوس کرنے کی قوت نہیں ہے؟ پہلے ایک مضمون کی آیات پر غور کیے بغیر ایک غلط نظریہ قائم کرنا، پھر اس نظریہ کی بنا پر دوسری صریح آیات کی تاویل کرنا اور الفاظ کو ان کے صاف مفہوم سے پھیرنا وہ طریقہ نہیں ہے جس سے آدمی قرآن مجید کے علوم سے استفادہ کر سکتا ہو۔ قرآن مجید ایک جگہ کہتا ہے کہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے، اور مردے تمہاری دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتے۔ دوسری جگہ وہی قرآن کہتا ہے کہ فرشتے مردوں سے باتیں کرتے ہیں اور مردے ان کو جواب دیتے ہیں کیا ان دونوں باتوں میں کوئی تناقض ہے؟ اگر نہیں تو یہ لوگ جس طرح پہلی بات کو مانتے ہیں، اسی طرح دوسری کو بھی مانیں اگر تناقض ہے تو ثابت کریں۔

دوسرا نظریہ، یہ ہے کہ ”قرآن کی رو سے انسان کے لیے دو ہی موتیں اور دو ہی زندگیاں ہیں۔“ ”دنیوی زندگی کے بعد“ دوسری زندگی حشر کے دن ملے گی نہ کہ قبر میں۔ لہذا اس دنیوی زندگی کے منقطع ہو جانے کے بعد اہل برزخ میں مطلقاً زندگی کا کوئی شائبہ نہیں۔“ یہاں دراصل موت اور حیات کا مفہوم سمجھنے میں (بعض لوگوں سے) لغزش ہوئی ہے۔ جس انفصال جسم و روح پر لفظ موت کا اطلاق کیا گیا ہے اس کے متعلق (بعض حضرات نے فرض کر لیا کہ اس میں مطلقاً زندگی کا کوئی شائبہ نہیں، اور زندگی محض اتصال جسم و روح کا نام ہے۔ لیکن اوپر قرآن مجید کی آیات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ مفروضہ بالکل غلط ہے۔

تیسرا نظریہ بھی ایسا ہی عجیب و غریب ہے۔ ایک آیت میں وارد ہوا ہے کہ مردے جب حشر کے دن اٹھائے جائیں گے تو کہیں گے کہ ”ہائے کس نے ہم کو ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا۔“ بعض اور آیات میں ہے کہ دنیوی زندگی اور قیامت کے درمیان وہ زیادہ سے زیادہ ایک گھڑی کا فصل سمجھیں گے اس سے (بعض لوگوں) نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ برزخ میں مردے بالکل غافل و بے خبر پڑے ہوئے ہیں، اور ان کو زمانے کا مطلق احساس نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے اور عذاب یا ثواب ان پر ہو رہا ہوتا تو اس طویل مدت کو بھول نہ جاتے۔ لیکن قرآن میں یہ بھی تو فرمایا گیا ہے کہ حشر کے دن لوگ اپنے قیام زمین

کی مدت کا اندازہ ایک دن یا زیادہ سے زیادہ دس لگانیں گے۔ پھر کیا بالکل اسی طرح اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ دنیا کی زندگی میں بھی انسان غفلت و بے خبری اور ”مطلق عالم مہمات“ میں پڑا رہا؟ سوال یہ ہے کہ آخر اس قسم کی قیاس آرائیاں کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ جو نتیجہ (یہ حضرات) نکال رہے ہیں وہ قرآن میں مذکور نہیں۔ قرآن میں صرف ایک واقعہ کے طور پر یہ بیان ہوا ہے کہ قیامت کے روز جب دوبارہ اجساد میں جان ڈالی جائے گی اور لوگ نشأۃ آخرت میں داخل ہوں گے تو ان کو ایسا اور ایسا محسوس ہوگا۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ اس سے پہلے برزخ میں وہ بیہوش، بے حس اور مطلق عالم مہمات میں ہوں گے۔ یہ اس واقعہ پر محض قیاس ہے اور اس قیاس کو (یہ حضرات) اتنی اہمیت دے رہے ہیں کہ قرآن کریم کی ان صریح آیات کو جن میں اہل برزخ کی سماعت، گویائی اور ان کی راحت یا تکلیف کا ذکر کیا گیا ہے، ان کے صاف مفہوم سے پھیر کر اس قیاس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا قرآن کو قرآن سے سمجھنے کا یہی طریقہ ہے؟ اگر قیاس ہی کرنا تھا تو یہ قیاس کیوں نہ کیا کہ ایک عالم سے دوسرے عالم میں پہنچنے کے بعد انسان پہلے عالم کو فراموش کر جاتا ہے، یا اس کو پہلے عالم کا محض ایک موہوم سا خیال رہتا ہے، یا پہلے عالم میں اپنی حالت کے متعلق اس کا اندازہ غلط ہوتا ہے جیسا کہ کَذٰلِکَ کَانُوۡا یُوۡفَکُوۡنَ سے ظاہر ہو رہا ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں (ان حضرات کے)۔ قیاس کی بہ نسبت یہ قیاس قرآن مجید کے ارشادات سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔

(ان حضرات کا) آخری نظریہ ان آیات پر مبنی ہے جن میں صرف دنیا اور آخرت کے عذاب و ثواب کا ذکر ہے، اور برزخ کا ذکر نہیں ہے، اور جن میں صرف دار آخرت کو دار الجزاء فرمایا گیا ہے۔ اس سے (یہ حضرات) نتیجہ نکالتے ہیں کہ دنیوی زندگی کے بعد اور قیامت سے پہلے کوئی عذاب و ثواب نہیں ہے۔ لیکن یہ نظریہ متعدد وجوہ سے باطل ہے:

(۱) ان آیات میں کہیں برزخ کی روحانی زندگی اور اس کے عذاب و ثواب کی نفی نہیں کی گئی ہے بلکہ ان میں دنیا و آخرت کے عذاب و ثواب کا ذکر اسی طرح ایک واقعہ کے طور پر کیا گیا ہے جس طرح بعض دوسری آیات میں برزخ کی زندگی اور اس کے عذاب و ثواب کا ذکر بطور واقعہ آیا ہے۔ پھر پہلی قسم کی آیات دوسری قسم کی آیات کے لیے ناقض کیوں کر ہو سکتی ہیں۔

(۲) یہ بالکل صحیح ہے کہ دار الجزاء اور یوم الفصل دراصل دار آخرت ہی ہے لیکن قرآن مجید کی متعدد آیات سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ برزخ میں انسان کو ایک طرح کی روحانی زندگی حاصل ہوگی جس میں شعور و احساس پایا جائے گا۔ ایسی صورت میں یہ ناگزیر ہے کہ فیصلہ کے دن تک انتظار کرنے کے لیے نفوس انسانی جہاں رکھے جائیں گے وہاں نفوس زکیہ کے لیے راحت اور نفوس خبیثہ کے لیے اذیت ہو۔ اگرچہ ان کے اعمال کی پوری پوری جزا و سزا ان کو فیصلے کے دن ہی ملے گی لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انتظار کی مدت میں دونوں قسم کے نفوس ایک ہی حال میں رکھے جائیں۔

(۳) (یہ حضرات) خود تسلیم کرتے ہیں کہ شہدا کو مرنے کے بعد ہی ثواب ملنا شروع ہو جائے گا۔ اب غور فرمائیے کہ یہ ثواب یوم الفصل سے پہلے ہے یا اس کے بعد؟ اگر بعد ہے تو کیا شہدا کی قیامت عام لوگوں کی قیامت سے پہلے قائم ہو جائے گی؟ اور اگر یہ ثواب یوم الفصل سے پہلے اور دنیوی زندگی ختم ہونے کے بعد ہے تو (ان حضرات کا) نظریہ ٹوٹ گیا۔

کیونکہ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ انتظار کی مدت میں نفوس کو رزق عطا ہونا قرآن مجید کے اس ارشاد کے خلاف نہیں کہ اصلی جزا و سزا کا دن قیامت کا دن ہے۔
(ترجمان القرآن ج ۵، عدد ۶، ص: ۴۳ تا ۴۵)

حیات برزخ کا ثبوت

۱۹۔ نَصَحَ قَوْمَهُ حَيًّا وَمَيِّتًا

”(حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ) اس شخص نے جیتے جی بھی اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور مر کر بھی۔“

تشریح: یہ ایک مرد مومن کے کمال اخلاق کا ایک نمونہ ہے۔ جن لوگوں نے اسے ابھی ابھی قتل کیا تھا ان کے خلاف کوئی غصہ اور جذبہ انتقام اس کے دل میں نہ تھا کہ وہ اللہ سے ان کے حق میں بددعا کرتا۔ اس کے بجائے وہ اب بھی ان کی خیر خواہی کیے جا رہا تھا۔ مرنے کے بعد اس کے دل میں اگر کوئی تمنا پیدا ہوئی تو وہ بس یہ تھی کہ کاش میری قوم میرے اس انجام نیک سے باخبر ہو جائے اور میری زندگی سے نہیں تو میری موت ہی سے سبق لے کر راہ راست اختیار کر لے۔ وہ شریف انسان اپنے قاتلوں کے لیے بھی جہنم نہ چاہتا تھا بلکہ یہ چاہتا تھا کہ وہ ایمان لا کر جنت کے مستحق بنیں۔

اس واقعہ کو بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو درپردہ اس حقیقت پر متنبہ فرمایا ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی اہل ایمان بھی اس طرح تمہارے سچے خیر خواہ ہیں جس طرح وہ مرد مومن اپنی قوم کا خیر خواہ تھا۔ یہ لوگ تمہاری تمام ایذا رسانیوں کے باوجود تمہارے خلاف کوئی ذاتی عناد اور کوئی جذبہ انتقام نہیں رکھتے۔ ان کو دشمنی تم سے نہیں بلکہ تمہاری گمراہی سے ہے۔ یہ تم سے صرف اس لیے لڑ رہے ہیں کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔ اس کے سوا ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد سے قیامت تک کا زمانہ خالص عدم اور کامل نیستی کا زمانہ نہیں ہے، جیسا کہ بعض کم علم لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ اس زمانے میں جسم کے بغیر روح زندہ رہتی ہے، کلام کرتی اور سنتی ہے، جذبات و احساسات رکھتی ہے، خوشی اور غم محسوس کرتی ہے اور اہل دنیا کے ساتھ بھی اس کی دلچسپیاں باقی رہتی ہیں اگر یہ نہ ہوتا تو مرنے کے بعد اس مرد مومن کو جنت کی بشارت کیسے دی جاتی اور وہ اپنی قوم کے لیے یہ تمنا کیسے کرتا کہ کاش وہ اس کے انجام نیک سے باخبر ہو جائے۔

(تفسیر القرآن ج ۴، ص ۲۳، حاشیہ: ۲۳)

تخریج: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَصَحَ قَوْمَهُ فِي حَيَاتِهِ بِقَوْلِهِ يَا قَوْمِي اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ وَبَعْدَ مَمَاتِهِ فِي قَوْلِهِ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ۔ (۴)

عالم برزخ میں صبح و شام دوزخ و جنت پیش کی جاتی ہے

۲۰۔ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔
(بخاری، مسلم، مسند احمد)

۱۔ اس حدیث سے حیات برزخ کا صریح ثبوت ملتا ہے۔

”حضور نے فرمایا، ”تم میں سے جو شخص بھی مرتا ہے اسے صبح و شام اس کی آخری قیام گاہ دکھائی جاتی رہتی ہے، خواہ وہ جنتی ہو یا دوزخی، اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں تو اس وقت جائے گا جب اللہ تجھے قیامت کے روز دوبارہ اٹھا کر اپنے حضور بلائے گا۔“

(تفسیر القرآن ج ۴، المؤمن، حاشیہ: ۶۳)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَى مَقْعَدِهِ غُدْوَةٌ وَعَشِيَّةٌ إِمَّا النَّارُ وَإِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى تَبْعَثَ. (۵)

(۲) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعِشَاءِ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۶)

۲۱۔ بخاری کتاب الرقاق میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ حضور نے فرمایا ”جو شخص بھی جنت میں جائے گا اسے وہ مقام دکھادیا جائے گا جو اسے دوزخ میں ملتا اگر وہ بُرا عمل کرتا، تاکہ وہ اور زیادہ شکر گزار ہو۔ اور جو شخص بھی دوزخ میں جائے گا اسے وہ مقام دکھادیا جائے گا جو اسے جنت میں ملتا اگر اس نے نیک عمل کیا ہوتا، تاکہ اسے اور زیادہ حسرت ہو۔“

(تفسیر القرآن ج ۵، التائب، حاشیہ: ۲۰)

فَوْقَهُ اللَّهُ سَيَّاتٍ مَأْمُورًا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۝ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ. (المؤمن: ۴۵، ۴۶)

”آخر کار ان لوگوں نے جو بڑی چالیں اس مومن کے خلاف چلیں اللہ نے ان سب سے اس کو بچالیا اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آگئے، دوزخ کی آگ ہے جس پر صبح و شام وہ پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کر دو۔“

یہ آیت اُس عذابِ برزخ کا صریح ثبوت ہے جس کا ذکر بکثرت احادیث میں آیا ہے۔ یہاں عذاب کے دو مرحلوں کا ذکر ہے۔ ایک کم تر درجے کا عذاب جو قیامت کے آنے سے پہلے فرعون اور آل فرعون کو اب دیا جا رہا ہے، اور وہ یہ ہے کہ انہیں صبح و شام دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جسے دیکھ کر وہ ہر وقت ہول کھاتے رہتے ہیں کہ یہ ہے وہ دوزخ جس میں آخر کار ہمیں جانا ہے۔ اس کے بعد جب قیامت آجائے گی تو انہیں وہ اصلی اور بڑی سزا دی جائے گی جو ان کے لیے مقدر ہے۔ یعنی وہ اُسی دوزخ میں جھونک دیے جائیں گے جس کا نظارہ انہیں غرقاب ہو جانے کے وقت سے آج تک کرایا جا رہا ہے اور قیامت کی گھڑی تک کرایا جاتا رہے گا۔

اور یہ معاملہ صرف فرعون اور آل فرعون کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے۔ تمام مجرموں کو موت کی ساعت سے لے کر قیامت تک وہ انجام بد نظر آتا رہتا ہے جو ان کا انتظار کر رہا ہے اور تمام نیک لوگوں کو اس انجام نیک کی حسین تصویر دکھائی جاتی رہتی ہے جو اللہ نے ان کے لیے مہیا کر رکھا ہے۔

(تفسیر القرآن ج ۴، المؤمن، حاشیہ: ۶۳)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةٌ. (۷)

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ أَهْلِ النَّارِ يَرَى مَنْزِلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَقُولُ لَوْ هَدَانَا اللَّهُ، فَيَكُونُ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ وَكُلُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَرَى مَنْزِلَهُ مِنَ النَّارِ فَيَقُولُ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ فَهَذَا شُكْرُهُمْ. (۸)

ماخذ

- (۱) ترمذی ابواب الدعوات ج ۲ - ☆ ریاض الصالحین ج ۱ ص ۸ - عن ابن عمر -
- (۲) ابن ماجه ابواب الزهد باب ذکر التوبة - ☆ ابن ماجه کی روایت کی سند میں ولید بن مسلم اور مکحول دونوں پر کلام کیا گیا ہے۔ فی الزوائد: فی اسنادہ الولید بن مسلم وهو مدلس، وقد عنعنه، وكذلك مکحول الدمشقی۔ ☆ مؤطا امام مالک کتاب الحدود۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۲، ۱۵۳ عبد الله بن عمر ☆ المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب التوبة والانابة، باب ان الله يغفر لعبده ما لم يغفر۔ ☆ شرح السنة للبغوی ج ۵ ص ۹۱، هذا حديث حسن غریب ورجاله ثقات وسنده حسن وصحة ابن خیام ووافقه الذهبی۔
- (۳) ترمذی ابواب التفسیر سورة الهکم التکاثیر ☆ ابن جریر ج ۸، ۲۸، ۳۰ جلد ۱۲ ص ۱۸۳ الهکم التکاثیر۔ ☆ کنز العمال ج ۲ ص ۵۵۵ بحوالہ ابن المنذر، ابن مردويه، بیهقی فی الشعب۔
- (۴) تفسیر ابن کثیر ج ۳ سورة یس۔ ☆ تفسیر روح المعانی ج ۲۲/۲۴ سورة یس۔
- (۵) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب سكرات الموت۔ ☆ نسائی کتاب الجنائز باب وضع الجریدة علی القبر۔
- (۶) بخاری ج ۱ کتاب الجنائز باب المیت یعرض علیہ مقعده بالغداة والعشی۔ اور کتاب الرقاق۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار۔ ☆ ترمذی ابواب الجنائز ج ۱ - باب ماجاء فی عذاب القبر۔ هذا حديث حسن صحيح۔ ☆ نسائی کتاب الجنائز باب وضع الجریدة علی القبر۔ نسائی نے یعرض علی احدکم بیان کیا ہے۔ ☆ ابن ماجه کتاب الزهد باب ۳۲ باب ذکر القبر والبلى۔ ☆ مؤطا امام مالک کتاب الجنائز جامع الجنائز۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۵۱ - ۱۱۳ - ۱۲۳۔ روایت عبد الله بن عمر۔
- (۷) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار۔ ☆ تفسیر بحر المحیط لابن حیان اندلسی ج ۸ سورة التغابن۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۵ روایت ابی ہریرة۔
- (۸) فتح القدیر للشوکانی ج ۲ سورة اعراف۔

میدان حشر اور نوع انسانی

قیامت میں زمین و آسمان بالکل نیست و نابود نہیں ہو جائیں گے بلکہ صرف موجودہ نظامِ طبیعی کو درہم برہم کر ڈالا جائے گا۔ اس کے بعد نوحِ صورِ اول اور نوحِ صورِ آخر کے درمیان ایک خاص مدت میں، جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، زمین اور آسمانوں کی موجودہ ہیئت بدل دی جائے گی اور ایک دوسرا نظامِ طبیعت، دوسرے قوانینِ فطرت کے ساتھ بنا دیا جائے گا، وہی عالمِ آخرت ہوگا۔ پھر نوحِ صورِ آخر کے ساتھ ہی تمام وہ انسان جو تخلیقِ آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہوئے تھے، از سر نو زندہ کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔ اسی کا نام قرآن کی زبان میں حشر ہے جس کے لغوی معنی سمیٹنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں۔ قرآن کے اشارات اور حدیث کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ حشر اسی زمین پر برپا ہوگا، یہیں عدالت قائم ہوگی، یہیں میزان لگائی جائے گی اور قضیہ زمین بر سر زمین ہی چکایا جائے گا۔ نیز یہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ ہماری وہ دوسری زندگی جس میں یہ معاملات پیش آئیں گے، محض روحانی نہیں ہوگی بلکہ ٹھیک اسی طرح جسم و روح کے ساتھ ہم زندہ کیے جائیں گے جس طرح آج زندہ ہیں اور ہر شخص ٹھیک اسی شخصیت کے ساتھ وہاں موجود ہوگا جسے لیے ہوئے وہ دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ (تفہیم القرآن ج ۲، ابراہیم، حاشیہ: ۵۷)

میدان حشر اور ربِّ کائنات

۲۲۔ اِنَّهٗ تَعَالٰی يَطْوِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِيَدِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ، اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَكَبِّرُ اَيْنَ مَلُوْكِ الْاَرْضِ؟ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ، اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ۔ (مسند احمد)

”نبی ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو اپنی مٹھی میں لے کر پکارے گا میں ہوں پادشاہ، میں ہوں جبار، میں ہوں متکبر، کہاں ہیں وہ جو زمین میں بادشاہ بنتے تھے؟ کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر؟“

پس منظر: عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضورؐ خطبہ میں یہ الفاظ فرما رہے تھے، اس وقت آپؐ پر ایسا لرزہ طاری تھا کہ ہم ڈر رہے تھے کہ کہیں آپؐ منبر سے گرنے پڑیں۔ (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، ص: ۴۱، ۴۲)

تشریح: وہ ساری مجازی بادشاہیاں اور ریاستیں ختم ہو جائیں گی جو دنیا میں انسان کو دھوکے میں ڈالتی ہیں۔ وہاں صرف ایک بادشاہی باقی رہ جائے گی اور وہ وہی اللہ کی بادشاہی ہے جو اس کائنات کا حقیقی فرمانروا ہے۔ سورہ مومن میں ارشاد ہوا ہے

کہ یَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ، لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وہ دن جب کہ یہ سب لوگ بے نقاب ہوں گے، اللہ سے ان کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہ ہوگی۔ پوچھا جائے گا آج بادشاہی کس کی ہے؟ ہر طرف سے جواب آئے گا اکیلے اللہ کی جو سب پر غالب ہے۔ (تفسیر القرآن ج ۳، الفرقان، حاشیہ ۳۹)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكِ الْأَرْضِ- (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ارض و سما کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر فرمائے گا۔“ ”میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں ارضی فرمانروا؟“

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، ثنا أَبِي ثَنَا عَفَّانُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ هَذِهِ آيَةَ ذَاتِ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ هَكَذَا بِيَدِهِ وَيَحْرِكُهَا يُقْبَلُ بِهَا وَيُدْبِرُ يَمَجِدُ الرَّبَّ نَفْسَهُ: أَنَا الْجَبَّارُ، أَنَا الْمُتَكَبِّرُ، أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا الْعَزِيزُ، أَنَا الْكَرِيمُ، فَرَجَفَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمِنْبَرُ حَتَّى قُلْنَا لَيَحْرَنَّ بِهِ- (۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز منبر پر خطبہ کے دوران میں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ رہے تھے وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اس طرح دست مبارک کو آگے پیچھے حرکت دے کر سمجھا رہے تھے۔ اپنے پروردگار کی بزرگی اور اس کی عظمت و کبریائی بایں الفاظ نقل فرما رہے تھے۔ ”میں جبار ہوں، میں بڑائی کا مالک ہوں، میں بادشاہ ہوں، میں غالب ہوں، میں کریم ہوں۔ جس وقت آپ خطبہ میں یہ الفاظ فرما رہے تھے اس وقت آپ پر ایسا لرزہ طاری تھا کہ ہمیں خیال ہوا کہ کہیں منبر آپ کو لے کر گرنے جائے۔“

(۳) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَطْوِي اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ السَّمَوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهَا بِيَدِهِ الْيُمْنَىٰ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ، أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرْضَ (الْأَرْضِينَ) بِشِمَالِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟

(۴) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ نَكَرَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: يَأْخُذُ اللَّهُ سَمَوَاتِهِ وَأَرْضِيهِ بِيَدَيْهِ

وَيَقُولُ: اَنَا اللَّهُ وَيَقْبِضُ أَصَابِعَهُ وَيَسْطُهَا اَنَا الْمَلِكُ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ أَسَاقِطُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (۳)

ترجمہ: دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر فرمائے گا: ”میں ہوں اللہ، اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو کھولتے اور بند کرتے ہوئے فرمائے گا۔ میں ہوں بادشاہ:“ اسی اثناء میں جب کہ میری نظر منبر پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ وہ آخر تک لرز رہا ہے اور مجھے خوف لاحق ہوا کہ یہ منبر رسول اللہ ﷺ کو لے کر نیچے گرنے جائے۔

(۵) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: يَا خُدَّ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهِ وَأَرْضِيهِ بِيَدِهِ (وَقَبِضْ يَدَهُ، فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَسْطُهَا) ثُمَّ يَقُولُ: اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمَلِكُ، أَيُّ الْجَبَّارُونَ؟ أَيُّ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ قَالَ وَيَتَمَائِلُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ أَسَاقِطُ هُوَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (۴)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے سنا۔ آپ فرما رہے تھے: جبار آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمائے گا (یہ فرماتے وقت آپ نے اپنا ہاتھ بند کر لیا۔ پھر آپ اسے مسلسل کھولتے اور بند کرتے رہے) ”میں جبار ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں دنیا کے جبار؟ کہاں ہیں دنیا کے متکبرین؟ راوی کہتا ہے کہ اس وقت نبی کریم ﷺ کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب جھک جاتے تھے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ منبر نیچے تک حرکت کر رہا ہے اور مجھے خیال ہوا کہ مبادا یہ آپ کو گرانہ دے۔

(۶) إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ وَيَأْخُذُ الْأَرْضِينَ بِيَدِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَقُولُ: اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الدِّيَانُ أَيُّ مَلُوكِ الْأَرْضِ؟ أَيُّ الْجَبَّارُونَ؟ أَيُّ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ (۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنی مٹھی میں لے کر پکارے گا۔ میں ہوں بادشاہ، میں ہوں سردار مختار۔ زمین پر بادشاہی کا دعویٰ کرنے والے کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ جبار؟ کدھر گئے وہ متکبر لوگ؟

(۷) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ: اَنَا الْمَلِكُ، أَيُّ مَلُوكِ الْأَرْضِ؟ (۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں دے کر اور آسمانوں کو اپنے سیدھے ہاتھ میں لپیٹ کر ارشاد فرمائے گا۔ ”میں ہوں بادشاہ، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟“

۲۳۔ مسند احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات منقول ہوئی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دوران خطبہ میں یہ آیت آپ نے تلاوت فرمائی کہ ”قیامت کے روز پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔“ (الزمر، آیت: ۶۷) اور فرمایا: اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں (سیاروں) کو اپنی مٹھی میں لے کر اس طرح پھرائے گا جیسے ایک بچہ گیند پھراتا ہے، اور فرمائے گا کہ میں ہوں خدائے واحد، میں ہوں بادشاہ، میں ہوں جبار، میں ہوں کبریائی کا مالک، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر؟ یہ کہتے کہتے حضور پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ ہمیں خطرہ ہونے لگا کہیں آپ منبر سمیت گرنے پڑیں۔

تشریح: زمین اور آسمان پر اللہ تعالیٰ کے کامل اقتدار و تصرف کی تصویر کھینچنے کے لیے مٹھی میں ہونے اور ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونے کا استعارہ استعمال فرمایا گیا ہے۔ جس طرح ایک آدمی ایک چھوٹی سی گیند کو مٹھی میں دبالتا ہے اور اس کے لیے یہ ایک معمولی کام ہے، یا ایک شخص ایک رومال کو لپیٹ کر ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اس کے لیے یہ کوئی زحمت طلب کام نہیں ہوتا۔ اسی طرح قیامت کے روز تمام انسان۔ جو آج اللہ کی عظمت و کبریائی کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ زمین و آسمان اللہ کے دست قدرت میں ایک حقیر گیند اور ایک ذرا سے رومال کی طرح ہیں۔

(تفسیر القرآن ج ۴، الزمر، حاشیہ: ۷۶)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ قَالَ: ثَنَا بَنُ وَهَبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخُطُبُ النَّاسَ فَمَرَّ بِهِذِهِ الْآيَةِ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا خُدَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ السَّبْعَ فَيَجْعَلُهَا فِي كَفِّهِ ثُمَّ يَقُولُ بِهِمَا كَمَا يَقُولُ الْغُلَامُ بِالْكُرَةِ. أَنَا اللَّهُ الْوَاحِدُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْنَا الْمِنْبَرَ وَإِنَّهُ لَيَكَادُ أَنْ يَسْقُطَ بِهِ. (۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ اور جب آپ آیت وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ پر پہنچے تو فرمایا، ”اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو اپنی مٹھی میں پکڑ کر گھمائے گا جس طرح بچہ گیند کو گھماتا ہے، اور فرمائے گا میں ہوں اللہ واحد، میں ہوں اللہ قدرت و غلبے والا۔“ جس وقت رسول اللہ ﷺ خطبہ فرما رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ منبر آپ کو لے کر لڑھک جائے گا اور آپ گر جائیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں:

(۲) مَا السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُونَ السَّبْعُ فِي يَدِ اللَّهِ إِلَّا كَخَرْدَلَةٍ فِي يَدِ أَحَدِكُمْ. (۸)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اس طرح ہیں جس طرح تم میں سے کسی کے ہاتھ میں رائی کا دانہ ہو۔

میدانِ حشر کا نقشہ

۲۴۔ حاکم نے مُسْتَدْرَك میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ”قیامت کے روز زمین ایک دسترخوان کی طرح پھیلا کر بچھادی جائے گی، پھر انسانوں کے لیے اس پر صرف قدم رکھنے کی جگہ ہوگی۔“

تشریح: یعنی اس روز سمندر اور دریا پاٹ دیے جائیں گے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دیے جائیں گے، اور زمین کی ساری اونچ نیچ برابر کر کے اسے ایک ہموار میدان بنا دیا جائے گا۔ قرآن میں کئی جگہ اس بات کو بیان کیا گیا ہے۔

اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ حقیقت نگاہ میں رہنی چاہیے کہ اُس دن تمام انسانوں کو جو اول روزِ آفرینش سے قیامت تک پیدا ہوئے ہوں گے، بیک وقت زندہ کر کے عدالتِ الہی میں پیش کیا جائے گا۔ اتنی بڑی آبادی کو جمع کرنے کے لیے ناگزیر ہے کہ سمندر، دریا، پہاڑ، جنگل، گھاٹیاں اور پست و بلند علاقے سب کے سب ہموار کر کے پورے کرۂ زمین کو ایک میدان بنا دیا جائے تاکہ اس پر ساری نوعِ انسانی کے افراد کھڑے ہونے کی جگہ پاسکیں۔ (تفہیم القرآن ج ۶، الانشقاق، حاشیہ: ۲)

تخریج: (۱) أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الشَّعْرَانِيُّ، ثنا جَدِّي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ الزُّبَيْرِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: تُمَدُّ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَدَّ الْعِظْمَةِ الرَّحْمَنِ ثُمَّ لَا يَكُونُ لِبَشَرٍ مِنْ بَنِي آدَمَ إِلَّا مَوْضِعٌ قَدَمَيْهِ الْحَدِيثُ - (۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز زمین عظمتِ رحمن کے مانند پھیلا دی جائے گی پھر بھی کسی بنی آدم کے لیے قدم رکھنے سے زائد جگہ نہیں ہوگی۔“

(۲) وَقَالَ السُّيُوطِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تُمَدُّ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَدَّ الْأَدِيمِ ثُمَّ لَا يَكُونُ لِابْنِ آدَمَ فِيهَا إِلَّا مَوْضِعُ قَدَمَيْهِ - (۱۰)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز زمین دسترخوان کی طرح پھیلا دی جائے گی۔ پھر بھی ایک آدمی کے لیے اپنے قدموں سے زائد جگہ نہ ہوگی۔“

(۳) حَدَّثَنَا ابْنُ الْأَعْلَى، قَالَ: ثنا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَدَّ اللَّهُ الْأَرْضَ حَتَّى لَا يَكُونَ لِبَشَرٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَوْضِعُ قَدَمَيْهِ -

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا ”جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ زمین کو پھیلا دے گا، حتیٰ کہ ایک انسان کے لیے فقط اپنے قدموں کی جگہ ہوگی۔“

میدانِ حشر میں نیک لوگ کس حال میں ہوں گے؟

۲۵۔ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتَّى يَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ مِنْ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ يُصَلِّيَهَا فِي الدُّنْيَا۔

”قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قیامت کا عظیم الشان اور خوفناک دن ایک مومن کے لیے بہت ہلکا کر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس سے بھی ہلکا جتنا دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے کا وقت ہوتا ہے۔“ (تفسیر القرآن ج ۳، الفرقان، حاشیہ: ۳۸)

تشریح: رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے دن کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ تو بڑا ہی طویل دن ہوگا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے میں جتنا وقت لگتا ہے مومن کے لیے وہ دن اس سے بھی زیادہ ہلکا ہوگا۔“ (تفسیر القرآن ج ۶، المعارج، حاشیہ: ۸)

میدانِ حشر میں جنت کے مستحق لوگوں کے ساتھ مجرمین سے مختلف معاملہ ہوگا۔ وہ عزت کے ساتھ بٹھائے جائیں گے اور روزِ حشر کی سخت دوپہر گزارنے کے لیے ان کو آرام کی جگہ دی جائے گی۔ اس دن کی ساری سختیاں مجرموں کے لیے ہوں گی نہ کہ نیکوکاروں کے لیے۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا حَسَنٌ ثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ، ثَنَا دَرَّاجٌ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مَا أَطْوَلَ هَذَا الْيَوْمُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتَّى يَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ مِنْ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ يُصَلِّيَهَا فِي الدُّنْيَا۔ (۱۱)

میدانِ حشر میں صالحین امت کی پہچان

۲۶۔ قنادہ کی مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”(قیامت کے روز) کسی کا نور اتنا تیز ہوگا کہ مدینہ سے عدن تک کی مسافت کے برابر فاصلے تک پہنچ رہا ہوگا، اور کسی کا نور مدینہ سے صنعا تک، اور کسی کا اس سے کم، یہاں تک کہ کوئی مومن ایسا بھی ہوگا جس کا نور اس کے قدموں سے آگے نہ بڑھے گا۔“ (ابن جریر)

۲۷۔ أَعْرِفَهُمْ بِنُورِهِمِ الَّذِي يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ۔

(حاکم ابن ابی حاتم، ابن مردويه)

۱۔ مفسرین کے ایک گروہ نے اس فقرے (يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ۔ المعارج: ۸) کا تعلق فی یومِ تَمَّانِ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ سے مانا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ پچاس ہزار سال مدت جس دن کی بتائی گئی ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

حدیث بالا کی روایت اگر صحیح سند سے منقول ہوتی تو پھر اس کے سوا اس آیت (المعارج: ۸) کی کوئی دوسری تاویل نہیں کی جاسکتی تھی۔ لیکن اس روایت کی سند میں درج اور شیخ ابوالہیثم دونوں ضعیف ہیں۔ (مؤلف)

”حضرت ابو ذرؓ اور ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ”میں اپنی امت کے صالحین کو وہاں ان کے اس نور سے پہچانوں گا جو ان کے آگے اور ان کے دائیں اور بائیں دوڑ رہا ہوگا۔“

تشریح: گویا کہ میدانِ حشر میں نور صرف مومنین صالحین کے لیے مخصوص ہوگا، رہے کفار و منافقین اور فاسق و فجار تو وہ وہاں بھی اس طرح تاریکی میں بھٹک رہے ہوں گے جس طرح دنیا میں بھٹکتے رہے تھے۔ وہاں روشنی جو کچھ بھی ہوگی، صالح عقیدے اور صالح عمل کی ہوگی۔ ایمان کی صداقت اور سیرت و کردار کی پاکیزگی ہی نور میں تبدیل ہو جائے گی جس سے نیک بندوں کی شخصیت جگمگا اٹھے گی۔ جس شخص کا عمل جتنا تابندہ ہوگا اس کے وجود کی روشنی اتنی ہی زیادہ تیز ہوگی اور جب وہ میدانِ حشر سے جنت کی طرف چلے گا تو اس کا نور اس کے آگے دوڑ رہا ہوگا۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الحدید، حاشیہ: ۱۷)

حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ جس کی ذات سے دنیا میں جتنی بھلائی پھیلی ہوگی اس کا نور اتنا ہی تیز ہوگا، اور جہاں جہاں تک دنیا میں اس کی بھلائی پہنچی ہوگی میدانِ حشر میں اتنی ہی مسافت تک اس کے نور کی شعاعیں دوڑ رہی ہوں گی۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الحدید، حاشیہ: ۱۷)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا بَشْرٌ، قَالَ: ثَنَا يَزِيدٌ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَوْلِهِ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْآيَةَ ذُكِرْنَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ يُضِيءُ نُورَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى عَدَنَ أَبْيَنَ فَصَنَعَاءَ فَذُونَ ذَلِكَ حَتَّى أَنْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ لَا يُضِيءُ نُورَهُ إِلَّا مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ۔ (۱۲)

(۲) أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنبَأَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ قَالَ يُوتُونَ نُورَهُمْ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ مِنْهُمْ مَنْ نُورُهُ مِثْلُ الْجَبَلِ وَأَذْنَاهُمْ نُورًا مِنْ نُورِهِ عَلَى إِبْهَامِهِ يُطْفِئُ مَرَّةً وَيَقْدُ أُخْرَى۔ (۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ”يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ“ کے بارے میں عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ قیامت کے روز لوگوں کو ان کے اعمال کے اندازے کے مطابق نور دیا جائے گا۔ ان میں ایسے بھی ہوں گے جن کا نور پہاڑ کی مثل ہوگا اور ان میں سے ادنیٰ ترین نور والا وہ شخص ہوگا جس کا نور اس کے پاؤں کے اتلوٹھوں تک ہوگا۔ کبھی کبھی روشن ہوگا۔“

(۳) حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: ثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ قَيْسِ بْنِ سَكَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ”يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ“ قَالَ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ يَمْرُونَ عَلَى الصِّرَاطِ مِنْهُمْ مَنْ نُورُهُ مِثْلُ الْجَبَلِ وَمِنْهُمْ مَنْ نُورُهُ مِثْلُ النَّخْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ نُورُهُ مِثْلُ الرَّجُلِ الْقَائِمِ وَأَذْنَاهُمْ نُورًا مِنْ نُورِهِ فِي إِبْهَامِهِ يَتَقَدُّ مَرَّةً وَيَطْفَأُ مَرَّةً۔ (۱۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود نے اللہ عزوجل کے اس ارشاد گرامی یَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ کی تفسیر بایں الفاظ فرمائی ہے کہ قیامت کے روز لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پل صراط پر گزریں گے۔ ان میں وہ بھی ہوگا جس کا نور پہاڑ کی مانند ہوگا، اور وہ شخص بھی ہوگا جس کا نور کھجور کی مثل ہوگا، اور ایسا شخص بھی ہوگا جس کا نور سیدھے کھڑے آدمی کی طرح ہوگا۔ ان میں سے ادنیٰ ترین باعتبار نور کے وہ شخص ہوگا جس کا نور اس کے پاؤں کے انگوٹھے تک پہنچ رہا ہوگا۔ اس کی کیفیت یہ ہوگی کہ کبھی بجھ جائے گا اور پھر روشن ہو جائے گا۔“

(۴) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمَّشٍ الْعَدَلِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ ابْنِ دِينَزِيلٍ ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحِ الْمِصْرِيِّ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ وَأَبَا الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ فِي السُّجُودِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَارْفَعِ رَأْسِي فَانظُرْ بَيْنَ يَدَيَّ فَأَعْرِفْ أُمَّتِي مِنَ الْأُمَّمِ، وَأَنْظُرْ عَنْ يَمِينِي فَأَعْرِفْ أُمَّتِي مِنَ بَيْنِ الْأُمَّمِ وَأَنْظُرْ عَنْ شِمَالِي فَأَعْرِفْ أُمَّتِي مِنَ بَيْنِ الْأُمَّمِ. فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَّمِ مَا بَيْنَ نُوحٍ إِلَى أُمَّتِكَ؟ قَالَ: غُرٌّ مُحَجَّلُونَ مِنْ آثَرِ الْوُضُوءِ وَلَا يَكُونُ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَّمِ غَيْرِهِمْ وَأَعْرِفُهُمْ أَنَّهُمْ يُؤْتُونَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ وَأَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ آثَرِ السُّجُودِ وَأَعْرِفُهُمْ بِتَوَرُّهِمْ الَّذِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شِمَائِلِهِمْ۔ (۱۰)

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

ترجمہ: حضرت ابو ذر اور حضرت ابوالدرداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں پہلا شخص ہوں گا جسے قیامت کے روز سجدہ کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی وہ سب سے پہلا شخص ہوں گا جسے سر اٹھانے کی اجازت ملے گی، چنانچہ میں سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے آگے کی طرف دیکھوں گا اور امتوں میں اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنی دائیں جانب نظر اٹھاؤں گا تو اپنی امت کو دیگر امم میں سے پہچان لوں گا۔ اسی طرح اپنی بائیں جانب دیکھوں گا اور اپنی امت کو دوسری امتوں میں سے پہچان لوں گا۔“

ایک آدمی نے پوچھا۔ ”یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ جب کہ اس روز حضرت نوح سے لے کر آپ کی امت تک سب امتیں وہاں ملی جلی ہوں گی۔“ آپ نے فرمایا: ”میری امت کے لوگوں کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضوء کی وجہ سے چمکتے ہوں گے یہ علامت کسی دیگر امت کے لوگوں میں نہیں پائی جائے گی۔ اسی واضح اور نمایاں نشانی سے میں اپنی امت کو باسانی پہچان لوں گا۔ مزید برآں یہ کہ انہیں اعمال نامے ان کے سیدھے ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ان کے چہروں پر سجدہ ریزی کے نمایاں اثرات ہوں گے اور میں انہیں اس روشنی کی وجہ سے بھی پہچان لوں گا جو ان کے آگے اور دائیں جانب اور بائیں جانب دوڑ رہی ہوگی۔“

آسان حساب کا مفہوم

۲۸۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ”جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مارا گیا۔“ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ”جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا؟“ حضورؐ نے جواب دیا ”وہ تو صرف اعمال کی پیشی ہے، لیکن جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ مارا گیا۔“

(تفسیر القرآن ج ۶، الانشاق، حاشیہ: ۶)

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي يُونُسَ، حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَ كَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا؟ قَالَ: ”ذَاكَ الْعَرَضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ“ (۱۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص سے بھی حساب لیا گیا وہ ہلاک ہو گیا۔“ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا اس کا حساب آسان ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: ”یہ تو صرف نامہ عمل کی پیشی ہوگی۔ ہاں جس سے پوچھ گچھ ہوئی وہ ہلاک ہو گیا۔“

۲۹۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضورؐ کو نماز میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ ”خدا یا مجھ سے ہلکا حساب لے۔“ آپ نے جب سلام پھیرا تو میں نے اس کا مطلب پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ ”ہلکے حساب سے مراد یہ ہے کہ بندے کے نامہ اعمال کو دیکھا جائے گا اور اس سے درگزر کیا جائے گا۔ اے عائشہ! اس روز جس سے حساب نہیں کی گئی وہ مارا گیا۔“

(تفسیر القرآن ج ۶، الانشاق، حاشیہ: ۶)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا إِسْمَاعِيلُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ حَمْرَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ اللَّهُمَّ حَاسِبِي حِسَابًا يَسِيرًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الْحِسَابُ الْيَسِيرُ؟ قَالَ أَنْ يُنْظَرَ فِي كِتَابِهِ فَيَتَجَاوَزَ عَنْهُ أَنَّهُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ۔ (۱۷)

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بِالْوَيْهِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَادَانَ الْجَوْهَرِيُّ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْيَمَامِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ حَاسِبُهُ اللَّهُ حِسَابًا يَسِيرًا وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ، قَالُوا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: تُعْطَى مِنْ حَرَمِكَ وَتُغْفَرُ عَنْ ظَلَمِكَ وَتَصِلُ مَنْ

قَطَعَكَ قَالَ فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَمَالِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ أَنْ تُحَاسِبَ حِسَابًا يَسِيرًا وَيُدْخِلَكَ
اللَّهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ. (۱۸)

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ وَلَمْ يَخْرِجَاهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں یہ پائی جائیں گی اس سے اللہ تعالیٰ حساب ہلکا لے گا، اور اسے اپنی رحمت خاص سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کس خوش نصیب کے لیے یہ مژدہ ہے؟ فرمایا ”جو تجھے محروم کرے اسے تو دے، اور جو تجھ پر ظلم و ستم کرے، اسے معاف کرے اور جو تجھ سے تعلقات منقطع کرے اس سے صلہ رحمی کرے۔ صحابی نے عرض کیا اگر میں ایسا کروں تو مجھے کیا ملے گا اے رسول خدا؟ ارشاد ہوا ”تم سے حساب ہلکا لیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔“

اعمال نامے اور سخت حساب نہیں

۳۰۔ حضرت عائشہؓ سے ابوداؤد میں مروی ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ”میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے زیادہ خوفناک آیت وہ ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِبْهُ“ جو شخص کوئی برائی کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا“ اس پر حضورؐ نے فرمایا: ”عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا کے مطیع فرمان بندے کو دنیا میں جو تکلیف بھی پہنچتی ہے، حتیٰ کہ اگر کوئی کاٹنا بھی چبھتا ہے، تو اللہ اسے اس کے کسی نہ کسی قصور کی سزا قرار دے کر دنیا ہی میں اس کا حساب صاف کر دیتا ہے؟ آخرت میں تو جس سے بھی محاسبہ ہوگا وہ سزا پا کر رہے گا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب کیا ہے کہ فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا۔“ جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔“ حضورؐ نے جواب دیا، ”اس سے مراد ہے پیشی“۔ اس کی بھلائیوں کے ساتھ اس کی برائیاں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ضرور پیش ہوں گی۔ مگر جس سے باز پرس ہوئی وہ تو بس سمجھ لو کہ مارا گیا۔

تشریح: بری حساب نہیں یا سخت حساب نہیں یہ ہے کہ آدمی کی کسی خطا اور کسی لغزش کو معاف نہ کیا جائے، کوئی قصور جو اس نے کیا ہو موراخذے کے بغیر نہ چھوڑا جائے۔

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کا محاسبہ اپنے اُن بندوں سے کرے گا جو اس کے باغی بن کر دنیا میں رہے۔ بہ خلاف اس کے جنہوں نے اپنے خدا سے وفاداری کی ہے اور اس کے مطیع فرمان بن کر رہے ہیں ان سے ”حساب سیر“ یعنی ہلکا حساب لیا جائے گا، اُن کی خدمات کے مقابلے میں ان کی خطاؤں سے درگزر کیا جائے گا اور اُن کے مجموعی طرز عمل کی بھلائی کو ملحوظ رکھ کر ان کی بہت سی کوتاہیوں سے صرف نظر کر لیا جائے گا۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص اپنے وقادار اور فرماں بردار ملازم کی چھوٹی چھوٹی خطاؤں پر کبھی سخت گرفت نہیں کرتا بلکہ اس کے بڑے بڑے قصوروں کو بھی اس کی خدمات کے پیش نظر معاف کر دیتا ہے۔

لیکن اگر کسی ملازم کی غدا ری و خیانت ثابت ہو جائے تو اس کی کوئی خدمت قابل لحاظ نہیں رہتی اور اس کے چھوٹے بڑے سب قصور شمار میں آجاتے ہیں۔

(تفسیر القرآن ج ۲، الرعد، حاشیہ: ۳۳)

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَبُو دَاوُدَ وَهَذَا لَفْظُ بِنِ بَشَّارٍ، عَنْ أَبِي عَامِرِ الْخَزَّازِ، عَنْ بِنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَشَدَّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ، قَالَ: آيَةُ آيَةِ يَا عَائِشَةُ؟ قَالَتْ: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى مَنْ يَعْمَلْ سُوءً يُجْزِئِهِ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ الْمُؤْمِنَ تَصِيبُهُ النَّكْبَةُ أَوِ الشُّوْكَةُ فَيُكَافَأُ بِأَسْوَأِ عَمَلِهِ وَمَنْ حُوسِبَ عَذَبٌ؟ قَالَتْ: أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا؟ قَالَ: ذَاكُمْ الْعَوَظُ يَا عَائِشَةُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عَذَبَ - (۱۹)

اعضائے انسانی کی اس کے خلاف شہادت

۳۱۔ جب کوئی ہیکڑ مجرم اپنے جرائم کا انکار ہی کرتا چلا جائے گا اور تمام شہادتوں کو بھی جھٹلانے پر تیل جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے جسم کے اعضاء ایک ایک کر کے شہادت دیں گے کہ اس نے ان سے کیا کیا کام لیے تھے۔

تشریح: یہ مضمون حضرت انسؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بزار وغیرہ محدثین نے ان روایات کو نقل کیا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم آخرت محض ایک روحانی عالم نہیں ہوگا بلکہ انسان وہاں دوبارہ اسی طرح جسم و روح کے ساتھ زندہ کیے جائیں گے جس طرح وہ اب اس دنیا میں ہیں۔ یہی نہیں، اُن کو جسم بھی وہی دیا جائے گا جس میں اب وہ رہتے ہیں۔ وہی تمام اجزاء اور جواہر (ATOMS) جن سے اُن کے بدن اس دنیا میں مرکب تھے، قیامت کے روز جمع کر دیے جائیں گے اور وہ اپنے انہی سابق جسموں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن کے اندر وہ کروہ دنیا میں کام کر چکے تھے، ظاہر ہے کہ انسان کے اعضاء وہاں اسی صورت میں تو گواہی دے سکتے ہیں جب کہ وہ وہی اعضاء ہوں جن سے اس نے اپنی پہلی زندگی میں کسی جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ اس مضمون پر قرآن کی بہت سی آیات دلیل قاطعہ ہیں۔ (تفسیر القرآن، ج ۴، ہم السجدہ، حاشیہ: ۲۵)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ نَا عَبْدُ اللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْمُكْتَبِ، عَنْ فَضِيلِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضَحِكَ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مِمَّا أَضْحَكُ؟ قَالَ: قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ؟ قَالَ: يَقُولُ بَلَى، قَالَ: فَيَقُولُ: فَإِنِّي لَا أَجِيزُ عَلَى نَفْسِي إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي، قَالَ: فَيَقُولُ: كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ شَهِيدًا وَبِالْكَرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا، قَالَ: فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ، فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ انْطِقِي، قَالَ: نَسْتَطِيقُ

بَاعْمَالِهِ قَالَ: ثُمَّ يُخَلِّي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ، قَالَ: فَيَقُولُ بَعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكَنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ
(أُجَادِلُ. أَدَافِعُ) - (۲۰)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ آپ نے پھر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس بنا پر ہنسا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ”بندے کے اپنے پروردگار کے ساتھ مکالمے پر ہنسا ہوں۔ بندہ عرض کرتا ہے یارب! تو مجھے ظلم سے نہیں بچائے گا۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”کیوں نہیں۔“ بندہ پھر عرض کرتا ہے میں اپنے خلاف اپنے سوا کسی دوسرے کو بطور گواہ جائز نہیں سمجھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج تیرے نفس کی شہادت اور معزز کا تبوں کی شہادت تیرے لیے کافی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر اس کے منہ پر مہر ثبت کر دی جائے گی اور اس کے اعضاء کو حکم دیا جائے گا کہ وہ بول کر گواہی دیں۔“ آپ نے فرمایا: ”پس ہر عضو بول کر اس کے کرتوت بیان کرے گا پھر اس بندے کو تنہا چھوڑ دیا جائے گا کہ اپنے اعضاء کی گفتگو سن لے۔“ بندہ اپنے اعضاء سے مخاطب ہو کر انہیں لعن طعن کرے گا اور کہے گا دفع ہو جاؤ۔ میری آنکھوں سے پرے ہٹ جاؤ میں تمہاری طرف سے لڑتا رہا اور مدافعت کرتا رہا (اور تم میرے خلاف گواہی دیتے ہو)۔

(۲) قَالَ الْحَافِظُ أَبُو يَعْلَى، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا حَسَنٌ، عَنِ ابْنِ لَهَيْعَةَ، قَالَ دَرَّاجٌ عَنْ أَبِي اللَّيْثِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ عَرَفَ الْكَافِرُ بِعَمَلِهِ، فَجَحَدَ وَخَاصَمَ فَيَقُولُ: هُوَلَاءِ جِيرَانِكَ يَشْهَدُونَ عَلَيْكَ فَيَقُولُ: كَذَبُوا، فَيَقُولُ: أَهْلَكَ عَشِيرَتِكَ، فَيَقُولُ: كَذَبُوا فَيَقُولُ: إِحْلِفُوا فَيَحْلِفُونَ ثُمَّ يُصَمِّتُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى وَتَشُدُّ عَلَيْهِمُ أَلْسِنَتُهُمْ وَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ - (۲۱)

ترجمہ: حضرت ابی سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز کافر اپنے اعمال پہچان لے گا اور انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”یہ تیرے ہمسائے تیرے خلاف شہادت دے رہے ہیں۔“ کافر بولے گا جھوٹ بکتے ہیں یہ۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا ”یہ تیرے اہل و عیال اور قبیلہ کنبہ والے تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں وہ بولے گا جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ گواہوں سے فرمائے گا کہ ”تم قسم کھاؤ۔“ چنانچہ وہ کھائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کفار کو خاموش کر دے گا اور ان کی زبانیں بند کر دے گا اور انہیں دوزخ میں داخل کر دے گا۔“

سب سے پہلے سایہ الہی میں جانے والے لوگ

۳۲ - الَّذِينَ إِذَا أُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوهُ، وَإِذَا سُئِلُوا بِذَلُّوهُ، وَحَكَمُوا النَّاسَ كَحُكْمِهِمْ لَا نَفْسِهِمْ.

”حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا۔ ”جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے؟“ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا:

”وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب ان کے آگے حق پیش کیا گیا انہوں نے قبول کر لیا، جب ان سے حق مانگا گیا انہوں نے ادا کر دیا، اور دوسروں کے معاملہ میں ان کا فیصلہ وہی کچھ تھا جو خود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا۔“ (مسند احمد)

تشریح: (اس) سے مراد وہ لوگ ہیں جو نیکی اور حق پرستی میں سب پر سبقت لے گئے ہوں، بھلائی کے ہر کام میں سب سے آگے ہوں، خدا اور رسول کی پکار پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے ہوں، جہاد کا معاملہ ہو یا انفاق فی سبیل اللہ کا یا خدمتِ خلق کا یا دعوتِ خیر اور تبلیغِ حق کا، غرض دنیا میں بھلائی پھیلانے اور برائی مٹانے کے لیے ایثار و قربانی اور محنت و جانفشانی کا جو موقع بھی پیش آئے اس میں وہی آگے بڑھ کے کام کرنے والے ہوں۔ اس بناء پر آخرت میں بھی سب سے آگے وہی رکھے جائیں گے۔ گویا اللہ کے دربار کا نقشہ یہ ہوگا کہ دائیں بازو میں صالحین، بائیں بازو میں فاسقین اور سب سے آگے بارگاہِ خداوندی کے قریب سابقین۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الواقعہ، حاشیہ: ۷)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: اتَّذِرُونَ مِنَ السَّابِقُونَ إِلَى ظِلِّ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: الَّذِينَ إِذَا أُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوهُ وَإِذَا سُئِلُوهُ بَدَلُوهُ وَحَكَمُوا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ۔ (۲۲)

جہنم سے شفاعت کے ذریعے نجات پانے والے لوگ

۳۳۔ وہ لوگ جو دل میں ایمان رکھتے ہوں مگر اپنے برے اعمال کی بنا پر جہنم میں ڈالے جائیں ان کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ ”جب وہ اپنی سزا بھگت لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں موت دے دے گا، پھر ان کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی اور ان کی جلی ہوئی لاشیں جنت کی نہروں پر لا کر ڈالی جائیں گی اور اہل جنت سے کہا جائے گا کہ ان پر پانی ڈالو اور اس پانی سے وہ اس طرح جی اٹھیں گے جیسے نباتات پانی پڑنے سے اُگ آتی ہیں۔“

تشریح: یہ مضمون رسول اللہ ﷺ سے مسلم میں حضرت ابو سعید خدریؓ اور بزازؓ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے منقول ہوا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۶، الاعلیٰ، حاشیہ: ۱۳)

تخریج: (۱) حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، قَالَ: نَابِشُرُ يَعْنِي ابْنَ الْمُفْضَلِ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيُونَ وَلَكِنْ نَاسٌ مِنْكُمْ أَصَابَتْهُمْ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ أَوْ قَالَ: بِخَطَايَاهُمْ، فَأَمَاتَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى إِمَاتَةً حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحَمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ، فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ فَتَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْقَوْمِ: كَانَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ۔ (۲۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اہل نار جو اس آگ ہی میں رہنے والے ہوں گے ان کی حالت یہ ہوگی کہ نہ انہیں موت آئے گی اور نہ (زندوں کی طرح) زندہ ہی رہیں گے، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جنہیں جہنم کی آگ ان کے گناہوں کے مطابق چھوئے گی۔ پس اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر موت وارد کر دے گا یہاں تک کہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے۔ پھر ان کی شفاعت ہوگا اور انہیں گروہ درگروہ نکال کر باہر لایا جائے گا اور جنت کی نہروں کے کناروں پر ڈال دیا جائے گا۔ پھر اہل جنت سے کہا جائے گا کہ ان پر پانی انڈیلیں۔ پھر وہ سیلاب کے راستے میں پڑے ہوئے دانے کی طرح اُگ آئیں گے یعنی زندہ ہو جائیں گے۔“ ایک آدمی بولا حضور ﷺ ایسی مثال سے سمجھا رہے ہیں گویا آپ دیہات میں رہے ہیں۔

(۲) حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُولُ اللَّهُ: مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَخْرَجُوهُ فَيُخْرَجُونَ، وَقَدِ امْتَحَشُوا وَعَادُوا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ أَوْ قَالَ: حَمِيَّةِ السَّيْلِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَرَوْا أَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً۔ (۲۴)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، ”جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے اسے دوزخ سے باہر نکال لو۔“ چنانچہ ایسے لوگوں کو دوزخ سے باہر نکال لیا جائے گا جب کہ وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر انہیں نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا وہ اس طرح جی اٹھیں گے جس طرح سیلاب کے پانی سے نباتات اُگ آتی ہے۔“

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا إِسْمَاعِيلُ، أَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا لَا يَمُوتُونَ وَلَا يَحْيُونَ وَأَمَّا أَنْاسٌ يُرِيدُ اللَّهُ بِهِمُ الرَّحْمَةَ فَيَمِيتُهُمْ فِي النَّارِ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الشُّفَعَاءُ فَيَأْخُذُ الرَّجُلُ الضَّبْرَةَ فَيَنْبُتُهُمْ أَوْ قَالَ يَنْبُتُونَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ أَوْ قَالَ الْحَيَوَانَ أَوْ قَالَ نَهْرِ الْجَنَّةِ فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَمَّا تَرَوْنَ الشَّجَرَةَ تَكُونُ خَضْرَاءَ ثُمَّ تَكُونُ صَفْرَاءَ ثُمَّ تَكُونُ خَضْرَاءَ قَالَ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ بِالْبَادِيَةِ۔ (۲۵)

ترجمہ: وہ اہل دوزخ جنہیں دوزخ ہی میں رہنا ہوگا وہ تو نہ مر سکیں گے اور نہ ان کا جینا جینا ہی ہوگا۔ لیکن وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمانا چاہے گا انہیں جہنم میں موت سے دوچار کر دے گا پھر شفاعت کرنے والے ان کے پاس آئیں گے اور ایک ایک کر کے ہر گروہ کو باہر نکال لے جائیں گے اور وہ نہر حیات میں یا آپ نے فرمایا: حیات میں (یا حیوان فرمایا، یا نہر جنت فرمایا) اس طرح اُگیں گے جیسے سیلاب کی گزرگاہ میں پڑا دانہ اُگ آتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم نے

درخت کی مختلف کیفیات پر غور نہیں کیا، کبھی سبز و شاداب ہوتا ہے پھر پیلا پڑ جاتا ہے پھر سبز ہو جاتا ہے۔ ”لوگ ایک دوسرے سے سرگوشی کے انداز میں کہنے لگے آپ کے ارشاد سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دیہات میں رہے ہیں۔“

(۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي التَّمِيمِيَّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ النَّارِ الَّذِينَ لَا يُرِيدُ اللَّهُ إِخْرَاجَهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يُحْيَوْنَ وَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ الَّذِينَ يُرِيدُ اللَّهُ إِخْرَاجَهُمْ يُمَيِّتُهُمْ فِيهَا إِمَاتَةً حَتَّى يَصِيرُوا فَحْمًا ثُمَّ يَخْرُجُونَ ضَبَائِرَ فَيُلْقَوْنَ عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيُرَشُّ عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ - (۲۶)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دوزخی جنہیں اللہ تعالیٰ دوزخ سے نکالنا نہ چاہے گا، زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہیں گے اور جن دوزخیوں کو دوزخ سے نکالنا مقصود ہوگا انہیں اس طرح مارے گا کہ جل بھن کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ جماعتوں اور ٹولیوں کی صورت میں باہر نکلیں گے اور ان کو جنت کی نہروں کے کنارے پھینک دیا جائے گا اور ان پر ان نہروں سے پانی چھڑکا جائے گا، تو وہ اس طرح جی اٹھیں گے جس طرح پانی کی گزرگاہ میں نباتات اُگ آتی ہے۔“

(۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَيُسَمُّونَ الْجَهَنَّمِيِّينَ - (۲۷)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”محمد ﷺ کی شفاعت سے بہت سے لوگ جہنم سے نکل آئیں گے۔ اور جنت میں چلے جائیں گے ان کا نام جہنمی پڑ جائے گا۔“

کیا خائن لوگ شفاعتِ نبوی کے مستحق ہوں گے؟

۳۴۔ قیامت کے روز یہ خائن لوگ اس حالت میں آئیں گے کہ ان کی گردن پر ان کی خیانت سے حاصل کیا ہوا مال لدا ہوگا اور وہ مجھے پکاریں گے کہ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي ”یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔“ مگر میں جواب دوں گا کہ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ ”میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا۔“ (مشکوٰۃ)

پس منظر: حدیث میں حضورؐ کا ایک طویل خطبہ مروی ہے جس میں آپ نے جرمِ خیانت کی شدت بیان کرتے ہوئے یوں فرمایا تھا۔

۱۔ اس مسئلہ پر تفصیلی بحث مولانا محترم کی کتاب میرت سرور عالم ص ۴۲۳ رسول اللہ بحیثیت شافع روزِ محشر، فصل ”مسئلہ شفاعت کے مختلف پہلو“ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ (مرتب)

تشریح: نبی ﷺ آخرت میں یقیناً شفاعت فرمائیں گے، مگر یہ شفاعت اللہ کے اذن سے ہوگی اور ان اہل ایمان کے حق میں ہوگی جو اپنی حد و سب تک نیک عمل کرنے کی کوشش کے باوجود گناہوں میں آلودہ ہو گئے ہوں۔ جان بوجھ کر خیانتیں اور بدکاریاں کرنے والے، اور کبھی خدا سے نہ ڈرنے والے لوگ حضور کی شفاعت کے مستحق نہیں ہیں۔ (رسائل و مسائل دوم، ص: ۳۳۹، ۳۵۰)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ، ثَنِي أَبُو زُرْعَةَ، ثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ قَالَ لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا نُحَاءٌ، عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تُخْفِقُ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ۔ (۲۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے غلول (مال غنیمت میں خیانت) کا ذکر فرمایا اور اس فعل قبیح کی برائی بیان فرمائی اور اسے گناہ عظیم قرار دیا۔ پھر فرمایا: کہ تم میں سے کسی کو میں قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو اور وہ میں میں کر رہی ہو اور یا پھر گردن پر گھوڑا سوار ہو اور وہ ہنہنار ہا ہو، اور وہ مجھ سے فریادری کی درخواست کرے۔ میں تو اُسے صاف کہہ دوں گا کہ میں تیرے کسی کام نہیں آسکتا (دنیا میں) میں نے تجھے سب کچھ واضح طور پر بتا دیا تھا۔ اور یہ کہ اس کی گردن پر شتر سوار ہو اور بلبلا رہا ہو۔ وہ مجھ سے فریادری کی درخواست کرے تو میں صاف طور پر اسے جواب دوں گا کہ میں نے دنیا میں تجھے واضح طور پر بتا دیا تھا اب میں تیرے کسی کام نہیں آسکتا اور یہ کہ اس کی گردن پر سونا چاندی سوار ہو اور وہ مجھ سے فریادری کی درخواست کرے تو میں صاف کہہ دوں گا کہ میں یہاں تیرے کسی کام نہیں آسکتا کیونکہ میں دنیا میں سب کچھ تمہیں پہنچا چکا ہوں اور یہ کہ اس کی گردن پر کپڑوں کا گٹھا ہو جس نے اس کی گردن بوجھ سے جھکا رکھی ہو اور وہ مجھ سے درخواست کرے کہ میں اس کی فریادری کروں۔ میں صاف جواب دوں گا کہ میں تیرے کسی کام نہیں آسکتا میں تو خدا کا پیغام پہنچا چکا ہوں۔“

(۲) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُولَ، فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ ثُمَّ قَالَ: لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ. لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا نُحَاءٌ يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ۔

قَدْ أَبْلَغْتُكَ. لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ نَفْسٌ لَهَا صِيَاخٌ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِيْ فَاَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ. لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تُحْفِقُ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِيْ فَاَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ. لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِيْ فَاَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ۔ (۲۹)

(۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ سَاعِيًا ثُمَّ قَالَ: انْطَلِقْ أَبَا مَسْعُودٍ وَلَا الْفَيْنَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَجِيءُ عَلَى ظَهْرِكَ بَعِيرٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ غَلَّتَهُ، قَالَ: إِذَا لَا أَنْطَلِقُ، قَالَ: إِذَا لَا أَكْرَهُكَ۔ (۳۰)

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاری بیان کرتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے محفلِ خراج و صدقات بنا کر بھیجا، روانگی کے وقت نصیحت فرمائی کہ ”ابو مسعود جاؤ میں تمہیں قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ تمہاری پیٹھ پر صدقہ کا اونٹ بلبلا رہا ہو جسے تم نے خیانت کر کے حاصل کر لیا ہو، ابو مسعود نے عرض کیا تب میں نہیں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا ”پھر میں بھی تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔“

اہل ایمان کے تین طبقات کا حساب

۳۵۔ فَأَمَّا الَّذِينَ سَبَقُوا فَأُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَأَمَّا الَّذِينَ اقْتَصَدُوا فَأُولَئِكَ الَّذِينَ يُحَاسِبُونَ حِسَابًا يَسِيرًا، وَأَمَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأُولَئِكَ يُحْسَبُونَ طُولَ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمْ الَّذِينَ تَتَلَقَّاهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ فَهُمْ الَّذِينَ يَقُولُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ۔

”جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے اور جو بیچ کی راس رہے ہیں ان سے محاسبہ ہوگا مگر ہلکا محاسبہ، رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو وہ محشر کے پورے طویل عرصہ میں روک رکھے جائیں گے۔ پھر انہی کو اللہ اپنی رحمت میں لے لے گا اور یہی لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔“

تشریح: اس حدیث میں حضور نے اہل ایمان کے تینوں طبقوں کا انجام الگ الگ بتا دیا ہے۔ بیچ کی راس والوں سے ”ہلکا محاسبہ“ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کفار کو تو ان کے کفر کے علاوہ ان کے ہر جرم اور گناہ کی جدا گانہ سزا بھی دی جائے گی، مگر اس کے برعکس اہل ایمان میں جو لوگ اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال لے کر پہنچیں گے ان کی نیکیوں اور ان کے گناہوں کا مجموعی محاسبہ ہوگا۔ یہ نہیں ہوگا کہ ہر نیکی کی الگ جزا اور ہر قصور کی الگ سزا دی جائے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اہل ایمان میں سے جن لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا وہ محشر کے پورے عرصے میں روک رکھے جائیں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ

۱۔ حضرت ابوالدرداء نے اسے روایت کیا ہے اور امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی اور بعض دوسرے محدثین نے اسے نقل کیا ہے۔

جہنم میں نہیں ڈالے جائیں گے بلکہ ان کو ”تا برخواستِ عدالت“ کی سزا دی جائے گی، یعنی روزِ حشر کی پوری طویل مدت — جو نہ معلوم کتنی صدیوں کے برابر طویل ہوگی — اُن پر اپنی ساری سختیوں کے ساتھ گزر جائے گی، یہاں تک کہ آخر کار اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے گا اور خاتمہٴ عدالت کے وقت حکم دے گا کہ اچھا، انہیں بھی جنت میں داخل کر دو۔ اسی مضمون کے متعدد اقوال محدثین نے بہت سے صحابہ مثلاً حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت براء بن عازبؓ سے نقل کیے ہیں۔ اور ظاہر ہے صحابہ ایسے معاملات میں کوئی بات اس وقت تک نہیں کہہ سکتے تھے جب تک انہوں نے خود نبی ﷺ سے اس کو نہ سنا ہو۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے ”اپنے نفس پر ظلم کیا ہے“ ان کے لیے صرف ”تا برخواستِ عدالت“ ہی کی سزا ہے اور ان میں سے کوئی جہنم میں جائے گا ہی نہیں۔ قرآن اور حدیث میں متعدد ایسے جرائم کا ذکر ہے جن کے مرتکب کو ایمان بھی جہنم میں جانے سے نہیں بچا سکتا۔ مثلاً جو مومن کسی مومن کو عداً قتل کر دے اس کے لیے جہنم کی سزا کا اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرما دیا ہے۔ اسی طرح قانونِ وراثت کی خداوندی حدود کو توڑنے والوں کے لیے بھی قرآن مجید میں جہنم کی وعید فرمائی گئی ہے۔ سود کی حرمت کا حکم پھر سو خواری کرنے والوں کے لیے بھی صاف صاف اعلان فرمایا گیا ہے کہ وہ اصحابِ النار ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اور کبار کے مرتکبین کے لیے بھی احادیث میں تصریح ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔ (تفسیر القرآن ج ۴، فاطر، حاشیہ: ۵۷)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يُونُسَ بْنِ عِيَّاضِ بْنِ اللَّيْثِيِّ أَبُو حَمْرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَزْدِيِّ. عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقُ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ فَمَا وَالَّذِينَ سَبَقُوا فَأَوْلِيكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَأَمَّا الَّذِينَ اقْتَصَدُوا فَأَوْلِيكَ الَّذِينَ يُحَاسِبُونَ حِسَابًا يَسِيرًا وَأَمَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَوْلِيكَ الَّذِينَ يُحْبَسُونَ فِي طُولِ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمْ الَّذِينَ تَلَقَّاهُمْ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ فَهُمْ الَّذِينَ يَقُولُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ. الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ. (۳۱)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی سنا ہے تھے ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقُ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ پھر اس کی تفسیر ارشاد فرمائی کہ ”جو لوگ نیکوں میں سبقت لے گئے ہیں وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے اور جو بیچ کی راس رہے ان سے محاسبہ ہوگا مگر ہلکا محاسبہ۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو وہ محشر کے پورے طویل عرصہ میں روک رکھے جائیں گے۔ پھر انہی کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں لے لے گا اور یہی

۱۔ مسند احمد میں ابوالدرداءؓ سے یہ روایت منقول نہیں ہے۔ (مرتب)

لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔ ہمارا رب یقیناً بخشنے والا اور نہایت قدر دان ہے جس نے اپنے فضلِ خاص سے ہمیں مقامِ عزت پر اتارا ہے جس میں نہ تکان کا احساس ہے اور نہ تھکاوٹ و نقاہت کا۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ثَابِتِ أَوْ عَنْ أَبِي ثَابِتٍ، أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَقَالَ: اللَّهُمَّ آيَسُ وَحُشِّي وَارْحَمْ غُرْبِي وَارْزُقْنِي جَلِيسًا حَبِيبًا صَالِحًا فَسَمِعَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ: لَنْ كُنْتَ صَادِقًا لَأَنَا أَسَعِدُ بِمَا قُلْتَ مِنْكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ الظَّالِمُ يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي مَقَامِهِ فَذَلِكَ الْهَمُّ وَالْحُزْنُ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ فَذَلِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ - (۳۲)

ترجمہ: حضرت ابو ثابت بیان کرتے ہیں کہ دمشق کی جامع مسجد میں ایک آدمی یوں دعا کرتے ہوئے داخل ہوا، اے اللہ! میری وحشت کے لیے میرا مولس بنا اور میری غربت پر نظرِ رحم فرما اور مجھے ایک صالح، نیک دوست جو میرا ہم جلیس ہو نصیب فرما۔ اس کی یہ بات حضرت ابو الدرداء نے سن لی اور کہا کہ اگر تو صادق ہے تو میں تجھ سے زیادہ سعادت مند ہوں بقول تیرے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے۔

”پس ان میں وہ بھی ہیں جو اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں۔ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا میدانِ محشر میں دی جائے گی یہی ہم و حزن ہے۔ اور ان میں سے کچھ بچ کی راہ پر رہے ہوں گے، ان کا ہلکا حساب لیا جائے گا۔ اور ان میں سے وہ لوگ بھی ہوں گے جو نیکیوں میں سبقت لے گئے ہوں گے وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے۔“

ساقی کوثر، حوضِ کوثر پر

۳۶ - إِنَّ أَنْسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَيَّ أَغْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ مَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ. إِلَى قَوْلِهِ الْحَكِيمِ -

”جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”قیامت کے دن میرے بعض اصحاب“ کو بائیں طرف سے گرفتار کیا جائے گا، تو میں کہوں گا (انہیں کچھ نہ کہو) یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ جواب ملے گا کہ تیری وفات کے بعد یہ لوگ الٹی چال چلے۔ اس کے بعد میں حضرت عیسیٰ کی طرح کہوں گا کہ خداوند! جب تک میں ان میں موجود رہا ان کے اعمال کا نگران رہا، لیکن جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو تو ہی ان کا قریب تھا۔“ (بخاری)

تشریح: امام بخاری نے یہ حدیث کتاب الانبیاء میں دو جگہ ابن عباس کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ ایک باب قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا میں۔ دوسرے باب وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ میں۔ اس کے علاوہ اسی مضمون کی متعدد احادیث انہوں نے کتاب الرقاق باب فی الحوض میں انس بن مالک، سہل بن سعد، ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ سے نقل کی ہیں۔ ان سب کو جمع کرنے کے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ یہ معاملہ ان لوگوں سے متعلق ہے جو نبی ﷺ کے عہد میں اصحاب کے زمرے میں شمار ہوتے تھے، مگر آپ کے بعد مرتد ہو گئے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ إِنَّهُمْ لَنْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَيَّ أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ۔ ”یہ آپ کے جدا ہونے کے بعد اُلٹے پلٹ گئے تھے اور پلٹے رہے، یعنی مرتد ہونے کے بعد پھر انہوں نے توبہ نہ کی“ دوسری روایت میں ہے کہ إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا عَلَيَّ أَعْقَابِهِمُ الْقَهْقَرَى، أَوْ عَلَيَّ أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى ”وہ اُلٹے پھر گئے تھے، یعنی جس کفر سے آئے تھے اسی کی طرف واپس چلے گئے۔“

۲۔ یہ معاملہ ان لوگوں سے بھی متعلق ہے جنہوں نے حضور کے عہد میں اسلام تو قبول کر لیا تھا، مگر بعد میں بُری روش اختیار کر لی۔ چنانچہ متعدد روایات میں ہے کہ لَا تَدْرِي مَا أَخَذْتُوا بَعْدَكَ وَأَنْتَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَخَذْتُوا بَعْدَكَ۔ ”آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا۔“

دونوں صورتوں میں معاملہ بعض اصحاب سے متعلق ہے نہ کہ تمام اصحاب سے۔ ظاہر ہے کہ حضور کے زمانے میں جن لاکھوں آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا وہ آپ کے اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔ مگر انہی میں سے کچھ لوگ وہ بھی تھے جنہوں نے فتنہ ارتداد میں حصہ لیا اور اسی حالت میں جان دی۔ اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں جنہوں نے منافقانہ اسلام قبول کیا ہو اور اپنے نفاق کو چھپائے رکھا ہو۔ اپنے اصحاب میں ایسے لوگوں کی موجودگی کا امکان فرض کر کے اگر آپ نے کچھ باتیں بطور تنبیہ ارشاد فرمائی ہوں تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے اور اس سے تمام صحابہ پر حرف نہیں آتا۔ مذکورہ بالا احادیث دراصل اسی تنبیہ کے قبیل سے ہیں اور ان سے مقصود یہ بتانا ہے کہ جو لوگ اپنے دین کی حفاظت نہ کریں گے، کبائر میں مبتلا ہوں گے انہیں آخرت میں محض شرفِ صحبتِ خدا کی گرفت سے نہ بچا سکے گا۔ (رسائل و مسائل سوم، ص: ۲۰۹ تا ۲۱۱)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، ثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ رَوَاهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّكُمْ مُحْشَرُونَ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدْنَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ وَإِنَّ نَاسًا (اناسًا) مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: أَصِحَابِي أَصِحَابِي (أَصْحَابِي أَصْحَابِي) فَيَقُولُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَيَّ أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (عِيسَى) وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔ (۳۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ ننگے بوچے اور نامختون حشر کے دن اٹھائے جاؤ گے۔ استشہاد کے طور پر آپ نے قرآن مجید کی آیت کَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدْنَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ تلاوت فرمائی اور فرمایا: ”قیامت کے روز سب سے پہلے جنہیں لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم ہوں گے۔ میرے کچھ صحابہ کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا اور میں بارگاہِ رب العزت میں عرض کروں گا، یہ تو میرے صحابی ہیں۔ وہ فرمائے گا جب سے تو ان سے جدا ہوا ہے اس وقت سے یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل دین سے پھر گئے تھے (یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے) تو میں اس وقت وہی بات کہوں گا جو بندہ صالح حضرت عیسیٰ نے کہی تھی کہ جب تک میں ان کے درمیان رہا اس وقت تک میں

ان پر نگران تھا، جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے۔ اور آپ تو ساری چیزوں پر نگران ہیں۔ اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔“

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَاللَّفْظُ لِيُؤَاصِلِ، قَالَ: نَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرِدُ عَلَيَّ أُمَّتِي الْحَوْضَ وَأَنَا أَدْوُدُ النَّاسِ عَنْهُ كَمَا يَزُودُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ، قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ تَعْرِفْنَا، قَالَ: نَعَمْ لَكُمْ بِسَيِّمًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ وَلَيُصَدَّنَّ عَنِّي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصِلُونَ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ هَؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي، فَيَجِيبُنِي مَلَكٌ فَيَقُولُ: وَهَلْ تَدْرِي مَا أَحَدَثُوا بَعْدَكَ؟ (۳۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حوض پر میری امت میرے پاس آئے گی میں دوسری امتوں کے آدمیوں کو حوض کوثر سے اس طرح ہٹا دوں گا جس طرح ایک شتر بان دوسرے کے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے الگ کر دیتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ فرمایا: ”ہاں تمہاری ایک نشانی ایسی ہوگی جو تمہارے سوا کسی دوسرے میں نہ ہوگی۔ تم میرے پاس وضو کی وجہ سے چمکتے چہروں اور درختوں ہاتھ پاؤں کے ساتھ آؤ گے۔ تم میں سے ایک گروہ کو مجھ سے روک لیا جائے گا، وہ مجھ تک پہنچ نہ پائے گا۔ تو میں بارگاہ رب العزت میں استدعا کروں گا۔ پروردگار یہ تو میرے صحابی ہیں۔ فرشتہ مجھے جواب دے گا کہ آپ کو معلوم ہے انہوں نے آپ کے بعد کیا کیانی چیزیں دین میں داخل کر لی تھیں؟“

دوسری ایک روایت میں ہے:

(۳) وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَدْوُدُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَدْوُدُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيبَةَ عَنْ حَوْضِهِ۔
(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، نَاسُفِيَانُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تُحْشَرُونَ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدْنَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ. فَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: أَصْحَابِي فَيَقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَيَّ أَغْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ: وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (۳۵)

ذکر عن ابی عبد اللہ عن قبصۃ قال ہم المرتدون الذین ارتدوا علی عہد ابی

بکر، فقاتلہم ابو بکر۔

(۵) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، قَالَ: نَالِ الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ، قَالَ: أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا إِذْ اغْفَى إِغْفَاءً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا: مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَنْزَلْتُ عَلَيَّ إِنْفَا سُوْرَةَ فَقَرَأْتُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ. إِنَّ شَانِكَ هُوَ الْآبَتْرُ. ثُمَّ قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْكُوْثَرُ؟ فَقُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَإِنَّهُ نَهَرَ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ وَهُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ انبَتْهُ عَدَدُ النُّجُومِ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَأَقُولُ: رَبِّ إِنَّهُ مِنْ أُمَّتِي فَيَقُولُ: مَا تَدْرِي مَا أَحَدْتُوا بَعْدَكَ- (۳۶)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ پر ذرا اونگھ سی طاری ہو گئی۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا تو مسکرا رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ کس چیز نے آپ کو ہنسایا۔ فرمایا: ”ابھی مجھ پر ایک سورہ نازل ہوئی ہے پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد سورہ کوثر اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ. إِنَّ شَانِكَ هُوَ الْآبَتْرُ۔ پڑھ کر پوچھا۔ جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا: ”وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا۔ وہ خیر کثیر پر مشتمل ہے اور وہ ایک حوض ہے جس پر میری امت مجھ سے بروز قیامت ملے گی۔ اس کے آنچورے تعداد میں تاروں جتنے ہیں۔ میری امت میں سے ایک بندہ کو کھینچ لیا جائے گا، میں عرض کروں گا یا رب! یہ تو میرا امتی ہے۔ کہا جائے گا تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے بعد اس نے کیا کیا بدعات نکالی تھیں۔“

(۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ ثُمَّ لِيُخْتَلَجَنَّ دُونِي فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدْتُوا بَعْدَكَ- (۳۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا تم میں سے کچھ لوگوں کو اٹھایا جائے گا پھر مجھ سے دور ہٹا دیا جائے گا، تو میں عرض کروں گا پروردگار! یہ تو میرے صحابی ہیں۔ جواب دیا جائے گا، تجھے کیا معلوم تیرے بعد انہوں نے کیا کیا نئی چیزیں داخل دین کر لی تھیں۔“

(۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ

مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيْرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي
النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عِيَّاشٍ وَأَنَا أَحَدُهُمْ هَذَا فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتُ سَهْلًا، فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ
عَلَى أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْخُدْرِيِّ سَمِعْتَهُ يَزِيدُ فِيهِ، قَالَ: إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا بَدَلُوا بِعَدَاكَ
فَأَقُولُ: سَحَقًا سَحَقًا لِمَنْ بَدَلَ بَعْدِي۔ (۳۸)

(۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي
مَلِيكَةَ، قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ فَيُؤَخِّدُ بِنَاسٍ مِنْ
دُونِي فَأَقُولُ: أُمَّتِي فَيُقَالُ: لَا تَدْرِي مَشُوا عَلَيَّ الْقَهْقَرَى الْخ۔ (۳۹)

ترجمہ: حضرت اسماء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”حوض کوثر پر میں وہاں آنے والوں کا منتظر ہوں گا کہ کچھ لوگوں
کو مجھ سے ورے پکڑ لیا جائے گا، (اور حوض کوثر کی طرف نہ آنے دیا جائے گا) تو میں عرض کروں گا میرا امتی ہے۔ جواب دیا
جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ تو اگلے پاؤں پھر گئے تھے۔“

(۹) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسِ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: لَيْرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الْحَوْضِ حَتَّى عَرَفْتُهُمْ أُخْتَلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ: أَصْحَابِي
فَيَقُولُ: لَا تَدْرِي مَا أَحَدْتُوا بِعَدَاكَ۔ (۴۰)

(۱۰) قَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبٍ بِنِ سَعِيدِ بْنِ الْحَبِطِيِّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ
بِنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِي فَيَحْلَتُونَ عَنِ الْحَوْضِ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا
أَحَدْتُوا بِعَدَاكَ إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا عَلَيَّ أَذْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى الْخ۔ (۴۱)

(۱۱) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ:
حَدَّثَنِي هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ حَتَّى
إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ: هَلُمَّ فَقُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى النَّارِ، وَاللَّهِ قُلْتُ: وَمَا
شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا بِعَدَاكَ عَلَيَّ أَذْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ
مِنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، فَقَالَ: هَلُمَّ قُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى النَّارِ وَاللَّهِ قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا
عَلَيَّ أَذْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى فَلَا آرَاءَ يَخْلُصُ فِيهِمْ إِلَّا مِثْلَ هَمَلِ النَّعْمِ۔ (۴۲)

عالمِ آخرت میں مفلس کون ہوگا؟

۳۷۔ مسلم اور مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ حضور نے ایک مرتبہ اپنی مجلس میں لوگوں سے پوچھا،
”جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے؟“ لوگوں نے عرض کیا ”ہم میں سے مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال و متاع کچھ نہ ہو۔“

فرمایا: ”میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز اور روزہ اور زکوٰۃ ادا کر کے حاضر ہوا ہو، مگر اس حال میں آیا ہو کہ کسی کو اس نے گالی دی تھی اور کسی پر بہتان لگایا تھا اور کسی کا مال مارکھایا تھا اور کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو مارا پیٹا تھا۔ پھر ان سب مظلوموں میں سے ہر ایک پر اس کی نیکیاں لے لے کر بانٹ دی گئیں اور جب نیکیوں میں سے کچھ نہ بچا جس سے ان کا بدلہ چکایا جاسکے تو ان میں سے ہر ایک کے کچھ کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیے گئے، اور وہ شخص دوزخ میں پھینک دیا گیا۔“

(تفسیر القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ: ۲۰)

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: نَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اتَّذَرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ. فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔ (۴۳)

مکافاتِ عمل کا دن

۳۸۔ بخاری، کتاب الزقاق میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص کے ذمے اس کے کسی بھائی پر کسی قسم کے ظلم کا بار ہو اسے چاہیے کہ یہیں اس سے سبکدوش ہو لے، کیونکہ آخرت میں دینار و درہم تو ہوں گے ہی نہیں، وہاں اس کی نیکیوں میں سے کچھ لے کر مظلوم کو دلوائی جائیں گی، یا اگر اس کے پاس نیکیاں کافی نہ ہوں تو مظلوم کے کچھ گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے۔

(تفسیر القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ: ۲۰)

— قنادہ نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے ”کہ اللہ تعالیٰ مومن پر ظلم نہیں کرتا۔ دنیا میں اس کی نیکیوں کے بدلے وہ رزق دیتا ہے اور آخرت میں ان کی جزا دے گا۔ رہا کافر، تو دنیا میں اس کی بھلائیوں کا بدلہ چکا دیا جاتا ہے، پھر جب قیامت ہوگی تو اس کے حساب میں کوئی نیکی نہ ہوگی۔“

(تفسیر القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ تَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ۔ (۴۴)

(۲) حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، ثنا أَبُو ذَيْبٍ، ثنا سَعِيدُ بْنُ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عَرَضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ

لَا يَكُونُ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أَخَذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أَخَذَ مِنْ سَيِّئَاتٍ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ. (۴۵)

ترجمہ: جس شخص کے ذمے اس کے کسی بھائی کی عزت و آبرو پر ظلم کا بار ہو یا کوئی دوسری نوعیت ظلم کی ہو تو اسے چاہیے کہ آج ہی اس روز سے پہلے سبکدوش ہو لے جس میں نہ دینار ہوں گے نہ درہم۔ وہاں اگر اس کا کوئی صالح عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے برابر اس میں سے لے کر مظلوم کو دلوادیا جائے گا اور اگر وہاں اس کی نیکیاں ہی نہ ہوں گی تو پھر ایسی صورت میں مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔“

ترمذی میں فی ارض او مال کے الفاظ ہیں۔

۳۹۔ مسند احمد میں حضرت جابر بن عبد اللہ بن انیس کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ”کوئی جنتی جنت میں اور کوئی دوزخی دوزخ میں اس وقت تک نہ جاسکے گا جب تک اس ظلم کا بدلہ نہ چکا دیا جائے جو اس نے کسی پر کیا ہو۔ حتیٰ کہ ایک تھپڑ کا بدلہ بھی دینا ہوگا“، ہم نے عرض کیا یہ بدلہ کیسے دیا جائے گا جب کہ قیامت میں ہم ننگے بوچے ہوں گے؟ فرمایا: ”اپنے اعمال کی نیکیوں اور بدیوں سے بدلہ چکانا ہوگا۔“

تشریح: بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اس روز اہل جنت اہل دوزخ کا وہ حصہ مار لے جائیں گے جو ان کو جنت میں ملتا اگر وہ جنتیوں کے سے کام کر کے آئے ہوتے، اور اہل دوزخ جنتیوں کا وہ حصہ لوٹ لیں گے جو انہیں دوزخ میں ملتا اگر انہوں نے دنیا میں دوزخیوں کے سے کام کیے ہوتے۔

بعض اور مفسرین کہتے ہیں کہ اس روز ظالم کی اتنی نیکیاں مظلوم لوٹ لے جائے گا جو اس کے ظلم کا بدلہ ہو سکیں، یا مظلوم کے اتنے گناہ بظالم پر ڈال دیے جائیں گے جو اس کے حق کے برابر وزن رکھتے ہوں۔ اس لیے کہ قیامت کے روز تو بس آدمی کے پاس کوئی مال و زر تو ہوگا نہیں کہ وہ مظلوم کا حق ادا کرنے کے لیے کوئی ہرجانہ یا تاوان دے سکے۔ وہاں تو بس آدمی کے اعمال ہی ایک زر مبادلہ ہوں گے۔ لہذا جس شخص نے دنیا میں کسی پر ظلم کیا ہو وہ مظلوم کا حق اسی طرح ادا کر سکے گا کہ اپنے پلے میں جو کچھ بھی نیکیاں رکھتا ہو ان میں سے اُس کا تاوان ادا کرے، یا مظلوم کے گناہوں میں سے کچھ اپنے اوپر لے کر اس کا جرمانہ بھگتے۔

تخریج: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: ثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ حَسَنَةً يَثَابُ عَلَيْهَا الرِّزْقُ فِي الدُّنْيَا وَيَجْزِي بِهَا فِي الْآخِرَةِ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُعْطِيهِ بِهَا فِي الدُّنْيَا فَإِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ. (۴۶)

۴۰۔ حضرت بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضورؐ نے فرمایا کہ ”کسی مجاہد کے پیچھے اگر کسی شخص نے اس کی بیوی اور اس کے گھر والوں کے معاملہ میں خیانت کی تو قیامت کے روز وہ اس مجاہد کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا کہ اس کی نیکیوں میں سے جو کچھ تو چاہے لے لے۔“ پھر حضورؐ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”پھر تمہارا کیا

خیال ہے؟“ یعنی تم کیا اندازہ کرتے ہو کہ وہ اس کے پاس کیا چھوڑے گا۔ (تفسیر القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ: ۲۰)

تخریج: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: نَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيُخَوِّنُهُ فِيهِمْ إِلَّا وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ، فَمَا ظَنُّكُمْ؟ (۴۷)

کیا دورِ جاہلیت کا نیک عمل سودمند ہوگا؟

۴۱۔ مسروق حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ عبد اللہ بن جُدعان جاہلیت کے زمانہ میں صلہ رحمی کرتا تھا، مسکین کو کھانا کھلاتا تھا، مہمان نواز تھا، اسیروں کو رہائی دلاتا تھا۔ کیا آخرت میں یہ اس کے لیے نافع ہوگا؟ حضورؐ نے فرمایا: ”نہیں، اس نے مرتے وقت تک کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ“ میرے پروردگار! روزِ جزا میں میری خطا معاف کیجیو۔“ (تفسیر القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

حدیث میں آیا ہے کہ حاتم طائی کی سخاوت کی وجہ سے اس کو ہلکا عذاب دیا جائے گا۔ (روح المعانی)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ ﷺ: لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمَ رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ۔ (۴۸)

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَقْرِي الضَّيْفَ وَيَقْكُ الْعَانِي وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيُحْسِنُ الْجَوَارَ فَانْتَيْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ يَنْفَعُهُ ذَلِكَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ قَطُّ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَوْمَ الدِّينِ۔ (۴۹)

داعی ضلالت پر گناہ کا دوہرا بوجھ

۴۲۔ مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورٍ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامٍ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا۔

”جس شخص نے راہِ راست کی طرف دعوت دی اس کو ان سب لوگوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا جنہوں نے اس کی دعوت پر راہِ راست اختیار کی بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کوئی کمی ہو۔ اور جس شخص نے گمراہی کی طرف دعوت دی اس کو ان سب لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جنہوں نے اس کی پیروی کی بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی ہو۔“

تشریح: وہ لوگ جن کے بارے میں یہ حدیث ہے وہ خدا کے ہاں اگرچہ دوسروں کا بوجھ تو نہیں اٹھائیں گے، لیکن دوہرا بوجھ اٹھانے سے بچیں گے بھی نہیں۔ ایک بوجھ ان پر خود گمراہ ہونے کا لدے گا، اور دوسرا بوجھ دوسروں کو گمراہ کرنے کا بھی ان پر لا دیا جائے گا۔ اس بات کو یوں سمجھیے کہ ایک شخص خود بھی چوری کرتا ہے اور کسی دوسرے شخص سے بھی کہتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ چوری کے کام میں حصہ لے۔ اب اگر وہ دوسرا شخص اس کے کہنے سے چوری کرے گا تو کوئی عدالت اسے اس بنا پر نہ چھوڑ دے گی کہ اس نے دوسرے کے کہنے پر جرم کیا ہے۔ چوری کی سزا تو بہر حال اسے ملے گی اور کسی اصول انصاف کی زور سے بھی یہ درست نہ ہوگا کہ اسے چھوڑ کر اس کے بدلے کی سزا اس پہلے چور کو دی جائے جس نے اسے بہکا کر چوری کے راستے پر ڈالا تھا، لیکن وہ پہلا چور اپنے جرم کے ساتھ اس جرم کی سزا بھی پائے گا کہ اس نے خود چوری کی، سو کی، ایک دوسرے شخص کو بھی اپنے ساتھ چور بنا ڈالا۔ قرآن مجید میں اس ناعدے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

وَلِيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ أَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ۔

(العنکبوت: ۱۳)

”ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی اور قیامت کے روز یقیناً ان سے ان افترا پردازوں کی باز پرس ہوگی جو وہ کرتے رہے ہیں۔“

ایک اور جگہ فرمایا:

لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ (النحل: ۲۵)

”تا کہ وہ قیامت کے روز اپنے بوجھ بھی پورے پورے اٹھائیں، اور ان لوگوں کے بوجھوں کا بھی ایک حصہ اٹھائیں جن کو وہ علم کے بغیر گمراہ کرتے ہیں۔“

(تفسیر القرآن ج ۳، العنکبوت، حاشیہ: ۱۹)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا نَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ بِنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ إِثْمِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ إِثْمِهِمْ شَيْئًا۔ (۵۰)

(۲) حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَادٍ الْمِصْرِيُّ، أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: أَيُّمَا دَاعٍ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ فَاتَّبَعَ فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ أُوزَارِ مَنْ اتَّبَعَهُ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُوزَارِهِمْ شَيْئًا وَأَيُّمَا دَاعٍ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتَّبَعَ فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ أُجُورِ مَنْ اتَّبَعَهُ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا۔ (۵۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس داعی نے کسی قسم کی ضلالت و گمراہی کی طرف بلایا اور اس کی اتباع کی گئی تو داعی کے لیے گناہوں کا اتنا ہی بوجھ ہوگا جتنا پیروی کرنے والے کے لیے ہوگا اور ان کے

گناہوں میں ذرا بھر کی نہیں ہوگی“ اور جس داعی نے رشد و ہدایت کی دعوت دی اور اس کی پیروی کی گئی تو اس داعی الی الخیر کو اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا کہ اس کی پیروی کرنے والے کو ملے گا اور ان کے اجر و ثواب میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوگی۔“

دور جاہلیت کے گناہوں کی معافی

۴۳۔ سنن دارمی کے پہلے ہی باب میں یہ حدیث منقول ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ سے اپنے عہد جاہلیت کا یہ واقعہ بیان کیا کہ میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت مانوس تھی، جب میں اسے پکارتا تو دوڑی دوڑی میرے پاس آتی تھی۔ ایک روز میں نے اس کو بلایا اور اپنے ساتھ لے کر چل پڑا۔ راستہ میں ایک کنواں آیا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں دھکا دے دیا۔ آخری آواز جو اس کی میرے کانوں میں آئی وہ تھی ہائے ابا، ہائے ابا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ رو دیے اور آپ کے آنسو بہنے لگے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا اے شخص تو نے حضورؐ کو غمگین کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا اسے مت روکو، جس چیز کا اسے سخت افسوس ہے اس کے بارے میں اسے سوال کرنے دو۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنا قصہ پھر بیان کر۔ اس نے دوبارہ اسے بیان کیا اور آپ سن کر اس قدر روئے کہ آپ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جاہلیت میں جو کچھ ہو گیا اللہ نے اسے معاف کر دیا، اب نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کر۔ (تفہیم القرآن ج ۶، التکویر، حاشیہ: ۹)

تشریح: عرب میں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا یہ بے رحمانہ طریقہ قدیم زمانے میں مختلف وجوہ سے رائج ہو گیا تھا۔ ایک معاشی خستہ حالی، جس کی وجہ سے لوگ چاہتے تھے کہ کھانے والے کم ہوں اور اولاد کو پالنے پوسنے کا باران پر نہ پڑے۔ بیٹوں کو تو اس امید پر پال لیا جاتا تھا کہ بعد میں وہ حصول معیشت میں ہاتھ بٹائیں گے، مگر بیٹیوں کو اس لیے ہلاک کر دیا جاتا تھا کہ انہیں جوان ہونے تک پالنا پڑے گا اور پھر انہیں بیاہ دینا ہوگا۔ دوسرے، عام بد امنی، جس کی وجہ سے بیٹوں کو اس لیے پالا جاتا تھا کہ جس کے جتنے زیادہ بیٹے ہوں گے اس کے اتنے ہی حامی و مددگار ہوں گے، مگر بیٹیوں کو اس لیے ہلاک کر دیا جاتا تھا کہ قبائلی لڑائیوں میں الٹی ان کی حفاظت کرنی پڑتی تھی اور دفاع میں وہ کسی کام نہ آسکتی تھیں۔ تیسرے، عام بد امنی، کا ایک شاخسانہ یہ بھی تھا کہ دشمن قبیلے جب ایک دوسرے پر چاچا نک چھاپے مارتے تھے تو لڑکیاں بھی ان کے ہاتھ لگتی تھیں انہیں لے جا کر وہ یا لونڈیاں بنا کر رکھتے تھے یا کہیں بیچ ڈالتے تھے۔ ان وجوہ سے عرب میں یہ طریقہ چل پڑا تھا کہ کبھی تو زچگی کے وقت ہی عورت کے آگے ایک گڑھا کھود رکھا جاتا تھا تاکہ اگر لڑکی پیدا ہو تو اسی وقت اسے گڑھے میں پھینک کر مٹی ڈال دی جائے۔ اور کبھی اگر ماں اس پر راضی نہ ہوتی یا اس کے خاندان والے اس میں مانع ہوتے تو باپ بادلِ نحواستہ سے کچھ مدت تک پالتا اور پھر کسی وقت صحرا میں لے جا کر زندہ دفن کر دیتا۔

یہ خیال کرنا صحیح نہیں ہے کہ اہل عرب اس انتہائی غیر انسانی فعل کی قباحت کا سرے سے کوئی احساس ہی نہ رکھتے تھے۔ ظاہر بات ہے کہ کوئی معاشرہ خواہ کتنا ہی بگڑ چکا ہو، وہ ایسے ظالمانہ افعال کی برائی کے احساس سے بالکل خالی نہیں ہو سکتا۔ عرب کی تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں کو زمانہ جاہلیت میں اس رسم کی قباحت کا احساس تھا۔ طبرانی کی روایت ہے کہ فرزدق شاعر کے دادا صعصعہ بن ناجیہ الجاشعی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ،

میں نے جاہلیت کے زمانے میں کچھ اچھے اعمال بھی کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے ۳۶۰ لڑکیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچایا اور ہر ایک کی جان بچانے کے لیے دو دو اونٹ فدیے میں دیے۔ کیا مجھے اس پر اجر ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ”ہاں تیرے لیے اجر ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے تجھے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔“

اہل عرب کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جاہلیت نے ان کو اخلاقی پستی کی کس انتہا پر پہنچا دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد ہی کو اپنے ہاتھوں زندہ درگور کرتے ہیں، پھر بھی انہیں اصرار ہے کہ اپنی اسی جاہلیت پر قائم رہیں گے اور اس اصلاح کو قبول نہ کریں گے جو محمد رسول اللہ ﷺ ان کے بگڑے ہوئے معاشرے میں کرنا چاہتے ہیں۔ (نیز) اس میں آخرت کے ضروری ہونے کی ایک صریح دلیل بھی ہے۔ جس لڑکی کو زندہ دفن کر دیا گیا، آخر اس کی کہیں تو داد رسی ہونی چاہیے، اور جن ظالموں نے یہ ظلم کیا، آخر کبھی تو وہ وقت آنا چاہیے جب ان سے اس بے دردانہ ظلم کی باز پرس کی جائے، دفن ہونے والی لڑکی کی فریاد دنیا میں تو کوئی سننے والا نہ تھا۔ جاہلیت کے معاشرے نے اس فعل کو بالکل جائز کر رکھا تھا۔ نہ ماں باپ کو اس بات پر شرم آتی تھی، نہ خاندان میں کوئی ان کو ملامت کرنے والا تھا، نہ معاشرے میں کوئی ان پر گرفت کرنے والا تھا۔ پھر کیا خدا کی خدائی میں یہ ظلم عظیم بالکل ہی بے دائرہ جانا چاہیے؟

درحقیقت یہ اسلام کی برکتوں میں سے ایک بڑی برکت ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ عرب سے اس انتہائی سنگدلانہ رسم کا خاتمہ کیا، بلکہ اس تخیل کو مٹایا کہ بیٹی کی پیدائش کوئی حادثہ اور مصیبت ہے جسے بادل ناخواستہ برداشت کیا جائے۔ اس کے برعکس اسلام نے یہ تعلیم دی کہ بیٹیوں کو پرورش کرنا، انہیں عمدہ تعلیم و تربیت دینا اور انہیں اس قابل بنانا کہ وہ ایک اچھی گھر والی بن سکیں، بہت بڑائی کی کام ہے۔ یہی وہ تعلیم ہے جس نے لڑکیوں کے متعلق لوگوں کا نقطہ نظر صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ دنیا کی ان تمام قوموں میں بدل دیا جو اسلام کی نعمت سے فیض یاب ہوتی چلی گئیں۔ (تفسیر القرآن ج ۶، التکویر، حاشیہ: ۹)

تخریج: (۱) أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ النَّضْرِ الرَّمْلِيُّ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبِدٍ، مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ أَبِي الْحَرَمِ مِنْ لَحْمٍ عَنْ... أَنَّ رَجُلًا آتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ وَعِبَادَةَ أَوْثَانٍ، فَكُنَّا نَقْتُلُ الْأَوْلَادَ، وَكَانَتْ عِنْدِي ابْنَةٌ لِي فَلَمَّا آجَبْتُ وَكَانَتْ مَسْرُورَةً بِدُعَائِي إِذَا دَعَوْتُهَا فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاتَّبَعْتَنِي، فَمَرَرْتُ حَتَّى آتَيْتُ بَرًّا مِنْ أَهْلِي غَيْرَ بَعِيدٍ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَرَدَّيْتُهَا فِي الْبِرِّ وَكَانَ اخِرُ عَهْدِي بِهَا أَنْ تَقُولَ يَا أَبَتَاهُ يَا أَبَتَاهُ فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى وَكَفَ دَمْعُ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحْزَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ: كَفِّ فَإِنَّهُ يَسْأَلُ عَمَّا هُمُّهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَعِدْ عَلَيَّ حَدِيثَكَ، فَأَعَادَهُ، فَبَكَى وَكَفَ الدَّمْعُ مِنْ عَيْنَيْهِ عَلَى لِحْيَتِهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ وَضَعَ عَنِ الْجَاهِلِيَّةِ مَا عَجِلُوا فَاسْتَأْنِفَ عَمَلَكَ. (۵۲)

(۲) حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَخَذْنَا بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: مَنْ أَحْسَنَ

فِي الْإِسْلَامِ، لَمْ يُؤَاخِذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ، أُخِذَ بِالْأَوَّلِ
وَالْآخِرِ - (۵۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا ہم سے ان اعمال کا مواخذہ ہوگا جو دورِ جاہلیت میں ہم نے کیے تھے۔ فرمایا: ”جس نے اسلام کی حالت میں عمدہ اور اچھے عمل کیے تو اس سے جاہلیت کے دور میں کیے ہوئے اعمال پر مواخذہ نہیں ہوگا، البتہ جس نے اسلام کی حالت میں برے اعمال کیے تو اس سے اگلے پچھلے سبھی اعمال کا مواخذہ ہوگا۔“

نارِ جہنم سے بچنے کی ترکیب

۴۴۔ بخاری و مسلم میں حضرت عدی بن حاتم سے یہ روایت منقول ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: دوزخ کی آگ سے بچو خواہ وہ کھجور کا ایک ٹکڑا دینے یا ایک اچھی بات کہنے ہی کے ذریعہ سے ہو۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجَمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا قَدَّامَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ -

ترجمہ: عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جس سے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائے جبکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پھر بندہ سامنے دیکھے گا تو کوئی شے نہ پائے گا۔ پھر سامنے دیکھے گا تو اسے اپنے سامنے دوزخ کی آگ ہی نظر آئے گی، پس جو کوئی تم میں سے اس آگ سے بچنے کا سامان کر سکے کر لے، خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دینے کے ذریعے سے ہو۔“

(۲) قَالَ الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنِي عُمَرُو عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضْ وَأَشَاحْ ثُمَّ قَالَ: اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضْ وَأَشَاحْ ثَلَاثًا حَتَّى ظَنَّنَا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ - (۵۴)

ترجمہ: عدی بن حاتم سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”آگ سے بچو، پھر اس ارشاد کو مختلف انداز میں تین بار دہرایا حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ آپ اس آگ کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا: ”آگ سے بچو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی اللہ کی راہ میں دینے کے ذریعے سے ہو اور اگر یہ بھی نہ ملے تو پاکیزہ بول کے ذریعے آگ سے بچو۔“

(۱۲) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ذَكَرَ شُعْبَةَ أَنَّهُ زَعَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ التَّمْرَةِ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ - (۵۵)

کوئی نیک کام بے وزن اور حقیر نہیں

۴۵۔ حضرت عدی سے صحیح روایت میں حضورؐ کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ ”کسی نیک کام کو بھی حقیر نہ سمجھو، خواہ وہ کسی پانی مانگنے والے کے برتن میں ایک ڈول ڈال دینا ہو، یا یہی نیکی ہو کہ تم اپنے کسی بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملو۔“

(تفسیر القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

خواتین کو ہدایت

۴۶۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا: ”اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہاں کوئی چیز بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو۔“

(تفسیر القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ الْمُقْبِرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِحَارَتِهَا وَلَوْ فُرْسَنَ شَاةٍ۔ (۵۶)

صغائر سے اجتناب کی تلقین

۴۷۔ مسند احمد، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ فرمایا کرتے تھے۔ ”اے عائشہ! ان گناہوں سے بچی رہنا جن کو چھوٹا سمجھا جاتا ہے کیونکہ اللہ کے ہاں ان کی پریش بھی ہوتی ہے۔“

تخریج: وَقَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَنِي عَوْفُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الطُّفَيْلِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: يَا عَائِشَةُ أَيَّاكَ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللَّهِ طَالِبًا۔ (۵۷)

۴۸۔ مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ”خبردار، چھوٹے گناہوں سے بچ کر رہنا، کیونکہ وہ سب آدمی پر جمع ہو جائیں گے یہاں تک کہ اسے ہلاک کر دیں گے۔“

تشریح: اسی طرح کے جوابات رسول اللہ ﷺ نے بعض اور لوگوں کے بارے میں بھی دیے ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں نیک کام کرتے تھے، مگر مرے کفر و شرک ہی کی حالت میں تھے۔ لیکن حضورؐ کے بعض ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کی نیکی اسے جہنم کے عذاب سے تو نہیں بچا سکتی، البتہ جہنم میں اس کو وہ سخت سزا نہ دی جائے گی جو ظالم اور فاسق اور بدکار کافروں کو دی جائے گی۔

یہ (احادیث) انسان کو ایک اہم حقیقت پر متنبہ کرتی (ہیں) اور وہ یہ ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی اپنا ایک وزن اور اپنی ایک قدر رکھتی ہے، اور یہی حال بدی کا بھی ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بدی بھی حساب میں آنے والی چیز ہے، یونہی نظر انداز کر دینے والی چیز نہیں ہے۔ اس لیے کسی چھوٹی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر اسے چھوڑنا نہیں چاہیے، کیونکہ ایسی بہت سی نیکیاں مل کر

اللہ تعالیٰ کے حساب میں ایک بہت بڑی نیکی قرار پا سکتی ہیں، اور کسی چھوٹی سے چھوٹی بدی کا ارتکاب بھی نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس طرح کے بہت سے چھوٹے گناہ مل کر گناہوں کا ایک انبار بن سکتے ہیں۔ (تفہیم القرآن ج ۶، انزال، حاشیہ: ۷)

تخریج: (۱) قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتَّى يُهْلِكُنَّهُ. (۵۸)

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ، عَنْ غِيلَانَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدْقُ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ إِنْ كُنَّا نَعُدُّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمُؤَبَّاتِ. (۵۹)

ترجمہ: حضرت انس کا قول ہے کہ لوگو! تم ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی کہیں زیادہ باریک ہیں، مگر ہم عہد رسالت میں انہیں ہلاک کرنے والی خطاؤں میں شمار کرتے تھے۔

احتساب اخروی کی یاد دہانی

۴۹۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم نے آپ کو تروتازہ کھجوریں کھلائیں اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ اس پر حضور نے فرمایا: ”یہ ان نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔“ (تفہیم القرآن ج ۶، الحکاثر، حاشیہ: ۳)

۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ چلو ابو الہیثم بن الہیثم انصاری کے ہاں چلیں۔ چنانچہ ان کو لے کر آپ ابن الہیثم کے نخلستان میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے لا کر کھجوروں کا ایک خوشہ رکھ دیا۔ حضور نے فرمایا تم خود کیوں نہ کھجوریں توڑ لائے؟ انہوں نے عرض کیا، میں چاہتا تھا کہ آپ حضرات خود چھانٹ چھانٹ کر کھجوریں تناول فرمائیں۔ چنانچہ انہوں نے کھجوریں کھائیں اور ٹھنڈا پانی پیا۔ فارغ ہونے کے بعد حضور نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں تمہیں قیامت کے روز جواب دہی کرنی ہوگی، یہ ٹھنڈا سا یہ، یہ ٹھنڈی کھجوریں، یہ ٹھنڈا پانی۔“

تشریح: اس قصے کو مختلف طریقوں سے مسلم، ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر اور ابویعلیٰ وغیرہم نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے جن میں سے بعض میں انصاری بزرگ کا نام لیا گیا ہے اور بعض میں صرف انصاری سے ایک شخص کہا گیا ہے۔ اس قصے کو مختلف طریقوں سے متعدد تفصیلات کے ساتھ ابن ابی حاتم نے حضرت عمرؓ سے اور امام احمد نے ابو حسیب سے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سے نقل کیا ہے۔ ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب قریب اسی طرح کا واقعہ حضرت ابویوب انصاری کے ہاں پیش آیا تھا۔ ان احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سوال صرف کفار ہی سے نہیں، مومنین صالحین سے بھی ہوگا۔ رہیں خدا کی وہ نعمتیں جو اس نے انسان کو عطا کی ہیں، تو وہ لامحدود ہیں، ان کا کوئی شمار نہیں کیا جاسکتا، بلکہ بہت سی نعمتیں تو ایسی ہیں کہ

انسان کو ان کی خبر بھی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ **وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا**۔ ”اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو تم ان کا پورا شمار نہیں کر سکتے۔“ (ابراہیم ۳۳) ان نعمتوں میں سے بے حد و حساب نعمتیں تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے براہ راست انسان کو عطا کی ہیں، اور بہ کثرت نعمتیں وہ ہیں جو انسان کو اس کے اپنے کسب کے ذریعہ سے دی جاتی ہیں۔ انسان کے کسب سے حاصل ہونے والی نعمتوں کے متعلق اُس کو جوابدہی کرنی پڑے گی کہ اس نے ان کو کن طریقوں سے حاصل کیا اور کن راستوں میں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی براہ راست عطا کردہ نعمتوں کے بارے میں اسے حساب دینا ہوگا کہ ان کو اس نے کس طرح استعمال کیا اور مجموعی طور پر تمام نعمتوں کے متعلق اس کو بتانا پڑے گا کہ آیا اُس نے اس امر کا اعتراف کیا تھا کہ یہ نعمتیں اللہ کی عطا کردہ ہیں اور ان پر دل، زبان اور عمل سے اس کا شکر ادا کیا تھا؟ یا یہ سمجھا تھا کہ یہ سب کچھ اسے اتفاقاً مل گیا ہے یا یہ خیال کیا تھا کہ بہت سے خدا ان کے عطا کرنے والے ہیں؟ یا یہ عقیدہ رکھا تھا کہ یہ ہیں تو خدا ہی کی نعمتیں مگر ان کے عطا کرنے میں بہت سی دوسری ہستیوں کا بھی دخل ہے اور اس بناء پر انہیں معبود ٹھہرا لیا تھا اور انہی کے شکرے ادا کیے تھے؟

(تفسیر القرآن ج ۶، الحکاثر، حاشیہ ۴)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: نَا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْلَيْلَةٍ فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوتِكُمَا هَذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَا: الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: وَأَنَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَخْرَجَنِي الَّذِي أَخْرَجَكُمَا فَرُمُوا فَقَامُوا مَعَهُ فَأَتَى رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِي بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ، قَالَتْ: مَرَحًا وَأَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْدِبُ لَنَا السَّاءَ إِذْ جَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَاحِبِيهِ ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي قَالَ: فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُ هُمُ بَعْدُ فِيهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطْبٌ فَقَالَ: كُلُوا مِنْ هَذِهِ وَأَخَذَ الْمِدْيَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّا كَ وَالْحُلُوبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَأَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذَلِكَ الْعِدْقِ وَشَرِبُوا فَلَمَّا أَنْ شَبِعُوا وَرَوُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُسْتَلْنَ عَنْ هَذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَخْرَجَكُمَا مِنَ الْجُوعِ حَتَّى أَصَابَكُمَا هَذَا النَّعِيمُ۔ (۶۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن یا ایک رات رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، تو اچانک ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو موجود پایا۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا: ”اس وقت تمہیں کس چیز نے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے؟“ دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (ﷺ) بھوک نے۔ آپ نے فرمایا بخدا جس ذات کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے گھر سے باہر نکالا ہے جس نے تمہیں نکالا ہے۔ اچھا اٹھو! چنانچہ وہ آپ کے ہمراہ ہو لیے اور ایک انصاری کے گھر پر پہنچے دیکھا تو وہ خود گھر پر موجود نہیں تھے۔ مگر جب ان کی اہلیہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو خوش ہو کر عرض کیا، آپ کی تشریف آوری مبارک! رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون خانہ سے دریافت فرمایا: کہ فلاں صاحب خانہ

کہاں ہیں؟ عرض کیا کہ ہمارے پینے کے لیے آب شیریں لینے گئے ہیں۔ اتنے میں انصاری آگئے اور جو نہی ان کی نظر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں کی جانب اٹھی تو انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور کہا آج کسی کے ہاں میرے مہمانوں سے بڑھ کر معزز مہمان نہیں آئے۔ پھر وہ چلے گئے اور ان کے لیے کھجوروں کا گچھا لے کر آئے جس میں گدڑی، خشک اور تری جلی کھجوریں تھیں، پیش خدمت کرتے ہوئے عرض کیا نوش فرمائیں اور خود چھری لے کر جانور ذبح کرنے کے لیے تیار ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”دودھ والی ذبح نہ کرنا۔“ انہوں نے بکری ان کے لیے ذبح کی۔ انہوں نے بکری کا گوشت تناول فرمایا، کھجور کھایا، پانی پیا۔ جس سے سیر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے روز تم سے اس نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی۔ بھوک نے تمہیں گھروں سے نکالا کہ تمہیں یہ نعمت نصیب ہوئی۔“

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُوسَى، ثَنَا حَمَادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: آتَانِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَطَعْمَتْهُمْ رُطْبًا وَأَسْقَيْتُهُمْ مَاءً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَذَا مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ بِهِ۔ (۶۱)

ترجمہ: حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ میرے ہاں نبی ﷺ، ابو بکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے۔ میں نے انہیں تر کھجوریں کھلائیں اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی۔“

(۳) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ سَهْلِ الرَّمْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِلَالٍ، فَقَالَ: ثَنَا حَمَادٌ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ آتَانَا النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَطَعْمَانَاهُمْ رُطْبًا وَسَقَيْنَاهُمْ مَاءً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هَذَا مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ بِهِ۔ (۶۲)

(۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَمَادٌ، حَدَّثَنَا عَمَّارٌ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ، أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رُطْبًا وَشَرِبُوا مَاءً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هَذَا مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ بِهِ۔ (۶۳)

(۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَاشِئًا، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَرْزَمِ الْأَشْعَرِيِّ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ الْعَبْدُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ: أَلَمْ نُنْصَحْ لَكَ جَسَدَكَ وَنَرُوكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ (۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے جس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ ہے: اس سے پوچھا جائے گا کیا ہم نے تجھے جسمانی صحت سے نہیں نوازا تھا اور پینے کے لیے ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا۔“

(۶) قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى الْجَزَارِيُّ الْمُقَرِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي خَالِدٍ الْجَزَارِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ الظَّهْرِ فَوَجَدَ أَبَا بَكْرٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا أَخْرَجَكَ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ أَخْرَجَنِي الَّذِي أَخْرَجَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: وَجَاءَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: مَا أَخْرَجَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قَالَ: أَخْرَجَنِي الَّذِي أَخْرَجَكُمَا قَالَ فَقَعَدَ عُمَرُ وَأَقْبَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُهُمَا ثُمَّ قَالَ: هَلْ بِكُمَا مِنْ قُوَّةٍ تَطْلِقَانِ إِلَى هَذَا النَّخْلِ فَتَصِيْبَانِ طَعَامًا وَشَرَابًا وَظِلًّا؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: مُرُّوا بِنَا إِلَى مَنْزِلِ ابْنِ التَّيْهَانِ أَبِي الْهَيْثَمِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِينَا فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأُمُّ الْهَيْثَمِ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ تَسْمَعُ الْكَلَامَ تُرِيدُ أَنْ يَزِيدَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ السَّلَامِ فَلَمَّا آرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ خَرَجَتْ أُمُّ الْهَيْثَمِ تَسْعَى خَلْفَهُمْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ وَاللَّهِ سَمِعْتُ تَسْلِيْمَكَ وَلَكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَزِيدَنِي مِنْ سَلَامِكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: خَيْرًا ثُمَّ أَيْنَ أَبُو الْهَيْثَمِ لَا آرَاهُ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ قَرِيبٌ ذَهَبَ يَسْتَعْدِبُ الْمَاءَ أُدْخِلُوا فَإِنَّهُ يَأْتِي السَّاعَةَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَبَسَطَتْ بِسَاطًا تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَجَاءَ أَبُو الْهَيْثَمِ، فَفَرِحَ بِهِمْ وَقَرَّتْ عَيْنَاهُ بِهِمْ، فَصَعِدَ عَلَى نَخْلَةٍ، فَصَرَمَ لَهُمْ أَعْدَاقًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حَسْبُكَ يَا أَبَا الْهَيْثَمِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَأْكُلُونَ مِنْ بُسْرِهِ وَمِنْ رُطْبِهِ وَمِنْ مَدْنُوْبِهِ ثُمَّ آتَاهُمْ بِمَاءٍ فَشَرِبُوا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هَذَا مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ بِهِ - (۶۵)

هذا غريب من هذا الوجه -

ترجمہ: حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز عین دوپہر کے وقت باہر نکلے تو ابو بکرؓ کو مسجد میں پایا، دریافت فرمایا کہ اس وقت تمہیں گھر سے باہر کس چیز نے نکالا؟ ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ جس چیز نے آپ کو نکالا ہے۔ اسی اثناء میں عمر بن خطاب بھی آگئے، ان سے بھی آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے نکالا ہے؟ انہوں نے بھی کہا کہ جس چیز نے آپ دونوں کو نکالا اسی نے مجھے نکالا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ عمر بن خطاب بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ متوجہ ہو کر دونوں سے باتیں کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد پوچھا کہ کیا تم دونوں اس باغ تک جانے کی قوت اپنے اندر پاتے ہو؟ وہاں تمہیں کھانا اور پانی ملے گا اور بیٹھنے کے لیے سایہ میسر ہوگا۔ ہم نے عرض کیا ہاں! پھر آپ نے فرمایا: ہمیں ابن تیمان ابو الہیثم کی رہائش گاہ کی طرف لے چلو۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے آگے آگے چلے۔ منزل مطلوب پر پہنچ کر حضورؐ نے سلام کہا اور اجازت طلب فرمائی۔ تین مرتبہ ایسا کیا۔ ام الہیثم دروازے کی اوٹ میں کھڑی

آپ کا کلام سن رہی تھیں۔ جواب اس خیال سے نہ دیا کہ آپ ان پر زیادہ سے زیادہ سلامتی کی دعا فرمائیں۔ جب ام ہانئ نے دیکھا کہ حضورؐ واپس جانے والے ہیں تو دروازے سے باہر نکل کر سب کے پیچھے بھاگنے لگیں اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں نے آپ کا سلام سن لیا تھا میری خواہش تھی کہ آپ ہمارے لیے زیادہ سے زیادہ سلامتی کی دعا فرماتے رہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: بہتر! اچھا ابو الہیثم کہاں ہیں؟ مجھے دکھائی نہیں دے رہے، عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) وہ یہیں قریب ہی آب شیریں لینے باہر گئے ہیں۔ اندر تشریف لے آئیں وہ ابھی آیا چاہتے ہیں ان شاء اللہ! یہ کہہ کر انہوں نے درخت کے نیچے چٹائی بچھادی۔ اتنے میں ابو الہیثم بھی آگئے اور آپ سب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سب کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ پھر ابو الہیثم کھجور کے ایک درخت پر چڑھے اور کھجوروں کے کئی گچھے لاکر خدمت نبوی میں پیش کر دیے۔ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا ابو الہیثم بس رک جاؤ کافی ہیں۔ ابو الہیثم نے عرض کیا یہ گچھے اس لیے لایا ہوں تاکہ آپ حسب پسند گدڑی اور تر کھجور نوش جاں فرمائیں پھر ابو الہیثم نے ٹھنڈا پانی پیش کیا۔ کھانے کے بعد سب نے پانی پیا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: ”یہ ان نعمتوں میں سے ہے جس کے متعلق تم سے پرسش ہوگی۔“

(۷) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الصَّدَائِيُّ، قَالَ: ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ جَالِسَانِ إِذْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمَا هَهُنَا؟ قَالَا: الْجُوعُ، قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا أَخْرَجَنِي غَيْرُهُ فَاَنْطَلِقُوا حَتَّى آتُوا بَيْتَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاسْتَقْبَلَتْهُمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ فَقَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْدِبُ لَنَا مَاءً فَجَاءَ صَاحِبُهُمْ يَحْمِلُ قِرْبَتَهُ فَقَالَ: مَرَحَبًا مَا زَارَ الْعِبَادَ شَيْءٌ أَفْضَلُ مِنْ شَيْءٍ زَارَ فِي الْيَوْمِ فَعَلَقَ قِرْبَتَهُ بِكَرْبِ نَخْلَةٍ وَأَنْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِدْقٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَلَا كُنْتَ اجْتَنَيْتَ؟ فَقَالَ: أَحَبَبْتُ أَنْ تَكُونُوا الَّذِينَ تَخْتَارُونَ عَلَيَّ أَعْيُنِكُمْ ثُمَّ أَخَذَ الشُّفْرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيَّاكَ وَالْحُلُوبَ فَذَبَحَ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ، فَآكَلُوا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هَذَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ الْجُوعُ فَلَمْ تَرْجِعُوا حَتَّى أَصَبْتُمْ هَذَا فَهَذَا مِنَ النَّعِيمِ۔ (۶۶)

(۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا سُرَيْجٌ ثَنَا حَشْرَجٌ عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ، عَنْ أَبِي عَسِيْبٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلًا فَمَرَّ بِي فَدَعَانِي إِلَيْهِ فَخَرَجْتُ ثُمَّ مَرَّ بِأَبِي بَكْرٍ فَدَعَاهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ دَعَاهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَانْطَلَقَ حَتَّى دَخَلَ حَائِطًا لِبَعْضِ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لِصَاحِبِ الْحَائِطِ أَطْعِمْنَا بُسْرًا فَجَاءَ بِعِدْقٍ فَوَضَعَهُ فَأَكَلَ فَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ بَارِدٍ فَشَرِبَ فَقَالَ: لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هَذَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَأَخَذَ عُمَرُ الْعِدْقَ فَضْرَبَ بِهِ الْأَرْضَ حَتَّى تَنَاطَرَ الْبُسْرُ قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ

قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَمَسْئُولُونَ عَنْ هَذَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: خِرْقَةٌ كَفَّ بِهَا الرَّجُلُ عَوْرَتَهُ أَوْ كِسْرَةٌ سَدَّ بِهَا جُوعَتَهُ أَوْ حُجْرٌ يَتَدَخَّلُ فِيهِ مِنَ الْحَرِّ وَالْقَرِّ. (۶۷)

ابن کثیر نے بتدخّل کی جگہ یدخلوا نقل کیا ہے۔

ترجمہ: ابو عسیب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات گھر سے باہر نکلے اور میرے پاس سے گزرے تو مجھے اپنی طرف بلایا میں بھی نکل کھڑا ہوا۔ اتنے میں ابو بکرؓ کے پاس سے گزر ہوا تو انہیں بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف بلایا، وہ بھی آگئے۔ پھر عمرؓ کو بلایا تو وہ بھی ساتھ ہو لیے۔ پھر آپؐ چلتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے اور حضورؐ نے باغ کے مالک سے فرمایا: ”ہمیں گدڑی کھجوریں کھلاؤ۔“ مگر اس نے کھجوروں کا گچھا حضور اقدس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ میزبان نے خود بھی کھایا اور رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے بھی نوش فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ نے ٹھنڈا پانی طلب فرمایا (اس نے اکر پیش کیا) اور آپؐ نے نوش فرمایا۔ پھر فرمایا: ”قیامت کے روز تم سے ان چیزوں کے بارے میں پرسش ہوگی۔“ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے وہ گچھا زمین پر ایسے مارا کہ کھجوریں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بکھر گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے روز کیا ہم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ”ہاں ایسا ہی ہوگا مگر تین چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ ایک کپڑے کا وہ ٹکڑا جو انسان کے قابلِ ستر حصوں کے لیے کافی ہو۔ دوسرا غذا کا وہ ٹکڑا جس سے بھوک کا درد بند کیا جاسکتا ہو۔ تیسرا وہ مختصر مکان جس میں سردی اور گرمی سے بچاؤ کی خاطر داخل ہو سکیں۔“

(۹) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ثُمَّ لُتْسَالُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ، قَالَ الزُّبَيْرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَآئِي النَّعِيمِ نُسَالُ عَنْهُ؟ وَإِنَّمَا هُوَ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، قَالَ: أَمَّا إِنَّهُ سَيَكُونُ. (۶۸)

(هذا حديث حسن)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ جب آیت ثُمَّ لُتْسَالُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ نازل ہوئی تو حضرت زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ (ﷺ) وہ کون سی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں ہم سے باز پرس ہوگی؟ یہاں تو صرف یہ دو سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی ہے۔ ارشاد فرمایا: ”یقیناً یہی ہوں گی۔“

ماخذ

- (۱) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب يقبض الله الارض۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب صفات المنافقين واحكامها۔ باب صفة القيامة والجنة والنار۔ ☆ ابن ماجه المقدمة باب فيما انكرت الجهمية۔ ☆ فتح القدير ج ۴۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۱۔
- (۲) مسند احمد ج ۲ ص ۷۲-۸۸ روايت عبد الله بن عمر۔
- (۳) مسلم ج ۲ کتاب صفة المنافقين واحكامها باب صفة القيامة والجنة والنار۔ ☆ ابو داؤد ج ۴ کتاب السنة۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۴۴ عن ابن عمر۔
- (۴) ابن ماجه كتاب الزهد باب ذكر البعث اور المقدمة فيما انكرت الجهمية ☆ محمد الزوائد ج ۱ ص ۸۴ عبد الله بن عمر۔
- (۵) تفسير ابن كثير ج ۳ سورة فرقان۔
- (۶) بخاری ج ۲ کتاب التفسير سورة الزمر باب قوله والارض جميعا قبضته يوم القيمة والسموت مطويات۔ ☆ دارمی کتاب الرقاق ج ۲ باب في شان الساعة ونزول رب تعالى۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۸۴۔ ابن عمر۔
- (۷) تفسير ابن جرير ج ۲۴، ۲۷ سورة الزمر۔
- (۸) حواله متذکره بالا۔
- (۹) المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الاحوال۔ تشریح آية يوم تبدل الارض غير الارض۔
- (۱۰) فتح القدير للشوکانی ج ۵ سورة الانشقاق۔ ☆ روح المعانی ج ۳۰ ص ۷۹ ☆ ابن جریر ۳۰/۲۸۔ سورة الانشقاق۔ ☆ ابن كثير ج ۴ سورة الانشقاق۔
- (۱۱) مسند احمد ج ۳ ص ۷۵ روايت ابی سعید خدری۔ ☆ ابن جریر ج ۴، ۳۰/۲۸، جلد ۱۲ سورة المعارج۔ ☆ تفسير ابن كثير ج ۳ سورة الفرقان۔ ☆ بيهقي كتاب البعث والنشور۔
- (۱۲) ابن جریر پ ۲۷۔ سورة الحديد ☆ ابن كثير ج ۴۔ سورة الحديد۔ ☆ ابن ابی حاتم۔ بحواله ابن كثير ج ۴ ص ۳۰۸۔
- (۱۳) هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔ ☆ المستدرک للحاکم کتاب التفسير سورة الحديد۔
- (۱۴) ابن جریر ج ۱۱ پ ۲۷ سورة الحديد۔ ☆ ابن كثير ج ۴ ص ۳۰۸ ☆ فتح القدير ج ۵ سورة الحديد بحواله ابن ابی شيبة، ابن المنذر، ابن ابی حاتم۔

- (۱۵) المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب التفسیر سورة الحديد۔ ☆ ابن کثیر سورة الحديد بحوالہ ابن ابی حاتم۔
- (۱۶) بخاری ج ۲ کتاب التفسیر، سورة الانشقاق۔ ☆ بخاری کتاب الرقاق باب من نوقش الحساب عذب۔ اس باب میں مروی روایت کے آخر میں ارشاد نبوی یوں ہے: إِنَّمَا ذَلِكَ الْعَرُضُ وَأَيْسَ أَخَذَ مِنَّا يُنَاقِشُ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَعْدَبُ۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الحنة وصفة نعيمها واهلها باب اثبات الحساب۔ ☆ ترمذی ابواب الزهد باب ماجاء فی العرض۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ ص ۸۸۴۔ ☆ روح المعانی ج ۳۰ ص ۸۰۔ ☆ مسند احمد ج ۶ ص ۴۷ روایت عائشةؓ اور ص ۱۰۸، ۱۲۷۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب التوحيد والانابة۔
- (۱۷) مسند احمد ج ۶ ص ۴۸ روایت عائشة۔ ☆ ابن جریر ج ۳۰/۲۸ جلد ۱۲ ص ۷۴۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ ص ۴۸۹۔ ☆ روح المعانی ج ۳۰ ص ۸۰۔ ☆ عبد بن حمید، ابن مردويه، بحوالہ فتح القدير للشوکانی ج ۵ ص ۴۰۹۔
- (۱۸) المستدرک ج ۲ کتاب التفسیر۔
- (۱۹) ابوداؤد ج ۱ کتاب الجنائز باب عيادة النساء۔
- (۲۰) مسلم ج ۲ کتاب الزهد فصل فی بیان ان الاعضاء منطقتة شاهدة يوم القيامة۔ ☆ ابن جریر ج ۲۷/۲۴ خم السجدة۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ ص بحوالہ ابوبکر بزاز، ابن ابی حاتم۔ ☆ ابن ابی الدنيا فی التوبة، ابن مردويه، البيهقي فی الاسماء والصفات بحوالہ فتح القدير للشوکانی ج ۴ سورة يس۔
- (۲۱) ابن کثیر ج ۴ حم السجده بحوالہ ابویعلی۔
- (۲۲) مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۶۷، ۶۹ مرویات عائشة۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ سورة الواقعة زیرتفسیر آیت السابقون السابقون۔ ☆ روح المعانی ج ۲۷ سورة الواقعة۔ ☆ البحر المحيط ج ۸ سورة الواقعة۔ ☆ فتح القدير للشوکانی ج ۵ سورة الواقعة۔
- (۲۳) مسلم ج ۱ کتاب الايمان باب اثبات الشفاعة وخراج الموحدين من النار۔ ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۱۱ عن ابی سعید خدری۔
- (۲۴) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب صفة الحنة والنار۔
- (۲۵) ابن کثیر ج ۴ ص ۵۰۰۔
- (۲۶) مسند احمد ج ۳ ص ۵۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ ص ۵۰۰۔
- (۲۷) ابوداؤد کتاب السنة باب فی الشفاعة۔ ☆ مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۱۳، ۲۱۸۔
- (۲۸) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد باب الغلول۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۴۲۶ عن ابی هريرة۔
- (۲۹) مسلم ج ۲ کتاب الامارة باب غلظ تحريم الغلول۔ ☆ ابن جریر ج ۳ سورة آل عمران۔ ☆ ابن کثیر ج ۱۔
- (۳۰) ابوداؤد کتاب الخراج الخ باب فی غلول الصدقة۔ ☆ ابن کثیر ج ۱۔
- (۳۱) ابن کثیر ج ۳ ص ۵۵۵ سورة فاطر بحوالہ مسند احمد۔ ☆ ابن جریر سورة فاطر ص ۹۰۔ ☆ فتح القدير للشوکانی ج ۴ ص ۳۵۱، ۳۵۲۔ بحوالہ الفريابي، عبد بن حميد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الطبرانی، ابن مردويه، البيهقي فی البعث عن ابی الدرداء۔

- (۳۲) مسند احمد ج ۶ ص ۴۴۴ ابوالدرداء۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۴۲۶۔
- (۳۳) بخاری ج ۱ کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذوا ابراہیم خلیلاً۔ ج ۲ کتاب التفسیر سورة الانبیاء۔
☆ مسند احمد مرویات ابن عباس۔
- (۳۴) مسلم ج ۱ کتاب الطہارۃ باب استحباب اطالة الغرة والتحجیل فی الوضوء اور کتاب الفضائل ☆ صحیحین کے علاوہ اس روایت کو قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ امام مالک نے کتاب الجہاد میں، ترمذی نے ابواب القیامۃ، ابواب التفسیر سورہ الانبیاء میں، نسائی نے کتاب الافتتاح، کتاب الحج اور کتاب الجنائز میں۔ ابن ماجہ نے کتاب المناسک باب الخطبۃ یوم النحر باب ۷۶ میں اور مسند احمد نے ج اول ص ۳۹، ۵۰، ۲۳۵، ۲۵۳، ۳۸۴، ۴۰۱، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۲۵، ۴۳۹، ۴۵۳، ۴۵۵ پر ج ۳ ص ۳۸، ۱۰۲، ۲۸۱، ۲۸۱ پر ج ۴ ص ۳۹۶ پر۔
اور ج ۵ ص ۴۱، ۵۰، ۳۱۸، ۴۰۰، ۴۱۲ پر نقل کیا ہے۔
- (۳۵) بخاری ج ۱ کتاب الانبیاء باب قول اللہ عزوجل واذکر فی الکتاب مریم اذا نبذت من اہلہا الخ۔
- (۳۶) مسلم ج ۱ کتاب الصلاة باب حُجَّةٍ مَنْ قَالَ بِسْمَلَةِ اِیۡةٍ مِنْ اَوَّلِ کُلِّ سُوْرَةٍ سِوٰی سُوْرَةِ بَرَاءَةِ۔
- (۳۷) بخاری ج ۲ کتاب الحوض، باب قول اللہ انا اعطیناک الکوثر۔
- (۳۸) بخاری ج ۲ کتاب الفتن باب ماجاء فی قول اللہ واتقوا فتنة لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔
- (۳۹) بخاری ج ۲ کتاب الفتن باب ماجاء فی قول اللہ واتقوا فتنة لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔
- (۴۰) بخاری ج ۲ کتاب الحوض باب قول اللہ تعالیٰ انا اعطینک الکوثر۔
- (۴۱) بخاری ج ۲ کتاب الحوض باب قَوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْکُوْثَرَ۔
- (۴۲) بخاری ج ۲ کتاب الحوض باب قول اللہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْکُوْثَرَ الخ۔
- (۴۳) مسلم ج ۲ کتاب البر والصلة باب تحريم الظلم۔
- (۴۴) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامۃ۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۶ عن ابی ہریرۃ۔
- (۴۵) بخاری ج ۱ ابواب المظالم والقصاص باب من کانت لہ مظلمۃ عند الرجل فحملہا لہ۔
☆ مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۵۔ ص ۵۰۶ عن ابی ہریرۃ۔ ☆ ترمذی ابواب صفة القیامۃ
باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص۔
- (۴۶) ابن جریر ج ۲۸/۳۰ جلد ۱۲ ص ۱۷۵ سورة زلزال۔
- (۴۷) مسلم ج ۲ کتاب الامارة باب حرمة نساء المجاہدین واثم من خانہم فیہن۔ ☆ نسائی کتاب الجہاد
باب من خان غازیاً فی اہلہ۔ ☆ ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی حرمة نساء المجاہدین علی القاعدین۔
☆ السنن الکبریٰ بیہقی ج ۹۔ کتاب السیر باب ماجاء فی حرمة نساء المجاہدین۔ ابوداؤد نے الانصب لہ
یوم القیامۃ۔ فقیل لہ هذا قد خلفک فی اہلک فخذ من حسناتہ ما شیئت فالتفت الینا رسول اللہ ﷺ فقال:
ماظنکم نقل کیا ہے۔ ☆ شعب الایمان ج ۴ ص ۳۷۔

- (۴۸) مسلم ج ۱ کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر لا ینفعہ عملہ۔ ☆ مسند احمد ج ۶ ص ۹۳ عن عائشة۔ ☆ ابن جریر ج ۳۰/۲۸ جلد ۱۲ سورة الزلزال۔
- (۴۹) مسند احمد ج ۶ ص ۱۲۰۔ ☆ ابن جریر حوالہ مذکور۔
- (۵۰) مسلم ج ۲ کتاب العلم باب من سن سنة حسنة او سيئة ومن دعى الى هدى او ضلالة الخ۔ ☆ ترمذی ابواب العلم باب من دعا الى هدى فاتبع۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۵ مرویات ابی ہریرة۔ ☆ ابن ماجہ المقدمہ باب من سن سنة حسنة او سيئة۔
- (۵۱) حوالہ مذکورہ بالا۔
- (۵۲) سنن دارمی جزاویل باب ما كان عليه الناس قبل مبعث النبي ﷺ۔
- (۵۳) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب من نوقش الحساب عذب۔ ☆ مسلم ج ۱ کتاب الزکاة باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمره او كلمة طيبة انها حجاب من النار۔
- (۵۴) نسائی کتاب الزکاة باب القليل في الصدقة۔ ☆ مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۵-۳۷۷ عدی بن حاتم۔
- (۵۵) بخاری ج ۲ کتاب الادب باب لا تحقرن جارة لجارتها اور کتاب الهبة۔ ☆ مسلم ج ۱ کتاب الزکاة باب الحث علی الصدقة ولو بالقليل الخ۔ ☆ ترمذی ابواب الولاہ باب ماجاء فی حث النبي ﷺ علی الهدية۔ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةَ لِجَارَتِهَا وَلَوْ بِشِقِّ فَرَسٍ شَاةٍ۔ ☆ دارمی کتاب الزکاة باب کراهية رد السائل بغير شيء۔ ☆ مؤطا امام مالک کتاب الجامع صفة النبي۔ ☆ دارمی اور مؤطا نے وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا نَقَلَ كِبَاهِهِ (بکری کا بھنا ہوا پایا) ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۴، ۳۰۷، ۴۳۲، ۴۹۳، ۵۰۶، ج ۴ ص ۶۴، ج ۵ ص ۳۷۷، ج ۶ ص ۴۳۴۔
- (۵۶) دارمی ج ۲ کتاب الرقاق باب فی المحقرات۔ ☆ مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۷۰ اور ۱۵۱ مرویات عائشة۔ ☆ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۴۰۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الزهد باب ذکر الذنوب۔
- (۵۷) مسند احمد بن حنبل ج اول مرویات عبدالله بن مسعود اور تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۴۱۔
- (۵۸) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب ما يتقى من محقرات الذنوب۔
- (۵۹) بخاری ج ۲ کتاب استتابة المعاندين وقتالهم۔ ☆ مسلم ج ۱ کتاب الایمان، باب هل يؤخذ باعمال الجاهلية۔ ☆ سنن دارمی مقدمہ باب ما كان عليه الناس قبل مبعث النبي ﷺ من الجهل والضلالة۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الزهد باب ذکر الذنوب۔ ☆ مسند احمد ج ۱ روایت عبدالله بن مسعود ص ۴۰۹، ۴۲۹، ۴۶۲، ۱۳۱۔ مسند احمد کی ایک روایت میں قال ناس ہے۔ ایک دوسری روایت میں اتی النبي ﷺ رجل فقال يا رسول الله اذا احسنت في الاسلام الخ ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے عن عبدالله قال قال قلنا يا رسول الله الخ۔
- (۶۰) مسلم ج ۲ کتاب الاشرية باب جواز استتباعه غيره الى دار من يثق برضاه الخ۔ ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۵ سورة التكاثر۔
- (۶۱) مسند احمد ج ۳ ص ۲۳۸ روایت جابر بن عبدالله۔ ☆ محمد بن حميد، ابن المنذر، ابن مردويه، ييهتى في الشعب بحواله فتح القدير ج ۵ ص ۴۹۰۔

- (۶۲) ابن جریر ج ۳۰/۲۸ جلد ۱۲ ص ۱۸۵ سورۃ التکائر۔
- (۶۳) ابن کثیر ج ۴ سورۃ التکائر۔
- (۶۴) ترمذی ابواب التفسیر سورۃ التکائر۔ ☆فتح القدير للشوکانی ج ۵ سورۃ التکائر بحوالہ مسند احمد فی الزهد، عبد بن حمید، ابن المنذر۔ ابن مردویہ، بیہقی فی الشعب۔
- (۶۵) ابن کثیر ج ۴ بحوالہ ابن ابی حاتم، ابو یعلیٰ۔ ☆ابن جریر ج ۱۲ پ ۳۰ ص ۱۸۵ ☆مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۱۶-۳۱۷ عن ابن عباس۔
- (۶۶) ابن جریر ج ۳۰/۲۸ جلد ۱۲ سورۃ التکائر۔ ☆ابن کثیر ج ۴ سورۃ التکائر۔
- (۶۷) مسند احمد ج ۵ ص ۸۱ روایت ابو عسیب۔ ☆ابن کثیر ج ۴ ص ۵۴۶۔
- (۶۸) ترمذی ابواب التفسیر سورۃ التکائر۔ ☆فتح القدير للشوکانی ج ۵ سورۃ التکائر بحوالہ ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ اور بیہقی فی الشعب۔

فصل چہارم:

جنت اور اس کی کیفیات

اہل جنت کے لیے اُن دیکھی نعمتیں

۵۱۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَأَعْيُنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ فراہم کر رکھا ہے جسے نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کبھی کسی کان نے سنا، نہ کوئی انسان کبھی اس کا تصور کر سکا ہے۔“

تشریح: بخاری، مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں متعدد طریقوں سے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ یہی مضمون تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت سہل بن سعد ساعدی نے بھی حضورؐ سے روایت کیا ہے، جسے مسلم، احمد، ابن جریر اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، السجدہ، حاشیہ: ۱)

یہ انعامات آخرت میں اُن نیک انسانوں اور جنوں کو عنایت کیے جائیں گے جنہوں نے دنیا میں خدا ترسی کی زندگی بسر کی ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کام کیا ہے کہ ہمیں ایک روز اپنے رب کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۵، الرحمن، موضوع اور مضمون)

تخریج: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللَّهُ. أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَأَعْيُنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔ (۱)

جنت کی مختلف کیفیات اور اس کی بناوٹ

۵۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے اُن کے صاحبزادے ابو بکر نے روایت کی ہے اس میں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”دو جنتیں سابقین، یا مقربین کے لیے ہوں گی جن کے برتن اور آرائش کی ہر چیز سونے کی ہوگی، اور دو جنتیں تابعین یا اصحاب الیمین کے لیے ہوں گی جن کی ہر چیز چاندی کی ہوگی۔“

(تفہیم القرآن ج ۵، الرحمن، حاشیہ: ۴)

تشریح: قرآن مجید میں کہیں تو اس پورے عالم کو جس میں نیک لوگ رکھے جائیں گے جنت کہا گیا ہے، گویا کہ وہ پورے کا پورا ایک باغ ہے اور کہیں فرمایا گیا ہے کہ ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس بڑے باغ میں بے شمار باغات ہوں گے۔ ہر نیک شخص کو اس بڑی جنت میں دو دو جنتیں دی جائیں گی جو اسی کے لیے مخصوص ہوں گی، جس میں اس کے اپنے قصر ہوں گے، جن میں وہ اپنے متعلقین اور خدام کے ساتھ شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ رہے گا۔

(تفسیر القرآن ج ۵، الرحمن، حاشیہ: ۴۱)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: ثَنَا مُوَمَّلٌ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ حَمَّادٌ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَهُ، فِي قَوْلِهِ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ، قَالَ جَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ لِلْمُقَرَّبِينَ أَوَّلِ السَّابِقِينَ وَجَنَّاتٍ مِنْ وَرَقٍ لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ - (۲)

ترجمہ: حضرت حماد نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ اور وَمِنْ ذُوْنِهِمَا جَنَّاتٍ کی تفسیر بایں الفاظ بیان کی ہے۔ مقربین یا سابقین کے لیے سونے کی دو جنتیں ہوں گی اور چاندی کی دو جنتیں اصحاب الیمین کے لیے ہوں گی۔

البحر المحیط میں ہے:

(۲) قَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ: جَنَّةٌ مِّنْ ذَهَبٍ لِلْسَّابِقِينَ وَجَنَّةٌ مِّنْ فِضَّةٍ لِلتَّابِعِينَ -

(۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ، مَا يَرَوْنَ الْآخِرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ. وَجَنَّاتٍ مِنْ فِضَّةٍ انبَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا. وَجَنَّاتٍ مِنْ كَذَا انبَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكَبِيرِ عَلَيَّ وَجَهَّهُ فِي جَنَّةٍ عَدْنٍ - (۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کا عرض ساٹھ میل ہوگا۔ اس کے ہر گوشے میں جنتیوں کے اہل خانہ ہوں گے جو ایک دوسرے کو نہ دیکھ پائیں گے۔ مومنین ان پر گردش کریں گے۔ اور دو جنتیں چاندی کی ہوں گی ان کے برتن اور ہر چیز چاندی کی بنی ہوئی ہوگی، اور دو جنتیں اسی طرح اور ہوں گی۔ ان کے برتن اور جملہ دیگر چیزیں بھی اسی طرح ہوں گی۔ اور جنت میں لوگوں اور باری تعالیٰ کے مابین اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی چادر کے سوا، جو ذاتِ اقدس کے رخِ انور پر ہوگی اور کوئی پردہ حائل نہ ہوگا۔“

جنت کا محل وقوع

حضرت آدم جس جنت میں رکھے گئے تھے وہ اسی زمین پر تھی۔ مفسرین نے اس سلسلے میں تین مختلف قول اختیار کیے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جنت آسمان پر تھی، دوسرا یہ کہ وہ زمین پر تھی، تیسرا یہ کہ اس معاملہ میں سکوت ہی بہتر ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ فلاں قول واجب الاذعان اسلامی عقیدہ ہے اور اس کے خلاف کہنے والا قابل الزام ہے۔

(رسائل و مسائل چہارم، اشاعت اول، ص: ۲۰)

جنت، اہل جنت کے لیے ابدی مقام

۵۳۔ يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَمُرُّوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَعِيشُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشَبُّوا وَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تُقِيمُوا فَلَا تَطْعَنُوا أَبَدًا۔ (تفسیر ابن کثیر)

”اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہ پڑو گے، اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی موت تم کو نہ آئے گی۔ اور اب تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بڑھا پاتا تم پر نہ آئے گا۔ اور اب تم ہمیشہ مقیم رہو گے، کبھی کوچ کرنے کی تمہیں ضرورت نہ ہوگی۔“

(تفہیم القرآن ج ۲، ۱، بجز، حاشیہ: ۲۹)

تشریح: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ یہاں تم ہمیشہ تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہ ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی نہ مرو گے، ہمیشہ خوشحال رہو گے، کبھی خستہ حال نہ ہو گے، ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ (مسلم)

گویا خدا ترس لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے، امن سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں کسی قسم کا کھٹکانہ ہو، کوئی غم کوئی پریشانی، کوئی خطرہ اور کوئی اندیشہ، کوئی مشقت اور کوئی تظلیف لاحق نہ ہو۔

(تفہیم القرآن ج ۳، الدخان، حاشیہ: ۴۰)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ، قَالَ الثَّوْرِيُّ، فَحَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ إِنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يُنَادِي مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشَبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكَ الْجَنَّةُ أُوْرِثْتُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ (۴)

(۲) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ — وَنُودُوا أَنْ تِلْكَ الْجَنَّةُ أُوْرِثْتُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ — قَالَ: نُودُوا أَنْ صَحُّوا فَلَا تَسْقُمُوا، وَأَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا، وَشَبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا، وَآخِلِدُوا فَلَا تَمُوتُوا۔ (۵)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ دونوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد و نودوا ان تِلْكَ الْجَنَّةُ أُوْرِثْتُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ کی تفسیر میں نبی ﷺ کا ارشاد بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہ ہو گے، خوش حال رہو گے، خستہ حال نہ ہو گے، جوان رہو گے، بوڑھے نہ ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی نہ مرو گے۔“

اہل جنت کی عمریں کیا ہوں گی؟

۵۴۔ ثمال ترمذی میں روایت ہے کہ ایک بڑھیا نے حضورؐ سے عرض کیا میرے حق میں جنت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی، وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ”اسے بتاؤ، وہ بڑھاپے کی حالت میں داخل جنت نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم انہیں خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور باکرہ بنا دیں گے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ، ثنا الْمُبَارَكُ بْنُ فُضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: أَتَتْ عَجُوزٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ: يَا أُمَّ فَلَانَ إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَدْخُلُهَا عَجُوزٌ. قَالَ: فَوَلَّتْ تَبْكِي، فَقَالَ: أَخْبِرُوهَا إِنَّهَا لَا تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوزٌ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: إِنَّا أَنْشَأْنَا هُنَّ أَنْشَاءً فَجَعَلْنَا هُنَّ أَبْكَارًا۔ (۶)

ترجمہ: حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ایک بڑھیا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے استدعا کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ نے جواباً فرمایا: ”اے فلاں کی ماں! جنت میں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی،“ تو وہ بڑھیا روتی ہوئی واپس ہو گئی۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا: ”اس کو بتادو کہ جنت میں وہ بڑھاپے کی حالت میں نہ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم دنیا کی عورتوں کو ایک نئی اٹھان پر اٹھائیں گے پس ہم ان کو کنواریاں بنا دیں گے۔“

۵۵۔ قرآن مجید کی سورہ واقعہ کی آیات ۳۶، ۳۵ کی تشریح کرتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا کہ ”اس سے مراد دنیا کی وہ نیک عورتیں ہیں جو اپنے ایمان اور عمل صالح کی بناء پر جنت میں جائیں گی۔ خواہ باکرہ ہوں یا شادی شدہ (اس روایت کو ابن ابی حاتم نے حضرت سلمہ بن یزید سے نقل کیا ہے)۔“

تخریج: قَالَ بَنُ أَبِي حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفِ الْحَمِصِيِّ، حَدَّثَنَا آدَمُ يَعْنِي بَنَ أَبِي إِيَّاسٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ سَلْمَةَ بِنِ يَزِيدَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ”إِنَّا أَنْشَأْنَا هُنَّ أَنْشَاءً“ يَعْنِي الثَّيِّبَ وَالْإِبْكَارَ اللَّابِي كُنَّ فِي الدُّنْيَا۔ (۷)

۵۶۔ هُنَّ اللَّوَاتِي قَبِضْنَ فِي دَارِ الدُّنْيَا عَجَائِزَ رَمَصًا شَمَطًا خَلَقَهُنَّ اللَّهُ بَعْدَ الْكِبَرِ فَجَعَلَهُنَّ غَذَارَى۔

”یہ طبرانی میں حضرت ام سلمہ کی ایک طویل روایت ہے جس میں وہ جنت کی عورتوں کے متعلق قرآن مجید کے مختلف مقامات کا مطلب حضورؐ سے دریافت فرماتی ہیں۔ اس سلسلے میں حضورؐ کا ایک ارشاد یہ ہے کہ ”یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا کی زندگی میں مری ہیں، بوڑھی پھونس، آنکھوں میں چیڑ، سر کے بال سفید، اس بڑھاپے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو پھر سے باکرہ پیدا کر دے گا۔“

(تفسیریم القرآن ج ۵، الواقعہ، حاشیہ: ۱۷)

تخریج: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الطَّبْرَانِيُّ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سَهْلِ الدِّمِيَّاتِيِّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمِ الْبَيْرُوتِيِّ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: تَلَّتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى "حُورٌ عِينٌ" قَالَ: حُورٌ بَيضُ عَيْنٍ ضِحَامُ الْعُيُونِ شَفَرُ الْحُورَاءِ بِمَنْزِلَةِ جَنَاحِ النَّسْرِ، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى "كَأَمْثَالِ اللُّوْلُؤِ الْمَكْنُونِ" قَالَ: صَفَاءُ هُنَّ صَفَاءُ الدَّرِّ الَّذِي فِي الْأَصْدَافِ الَّذِي لَمْ تَمْسَهُ الْأَيْدِي، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حَسَنٌ. قَالَ: خَيْرَاتُ الْأَخْلَاقِ حَسَنُ الْوُجُوهِ قُلْتُ. أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ "كَأَنَّهِنَّ بَيضُ مَكْنُونٍ" قَالَ: رِقَّتُهُنَّ كَرِقَّةِ الْجِلْدِ الَّذِي رَأَيْتَ فِي دَاخِلِ الْبَيْضَةِ مِمَّا يَلِي الْقَشْرَ وَهُوَ الْغُرْقِيُّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ "عُرْبًا أترَابًا" قَالَ هُنَّ اللَّوَاتِي قُبِضْنَ فِي الدَّارِ الدُّنْيَا عَجَائِزَ رَمَضًا شَمَطًا خَلَقَهُنَّ اللَّهُ بَعْدَ الْكِبَرِ فَجَعَلَهُنَّ عَذَارَى عُرْبًا مُتَعَشِّقَاتٍ مُحَبِّبَاتٍ أترَابًا عَلَى مِيلَادٍ وَاحِدٍ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نِسَاءَ الدُّنْيَا أَفْضَلُ أَمْ الْحُورِ الْعِينِ؟ قَالَ: بَلْ نِسَاءَ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ كَفَضْلِ الظَّهَارَةِ عَلَى الْبَطَانَةِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَبِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَلْبَسَ اللَّهُ وَجُوهُهُنَّ النُّورَ وَأَجْسَادَهُنَّ الْحَرِيرَ، بَيضُ الْأَلْوَانِ خَضِرُ الثِّيَابِ صَفْرُ الْحَلِيِّ مَجَامِرُهُنَّ الدَّرُّ وَأَمْشَاطُهُنَّ الذَّهَبُ يَقْلُنَ:

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَانَمُوتُ أَبَدًا وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَانَبِئْسُ أَبَدًا. وَنَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلَا نَظْعُنُ أَبَدًا. وَنَحْنُ الرَّاضِيَّاتُ فَلَانَسْخَطُ أَبَدًا طُوبَى لِمَنْ كُنَّا لَهُ وَكَانَ لَنَا.

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْمَرْأَةُ مِمَّا تَتَزَوَّجُ زَوْجَيْنِ وَالثَّلَاثَةُ وَالْأَرْبَعَةُ ثُمَّ تَمُوتُ فَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَيَدْخُلُونَ مَعَهَا مَنْ يَكُونُ زَوْجَهَا قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهَا تُخَيَّرُ فَتُخْتَارُ أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا فَتَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّ هَذَا كَانَ أَحْسَنَ خُلُقًا مَعِيَ فَزَوِّجْنِيهِ، يَا أُمَّ سَلَمَةَ! ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. (۸)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ سے مروی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "حُورٌ عِينٌ" کے متعلق بتائیے (اس سے کیا مراد ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد گورے رنگ کی حوریں ہیں جو بڑی بڑی آنکھوں والی اور گہرے سیاہ لمبے لمبے بالوں والی ہیں گویا ان کے بال گدھ کے پر ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا حضور مجھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد "كَأَمْثَالِ اللُّوْلُؤِ الْمَكْنُونِ" کے بارے میں بتائیے (کہ اس سے کیا مراد ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا: "اس سے مراد ان کی صفائی اور خوبصورتی ہے جو صدف میں چھپے ہوئے موتی کی سی ہوگی، جسے کسی ہاتھ نے چھوا تک نہ ہو۔" میں نے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حَسَنٌ" کے متعلق بتائیے (کہ اس سے کیا مراد ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا: "کہ اس سے مراد ہے بہترین اخلاق و عادات سے آراستہ اور خوب رو اور حسین و جمیل حوریں۔" پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے ارشاد الہی "كَأَنَّهِنَّ بَيضُ مَكْنُونٍ" کا مطلب بتائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "ان کے جسم

کی نرمی اور نزاکت اس جھلی جیسی ہوگی جو انڈے کے چھلکے کے اندر کی جانب ہوتی ہے۔“ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”عُرْبًا اَتْرَابًا“ کا مطلب بتائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں اس حالت میں مریں کہ بوڑھی پھونس ہو چکی تھیں۔ آنکھوں میں چیڑ اور سر کے بال سفید تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں نئے سرے سے کنواریاں، خاوندوں کی چہیتیاں اور خاوندوں سے عشق رکھنے والیاں اور ہم عمر بنا کر پیدا فرمائے گا“ وہ فرماتی ہیں میں نے حضور سے پوچھا یا رسول اللہ! دنیا کی عورتیں بہتر ہیں یا حوریں؟ حضور نے ارشاد فرمایا: دنیا کی عورتیں افضل ہیں۔ دنیا کی عورتوں کو حوروں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ابرے کو استر پر ہوتی ہے۔“ میں نے پوچھا کس بناء پر؟ فرمایا: ”اس لیے کہ ان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور عبادتیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو منور کر دے گا، ان کے جسم پر ریشمی لباس ہوگا۔ گورے چٹے چہرے ہوں گے۔ سبز پوشاک سے آراستہ ہوں گی۔ سنہری زیور پہنے ہوئے ہوں گی۔ ان کے عود دان موتیوں کے ہوں گے۔ کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ یہ نعمہ و ترانہ الاپ بھی ہوں گی:

ہم ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ موت ہم پر کبھی طاری نہ ہوگی۔ ہم ناز و نعمت کی پروردہ ہیں۔ کبھی مایوس و پریشان نہ ہوں گی۔ ہم دائماً مقیم ہیں کبھی سفر پر نہ جائیں گی۔ خوش رہنے والیاں ہیں ہم کبھی ناراض نہیں ہوتیں۔ خوش بخت ہے وہ جس کے لیے ہم ہیں اور وہ ہمارے لیے۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں: ”میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ایک عورت دنیا میں دو، تین اور چار تک شوہر کر لیتی ہے۔ مرنے کے بعد وہ عورت اور اس کے سب شوہر جنت میں چلے جاتے ہیں تو وہ ان میں سے کس شوہر کو ملے گی۔ حضور فرماتے ہیں: ”اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جسے چاہے چن لے، اور وہ اس شخص کو چنے گی جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ اے رب! اس کا برتاؤ میرے ساتھ سب سے اچھا تھا اس لیے مجھے اسی کی بیوی بنا دے۔ اے ام سلمہ! حسن اخلاق دنیا اور آخرت کی ساری بھلائی لوٹ لے گیا ہے۔

۵۷۔ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا بِيضًا جَعَادًا مُكْحَلِينَ أَبْنَاءُ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ۔

”ایک حدیث میں آتا ہے کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے جسم بالوں سے صاف ہوں گے۔ مسیں بھیگ رہی ہوں گی مگر ڈاڑھی نہ نکلی ہوگی۔ گورے چٹے ہوں گے۔ گٹھے ہوئے بدن ہوں گے۔ آنکھیں سرگیں ہوں گی سب کی عمریں ۳۳ سال کی ہوں گی۔ (مسند احمد) قریب قریب یہی مضمون ترمذی میں حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوسعید خدری سے بھی مروی ہے۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا يَزِيدُ، أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا بِيضًا جَعَادًا مُكْحَلِينَ أَبْنَاءُ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ عَلَى خَلْقِ آدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا فِي عَرْضِ سَبْعِ أذْرَعٍ۔ (۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے جسم بالوں سے صاف ہوں گے، مسیں بھیگ رہی ہوں گی مگر ڈاڑھی نہ نکلی ہوگی، گورے چٹے ہوں گے، گٹھے ہوئے بدن ہوں گے،

آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ سب کی عمریں ۳۳ سال کی ہوں گی۔ اور سب کا جسم حضرت آدم کی ساخت جسم کی طرح ماسخہ ہوتا ہے اور سات ہاتھ چوراہوگا۔“

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسِ الْبَصْرِيِّ، نَابُؤُ دَاوُدَ، نَاعِمُرَانُ أَبُو الْعَوَامِ، عَنْ قِنَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرُودًا مُرْدًا مُكْحَلِينَ أَبْنَاءُ ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً - (۱۰)

(۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو هِشَامِ الرَّفَاعِيُّ، قَالَا: نَاعِمَادُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ الْأَحْوَلِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرُودٌ مُرْدٌ كَحَلِيِّ لَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ - (۱۱)

(۴) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَاعِبُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، نَاعِمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ لَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ - (۱۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں جو جنت میں داخل ہو گیا نیش و تنعم میں رہے گا۔ مایوس و پریشان نہ ہوگا۔ ان کا لباس کبھی بوسیدہ و پرانا نہ ہوگا اور نہ ان کا شباب فنا ہوگا۔

(۵) وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ وَعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ هَارُونَ بْنِ ذِئَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يُبْعَثُ أَهْلُ الْجَنَّةِ عَلَى صُورَةِ آدَمَ فِي مِيلَادِ عَيْسَى ثَلَاثٌ وَثَلَاثِينَ جُرُودًا مُرْدًا مُكْحَلِينَ ثُمَّ يَذْهَبُ بِهِمْ إِلَى شَجَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ فَيُكْسَوْنَ مِنْهَا لَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ - (۱۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت کو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی صورت پر اٹھائے گا۔ سب حضرت عیسیٰ کی عمر یعنی ۳۳ برس کے ہوں گے۔ جسم پر بال نہیں ہوں گے۔ مستیں بھیک رہی ہوں گی ٹمڑاڑھی نہیں نکلی ہوگی۔ آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں ایک درخت کی طرف لے جائے گا۔ اس سے انہیں لباس پہنایا جائے گا جو کبھی بوسیدہ اور پرانا نہ ہوگا اور جوانی و شباب ایسا کہ کبھی فنا نہ ہوگا۔“

حوران جنت اور خواتین دنیا

۵۸۔ حضرت ام سلمہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ دنیا کی عورتیں

بہتر ہیں یا حوریں؟ حضورؐ نے جواب دیا، دنیا کی عورتوں کو حوروں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ابرے کو استر پر ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کس بنا پر؟ فرمایا اس لیے کہ ان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور عبادتیں کی ہیں۔ (طبرانی) تشریح: اہل جنت کی بیویاں تو وہ خواتین ہوں گی جو دنیا میں ایمان لائیں، اور اعمال صالحہ کرتی ہوئی دنیا سے رخصت ہوئیں۔ یہ اپنے ایمان و حسن عمل کے نتیجے میں داخل جنت ہوں گی اور بذات خود جنت کی نعمتوں کی مستحق ہوں گی۔ یہ اپنی مرضی اور پسند کے مطابق یا تو اپنے سابق شوہروں کی بیویاں بنیں گی اگر وہ بھی جنتی ہوں، یا پھر اللہ تعالیٰ کسی دوسرے جنتی سے ان کو بیاد دے گا جب کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی رفاقت پسند کریں۔ رہیں حوریں، تو وہ اپنے کسی حسن عمل کے نتیجے میں خود اپنے استحقاق کی بنا پر جنتی نہیں بنیں گی بلکہ اللہ تعالیٰ جنت کی دوسری نعمتوں کی طرح انہیں بھی اہل جنت کے لیے ایک نعمت کے طور پر جو ان اور حسین و جمیل عورتوں کی شکل دے کر جنتیوں کو عطا کر دے گا تاکہ وہ ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوں۔ لیکن بہر حال یہ جن و پیری کی قسم کی مخلوق نہ ہوں گی، کیونکہ انسان کبھی صحبتِ ناجنس سے مانوس نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اغلب یہ ہے کہ یہ وہ معصوم لڑکیاں ہوں گی جو نابالغی کی حالت میں فوت ہو گئیں اور ان کے والدین جنت کے مستحق نہ ہوئے کہ وہ ان کی ذریت کی حیثیت سے جنت میں ان کے ساتھ رکھی جائیں۔ (تفسیر القرآن ج ۵، الرحمن، حاشیہ ۵۱)

تخریج: (۱) قَالَتْ أُمَّ سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ أَمِ الْحُورُ الْعَيْنُ؟ قَالَ: نِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْحُورِ الْعَيْنِ كَفَضْلِ الظَّهَارَةِ عَلَى الْبِطَانَةِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَبِمَ ذَلِكَ؟ قَالَ: بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ أَلْبَسَ اللَّهُ وَجُوهُهُنَّ النُّورَ، وَأَجْسَادَهُنَّ الْحَرِيرَ، بِيضُ الْوُجُوهِ، خَضْرُ الشِّيَابِ، صَفْرُ الْحُلِيِّ، مَجَامِرُهُنَّ الدُّرُّ وَأَمْشَاطُهُنَّ الذَّهَبُ يَقْلُنَ: الْأَنْحُنُ الْخَالِدَاتُ فَلَانْمُوتُ أَبَدًا الْأَوْنَحُنُ النَّاعِمَاتُ فَلَانَبَأُ أَبَدًا طُوبَى لِمَنْ كُنَّا لَهُ وَكَانَ لَنَا الْخ- (۱۴)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! دنیا کی عورتیں بہتر ہیں یا حوریں؟ حضورؐ نے جواب دیا، ”دنیا کی عورتوں کو حوروں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ابرے کو استر پر ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کس بنا پر؟ فرمایا: ”اس لیے کہ ان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور عبادتیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں پر نور کا لباس پہنا دے گا۔ ان کے جسموں پر ریشمی لباس ہوگا، گورے چٹے چہرے ہوں گے، سبز پوشاک ہوگی اور سنہری زیور، ان کے عود ان موتی کے ہوں گے کنگھیاں سونے کی، اور ان کا ترانہ یہ ہوگا:

سن لو کہ! ہم ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں، موت ہم پر کبھی طاری نہ ہوگی، ہم ناز و نعمت کی پروردہ ہیں، کبھی مایوس و پریشان نہ ہوں گی، خوش بخت ہے وہ جس کے لیے ہم ہیں اور وہ ہمارے لیے۔

(۲) حَدَّثَنَا كِنَادٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَا: نَابُو مُعَاوِيَةَ، نَاعِبُ الرَّحْمَنِ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ

سعد، عن علي، قال: قال رسول الله ﷺ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُورِ الْعِينِ يَرْفَعْنَ بِأَصْوَاتٍ لَمْ يَسْمَعْ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا يَقْلُنَ:

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ (نَهْلِكُ) وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبَأُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا تَسْخَطُ طُوبَى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ. (۱۵)

وفی الباب عن ابی ہریرہ و ابی سعید و انس حدیث علی حدیث غریب.

ترجمہ: حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں حور عین کے لیے ایک اجتماع گاہ ہوگی جہاں وہ بلند آواز سے ایسے ترانے اور نغمے الاپ رہی ہوں گی کہ مخلوقات میں سے کسی نے ایسے نعمات نہ سنے ہوں گے۔ نغمہ سرائی ان الفاظ میں کر رہی ہوں گی:

ہم ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی ہلاک نہ ہوں گی۔ ہم نیش و تنعم کی پروردہ ہیں کبھی مایوس و پشیمان نہ ہوں گی۔ ہم راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوش بختی ہے اس شخص کے لیے جو ہمارے لیے اور ہم اس کے لیے ہیں۔

دنیا کی نیک خواتین کا جنت میں مقام

۵۹۔ إِنَّهَا تَخِيرُ فَتَخْتَارُ أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا فَتَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّ هَذَا كَانَ أَحْسَنَ خُلُقًا مَعِيَ فَزَوِّجْنِيهَا، يَوْمَ سَلَمَةَ، ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ!

”حضرت ام سلمہؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ اگر کسی عورت کے دنیا میں کئی شوہر رہ چکے ہوں اور وہ سب جنت میں جائیں تو وہ ان میں سے کس کو ملے گی؟ حضورؐ فرماتے ہیں ”اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جسے چاہے چن لے، اور وہ اس شخص کو چنے گی جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ اے رب! اس کا برتاؤ میرے ساتھ سب سے اچھا تھا اس لیے مجھے اسی کی بیوی بنا دے۔ اے ام سلمہ! حسن اخلاق دنیا اور آخرت کی ساری بھلائی لوٹ لے گیا ہے۔“

تشبیح: گویا کہ دنیا کی وہ نیک خواتین جو اپنے ایمان و عمل صالح کی بنا پر جنت میں جائیں گی، اللہ تعالیٰ ان سب کو وہاں جو ان بنا دے گا، خواہ وہ کتنی ہی بوڑھی ہو کر مری ہوں۔ نہایت خوبصورت بنا دے گا۔ خواہ دنیا میں وہ حسین رہی ہوں یا نہ رہی ہوں۔ باکرہ بنا دے گا، خواہ دنیا میں وہ کنواری مری ہوں یا بال بچوں والی ہو کر۔ ان کے شوہر بھی اگر ان کے ساتھ جنت میں پہنچیں گے تو وہ ان سے ملاوی جائیں گی، ورنہ اللہ تعالیٰ کسی اور جنتی سے بیاہ دے گا۔ (تفسیر القرآن ج ۵، الواقعہ، حاشیہ: ۱۷)

جنت کی حوریں

۶۰۔ حضرت ام سلمہؓ سے (روایت کرتے ہوئے) فرماتی ہیں کہ میں نے اس آیت (الصُّفَّت: ۹۳) کا مطلب

۱۔ حدیث نمبر ۵۶ کے تحت تخریج آچکی ہے۔

خسور سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ: ”ان کی ٹرمی و نزاکت اس جھلی جیسی ہوگی جو انڈے کے تھلکے اور اس کے گودے کے درمیان ہوتی ہے۔“

تشریح: یہ حدیث سے سورۃ الصّٰفٰت کی آیت نمبر ۴۹ کی تفسیر میں ہے۔ آیت میں فرمانِ ربّانی ہے۔ ”جنت میں نیک لوگوں کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوب صورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی، ایسی نازک جیسے انڈے کے تھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی۔“

(تفسیر القرآن ج ۴، الصفات، ترجمہ آیت: ۴۹، ۵۸)

تخریج: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهَبٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرُجِ الصَّدْفِيُّ الدَّمِيَّاطِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي كَرِيمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ كَانَهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ، قَالَ: رِقَّتُهُنَّ كَرِقَّةِ الْجِلْدَةِ الَّتِي رَأَيْتَهَا فِي دَاخِلِ الْبَيْضَةِ الَّتِي تَلِي الْقَشْرَ وَهِيَ الْغَرَقِيُّ - (۱۶)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آیت کانہن ببيض مکنون کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ان کی جلد ایسی نرم باریک لطیف ہوگی جیسے انڈے کی اندرونی جھلی ہوتی ہے۔“

جنت کا شہد

۶۱۔ وہ مکھیوں کے پیٹ سے نکلا ہوا شہد نہ ہوگا۔

تشریح: قرآن میں فرمانِ ربّانی ہے کہ جنت میں نہریں بہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی۔ یہ حدیث اس کی تشریح ہے یعنی وہ بھی چشموں سے نکلا گا اور نہروں میں بہے گا۔ اسی لیے اس کے اندر موم اور چھتے کے ٹکڑے اور مری ہوئی مکھیوں کی ٹانگیں ملی ہوئی نہ ہوں گی بلکہ وہ خالص شہد ہوگا۔

(تفسیر القرآن ج ۵، محمد، حاشیہ: ۲۳)

تخریج: (۱) قَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ إِنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ وَإِنَّ خَمْرَهَا لَمْ تَدْسَهَا الرِّجَالُ بَارِجُلِهَا. وَإِنَّ عَسَلَهَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ بُطُونِ النَّحْلِ - (۱۷)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں جنت کا دودھ گوبر اور خون کے بیچ میں سے نکلا ہوا نہیں ہوگا اور جنت کی شراب کو مردوں نے اپنے پاؤں سے پانچمال کر کے تیار نہیں کیا ہوگا، اور جنت کا شہد مکھیوں کے پیٹ سے نکلا ہوا نہ ہوگا۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَائِبُ بْنُ هَارُونَ، نَالِ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تَشَقُّقُ الْأَنْهَارُ - (۱۸)

هذا حديث حسن صحيح

ترجمہ: حضرت حکیم اپنے والد معاویہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے دریا بہ رہے ہیں پھر ان سے نہریں نکالی گئی ہیں۔

(۳) قال الحافظ أبو القاسم الطبرانی: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ بْنِ حَمْرَةَ الزُّبَيْرِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الصَّفَرِ السَّكْرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْدَرِ الْخُرَاسَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُغِيرَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ ذَلْهَمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ ذَلْهَمٌ: وَحَدَّثَنِيهِ أَيْضًا أَبُو الْأَسْوَدِ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ لَقِيْطٍ، قَالَ: إِنَّ لَقِيْطَ بْنَ عَامِرٍ خَرَجَ وَافِدًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَعَلَى مَا تَطَّلِعُ مِنَ الْجَنَّةِ؟ قَالَ ﷺ: عَلَى أَنْتَهَارٍ عَسَلٍ مُصَفًّى، وَأَنْتَهَارٍ مِنْ خَمْرٍ مَا بَهَا ضِدَاعٌ وَلَا نَدَامَةٌ، وَأَنْتَهَارٍ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَمَاءٍ غَيْرِ اسِنٍ وَفَاكِهَةٍ الْخ. (۱۹)

ترجمہ: حضرت عاصم بن لقیط بیان کرتے ہیں کہ لقیط بن عامر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کی کس چیز پر آپ مطلع فرماتے ہیں؟ فرمایا: ”شہد خالص کی نہروں پر، شراب طہور کی نہروں پر جس میں سریرانی اور پشیمانی نہیں ہوگی اور دودھ کی نہریں ہوں گی، جس کا ذائقہ متغیر نہیں ہوگا اور صاف ستھرے پانی کی نہریں ہوں گی جس میں کسی قسم کی بونہ ہوگی اور پھل اور میوے ہوں گے۔“

مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم

۶۲۔ ابوداؤد طیالسی، طبرانی اور بیہار نے حضرت انسؓ اور حضرت سمرہ بن جندب سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ

”مشرکین کے بچے اہل جنت کے خادم ہوں گے۔“

تشریح: یہ خادم اہل دنیا کے وہ بچے ہوں گے جو بالغ ہونے سے پہلے مر گئے، اس لیے نہ ان کی کچھ نیکیاں ہوں گی کہ ان کی جزا پائیں اور نہ بدیاں ہوں گی کہ ان کی سزا پائیں۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ اس سے مراد صرف وہی اہل دنیا ہو سکتے ہیں جن کو جنت نصیب نہ ہوئی ہو۔ رہے مومنین صالحین، تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں یہ ضمانت دی ہے کہ ان کی ذریت ان کے ساتھ جنت میں الاملائی جائے گی (الطور: ۲۱)۔

اس کی مزید تفصیل حضرت انسؓ اور حضرت سمرہ بن جندبؓ کی ان روایات میں ملتی ہیں جو انہوں نے نبی ﷺ سے نقل کی ہیں۔ یہ روایات اگرچہ سنداً ضعیف ہیں، لیکن متعدد دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بچے سن رشد کو نہیں پہنچے ہیں وہ جنت میں جائیں گے پھر یہ بھی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن بچوں کے والدین جنتی ہوں گے وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ رہیں گے تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اس کے بعد لامحالہ وہ بچے رہ جاتے ہیں جن کے ماں باپ جنتی نہ ہوں گے۔ سو ان سے متعلق یہ بات معقول معلوم ہوتی ہے کہ وہ اہل جنت کے خادم بنا دیے جائیں (اس کے متعلق تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری اور عمدۃ القاری کتاب الجنائز باب ما قبل فی اولاد المشرکین۔ (رسائل و مسائل سوم، ص: ۱۸۷ تا ۱۷۷))

قرآن میں ان بچوں کے متعلق متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے:

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ - (الطور: ۲۳)

”اور ان کی خدمت کے لیے گردش کریں گے ان کے خادم لڑکے، ایسے خوبصورت جیسے صدف میں چھپے ہوئے موتی۔“

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا -

”اور ان کی خدمت کے لیے گردش کریں گے ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہنے والے ہیں۔ تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ

موتی بکھیر دیے گئے ہیں۔“ (الدھر: ۱۹) (تفسیر القرآن ج ۴، الصفات، حاشیہ: ۲۶)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ عَنْ يَزِيدَ، قَالَ: قُلْنَا لِأَنَسِ: يَا أَبَا حَمْرَةَ مَا تَقُولُ

فِي أَطْفَالِ الْمُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَمْ تَكُنْ لَهُمْ سَيِّئَاتٍ فَيَعَاقِبُوا بِهَا فَيَكُونُوا

مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ حَسَنَاتٍ فَيَجَازُوا بِهَا فَيَكُونُوا مِنْ مُلُوكِ أَهْلِ الْجَنَّةِ هُمْ خِدْمُ

أَهْلِ الْجَنَّةِ - (۲۰)

ترجمہ: حضرت یزید کہتے ہیں ہم نے حضرت انسؓ سے عرض کیا اے ابو حمزہ! مشرکین کے بچوں کے بارے میں آپ کی

کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”ان کے اعمال نامے میں برائیاں تو ہیں نہیں کہ

ان کے مطابق سزا دی جائے اور وہ جہنمی قرار پائیں اور نہ ان کی بھلائیاں اور نیک اعمال ہیں کہ ان سے درگزر کر دیا جائے اور

وہ اہل جنت کے سرداروں میں سے ہو جائیں۔ وہ تو اہل جنت کے خادم ہوں گے۔“

(۲) وَرَوَى هَذَا عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ وَعَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَاشْتَهَرَ

أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ: أَوْلَادُ الْكُفَّارِ خِدْمُ أَهْلِ الْجَنَّةِ - (۲۱)

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ بِالضَّبِيِّ، ثنا عَيْسَى بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ

عَبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَطْفَالِ

الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: هُمْ خِدْمُ أَهْلِ الْجَنَّةِ - (۲۲)

ترجمہ: نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”کفار کی اولاد جنتیوں کی خادم ہوگی۔“

(۴) إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي أَوْلَادَ الْمُشْرِكِينَ فَأَعْطَانِيهِمْ خِدْمًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ - (۲۳)

ترجمہ: نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”میں نے اپنے رب سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے

انہیں بطور اہل جنت کے خادم مجھے عطا فرمادیا۔“

جنت میں بے داغ لوگ داخل ہوں گے

۶۳۔ دنیا کی زندگی میں نیک لوگوں کے درمیان اگر کچھ زنجشیں، بدمزگیاں اور آپس کی غلط فہمیاں رہی ہوں تو آخرت میں

وہ سب دور کر دی جائیں گی۔ ان کے دل ایک دوسرے سے صاف ہو جائیں گے۔ وہ مخلص دوستوں کی حیثیت سے

جنت میں داخل ہوں گے۔ ان میں سے کسی کو یہ دیکھ کر تکلیف نہ ہوگی کہ فلاں جو میرا مخالف تھا اور فلاں جو مجھ سے لڑا تھا اور فلاں جس نے مجھ پر تشدید کی تھی، آج وہ بھی اس ضیافت میں میرے ساتھ شریک ہے۔ اسی کے بارے میں حضرت علیؑ نے فرمایا تھا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ میرے اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کے درمیان بھی صفائی کرادے گا۔

اگر اس کو ہم زیادہ وسیع نظر سے دیکھیں تو یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ صالح انسانوں کے دامن پر اس دنیا کی زندگی میں جو داغ لگ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان داغوں سمیت انہیں جنت میں نہ لے جائے گا بلکہ وہاں داخل کرنے سے پہلے اپنے فضل سے انہیں پاک صاف کر دے گا اور وہ بے داغ زندگی لیے ہوئے وہاں جائیں گے۔ (تفسیر القرآن ج ۲، الاعراف، حاشیہ: ۳۲)

تشریح: وَقَالَ قَتَادَةَ: قَالَ عَلِيٌّ: اِنِّي لَا رَجْوَانَ اَكُوْنَ اَنَا وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ وَنَزَعْنَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ۔ (۲۴)

کیا جنت میں داخلہ عمل کی بنیاد پر ہوگا؟

۶۴۔ اَعْلَمُوا اَنْ اَحَدَكُمْ لَنْ يَدْخُلَهُ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ لَوْ كُنْ اَعْرَضَ كَيْفَا رَسُوْلِ اللّٰهِ! كَيْفَا اَبِيْ بَحِيٍّ؟ فَرَمَا يَابَاں مِيں بَحِيٍّ اِلَّا اَنْ يَتَّعَمَدَنِي اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ”حضورؐ نے فرمایا: خوب جان لو کہ تم محض اپنے عمل کے بل بوتے پر جنت میں نہ پہنچ جاؤ گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بھی؟ فرمایا: ”ہاں میں بھی، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانک لے۔“

تشریح: یہ ایک نہایت لطیف معاملہ ہے جو وہاں پیش آئے گا۔ اہل جنت اس بات پر نہ پھولیں گے کہ ہم نے کام ہی ایسے کیے تھے جن پر ہمیں جنت ملنی چاہیے تھی بلکہ وہ خدا کی حمد و ثنا اور شکر و احسان مندی میں رطب اللسان ہوں گے اور نہیں گے کہ یہ سب ہمارے رب کا فضل ہے ورنہ ہم کس لائق تھے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ ان پر اپنا احسان نہ جتائے گا بلکہ جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ تم نے یہ درجہ اپنی خدمات کے صلے میں پایا ہے، یہ تمہاری اپنی محنت کی کمائی ہے جو تمہیں دی جا رہی ہے، یہ بھیک کے ٹکڑے نہیں ہیں بلکہ تمہاری سعی کا اجر ہے، تمہارے کام کی مزدوری ہے، اور وہ باعزت روزی ہے جس کا استحقاق تم نے اپنی قوت بازو سے اپنے لیے حاصل کیا ہے۔ (تفسیر القرآن ج ۲، الاعراف، حاشیہ: ۳۳)

درحقیقت یہی معاملہ دنیا میں بھی خدا اور اس کے نیک بندوں کے درمیان ہے۔ ظالموں کو جو نعمت دنیا میں ملتی ہے وہ اس پر فخر کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ ہماری قابلیت اور سعی و کوشش کا نتیجہ ہے، اور اسی بنا پر وہ بر نعمت کے حصول پر اور زیادہ متکبر اور مغسبہ بنتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس صالحین کو جو نعمت بھی ملتی ہے وہ اسے خدا کا فضل سمجھتے ہیں، شکر بجالاتے ہیں، جتنے نوازے جاتے ہیں اتنے ہی زیادہ متواضع اور خیم و شفیق اور فیاض ہو جاتے ہیں۔ پھر آخرت کے بارے میں بھی وہ اپنے حسن عمل پر غرور نہیں کرتے کہ ہم تو یقیناً بخشے ہی جائیں گے بلکہ اپنی کوتاہیوں پر استغفار کرتے ہیں، اپنے عمل کی بجائے خدا کے رحم اور فضل سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ ڈرتے ہی رہتے ہیں کہ کہیں ہمارے حساب میں لینے کے بجائے کچھ دینا ہی نہ نکل آئے۔ (تفسیر القرآن ج ۲، الاعراف، حاشیہ: ۳۳)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا اِدمُ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنْ يُنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ. سَدُّوْا وَقَارِبُوا وَغَدُّوْا وَرُوحُوا وَشَىءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقُصْدِ وَالْقُصْدِ تَبْلُغُوا۔ (۲۵)

مسلم کی روایت میں سَدُّوْا تک ہے۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔“ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ فرمایا: ”ہاں! میں بھی محض اپنے عمل کی بدولت نجات نہیں پاسکوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک نہ لے۔“ پھر فرمایا کہ: ”سیدھے سیدھے اور قریب قریب چلو یعنی افراط و تفریط سے بچنے کی کوشش کرو۔ صبح و شام بلکہ رات کا آٹھ حصہ بھی عمل میں بسر کرو۔ میانہ روی اور اعتدال کی روش اختیار کرو، منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔“

(۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَدُّوْا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ۔ (۲۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سیدھے سیدھے رہو اور قریب قریب رہو اور لوگوں کو خوشخبری دو۔ تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں نہیں پہنچائے گا۔“ لوگوں نے عرض کیا آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا؟ فرمایا ”ہاں، میں بھی محض اپنے عمل کے بل بوتے پر جنت میں نہ چلا جاؤں گا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی مغفرت اور رحمت سے ڈھانک نہ لے۔“

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَدُّوْا وَقَارِبُوا وَأَعْلَمُوا أَنْ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدُكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ الخ۔ (۲۷)

ایک روایت میں لَنْ يَنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ بھی مروی ہے۔ (۲۸)

ترجمہ: حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ سیدھے سیدھے اور قریب قریب رہو اور جان لو کہ تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں کبھی نہیں پہنچائے گا۔“

(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى، نَابِئُ عَبْدِ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُنْجِيهِ عَمَلُهُ، قَالُوا: وَمَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ الخ۔

(۵) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، نَابِئُ عَبْدِ عَدِيٍّ، نَا ابْنِ سَعْدٍ، نَا ابْنُ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى

عبدالرحمن بن عوف، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ، لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَّعَمِدَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِفَضْلِ وَرَحْمَةٍ۔

(۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، نَأْبِي، نَأْيَ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَارِبُوا وَسَدِّدُوا وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَنْجُوا أَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْتَ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَّعَمِدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ۔ (۲۹)

(۷) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَّعَمِدَنِي اللَّهُ بِفَضْلِ وَرَحْمَةٍ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَلَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزِدَّادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يُسْتَعْتَبَ۔ (۳۰)

عالمِ آخرت میں قوائے انسانی

عالمِ آخرت میں انسان کی قوتوں کا پیمانہ وسیع ہو جائے گا۔ وہاں آنکھوں کی بینائی اتنے بڑے پیمانہ پر ہوگی کہ جنت اور دوزخ اور اعراف کے لوگ جب چاہیں گے ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ وہاں آواز اور سماعت بھی اتنے بڑے پیمانہ پر ہوگی کہ ان مختلف دنیاؤں کے لوگ ایک دوسرے سے بہ آسانی گفت و شنید کر سکیں گے۔ ایسے بیانات جو عالمِ آخرت کے متعلق ہمیں قرآن میں ملتے ہیں، اس بات کا تصور دلانے کے لیے کافی ہیں کہ وہاں زندگی کے قوانین ہماری موجودہ دنیا کے قوانینِ طبیعی سے بالکل مختلف ہوں گے، اگرچہ ہماری شخصیتیں یہی رہیں گی جو یہاں ہیں۔ جن لوگوں کے دماغ اس عالمِ طبیعی کے حدود میں اس قدر مقید ہیں کہ موجودہ زندگی اور اس کے مختصر پیمانوں سے وسیع تر کسی چیز کا تصور ان میں نہیں ساسکتا۔ وہ قرآن اور حدیث کے ان بیانات کو بڑے اچنبھے کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بسا اوقات ان کا مذاق اڑا کر اپنی خفیف العقلی کا مزید ثبوت بھی دینے لگتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان بے چاروں کا دماغ جتنا تنگ ہے زندگی کے امکانات اتنے تنگ نہیں ہیں۔

(تفسیر القرآن ج ۲، الاعراف، حاشیہ: ۳۵)

آخرت میں انسان کی سماعت اور بینائی اور گویائی کس پیمانے کی ہوگی؟ جنت میں بیٹھا ہوا ایک آدمی (جب چاہے گا) کسی ٹیلی ویژن کے آلے کے بغیر بس یونہی جھک کر ایک ایک ایسے شخص کو دیکھ لے گا جو اس سے نہ معلوم کتنے ہزار میل کے فاصلے پر جہنم میں مبتلائے عذاب ہوگا۔ پھر یہی نہیں کہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں، بلکہ ان کے درمیان کسی ٹیلی فون یا ریڈیو کے توسط کے بغیر براہ راست کلام بھی ہوتا ہے۔ وہ اتنے طویل فاصلے سے بات کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں۔

(تفسیر القرآن ج ۲، الصافات، حاشیہ: ۳۲)

جو بوؤ گے سو کاٹو گے

۶۵۔ الدُّنْيَا مَزْرَعَةٌ الْآخِرَةُ۔

”دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔“

تشریح: دنیا اور آخرت دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی سلسلہ ہے جس کی ابتدا دنیا ہے اور انتہا آخرت ہے۔ اور دونوں میں وہی تعلق ہے جو کھیتی اور فصل میں ہوتا ہے۔ آپ زمین میں بل جوتے ہیں، پھر بیج بوتے ہیں، پھر پانی دیتے ہیں، پھر کھیتی کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ فصل تیار ہو جاتی ہے، اور اس کو کاٹ کر آپ سال بھر تک مزے سے کھاتے رہتے ہیں۔ آپ زمین میں جس چیز کی کاشت کریں گے، اسی کی فصل تیار ہوگی۔ گیہوں بوئیں گے تو گیہوں پیدا ہوگا۔ کانٹے بوئیں گے تو کانٹے پیدا ہوں گے۔ کچھ نہ بوئیں گے تو کچھ نہ پیدا ہوگا۔ بل چلانے اور بیج بونے اور پانی دینے اور کھیتی کی رکھوالی کرنے میں جو غلطیاں اور کوتاہیاں آپ سے ہوں گی ان سب کا برا اثر آپ کو فصل کاٹنے کے موقع پر معلوم ہوگا۔ اور اگر آپ نے یہ سب کام اچھی طرح کیے ہیں تو ان کا فائدہ بھی آپ فصل ہی کاٹنے کے وقت دیکھیں گے۔ بالکل یہی حال دنیا اور آخرت کا ہے۔ دنیا ایک کھیتی ہے۔ اس کھیتی میں آدمی کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ اپنی محنت اور اپنی کوشش سے اپنے لیے فصل تیار کرے۔ پیدائش سے لے کر موت تک کے لیے آدمی کو اس کام کی مہلت دی گئی ہے۔ اس مہلت میں جیسی فصل آدمی نے تیار کی ہے ویسی ہی فصل وہ موت کے بعد دوسری زندگی میں کاٹے گا۔ اور پھر جو فصل وہ کاٹے گا اسی پر آخرت کی زندگی میں اس کا گزر بسر ہوگا۔ اگر کسی نے عمر بھر دنیا کی کھیتی میں اچھے پھل بوئے ہیں اور ان کو خوب پانی دیا ہے اور ان کی خوب رکھوالی کی ہے، تو آخرت کی زندگی میں جب وہ قدم رکھے گا، تو اپنی محنت کی کمائی ایک سرسبز و شاداب باغ کی صورت میں تیار پائے گا۔ اور اسے اپنی اسی دوسری زندگی میں پھر کوئی محنت نہ کرنی پڑے گی، بلکہ دنیا میں عمر بھر محنت کر کے جو باغ اس نے لگایا تھا، اسی باغ کے پھلوں پر وہ آرام سے زندگی بسر کرے گا۔ اسی چیز کا نام جنت ہے اور آخرت میں بامراد ہونے کا یہی مطلب ہے۔ اس کے مقابلے میں جو شخص اپنی دنیا کی زندگی میں کانٹے اور کڑوے کیلے، زہریلے پھل بوتارہا ہے آخرت کی زندگی میں انہی کی فصل اسے تیار ملے گی۔ وہاں پھر اس کو دوبارہ اتنا موقع نہیں ملے گا کہ اپنی اس حماقت کی تلافی کر سکے اور اس خراب فصل کو جلا کر دوسری اچھی فصل تیار کر سکے۔ پھر تو اس کو آخرت کی ساری زندگی اسی فصل پر بسر کرنی ہوگی جسے وہ دنیا میں تیار کر چکا ہے۔ جو کانٹے اس نے بوئے تھے انہی کے بستر پر اسے لیٹنا ہوگا اور جو کڑوے کیلے زہریلے پھل اس نے لگائے تھے، وہی اس کو کھانے پڑیں گے۔ یہی مطلب ہے آخرت میں ناکام و نامراد ہونے کا۔

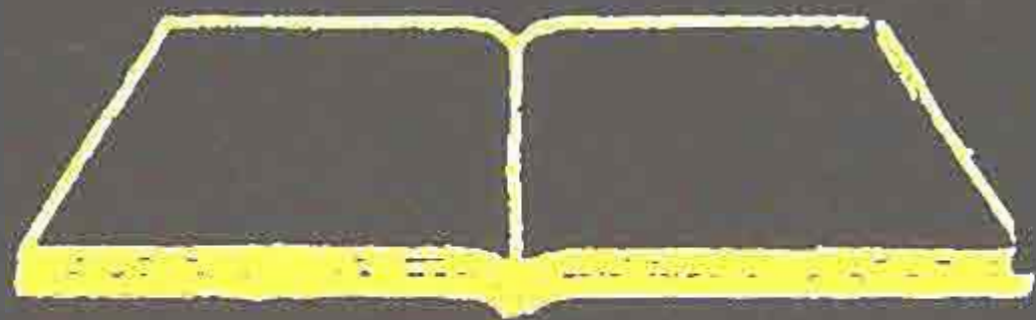
آخرت کی یہ شرح جو بیان کی گئی ہے، حدیث اور قرآن سے یہی شرح ثابت ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آخرت کی زندگی میں انسان کا نامراد یا بامراد ہونا اور اس کے انجام کا اچھا یا برا ہونا دراصل نتیجہ ہے دنیا کی زندگی میں اس کے علم اور عمل کے صحیح یا غلط ہونے کا۔

تشریح: قَالَ السَّخَاوِيُّ: لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَعَ إِيرَادِ الْفَرَائِي فِي الْإِحْيَاءِ. قُلْتُ: مَعْنَاهُ صَحِيحٌ يُشْتَبَسُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ۔ (۳۱) (الشوری: ۲۰)

ماخذ

- (۱) بخاری ج ۲ کتاب الرد علی الجہمیة وغیرہم التوحید، باب قول اللہ یریدون ان یدلوا کلام اللہ الخ لقول فصل حتی یمامو بالنہزل باللعب۔ ☆ کتاب التفسیر سورة السجدة۔ ☆ ج ۱ کتاب بدأ الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة وانہا مخلوقة۔ ☆ مسلم ج ۲ ص ۲ کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها۔ اور کتاب الايمان۔ ☆ ترمذی ابواب التفسیر سورة السجدة۔ ترمذی نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ ☆ ابواب التفسیر سورة واقعه۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الزهد باب صفة الجنة۔ ☆ شعب الايمان اللبيهي ج ۱ حديث ۳۸۲۔ ☆ دارمی ج ۲۔ الرقاق باب من يدخل الجنة ينعم لا يبأس۔ ☆ المعجم الكبير للطبرانی ج ۶ ص ۱۲۲-۲۰۱۔ ابن مبر علی قلب احدی بھی ہے۔ ☆ رياض الصالحين ص ۴۶۶۔ ☆ ابن جریر ۲۴/۲۲ سورة السجدة۔ ☆ المستدرک للحاکم ج ۲ سورة السجدة۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۳، ۳۷۰، ۳۷۰، ۴۰۷، ۴۱۶، ۴۲۸، ۴۶۲، ۴۶۶، ۵۰۶، ابو هريرة۔ ج ۳ ص ۱۰۴، ۱۷۲، ۲۰۰، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۵۵ ج ۵ ص ۲۳۴۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۴۱۲۔ ابو سعید خدری۔ ☆ ابن جریر نے مغیرہ بن شعبہ، ابو سعید خدری، سهل بن سعد ساعدی کی روایات بھی ص ۶۶ اور ۶۷ پر نقل کی ہیں۔ ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۴ ص ۲۵۵۔ عن ابی هريرة۔ ☆ ابن کثیر ج ۳ ص ۴۶۰-۴۶۱۔
- (۲) تفسیر ابن جریر ج ۱۱ پ ۲۷ سورة الرحمن ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۵ ص ۱۴۴ بحوالہ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردويه، اور بیہقی فی البعث ☆ تفسیر ابن کثیر ج ۴ سورة الرحمن۔ ☆ البحر المحيط ج ۸ ص ۱۹۶۔
- (۳) بخاری ج ۲ کتاب التفسیر۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب الجنة وصفة نعيمها۔ ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۵ ص ۱۴۴۔ ☆ دارمی ج ۲ کتاب الرقاق باب ۱۰۳۔ ☆ ترمذی ابواب صفة الجنة باب ماجاء فی صفة غرف الجنة۔ ☆ هذا حديث صحيح۔
- (۴) مسلم ج ۲ کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها۔ ☆ ترمذی ج ۲ ابواب التفسیر سورة الزمر۔ ترمذی نے وروی ابن المبارک وغیرہ هذا الحديث عن الثوري ولم يرفعه بهی نقل کیا ہے۔ ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۸۳ عن ابو سعید خدری۔ ☆ رياض الصالحين ص ۴۶۸ عن ابی هريرة۔ ☆ تفسیر ابن کثیر ج ۲ سورة الحجر۔
- (۵) دارمی ج ۲ کتاب الرقاق باب ما يقال أهل الجنة اذا دخلوها۔ ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۲ سورة الاعراف۔ بحوالہ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردويه۔
- (۶) ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء فی صفة مزاج رسول الله ﷺ۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ سورة الواقعة بحوالہ عبد بن حمید۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۱۰۔ عن عائشة۔ ☆ البداية والنهاية ج ۶ ص ۴۷، ۴۸۔ هذا مرسل من هذا الوجه۔
- (۷) ابن کثیر ج ۴ سورة الواقعة بحوالہ ابن ابی حاتم۔ ☆ فتح القدير للشوكاني ج ۵ بحوالہ الطبرانی، ابن مردويه، ابن قانع، البيهقي فی البعث۔ ☆ ابو داؤد الطيالسي ص ۱۸۵، سلمة بن يزيد الجعفي۔ ☆ ابو داؤد طيالسي نے قال: من اشيب وغير الشيب کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ ☆ ابن جریر ج ۱۱ پ ۲۷، سورة واقعه۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۱۹۔
- (۸) ابن کثیر ج ۴ سورة الواقعة بحوالہ الطبرانی۔ ☆ ابن جریر ج ۱۱ پ ۲۷، سورة واقعه ابن جریر میں سن آواتی ہے لے کر فعملهن عناری تک ہے۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۱۹ اور ج ۱۰ ص ۴۱۷۔ ☆ كنز العمال ج ۱۶ ص ۵۶۔

- (۹) احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۹۵ مرویات ابی ہریرہ۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۹۹ عن ابی ہریرہ۔
- (۱۰) ترمذی ابواب صفة الجنة عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی سنن اهل الجنة۔ طبرانی نے بھی اسے روایت کیا ہے اس میں وہم علی خلق آدم ستون ذراعاً منقول ہے۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ سورة الواقعة۔ مجمع الزوائد ج ۱۰۔
عن معاذ بن جبل۔ ان شہرا لم یدرک معاذ بن جبل۔
- (۱۱) ترمذی ابواب صفة الجنة عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی صفة ثياب اهل الجنة۔
- (۱۲) مسلم ج ۲ کتاب الجنة وصفہ نعیمها واهلها۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۹۷۔ عن ابن عمر۔
- (۱۳) تفسیر ابن کثیر ج ۴ سورة الواقعة۔
- (۱۴) تفسیر روح المعانی جز ۲۷ سورة الرحمن۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ بحوالہ الطبرانی۔
- (۱۵) ترمذی ج ۲ ابواب صفة الجنة۔ باب ماجاء فی کلام الحور العین۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۲-۲۹۳۔
- (۱۶) تفسیر ابن جریر جز ۲۴/۲۲ ص ۳۷ سورة الصافات۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ سورة صافات اور سورہ واقعہ۔
- (۱۷) ابن کثیر ج ۴ سورة محمد فی حدیث مرفوع۔ ☆ روح المعانی ج ۹ پ ۲۶ ص ۴۴ پر بھی سعید بن جبیر کا مذکورہ بالا قول نقل کیا گیا ہے۔
- (۱۸) ترمذی ابواب صفة جهنم۔ ج ۲ باب ماجاء فی صفة انهار الجنة۔ ☆ مسند احمد ج ۵ ص ۵۔ معاویہ بن حیدہ عن النبی ﷺ وهو جد بهز بن حکیم۔ ☆ ابن کثیر ج ۴ ص ۱۷۶۔ ☆ فتح القدير ج ۵ سورة محمد بحوالہ ابن المنذر، ابن مردويه اور بیہقی فی البعث۔
- (۱۹) ابن کثیر ج ۴ سورة محمد بحوالہ الطبرانی۔
- (۲۰) مسند ابی داؤد الطیالسی مرویات انس بن مالک یزید بن ابان عن انس۔
- (۲۱) روح المعانی ج ۹ پ ۲۷ سورة الواقعة۔
- (۲۲) المعجم الكبير للطبرانی ج ۷ حدیث ۶۹۹۳۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۷۔ کتاب القدر باب فی اولاد المشرکین۔ ☆ کنز العمال ج ۱۴ حدیث ۳۹۳۰۴۔ کنز العمال نے طبرانی اوسط کے حوالہ سے اولاد المشرکین خدام اهل الجنة کے الفاظ نقل کیے ہیں۔
- (۲۳) کنز العمال ج ۱۴ حدیث ۳۹۳۰۶ بحوالہ ابو الحسن بن ملة فی امالیہ عن انس۔
- (۲۴) ابن کثیر جلد ۲ سورة اعراف۔
- (۲۵) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب القصد والمداومة علی العمل۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب صفة المنافقین واحکامها باب لن یدخل احدا الجنة بعمله بل برحمة الله۔ ☆ مجمع الزوائد ج ۱۰ عن ابی ہریرہ۔
- (۲۶) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق۔ باب القصد والمداومة علی العمل۔ ☆ مسلم ج ۲ کتاب صفة المنافقین واحکامها، باب لن یدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله۔ ☆ مسند احمد ج ۶ روایت عائشة۔
- (۲۷) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب القصد والمداومة علی العمل۔ ☆ دارمی ج ۲ کتاب الرقاق باب لمن ینجی احدکم عمله۔
- (۲۸) ابن ماجہ ابواب الزهد باب التوفی علی العمل ج ۲ ص ۱۴۰۵۔ ابن ماجہ اور دارمی میں منقول روایت کے آخر میں برحمة وفضل ہے۔ ☆ ابن کثیر ج ۲۔ سورة الاعراف۔ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۵، ۲۵۶، ۲۶۴، ۳۱۹، ۳۲۶، ۳۴۴، ۳۸۵، ۳۹۰، ۴۵۱، ۴۶۵، ۴۶۹، ۴۷۳، ۴۸۲، ۴۸۸، ۴۹۵، ۵۰۳، ۵۰۹، ۵۱۴، ۵۱۹، ۵۲۴، ۵۳۷۔ ج ۳ ص ۵۲-۳۳۷، ۳۶۲، ۳۹۴۔ ج ۶ ص ۱۲۵۔
- (۲۹) مسلم ج ۲ کتاب صفة المنافقین واحکامها، باب لن یدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله۔
- (۳۰) بخاری ج ۲ کتاب المرضی باب تمنی المرضی الموت۔
- (۳۱) الاسرار المرفوعة فی اخبار الموضوعة۔ ص ۹۹۔ ج ۲۰۵۔



اداره معارف اسلامی